بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلَآ اِنَّ اَوۡلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوۡفٌ عَلَیۡہِمۡ وَلَا ھُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ

ترجمہ: سُن لو بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ کچھ غم.

صحائف اشرفی

حصہ اوّل

در تذکرۂ حیات مخدوم سمناں علیہ الرحمہ و در بیان سفر عرب و عجم حضور اشرفی میاں علیہ الرحمہ

مُرتبہ

اعلیٰ حضرت شیخ المشائخ مولانا الحاج ابو احمد

سیّد محمد علی حسین (اشرفی میاں)

الاشرفی الجیلانی کچھوچھوی

باہتمام

اشرف العلماء حضرت علامہ الحاج

سیّد حامد اشرف

الاشرفی الجیلانی کچھوچھوی

ناشر

ادارہ "فیضانِ اشرف" سُنّی دارالعلوم محمدیہ مینارہ مسجد محمد علی روڈ بمبئی ۳

ادارہ "فیضانِ اشرف" دارالعلوم محمدیہ باوٗلا مسجد دلائل روڈ بمبئی ۱۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ

ترجمہ: سن لو بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے، نہ کچھ غم۔

صحائف اشرفی

حصہ اوّل

مُرتّبہ

اعلیٰحضرت شیخ المشائخ شبیہہ غوث الثقلین مولانا الحاج ابواحمد سیّد محمد علی حسین الاشرفی الجیلانی کچھوچھوی سجادہ نشین خانقاہ حسنیہ سرکار کلاں، درگاہ رسول پور کچھوچھہ شریف فیض آباد (یو پی)،

باھتمام

نبیرۂ شیخ المشائخ شبیہہ غوث الثقلین اشرف العلماء بانی دارالعلوم محمدیہ حضرت علامہ الحاج سید شاہ حامد اشرف الاشرفی الجیلانی کچھوچھوی، خطیب و امام زکریا مسجد ممبئی نمبر ۳ ۰ ۰ ۰ ۰ ۴

ناشر

ادارۂ "فیضانِ اشرف" سُنّی دارالعلوم محمدیہ مینارہ مسجد محمد علی روڈ ممبئی ۳

ادارۂ "فیضانِ اشرف" دارالعلوم محمدیہ باؤلا مسجد دلائل روڈ ممبئی ۱۳

کتاب ________ صحائف اشرفی (حصہ اول)
مرتب ________ حضرت شیخ المشائخ اشرفی میاں علیہ الرحمہ
پروف ریڈنگ ________ مولوی حافظ محمد نور الہدیٰ اشرفی رودر پوری
کتابت ________ حافظ وجہ القمر خان رضوی بستوی
صفحات ________ دو سو بہتر (۲۷۲)
سنہ طباعت ________ سنہ ۱۴۱۷ھ م سنہ ۱۹۹۶ء
تعداد بار دوم ________ دو ہزار (۲۰۰۰)
باہتمام ________ اشرف العلماء سید حامد اشرف صاحب قبلہ
ناشر ________ ادارہ "فیضان اشرف" سنی دار العلوم محمدیہ ممبئی (رجسٹرڈ نمبر: بی ۴۲۹۹)
مطبع ________ رضا آفسیٹ (کیلکو) ۱۲۳ ار ایم۔ ای سارنگ مارگ آف مین وارڈ ممبئی ۳
قیمت ________

ملنے کے پتے :-

۱۔ ادارہ فیضانِ اشرف سنی دار العلوم محمدیہ منارہ مسجد، ۱۴۱ محمد علی روڈ ممبئی نمبر ۳ فون: ۳۷۵۴۲۷۰
۲۔ ادارہ فیضان اشرف سنی دار العلوم محمدیہ باولا مسجد ولائل روڈ۔ ممبئی ۴۰۰۰۱۳۔ فون: ۳۰۸۷۶۷۰
۳۔ امام و خطیب ذکریا مسجد، ممبئی نمبر ۳
۴۔ امام و خطیب مسجد سنگتراشاں نمبر ۸۲ ڈمٹمکر روڈ، ممبئی نمبر ۸
۵۔ حق اکیڈمی مبارکپور، ضلع اعظم گڑھ ۲۷۶۴۰۴
۶۔ مولانا مستقیم رضوی مرزاپوری اشرفی۔ نوری بکڈپو، درگاہ رسول پور۔ کچھوچھہ شریف فیض آباد (یو۔پی)
۷۔ ذکار اللہ خان اشرفی۔ سیکٹر C ۳۶، بلاک نمبر ۶، کوارٹر ۲، بریلی کالونی لانڈھی، کراچی نمبر ۳۰، پاکستان۔

فہرست مضامین "صحائف اشرفی"

حصہ اوّل

نواں صحیفہ

کرامات کا بیان

اعتذار

جس کتاب کے منظرِ عام پر آنے کا تذکرہ برسوں سے ہو رہا تھا اور اہلِ عقیدت جس کے لئے فرطِ محبت میں دل و نظر فرشِ راہ کئے اور جبینِ نیاز جھکائے ہوئے سراپا منتظر تھے، اب انتظار کی صبر آزما گھڑیاں ختم ہوئیں اور "صحائف اشرفی" اپنے صوری و معنوی حسن و خوبی کے ساتھ اہلِ بصیرت و عقیدت کے دل و نظر، فکر و عمل کی تسکین کے لئے شائع کر کے پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ کسی کتاب کو منظرِ عام پر لانے کے سلسلے میں کتابت و طباعت اور اسکی صحت میں کتنی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے، کتنے تکلیف دہ مراحل سے گذرنا پڑتا ہے اس کا اندازہ صحیح معنوں میں انھیں حضرات کو ہوگا جو ان پر خار وادیوں سے گذرے ہوں گے۔ ساحلِ سمندر پر کھڑے رہ کر طوفان کا صحیح اندازہ نہیں لگایا جاسکتا ہے۔ ع کنارے سے کبھی اندازۂ طوفاں نہیں ہوتا۔

حتی الامکان کتاب کی تصحیح، کتابت کا معیار، حروف کی دلکشی، کاغذ کی پائداری، طباعت کی نفاست وغیرہ کا بے حد خیال رکھا گیا ہے جس کی عوام الناس کو اکثر شکایات رہا کرتی ہیں۔ باوجود ان کاوشوں کے اگر اہلِ کرم کی نظر میں کوئی غلطی نظر آجائے تو مطلع فرمائیں، پوری سنجیدگی سے غور و فکر کے بعد انشاء اللہ الرحمٰن دوسرے ایڈیشن میں شکریہ کے ساتھ تصحیح کر دی جائے گی۔

ہمیں افسوس کے ساتھ اس بات کا اظہار کرنا پڑ رہا ہے کہ "صحائف اشرفی" میں جا بجا حقیقت افروز اور نصیحت آموز فارسی اشعار کے ترجمے ہدیۂ ناظرین نہ کر سکے اس کمی کا شدت کے ساتھ ہم خود بھی احساس کر رہے ہیں۔ قارئین اس کو ہماری عدم توجہی پر نہیں بلکہ کثرتِ کار ہجومِ افکار پر محمول فرمائیں گے اور کتاب "صحائف اشرفی" کے متعلق اپنے فکر و خیال سے ہمیں ضرور آگاہ کرنے کی زحمت گوارا کریں گے۔ فقط والسلام

نیک دعاؤں کا طلبگار یکے از سگِ بارگاہِ اشرف

محمد نور الہدیٰ اشرفی رُودَر پوری

مدرس دار العلوم محمدیہ بمبئی و خطیب و امام مسجد سنگتراشاں بمبئی

یوم پنجشنبہ۔ یکم محرم الحرام ۱۴۰۵ھ م ۲۷ ستمبر ۱۹۸۴ء

کلماتِ تصدیر

سیدی وسندی ومرشدی وجدّی حضرت شیخ المشائخ مولانا سید شاہ ابواحمد محمد علی حسین اشرفی جیلانی علیہ الرحمہ والرضوان حلقۂ مشائخ وعلماء میں احسن الوجوہ ہونے کی بنا پر شبیہ غوث الثقلین سے معروف اور جانے پہچانے جاتے تھے۔ چنانچہ شیخ مارہرہ حضرت قدوۃ السالکین مولانا سید شاہ آل رسول مارہروی علیہ الرحمہ نے حضرت جدی اشرفی میاں علیہ الرحمہ کو شبیہ غوث الثقلین سے یاد فرمایا۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کو جب یہ معلوم ہوا کہ ان کے پیر ومرشد حضرت آلِ رسول علیہ الرحمہ کی طبیعت زیادہ ناساز ہے تو آپ خود بغرض مزاج پرسی مارہرہ شریف تشریف لے گئے۔ حضرت آل رسول علیہ الرحمہ نے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کو دیکھ کر فرمایا کہ میرے پاس سرکار غوث اعظم علیہ الرحمہ والرضوان کی امانت خاص ہے جسے اولاد غوث میں شبیہ غوث الثقلین مولانا سید شاہ ابواحمد محمد علی حسین اشرفی جیلانی کچھوچھوی کو سونپنی اور پیش کر دینی ہے۔ اور وہ اس وقت محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء چشتی رضی اللہ عنہ کے آستانہ پر ہیں، محراب مسجد میں ملاقات ہوگی

چنانچہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ دلّی تشریف لائے۔ حضرت محبوب الٰہی علیہ الرحمہ کے آستانہ پہ حاضری دی پھر مسجد میں تشریف لائے تو واقعی پیر کی نشاندہی کے بموجب حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ کو محراب مسجد میں پایا اور برجستہ فی البدیہہ یہ شعر کہے ؎

اشرفی اے رخت آئینۂ حسنِ خوباں
اے نظر کردہ وپروردۂ سہ محبوباں

پھر عرض مدعا کیا۔ حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ نے مارہرہ شریف میں حاضری دی حضرت شاہ آل رسول علیہ الرحمہ نے سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ کی اجازت اور خلافت بخشی اور یہ فرمایا کہ

جس کا حق تھا اس تک یہ امانت پہونچا دی۔ اس کے بعد حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ حضرت شاہ آل رسول علیہ الرحمہ کے خاتم الخلفاء کہلائے۔

پچھلے سال عرس قاسمی کے موقع پر مارہرہ شریف فقیر حقیر سیّد حامد اشرف نے حاضری دی۔ دل میں یہ جستجو اور خواہش تھی کہ معلوم کیا جائے کہ حضرت جدّی اشرفی میاں علیہ الرحمہ خانقاہ برکاتیہ کے کس حجرے میں تشریف فرما ہوئے تھے۔ حضرت حسن میاں دامت برکاتہم سے دریافت کیا۔ صندل پوشی کے وقت حضرت حسن میاں زید مجدہ ایک حجرے میں مجھے لے گئے اور فرمایا کہ یہی وہ حجرہ ہے کہ جس میں حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ قیام پذیر ہوتے تھے۔ اس وقت اس حجرے میں حضرت محمد میاں علیہ الرحمہ کا مزار پر انوار ہے۔

حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ کی خانوادۂ اشرفیہ میں واحد شخصیت ہے جنہوں نے سلسلۂ اشرفیہ کو عرب و عجم کے دیار و امصار میں متعارف کرایا اور اس سلسلہ کی ترویج و اشاعت فرمائی۔ اور یہ حق ہے کہ آپ کو سلسلہ اشرفیہ کا مبیّن و مظہر و مجدّد کہا جائے۔ اور آپ اپنے جدّ کریم حضرت مخدوم میر سیّد اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ والرضوان کے سیرۃً کامل جانشین اور متبع ہونے کی حیثیت سے آپ بے شک اکبر الولد کے مصداق تھے۔ آپ کی ظاہری و باطنی دونوں زندگیاں حضرت مخدوم سمناں علیہ الرحمہ کی اتباع کی آئینہ دار تھیں۔ اتباع کا یہ مفہوم صرف حیات ظاہری سے متعلق ہے بعد ممات اتباع کا تصور ممکن ہی نہیں لیکن آپ نے حضرت مخدوم سمناں علیہ الرحمہ کے پائیں اپنی قبر کے لئے تاکید فرماکر لفظ اتباع کو ایک نیا مفہوم بخش دیا تاکہ صبح قیامت کو بھی اپنے محبوب حضرت مخدوم سمناں علیہ الرحمہ کے اتباع میں اٹھیں۔ دنیا سے رخصت ہو جانے کے بعد اپنے محبوب کے پائیں اس انداز میں پڑا رہنا کہ کبھی کروٹ نہ بدلی یہ اتباع کا انوکھا انداز ہے۔

حضرت جدّی اشرفی میاں علیہ الرحمہ نے حضور والد محترم مولانا سیّد شاہ مصطفٰے اشرف صاحب علیہ الرحمہ سے فرمایا فرزند پسر مصطفٰے اشرف مجھے فرزند مولانا سیّد احمد اشرف علیہ الرحمہ اور والدۂ سیّد محمد محدث علیہا الرحمہ (جو اشرفی میاں کی بڑی صاحبزادی تھیں) کے مابین دفن کرنا چونکہ یہ اتنا حصہ بالکل میرے جدّ کریم مخدوم سمناں علیہ الرحمہ کے پائیں ہے۔ حضور والد محترم علیہ الرحمہ نے عرض کیا کہ حضور وہاں اتنی جگہ نہیں ہے کہ قبر بنائی جاسکے۔

حضرت جدی اشرفی میاں علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ جس کا نام لے کر فقیر اشرفی در در مارا مارا پھرا اور جن کا کھلاتا رہا کیا وہ اپنے پائیں ایک قبر کی جگہ بھی نہ عطا فرمائیں گے۔

آج اسی جگہ پہ آپ کا مزار پرانوار مرجع خاص وعام ہے اور فیض رسانی کا سرچشمہ بنا ہے۔

حضور جدی اشرفی میاں علیہ الرحمہ اپنی نسبی فضیلت اور خاندانی وجاہت کی بنا پر لائق مدح وستائش ہیں۔ آپ اس نسب پاک سے متعلق ہیں جو لائق صد افتخار ہے۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم جس نسب کے بارے میں فرماتے ہیں:۔

ان اللہ اصطفی کنانۃ من ولد اسماعیل واصطفیٰ قریشًا من کنانۃ ومن قریش بنی ھاشم واصطفانی من بنی ھاشم

اللہ تعالےٰ اولاد اسماعیل میں قبیلہ بنی کنانہ کو منتخب فرمایا اور بنو کنانہ میں سے قریش کے خاندان کا انتخاب فرمایا اور قریش میں بنو ہاشم کو اعزاز بخشا اور محمد کو بنو ہاشم میں مصطفےٰ کیا۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)

اور ایک حدیث پاک میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات سے نسبی اور سببی علاقہ رکھنے والوں کو ایک غیر معمولی حیثیت دے دی۔ ارشاد گرامی ہے:۔

کل نسبٍ و سببٍ یقطع یوم القیامۃ الآ نسبی وصہری

تمام رشتے اور ناطے قیامت کے دن منقطع ہو جائیں گے علاوہ میرے رشتے ناطے کے

میں یہ سمجھتا ہوں کہ جس شخصیت کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبی وسببی شرافت حاصل ہو جائے اس کو ذاتی طور پر دیگر تمام شخصیات پر ان کی تمام وہبی وکسبی خوبیوں پر بالاتر ہے۔

حضور اشرفی میاں علیہ الرحمہ کی شخصیت اپنے اقران اور ہم عصروں میں صورت سیرت کردار عمل حسن اخلاق اور علو ہمتی میں نمایاں تھی۔ نیز شریعت کی پابندی کا از حد احترام فرماتے تھے۔ چنانچہ بوقت وضو ماء مستعمل سے بچنے کے لئے پوستین پہن لیا کرتے تھے۔ خلال انگشتِ دست وپا معمول کے طور پر کرتے تھے۔ بسلسلۂ طہارت کلوخ کا استعمال بطور سنت کرتے تھے۔

آپ کی شرعی وجاہت کا یہ عالم تھا کہ جب بارگاہ سرکار غوث اعظم میں حاضری دی تو

صاحب سجادہ خود استقبال کے لئے تشریف لائے اور اپنا مہمان خاص رکھا۔

آپ نے اپنی زندگی کے چند نقوش والہامی تاثرات کو نظم و نثر میں پیش کیا ہے اس وقت ہمارے سامنے منظوم "تحائف اشرفی" جس میں اصناف سخن کا لطف موجود ہے۔ آپ کے اس کلام میں عربی، فارسی، اردو اور ہندی کے تمام اقسام، دادر، ٹھمری اور بروگ وغیرہ پائے جاتے ہیں۔ وظائف اشرفی جو نثر میں ہے لیکن وہ مختلف اوراد و اشغال واذکار اور مراقبے کا مجموعہ ہے جسے ہم "درر منثورہ" "بہیۂ سنیہ" کہہ سکتے ہیں۔ حقیقۃً نثر میں آپ کی تالیف منیف "صحائف اشرفی" ہے جس کے مطالعے کے بعد یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ حضرت مخدوم سمناں علیہ الرحمۃ والرضوان اس صدی کے جہانیان جہاں گشت تھے۔ اور سیروا فی الارض کے عملی تفسیر تھے۔ اور نیز یہ کتاب مستطاب "صحائف اشرفی" حضرت مخدوم سمناں علیہ الرحمہ کے حالات و کوائف پر مشتمل ہے لیکن حضرت سیدی اشرفی میاں علیہ الرحمہ نے مناسبت کا لحاظ کرتے ہوئے اپنے سفر عرب و عجم اور زیارات کا بھی ذکر فرمایا ہے اور اس انوکھے اور دلنشیں پیرائے میں کہ قطعی بے جوڑ و بے ربط نہیں معلوم ہوتے بلکہ دل پر ایک گہرا اثر ڈالتا ہے اور پکار اٹھتا ہے۔

"تازہ خواہی داشتن گر داغہائے سینہ را

گاہے گاہے باز خواں ایں قصہ پارینہ را

اس کتاب کے ساتھ بڑا المیہ یہ تھا کہ اب تک پردۂ اخفا میں رہی اور منظر عام پر نہ آسکی جس کا سبب یہ تھا کہ وہ مسلسل حادثات کا شکار ہوتی رہی۔

حادثۂ اولیٰ : ۱۳۴۲ھ میں کتاب مذکور وجود میں آئی تو کسی صاحب نے تبرک سمجھ کر چرالیا۔ حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ کو اس کا بڑا غم رہا اور نہ ملنے پر افسوس فرماتے رہے اور سوائے صبر کے چارہ نہ رہا۔

۱۳۴۳ھ میں زمانہ عرس مخدوم سمناں علیہ الرحمہ میں حضرت سید شاہ ابوالمحمود احمد اشرف علیہ الرحمہ آپ کے فرزند اکبر نے ایک خطبہ براۃ استہلال کے طور پر زبان عربی میں لکھ کر حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ کی خدمت میں پیش کیا اور عرض مدعا کیا کہ حضور اگر چندے توجہ مبذول فرمائیں تو کتاب گم شدہ سے بڑھ کر تالیف فرما سکتے ہیں۔ چنانچہ حضرت اقدس اشرفی

میاں علیہ الرحمہ صحائف اشرفی کے مقدمے میں اس حادثہ کو تحریر فرماتے ہیں:۔

"سنہ ۱۳۴۲ھ میں خانقاہ آستانہ روح آباد میں کتاب مذکورہ فقیر کے ہمراہ تھی۔ کسی صاحب نے تبرک سمجھ کر (بناکر) چرالیا۔ میری ہمت پست ہوگئی کہ اس پیرانہ سالی میں مجھ میں نہ قوتِ آخذہ باقی رہی نہ دماغ ایسا رہا جس میں مضامین محفوظ رہتے۔ کتاب گم شدہ کے ملنے سے مایوس ہوکر بجز صبر کے چارہ نہ رہا۔

سنہ ۱۳۴۳ھ میں سفر ثالث حج وزیارت، مدینہ منورہ وسفر ملک شام ومصر وحلب وحماہ وملک عراق عرب، بغداد شریف، کربلائے معلےٰ، کاظمین شریف ونجف اشرف وسامرہ شریف وغیرہا کے بعد زمانہ عرس شریف میں میرے فرزند ارجمند، مرید وخلیفۂ اول، عالم باعمل، درویش باشغل، محسود چشم حاسداں، محفوظ نشتر ناقداں، حاجی بیت الشرف، سید ابوالمحمود احمد اشرف (علیہ الرحمہ) نے ایک خطبہ بصنعت براۃ استہلال زبانِ عربی میں لکھ کر میرے سامنے پیش کیا اور عرض کیا کہ حضور اگر تھوڑی سی ہمت اور توجہ مبذول فرمائیں تو کتاب "صحائف اشرفی" مؤلفہ سابقہ سے بڑھ کر دوبارہ تالیف فرماسکتے ہیں۔

اس کے بعد بتوجہ روحانیہ حضرت جدی قدس سرہ العزیز میرے قلب میں القاء ہوا کہ کمر ہمت چست باندھ کر اپنے جد بزرگوار کی سوانح عمری کی تالیف میں سرگرم ہو جاؤں۔ تائید غیبی اس قدر معین ہوئی کہ پہلی کتاب میں جا بجا خاص موقعوں پر جو اشعار لکھے تھے سب مستحضر ہوگئے۔ اور ان مواقع پر جو اشعار مناسب کہے گئے تھے درج کرنا شروع کردیا۔

سچ تو یہ ہے کہ میرے امکان میں یہ بات نہ تھی کہ میں اس مبسوط کتاب کی تالیف میں مشغول ہوسکتا۔ اب میرا سن اسی تک پہونچا مگر بات یہ ہے کہ بموجب شعر:۔

فیض رُوح القدس ار باز مدد فرماید
دیگراں ہم می کنند آنچہ مسیحا می کرد

اس کتاب کی تالیف مکرر کی طرف طبیعت متوجہ ہوئی اور حضرت جدی قدس سرہٗ کے فیض روحی نے اس قدر امداد فرمائی کہ بے تکلف نہ مضامین مندرجہ کتاب گم شدہ باضافہ واقعات جدیدہ جو درکتابِ سابقہ نہ تھے لکھنا شروع کر دیا۔

حادثۂ ثانیہ : حضرت اقدس جدی اشرفی میاں علیہ الرحمہ کے دور حیاتِ مبارکہ میں نہ جانے کن وجوہ کی بنا پر یہ کتاب "صحائف اشرفی" زیور طبع سے آراستہ نہ ہوسکی۔ حضرت علیہ الرحمہ کے پردہ فرمالینے کے بعد تمامی تبرکات وکتب حضور والد محترم مولانا سید شاہ مصطفٰے اشرف علیہ الرحمہ کو جائز طور پر ورثہ میں حاصل ہوئیں۔ ایک زمانہ تک تمامی کتب صندوق کے سپرد رہیں اور کوئی خاص توجہ نہ کی گئی۔ اس کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ حضرت اقدس اشرفی میاں علیہ الرحمہ اپنی عمر کے آخری حصہ میں جب کہ آپ نے ضعفِ پیری کی بنا پر تمام سفر ملتوی کر دیا تھا اور کچھوچھہ شریف کے مکان مسکونہ سے منتقل ہوکر آستانہ روح آباد خانقاہ حسنیہ سرکار کلاں میں تشریف فرما ہوئے اور حضرت کے ساتھ ہی پورا گھرانہ درگاہ شریف میں زنان خانہ میں مقیم ہوگیا۔ یعنی ہم سب کے سب درگاہ شریف میں رہنے لگے۔ مجھے اچھی طرح سے یاد ہے کہ حضرت اقدس اشرفی میاں علیہ الرحمہ کی ملاقات کے لئے مریدین ومعتقدین ومتعلقین ومتوسلین فوج در فوج آتے تھے اور شرفِ ملاقات سے اور پند وموعظت سے فیضیاب ہوتے تھے۔ اور سلسلہ ارادت میں داخل ہوتے تھے۔ اور صبح وشام خوان اشرفی پر آنے والے مہمانوں کی حسبِ مقدار تواضع کی جاتی تھی۔ جس کا بوجھ حضور والد محترم کی فقیرانہ متوکلانہ زندگی پر تھا۔

حضور والد محترم فرمایا کرتے تھے کہ اگر بار قرض کی سبکدوشی میں مجھے جائداد فروخت کرنی پڑے تو یہ گوارا ہے۔ لیکن یہ ناپسند ہے کہ میرے والد بزرگوار حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ کے وصال کے بعد کوئی قرض کی انگلی ان پر اُٹھا سکے۔

چنانچہ اس سلسلہ میں زمینی جائداد کا ایک بڑا حصہ موضع رامپور کا فروخت کر دیا گیا۔ اور قرض کی ادائیگی کر دی گئی۔ نیز خاندانی دیگر الجھنوں نے ایسا گھیر رکھا تھا کہ کتابوں کی طرف توجہ نہ ہو سکی۔

ایک روز حضور والد محترم نے خواب میں حضرت اقدس جدی اشرفی میاں علیہ الرحمہ کو دیکھا کہ وہ یہ فرما رہے ہیں کہ فرزند مصطفےٰ اشرف تمہارے مقدور میں ہو تو فقیر کی کتاب طبع کرا کے منظر عام پر لاؤ۔ چنانچہ حضور والد محترم نے کتاب "صحائف اشرفی" کے مقدمے میں اس اشارۂ باطنیہ کو جو کہ خواب میں آپ کو دکھایا گیا تھا، پیش کرتے ہیں:۔

> حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ کی دلی خواہش تھی کہ یہ کتاب میری زندگی میں طبع ہو کر شائع ہو جائے تاکہ خلق خدا منتفع ہو مگر مشیت ایزدی کہ حضرت کی حیات ظاہری میں یہ کتاب طبع نہ ہو سکی۔ ایک روز فقیر نے خواب میں دیکھا کہ حضرت تشریف لائے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ اگر تجھ سے ہو سکے تو فقیر کی کتاب کو طبع کرا کر سلسلہ و غیر سلسلہ والوں کے سامنے پیش کر۔ تو بہتر ہے
>
> بعد عرس حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ ۲۹ محرم الحرام ۱۳۷۳ھ فقیر خانہ پر عزیزم بابو کبیر احمد خان صاحب اشرفی رئیس نوہٹہ ضلع بھاگلپور تشریف لائے۔ دوران گفتگو میں تذکرہ "صحائف اشرفی" کا آیا۔ انھوں نے طبع کرانے کی خدمت اپنے ذمہ لی۔ (الیٰ آخرہ)

حضور والد محترم سید مصطفےٰ اشرف علیہ الرحمہ نے کتاب "صحائف اشرفی" کا مبیضہ کرایا اصل و نقل دونوں بابو کبیر احمد خاں مرحوم کے حوالے دسپرد کر دیا مگر وائے صد حیف و افسوس کہ وہ طبع نہ کرا سکے اور دسیوں سال ان کے یہاں اصل و نقل دونوں صندوق کی زینت بنی رہی۔

جب یہ بات ظاہر ہو گئی کہ وہ طبع نہ کرا سکیں گے تو بالآخر حضور والد صاحب قبلہ علیہ الرحمہ نے مسلسل تقاضوں کے بعد کتاب مستطاب "صحائف اشرفی" کو حاصل کیا۔ پھر

اسی بکس میں احتیاط سے رکھ دیا جہاں سے دستیاب ہوئی تھی۔

حضور والد محترم مرحوم و مغفور نے ضعف پیری اور دورۂ تنفس کی بنا پر دیار و امصار کے سفر کو ملتوی کر دیا اور گھر ہی پر تلاوت قرآن حکیم اور اشغال و اذکار کا اضافہ فرما کر اپنی زندگی کے اوقات کو پورا کرنے لگے۔ کبھی کبھی اسی حالت میں گم ہو جاتے تھے پھر تھوڑی دیر کے بعد یہ فرماتے کہ یہ کیا ہے اور اس کا نام کیا ہے۔ اسے ذہول کہا جا سکتا ہے مگر حقیقت یہ تھی کہ جب کوئی دنیا اور ما فی الدنیا سے بے نیاز ہو جاتا ہے تو گرد و پیش کی تمام چیزیں اپنی ہیئت کذائی اور نام کے ساتھ اوجھل ہو جاتی ہیں۔ ہم اسی کیفیت کو عالم محویت سے تعبیر کرتے ہیں۔ پھر یہ کیفیت اعتدال پر آتی رہتی ہے۔ معمولات و فرائض سنن و نوافل کو کسی حالت میں نہیں چھوڑا۔

ذَالِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ

حتیٰ کہ نماز تہجد سخت دورۂ تنفس کے باوجود اپنے رب کے حضور ادا فرماتے۔ اور یہی وہ نماز تہجد تھی کہ جس میں داعیٔ اجل کو لبیک کہا اور ہم کو صدائے اللہ اللہ سے بیدار کیا اور خود نَمْ كَنَوْمَةِ الْعُرُوْسِ کی منزل تک پہونچے اور ہم سے رخصت ہو گئے۔

میری شومیٔ قسمت کا حال یہ تھا کہ میں اپنے والد محترم کا آخری دیدار نہ کر سکا۔ ان کی تجہیز و تکفین اور غسل میں شریک نہ ہو سکا، نہ ان کے جنازہ کو کاندھا دے سکا، نہ نماز جنازہ پڑھ سکا اور نہ قبر میں اتار سکا۔

مجھے بذریعہ تار بمبئی کے پتہ پر اس سانحۂ پر درد و غمناک اور پرسوز کی اطلاع دی گئی۔ جو حزن و الم مجھ پر طاری ہوا اس کیفیت کے بیان کے لئے الفاظ کی وسعت بھی ناکافی ہے۔

ایک وہ غم ہوتا ہے جو تنہا ایک ذات سے متعلق ہوتا ہے لیکن یہ وہ غم ہے جس سے پورا خانوادۂ اشرفی ہی نہیں بلکہ دنیائے اشرفیت ماتم کناں ہے۔

اللھم اغفرلہ ولوالدیہ واساتذہ ومشائخہ وابنائہ

وبناتہ واخائہ واخواتہ ومن توسل منہ والتصق بارادتہ

حادثۂ ثالثہ : حضور والد محترم علیہ الرحمہ کے وصال فرمالینے کے بعد آپ کے ترکہ میں صحائف اشرفی ووظائف واسنادو تذکرہ خلفائے کے مسودات اور حضور مجدی اشرفی میاں علیہ الرحمہ کا عمامہ شریف اور آپ کا جبّہ خاص وسبز عصائے مبارک اور کچھ حضور والد محترم کے ملبوسات دستیاب ہوئے۔

حضور اشرفی میاں علیہ الرحمہ کا عمامہ شریف اور آپ کا جبّہ خاص اور عصائے مبارک اس وقت حضرت مولانا سیّد شاہ ابوالفتح مجتبیٰ اشرف (جو میرے برادر معظم ہیں) کی تحویل میں بطور امانت موجود ہے۔ اور ہر سال ستائیسویں محرم الحرام کو کچھوچھہ شریف میں عرس کے موقع پر اس کی زیارت کرائی جاتی ہے۔ اور مسودات میرے حوالے کئے گئے۔ بمبئی واپس آجانے کے بعد پتہ چلا کہ عزیزی حکیم سیّد احمد حسین اسے اٹھا کر اپنے گھر لے گئے اور اپنی تحویل میں رکھا۔ آخر ش کتاب "صحائف اشرفی" شدید تقاضے کے بعد مجھے آں عزیز سے حاصل ہوئی اور میں اسے لے کر بمبئی آگیا اور دارالعلوم محمدیہ کے خوشخط وہونہار طلبار کی مدد سے مبیّضہ کرایا پھر اصل ونقل دونوں کو اپنی حفاظت میں محفوظ رکھا اور یہ سوچتا رہا کہ شاید کوئی صورت طباعت کی سامنے آجائے۔

ایک روز بیر عبدالغفور صاحب نزد مجدہٗ ذکریا مسجد میرے حجرے میں تشریف لائے۔ دوران گفتگو "صحائف اشرفی" کی طباعت کا تذکرہ آیا بڑے ہی جوش وخروش سے وعدہ فرمایا دوبارہ گفتگو ناگپور میں ہوئی اور مزید وعدے کی تاسیس فرمائی۔ چنانچہ کچھ کتابت کا کام بھی شروع کرادیا گیا۔ لیکن کاتب صاحب کی کتابت نہ معیاری تھی اور نہ حسن ودلکشی لئے ہوئے ہاں، اغلاط کی کثرت ضرور تھی مجبوراً ناپسند کرتے ہوئے رَد کردی گئی اور ایک اچھے خوشنویس کاتب حافظ وحید القمر خاں رضوی (جو دارالعلوم محمدیہ کے سابق ہونہار طالب علموں میں ہیں)

سے معیاری کتابت کے ساتھ کام شروع کرا دیا گیا ـــــــ اور آں موصوف کو بذریعہ رجسٹری مطلع کیا کہ طباعت میں اتنا صرفہ ہوگا لہٰذا جلد بندوبست کر کے روانہ فرمائیں ـــــ مگر جواب بڑا ما یوس کن آیا جس کا مختصر ناظرین کے پیش نظر ہے ـــــ مکتوب گرامی پیر عبدالغفور صاحب مورخہ ۱۲ مارچ ۱۹۸۴ء۔

اس سے پہلے ایک رجسٹری ملی تھی میں نے رجسٹری کا جواب بھی دیا مگر وہ جواب آپ کو نہ ملا جس کا مجھے بے حد افسوس ہے۔ گرامی نامہ کے پیش نظر ادباً عرض ہے کہ فی الحال ضروریات کا اتنا بوجھ ہے کہ میں بالتفصیل عرض کرنے سے قاصر ہوں ـــــ لہٰذا فی الحال کسی دوسرے کام کے لئے رقم کی فراہمی دشوار ترین مسئلہ ہے ورنہ فقیر ہرگز اس کام سے پیچھے نہیں ہٹتا۔ انشاء اللہ المولیٰ آئندہ فقیر سے جو بھی خدمت ممکن ہو سکے گی کرنے کیلئے تیار ہے لیکن فی الحال مجبور ہوں۔

اس خط کو پڑھنے کے بعد کچھ ذہنی الجھنیں بڑھ گئیں لیکن روحانیہ پاک حضور جدی اشرفی میاں علیہ الرحمہ کارفرما ہوئی اور یک گونہ طباعت کی راہ پیدا ہو گئی۔ اہل سورت کے محب مخلص جو جامِ اشرفی کے مست تھے۔ حضرت مولانا حامد فقیہ صاحب ناظم اعلیٰ دارالعلوم محمدیہ بمبئی وصدر دارالعلوم خواجہ دانا شاہ سورت کی تلقین پر ایک رقم پیش کی جو گرچہ طباعت کے لئے ناکافی تھی لیکن میرے نزدیک بڑی گراں قدر تھی۔ مولیٰ تعالےٰ ان عقیدت کیشوں کو جزائے خیر دے۔

چنانچہ اب ہم اس منزل پہ پہونچ چکے ہیں کہ "صحائف اشرفی" کا پہلا حصہ جو باب کرامات تک ہے اس کو شائع کر رہے ہیں۔ "صحائف اشرفی" کا دوسرا حصہ حضرت محبوب یزدانی علیہ الرحمہ کے بیعت ارادی و ارشادی اور حضرت حاجی الحرمین ابوالحسن سید عبدالرزاق نورالعین علیہ الرحمہ کے قبولیت فرزندی وشجرۂ نسب اور بعض اہم خلفاء کرام کے ذکر پر مشتمل ہے۔ نیز مسئلہ سجادگی کا شرعی منصب اور اس کا تفصیلی جائزہ۔

"صحائف اشرفی" کے تیسرے حصے میں حضرت محبوب یزدانی کے سفر آخرت اور حضرت

نورالعین علیہ الرحمہ کے فرزندوں اور دیگر خلفاء کے بارے میں بشارتیں اور بعد رحلت حضرت محبوب یزدانی علیہ الرحمہ نے کتنے بزرگوں کو بطریق اویسی سلسلۂ اشرفیہ میں داخل فرماکر خرقۂ خلافت اور فیضان مدام سے نوازا اور خاندان اشرفی کی شاخیں کہاں کہاں اس وقت موجود ہیں، نیز ان کا شجرۂ نسب بیان کیا گیا ہے۔

اخیر میں ہم ان حضرات کا شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے طباعت کے سلسلے میں تعاون فرماکر عقیدتمندی کا ثبوت دیا ہے بالخصوص عزیزی مولوی حافظ محمد نورالہدیٰ اشرفی رودرپوری نے پرخلوص انداز میں بڑی ہی جانفشانی کے ساتھ مسودے کو صاف کیا اور پروف ریڈنگ (کاپی کی تصحیح) میں عرق ریزی کے ساتھ کتاب مذکور کو صحیح خدوخال میں منظرعام پر لانے میں شریک رہے۔ رب کریم موصوف کو سعادتِ دارین سے نہال فرمائے۔ آمین ثم آمین
بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

سید حامد اشرف اشرفی الجیلانی کچھوچھوی
صدر اعلیٰ دارالعلوم محمدیہ بمبئی
و خطیب و امام زکریا مسجد۔ بمبئی

یوم پنجشنبہ یکم محرم الحرام ۱۴۰۵ھ ہجری
مطابق ۲۷ ستمبر ۱۹۸۴ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

از: شیخ طریقت عامل شریعت رہنمائے حقیقت دانائے معرفت حضرت مولانا سید شاہ محمد مصطفےٰ اشرف

نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم

فقیر حقیر ذرۂ بے مقدار سید محمد مصطفےٰ اشرفی جیلانی خلف اصغر اعلیحضرت محبوب ربانی حاجی الحرمین ابو احمد المدعو سید شاہ محمد علی حسین صاحب اشرفی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین خانقاہ حسنیہ سرکار کلاں کچھوچھہ شریف ضلع فیض آباد۔

حضرت مخدوم اوحدالدین محبوب یزدانی میر سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ العزیز تارک سلطنت سمنان عرض پرداز ہے کہ "لطائف اشرفی" سے اخذ کر کے حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ نے کتاب مستطاب "صحائف اشرفی" تحریر فرمایا تھا جس میں حضرت مخدوم صاحب رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ اور حضرت کے خلفاء و دیگر بزرگان دین کے حالات مندرج ہیں اور ساتھ ہی ساتھ حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کے سفر عراق کی کیفیت بھی درج ہے۔

حضرت کی دلی خواہش تھی کہ یہ کتاب میری حیات میں طبع ہو کر شائع ہو جائے تاکہ خلق خدا منتفع ہو مگر مشیت ایزدی کہ حضرت کی حیات ظاہری میں یہ کتاب طبع نہ ہو سکی۔

ایک روز فقیر نے خواب میں دیکھا کہ حضرت تشریف لائے ہیں اور فرمارہے ہیں کہ اگر تجھ سے ہو سکے تو فقیر کی کتاب کو طبع کرا کر سلسلہ و غیر سلسلہ والوں کے سامنے پیش کر تو بہتر ہے

بعد عرس حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ ۲۹ محرم الحرام ۱۳۷۳؁ ہجری فقیر خانہ پر عزیزم بابو کبیر احمد خان صاحب اشرفی رئیس نوہٹہ ضلع بھاگلپور

تشریف لائے۔ دورانِ گفتگو میں تذکرہ "صحائف اشرفی" کا آیا۔ انھوں نے طبع کرانے کی خدمت اپنے ذمہ لی۔

اللہ تعالےٰ بطفیل جمیع بزرگان و نبی کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم صاحب موصوف کو جزائے نیک آخرت عطا فرمائے۔ آمین

وما توفیقی الا باللہ

فقیر سید محمد مصطفےٰ اشرف اشرفی جیلانی عفرلہٗ
خلف اصغر اعلیٰ حضرت محبوب ربانی حضرت سید شاہ ابو احمد المدعو محمد علی حسین صاحب قبلہ سجادہ نشین رحمۃ اللہ علیہ۔ درگاہ کچھوچھہ شریف۔ ضلع فیض آباد۔

یکم صفر ۱۳۷۳ھ ہجری

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ان اشرف لطائف تو هب الی قلوب الکونین و اصحف صحائف تصحف علی استار بصارة الفواد ونور العین هو الفناء فی الله والبقاء بالله والعرفان بان لا موجود الا الله واکرم ملفوظات تلفظ بها عند الثقلین واعظم مکتوبات تکتب مع الاجر فی حضرة رب المشرقین والمغربین هو الاستهلاک فی نور الله وَ الاستقرار تحت ظل الله والایمان بان سیدنا ومولانا محمداً رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وعلی اٰله وصحبه لا سیما علی سادا تنا العمرین وعثمان ذی النورین والمولیٰ الی الحسنین والی محمد الحسن الشریف والی عبد الله وابن علی حسین رضی الله تعالیٰ عنهم وعن جمیع عباد الله المکرمین و اولیاء الله المعظمین ما دارت دائرة الملوین وطلعت مطالع الشمسین بعد هٰذا

فقیر حقیر هیچمیز ر و هیچمدان خاکپائے درویشاں

ننگ خاندان عاصی پر معاصی امید وار شفاعت شافع کونین

بندۂ درگاہ نبی الحرمین الحاج سید ابو احمد المدعو بہ محمد علی حسین من اولاد حضرت غوث الثقلین خادم سجادہ اشرفی سمنانی آستانہ روح آباد معروف بدرگاہ کچھوچھہ شریف ضلع فیض آباد ابن مقبول بارگاہ لم یزل حضرت حاجی سید شاہ سعادت علی اشرفی نور اللہ مرقدہٗ مرید اور ادنیٰ خادم حضرت اخی معظم و مکرم و محترم مخدومی و مولائی و مرشدی حاجی الحرمین سید ابو محمد اشرف حسین اشرفی الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ و نبیرہ حضرت باعز و شرف سید شاہ نیاز اشرف اشرفی رحمۃ اللہ علیہ بخدمت شائقین حالات بزرگان و طالبین مقالات برگزیدگان عرض کرتا ہے کہ بعد سفر حج بیت اللہ و زیارت دربار حضرت حبیب اللہ علیہ التحیۃ والثناء ۱۲۹۷ھ میں کتاب لاجواب

لطائف اشرفی فی بیان طوائف صوفی ملفوظات حضرت جدی و مولائی تارک المملکت والکونین مرشد الثقلین سلطان اوحد الدین والدنیا قدوۃ الکبریٰ وغوث العالم مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی سامانی نور بخشی چشتی نظامی قادری مخاطب بخطاب محبوب یزدانی اشرف اللہ بفیضہ العالم وقدس اللہ سرہ الاعظم مطبع نصرت المطابع دہلی میں بار اوّل طبع کرائی۔ چوں کہ زمانۂ موجودہ میں اکثر مبسوط کتابیں اردو میں ترجمہ ہوکر مقبول انام ہوئیں اور عموماً زبان اردو نے بہت ترقی پائی۔ اس لئے فقیر کو یہ خیال پیدا ہوا کہ مختصر سوانح عمری حضرت موصوف الصدر زبانِ اردو میں لکھ کر نذر خدمت شائقین کروں، اور کتاب لطائف اشرفی اور رسالہ اشرف الفوائد اور مکتوباتِ اشرفی اور کتاب سنوات الاتقیاء من توالیف شیخ ابراہیم سرہندی سے خاص خاص مضامین انتخاب کئے اور کتاب زبدۃ الاسرار تصنیف شیخ عبدالحق محقق دہلوی سے تبرکاً وتیمناً بعض بعض حالات حضرت قطب الکونین غوث الثقلین جدی و مولائی وسیدی شیخ محی الدین ابومحمد عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہٗ خاص مواقع میں درج کئے، اور اس کتاب کا نام صحائف اشرفی رکھا، بجائے فصول وابواب کے صحیفۂ اوّل و دوم آخر فہرست تک درج کیا۔ ۱۳۴۲ھ میں خانقاہ آستانہ روح آباد میں کتاب مذکور فقیر کے ہمراہ تھی، کسی صاحب نے تبرک سمجھ کر چرا لیا۔ میری ہمت پست ہوگئی کہ اس پیرانہ سالی میں مجھ میں نہ قوت آخذہ باقی رہی، نہ دماغ ایسا رہا۔ جس میں مضامین محفوظ رہتے۔ کتاب گمشدہ کے ملنے سے مایوس ہوکر بجز صبر کے چارہ نہ رہا۔۔۔
۱۳۴۳ھ میں بعد سفر ثالث و حج و زیارت مدینہ منورہ و سفر ملک شام و مصر حلب و حامہ اور ملک عراق، عرب، بغداد شریف و کربلائے معلی و کاظمین شریف و نجف اشرف و سامرہ شریف وغیرہا۔ بعد انقضائے زمانہ عرس شریف میں میرے فرزند ارجمند و مرید و خلیفۂ اوّل عالم باعمل درویش باشغل محسود چشم حاسداں محفوظ از شر ناقصان حاجی سید اشرف سید ابوالمحمود احمد سلمہ اشرف نے ایک خطبہ بصنعت براعۃ الاستہلال زبان عربی میں لکھ کر میرے سامنے پیش کیا اور عرض کیا کہ حضور اگر تھوڑی ہمت اور توجہ مبذول فرمائیں تو کتاب صحائف اشرفی مؤلفہ سابقہ سے بڑھ کر دوبارہ تالیف فرما سکتے ہیں۔ اس کے بعد، توجہ روحانیت حضرت جدی قدس سرہ العزیز میرے قلب میں القاء ہوا کہ کمرِ ہمت چست باندھ کر اپنے جد بزرگوار کی سوانح عمری کی تالیف میں سرگرم

ہوجاؤں۔ تائیدِ غیبی اس قدر معین ہوئی کہ پہلی کتاب میں جا بجا خاص موقعوں پر جو اشعار لکھے تھے سب مستحضر ہو گئے۔ اور ان مواقع پر جہاں جو اشعار مناسب لکھے گئے تھے، درج کرنا شروع کیا سچ تو یہ ہے کہ میرے امکان میں یہ بات نہ تھی کہ میں اس مبسوط کتاب کی تالیف میں مشغول ہو سکتا۔ اب میرا سن اسی ۸۰ تک پہونچا، مگر بات یہ ہے کہ بموجب شعر:۔

فیض روح القدس ار باز مدد فرماید دگیراں ہم بکنند آنچہ مسیحا می کرد

اس کتاب کی تالیفِ مکرر کی طرف طبیعت متوجہ ہوئی اور حضرت جدی قدس سرہ کے فیض روحی نے اس قدر امداد فرمائی کہ بے تکلفانہ مضامین مندرجہ کتاب گمشدہ باضافہ واقعاتِ جدیدہ جو درجِ کتاب سابقہ نہ تھے لکھنا شروع کر دیا۔ اور میرے فرزند روحی حاجی مولوی ابو الجمیل محمد خلیل الدین احمد صدیقی بریلوی سیاح ہفت زبان سلمہٗ نے بکمالِ ادب عرض کیا کہ حضور پر اگرچہ مضامینِ سابقہ مستحضر ہیں مگر بوجہ ضعف پیری کتابت میں لانا اس کا خالی از دقت نہ ہوگا۔ اس خادم کی یہ تمنا ہے کہ حضور زبان مبارک سے فرماتے جائیں اور خادم لکھتا جائے فقیر نے اپنے فرزند روحی کی درخواست منظور کی، یہ سعادت اور یہ خدمت حق تعالے نے ازل میں ان کے نصیب میں لکھی تھی۔ یہ فرزند سعید ۱۳۳۱ھ میں فقیر کے سفر حج کے دوسرے سال حجاز فلسطین، مصر، شام اور عراق کے عتبات عالیات کی زیارات سے مشرف ہوئے اور مرشدی و مولائی حضرت الشیخ سید صالح، آفندی ابن سید مرتضیٰ آفندی نقیبِ اشراف حماشریف کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف خلافت و اجازت سے مشرف ہوئے۔ اور ہندستان میں ۱۹۱۵ء میں حسب بشارت عالم رویا، اس فقیر سے بعطاء تاج و دلق و مثال خلافت ممتاز ہو کر بخطاب خلیل اللہ شاہ مخاطب کئے گئے۔ یہ فقیر بھی ۱۳۳۰ھ میں بماہ ربیع الثانی حماشریف میں جب بشوقِ زیارت اپنے جدِ اعلےٰ سید ابو العباس احمد جیلانی قدس سرہٗ جو حضرت نور العین کے حقیقی دادا تھے، حاضر ہوا تو حضرت سیدی و مرشدی سید صالح آفندی رحمۃ اللہ علیہ نے بعطائے تاج و مثال خلافت اس فقیر کو مشرف فرمایا، اور اسی سفر میں سید عبد الجبار آفندی حموی نے بھی سلسلۂ عالیہ قادریہ کی جس میں آپ سے لے کر حضرت امام حسن علیہ السلام تک سلسلۂ بیعت، عن آبیہ آبائی طور سے چلا آیا ہے، خلافت عطا فرمائی۔

لطائف اشرفی فی بیان طوائف صوفی ملفوظات حضرت جدی و مولائی تارک المملکت والکونین مرشد الثقلین سلطان اوحد الدین والدنیا قدوۃ الکبریٰ وغوث العالم مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی سامانی نوربخشی چشتی نظامی قادری مخاطب بخطاب محبوب یزدانی شرف اللہ بفیضہ العالم وقدس اللہ سرہ الاعظم مطبع نصرت المطابع دہلی میں بار اوّل طبع کرائی۔ چوں کہ زمانۂ موجودہ میں اکثر مبسوط کتابیں اردو میں ترجمہ ہوکر مقبول انام ہوئیں اور عموماً زبان اردو نے بہت ترقی پائی۔ اس لئے حقیر کو یہ خیال پیدا ہوا کہ مختصر سوانح عمری حضرت موصوف الصدر زبانِ اردو میں لکھ کر نذر خدمت شائقین کروں، اور کتاب لطائف اشرفی اور رسالہ اشرف الفوائد اور مکتوباتِ اشرفی اور کتاب سبوات الاتقیاء من توالیف شیخ ابراہیم سرہندی سے خاص خاص مضامین انتخاب کئے اور کتاب زبدۃ الاسرار تصنیف شیخ عبدالحق محقق دہلوی سے تبرکاً وتیمناً بعض بعض حالات حضرت قطب الکونین غوث الثقلین جدی و مولائی وسیدی شیخ محی الدین ابو محمد عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہٗ خاص مواقع میں درج کئے، اور اس کتاب کا نام صحائف اشرفی رکھا، بجائے فصول وابواب کے صحیفۂ اوّل و دوم آخر فہرست تک درج کیا۔ ۱۳۴۲ھ میں خانقاہ آستانہ روح آباد میں کتاب مذکور فقیر کے ہمراہ تھی، کسی صاحب نے تبرک سمجھ کر چرا لیا۔ میری ہمت پست ہوگئی کہ اس پیرانہ سالی میں مجھ میں نہ قوت آخذہ باقی رہی، نہ دماغ ایسا رہا۔ جس میں مضامین محفوظ رہتے۔ کتاب گمشدہ کے ملنے سے مایوس ہوکر بجز صبر کے چارہ نہ رہا۔۔۔ ۱۳۴۳ھ میں بعد سفر ثالث وحج و زیارت مدینہ منورہ و سفر ملک شام و مصر حلب و حامہ اور ملک عراق، عرب، بغداد شریف و کربلائے معلیٰ و کاظمین شریف و نجف اشرف و سامرہ شریف وغیرہا۔ بعد انقضائے زمانہ عرس شریف میں میرے فرزند ارجمند و مرید و خلیفۂ اوّل عالم باعمل درویش باشغل محسود چشم حاسداں محفوظ از شر ناقصان حاجی بیت الشرف سید ابوالمحمود احمد اشرف نے ایک خطبہ بصنعت براعۃ الاستہلال زبان عربی میں لکھ کر میرے سامنے پیش کیا اور عرض کیا کہ حضور اگر تھوڑی ہمت اور توجہ مبذول فرمائیں تو کتاب صحائف اشرفی مؤلفہ سابقہ سے بڑھ کر دوبارہ تالیف فرماسکتے ہیں۔ اس کے بعد بتوجہ روحانیت حضرت جدی قدس سرہ العزیز میرے قلب میں القاء ہوا کہ کمر ہمت چست باندھ کر اپنے جد بزرگوار کی سوانح عمری کی تالیف میں سرگرم

ہو جاؤں۔ تائیدِ غیبی اس قدر معین ہوئی کہ پہلی کتاب میں جا بجا خاص موقعوں پر جو اشعار لکھے تھے سب مستحضر ہو گئے۔ اور ان مواقع پر جہاں جو اشعار مناسب کہے گئے تھے، درج کرنا شروع کیا سچ تو یہ ہے کہ میرے امکان میں یہ بات نہ تھی کہ میں اس مبسوط کتاب کی تالیف میں مشغول ہو سکتا۔ اب میرا سن اسیؐ تک پہونچا، مگر بات یہ ہے کہ بموجب شعر:-

فیض روح القدس ار باز مدد فرماید   دگیراں ہم بکنند آنچہ مسیحا می کرد

اس کتاب کی تالیف مکرّر کی طرف طبیعت متوجہ ہوئی اور حضرت جدی قدس سرہ کے فیض روحی نے اس قدر امداد فرمائی کہ بے تکلفانہ مضامین مندرجہ کتاب گمشدہ باضافہ واقعاتِ جدیدہ جو درجِ کتاب سابقہ نہ تھے، لکھنا شروع کر دیا۔ اور میرے فرزند روحی حاجی مولوی ابوالجمیل محمد خلیل الدّین احمد صدّیقی بریلوی سیّاح ہفت زبان سلمہٗ نے بکمالِ ادب عرض کیا کہ حضور پر اگرچہ مضامینِ سابقہ مستحضر ہیں مگر بوجہ ضعف پیری کتابت میں لانا اس کا خالی از دقت نہ ہوگا۔ اس خادم کی یہ تمنّا ہے کہ حضور زبان مبارک سے فرماتے جائیں، اور خادم لکھتا جائے فقیر نے اپنے فرزند روحی کی درخواست منظور کی، یہ سعادت اور یہ خدمت حق تعالے نے ازل میں ان کے نصیب میں لکھی تھی۔ یہ فرزند سعید ۱۳۳۱ھ میں فقیر کے سفر حج کے دوسرے سال حجاز، فلسطین، مصر، شام اور عراق کے عتبات عالیات کی زیارات سے مشرّف ہوئے اور مرشدی و مولائی حضرت الشیخ سیّد صالح، آفندی ابن سیّد مرتضیٰ آفندی نقیبِ اشراف حماشریف کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف خلافت و اجازت سے مشرف ہوئے۔ اور ہندستان میں ۱۹۱۵ء میں حسب بشارت عالم رویا، اس فقیر سے بعطاء تاج و دلق و مثال خلافت ممتاز ہو کر بخطاب خلیل اللہ شاہ مخاطب کیے گئے۔ یہ فقیر بھی ۱۳۳۰ھ میں بماہ ربیع الثّانی حماشریف میں جب بشوقِ زیارت اپنے جدّ اعلٰے سیّد ابوالعباس احمد جیلانی قدس سرّہٗ جو حضرت نورالعین کے حقیقی دادا تھے، حاضر ہوا تو حضرت سیّدی و مرشدی سیّد صالح آفندی رحمۃ اللہ علیہ نے بعطائے تاج و مثال خلافت اس فقیر کو مشرف فرمایا، اور اسی سفر میں سیّد عبدالجبّار آفندی حموی نے بھی سلسلۂ عالیہ قادریہ کی جس میں آپ سے لے کر حضرت امام حسن علیہ السلام تک سلسلۂ بیعت، عن آبیہ آبائی طور سے چلا آیا ہے، خلافت عطا فرمائی۔

ناظرین باتمکین کی خدمت میں یہ عرض ہے بمقتضائے الانسان مرکبٌ من الخطاء والنسیان اگر کسی مقام پر غلطی وخطا ملاحظہ فرمائیں، تو اس کی اصلاح کر کے دامنِ عفو میں چھپائیں، اور مجھ کو ممنون فرمائیں......

اب بارگاہ الٰہی میں التجا ہے کہ خداوندا، ملکا، بادشاہا، کریما، کارسازا، بندہ نوازا ئے نیازا اپنے کمالِ کرم اور بندہ پروری سے بطفیل حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، اس کتاب کو مقبول اور منظور انظار اربابِ طریقت فرماکر اس کے برکات اور انوار سے اپنے بندوں کو مستفیض فرمانا۔

ابیاتِ التجائیہ

الٰہی .. یہی ہے مری التجا	نہیں اور اس کے سوا مدّعا
کہ مقبول ہو جائے میری کتاب	پڑھے شوق سے اس کو ہر شیخ وشاب
زمانے میں جاری ہو یہ فیضِ عام	طفیلِ محمّد علیہ السلام
پڑھے اس کو جو کوئی با اعتقاد	ملے اس کو دونوں جہاں کی مراد
پسند آئے یہ ان کے سرکار میں	شہنشاہ سمنان کے دربار میں
خوشی سے یہ فرمائیں میرے حضور	ملے گا تجھے اجر اس کا ضرور
خدایا مری التجا کر قبول	طفیلِ رسول اور آلِ رسول
ترا بندۂ اشرفی خاکسار	قبولِ دُعا کا ہے امیدوار

* * *

اس کتاب میں لفظ قدوۃ الکبریٰ یا حضرت محبوب یزدانی یا حضرت غوث العالم سے حضرت سلطان سید اوحد الدین اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرّہٗ۔ اور لفظ حاجی الحرمین یا حضرت نور العین سے حضرت قدوۃ الآفاق سید عبد الرزاق نور العین ہمشیرزادہ حضرت محبوب یزدانی اولاد پاک حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی سید ابو محمد محی الدین عبد القادر جیلانی قدس سرّہٗ مراد ہیں۔ جن کو حضرت محبوب یزدانی نے اپنا خلیفہ برحق اور سجادہ نشین مطلق بنایا تھا۔

فہرست مضامین

کتاب صحائف اشرفی منتخب از لطائف اشرفی وغیرہ

چھٹا صحیفہ :۔ حضرت محبوب یزدانی کے اطراف خطۂ اودھ اور قصبہ رودولی اور سدھور اور قلعہ جائس میں تشریف لے جانے اور بعض صدور کرامات سفر کے بیان میں

ساتواں صحیفہ : حضرت محبوب یزدانی کے مرتبہ غوثیت سے مشرف ہونے اور دیگر فضائل مخصوصہ کے بیان میں۔

آٹھواں صحیفہ : حضرت محبوب یزدانی کے عجائب و غرائب حالات سفر کے بیان میں۔

نوواں صحیفہ : حضرت محبوب یزدانی کی بعض کرامتوں کے بیان میں ۔

دسواں صحیفہ : حضرت محبوب یزدانی کے شجرۂ بیعت ارادی سلسلۂ چشتیہ، نظامیہ، سراجیہ اور شجرہ بیعت ارشادی سلاسل عالیہ، قادریہ، نقشبندیہ، سہروردیہ، شطاریہ، زاہدیہ اور مداریہ وغیرہ کے بیان میں۔

گیارہواں صحیفہ : حضرت حاجی الحرمین سیّد ابوالحسن عبدالرزاق نورالعین اولاد حضرت غوث الثقلین کے قبولیت فرزندی اور ان کے شجرۂ نسب سیادت اور بعض فضائل مخصوصہ کے بیان میں۔

بارہواں صحیفہ : حضرت محبوب یزدانی کے خلفائے کرام کے بیان میں ۔

تیرہواں صحیفہ : حضرت محبوب یزدانی کے سفر آخرت کے بیان میں اور نزول فیض الٰہی اور تشریف لانے ملائکہ اور مردان غیب اور تمام اہل خدمات اور بشارت نسبتِ فرزندان نورالعین و دیگر خلفاء جلیل الشان میں جو حضرت محبوب یزدانی نے انفاس متبرکہ سے بشارت فرمائی۔ اور تشریف لانے بعض اولیاء اللہ کے عالم سیر میں اور آپ کی تجہیز و تکفین میں

خاتمہ : ان تصرفات اور کرامات کے ذکر میں جو بعد رحلت حضرت محبوب یزدانی کے آج تک مزار فائض الانوار سے جاری ہیں

* * *

مقدّمہ

اس بیان میں کہ بزرگوں کے حالات اور انکے واقعات سننے اور پڑھنے سے کیا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔

قَالَ الْاَشْرَفُ بَشَّرَنِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی مَنْ اَصْغٰی کَلَامَکَ بِحُسْنِ الْقَبُوْلِ وَ الْاِعْتِقَادِ وَبِطَرْزِ الْیَقِیْنِ وَالْاِنْقِیَادِ فِیْ عِرْفَانِیْ وَوِجْدَانِیْ بِسَمْعٍ خَبَالِیْ فَقَدْ اِنْدَرَجَتْ حَسَنَاتٌ فِیْهِ نُقْطَةُ الْعِلْمِ وَالْمَعْرِفَتِ اِنِ الْتَبَسَ عَلَیْهِ فِی الْحَالِ فَقَدْ یَثْبُتُ لَهُ التَّصَبُ فِیْ طَوْرٍ مِّنْ اَطْوَارِہٖ

(ترجمہ) "فرمایا سیّد اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ نے خوش خبری مجھ کو دی حق تعالیٰ نے کہ جس نے سنا تمہارے کلام کو ساتھ حسنِ اعتقاد کے، کان دھرے میری شناخت میں پس داخل ہوں گی نیکیاں اس میں اور کلامِ معرفت۔ اگرچہ اس پر وہ کلام مشکل ہو، اس کے طور میں اس کے اطوار سے نصیب ہوگا۔"

حضرت حاجی الحرمین سیّد عبد الرزاق نور العین نے حضرت محبوب یزدانی کی خدمت میں عرض کیا کہ طالب صادق کو تمام علوم و فنون سے کس علم کا حاصل کرنا ضروری ہے؟

فرمایا کہ توحید کے جاننے اور ایمان کے پہچاننے کے بعد اوّل اوّل جس چیز کا جاننا ہر بندہ پر واجب ہے، وہ تمام عقائد حقہ، شریعت و طریقت کا جان لینا ہے، اور عبادت کا جاننا ہر ایک درویش پر فرض ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ:۔ اَدَّبُوْا ثُمَّ تَفَقَّهُوْا ثُمَّ اعْتَزِلُوْا وَاعْمَلُوْا (ترجمہ) "پہلے ادب سیکھو، پھر فقہ حاصل کرو، پھر گوشہ میں بیٹھو اور عمل کرو۔"

اسی ارشاد کے قریب حضرت محبوب یزدانی نے یہ بھی فرمایا کہ جس وقت شیخ الاسلام احمد جام زندہ پیل بزرگان چشت کے مزاراتِ متبرکہ کی طرف روانہ ہوئے، دوسری طرف سے حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتی قدس سرہ احباب و اصحاب کے ساتھ نکلے، اثنائے راہ میں دونوں

بزرگوں سے ملاقات ہوئی' باتوں بات کچھ بے لطفی پیدا ہوگئی۔ جب طرفین کے دلوں سے کدورت دور ہوگئی تو حضرت شیخ الاسلام نے خواجہ مودود چشتی قدس سرہٗ سے فرمایا کہ ان احباب واصحاب کے جھگڑے کو چھوڑ دو۔ صرف دو خدمت گار ہمراہ رکھو۔ اور تین روز توقف کر کے مجھ سے ملو' چنانچہ ان ارشاد کے موافق حضرت خواجہ نے عمل کیا۔ پھر حضرت شیخ الاسلام کی خدمت میں آ کر کہا کہ جیسا آپ نے فرمایا تھا' میں نے ویسا ہی کیا۔ اب جیسا فرمایئے ویسا کروں...
شیخ الاسلام نے فرمایا کہ سجادہ کو طاق پر رکھو اور جاؤ علم حاصل کرو کہ زاہد بے علم شیطان کا تابعدار ہوتا ہے' اور عابد بے فقہ چکی کے گدھوں کی طرح سے قابل تعریف وتحسین نہیں۔ خواجہ نے قبول کیا اور کہا کہ آئندہ کیا فرماتے ہیں کہ ویسا کروں۔ فرمایا کہ جب تحصیل علم سے فارغ ہو جاؤ اپنے خاندان کو زندہ اور روشن کرو۔ تمہارے باپ دادا بہت بزرگ اور صاحب کرامات ومقامات تھے۔

حضرت خواجہ مودود چشتی نے کہا کہ جب مجھ کو آپ خاندان کے زندہ کرنے کا حکم دیتے ہیں تو برکت کے لئے اپنے پاس بیٹھنے کی اجازت دیجئے۔

شیخ الاسلام نے فرمایا: سامنے آؤ۔ یہ سنتے ہی شیخ الاسلام کے قریب سامنے آگئے شیخ الاسلام نے ہاتھ پکڑا۔ اور اپنے مسند کے کنارے پر بٹھالیا اور تین بار فرمایا:

"بشرط علم' یعنی تمہاری خاطر سے تم کو مسند پر بٹھالیتا ہوں۔ اس مسند پر بیٹھنے کا حق اس وقت پیدا ہوگا جب تم علم حاصل کر لوگے۔"

اس کے بعد تین روز شیخ الاسلام کی خدمت میں رہے۔ اس مدت میں ہزاروں فائدے حاصل کئے اور بے شمار نوازشیں دیکھیں۔ تین روز کے بعد واپس آئے۔ اور چند دنوں کے بعد بغرض تحصیل علم بلخ وبخارا کی طرف تشریف لے گئے۔ چار برس تک اپنی طاقت اور مقدور بھر اس بارے میں کوشش کی اور اس کمال کو پہونچے کہ ان شہروں میں جا بجا آپ سے عجیب وغریب کرامتیں ظاہر ہوئیں' جن کی تفصیل سے کتاب دراز ہوجاتی ہے۔ بعد اس کے چشت تشریف لائے اور مریدان ومعتقدان کی تعلیم میں مصروف ہوئے۔

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ عالم کو چاہیئے کہ بغیر پوچھے ہوئے مسئلہ نہ بتائے' سوال

کے بعد جواب دیا کرے۔

حضرت نورالعین نے عرض کیا کہ علماء دنیا اور علمائے آخرت میں کیا فرق ہے ؟

ارشاد فرمایا: ادنیٰ فرق یہ ہے جیسے کھری اور کھوٹی چاندی میں ہوتا۔ بعضوں نے کہا ہے کہ: فَضْلُ الْعَالِمِ بِاللّٰہِ عَلَی الْعَالِمِ بِالْاَحْکَامِ کَفَضْلِ الْمُشَاھِدَۃِ عَلَی الْخَبَرِ وَلَیْسَ الْخَبَرُ کَالْمُعَایَنَۃِ۔ (ترجمہ) "فضیلت، عالم باللہ کی عالم بالاحکام پر ایسی ہے جیسے دیکھنے کو خبر پر فضیلت ہے اور خبر معائنے کے برابر نہیں ہوتی ہے"۔

اور فرمایا :- اَلْعَالِمُ بِلَاعَمَلٍ کَالْقَوْسِ بِلَاوَتَرٍ (ترجمہ) "عالم بلا عمل ایسا ہے جیسے کمان بلا چلہ کے"۔

قَالَ الْاَشْرَفُ اَلْعَالِمُ بِلَاعَمَلٍ کَالْمِرْاٰۃِ بِلَاصَیْقَلٍ (ترجمہ) "یعنی عالم بلا عمل ایسا ہے جیسے بے قلعی کا آئینہ"۔ جب تک آئینہ پر صیقل عمل نہ ہوگا رخسارہ، احوال و مقامات نظر نہ آئے گا۔ طالب علم جانتا ہے کہ مجرد علم وسیلہ نجات ہے، اور یہ نہیں سمجھتا کہ بغیر عمل کئے ہوئے کیا فائدہ حاصل ہوگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے : اَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ مَنْ لَّمْ یَنْفَعْہُ اللّٰہُ بِعِلْمِہٖ (ترجمہ) "قیامت کے دن اس شخص پر زیادہ عذاب ہوگا کہ جس کے علم نے کچھ نفع نہ دیا ہو"۔

اگر کوئی جنگل میں جائے اور دس تلواریں اس کے ہاتھ میں ہوں۔ ناگہاں ایک شیر سے مقابلہ ہو جائے، اگر وہ تلوار نہ چلائے گا تو بھلا شیر سے بچ سکتا ہے؟ اگر کوئی سو ہزار مسئلہ علمی پڑھتا ہو اور جانتا ہے لیکن عمل نہ کرے، تو اس کے جاننے سے کیا فائدہ۔ اگر کوئی بیمار حرارت و صفرا سے علیل ہو اور یہ جانے کہ اس بیماری کا علاج کشکاب اور سکنجبین ہے، مگر اس دوا کا استعمال نہ کرے تو کیا نفع ہوگا۔ حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا: ایک زاہد چار سو صندوق علمی کتابوں کی رکھتا تھا۔ اور شب و روز لوگوں سے مباحثہ کیا کرتا تھا لیکن خود عمل نہیں کرتا تھا۔ جب وہ مر گیا تو ایک شخص نے اس کو خواب میں دیکھا۔ پوچھا کہ تیرے رب نے تیرے ساتھ کیا کیا۔ کہنے لگا کہ جس تاریخ سے مرا ہوں، چاہ ذیل میں مبتلائے عذاب ہوں۔ شعر :

چوں عالم ندارد باعمال میل ۔۔۔ بود جائے او در نہ جاہ ویل

ایک شخص نے حضرت محبوب یزدانی سے عرض کیا کہ قرآن مجید سے بھی کچھ دلیل ہے کہ علم بلا عمل کام نہیں آتا۔

فرمایا کہ بہت جگہ قرآن میں آیا ہے کہ اب سن :۔ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰے لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّامَا سَعٰی ۔ (ترجمہ) "فرمایا اللہ تبارک و تعالٰے نے' انسان کے واسطے نہیں ہے مگر جو کچھ اس نے کوشش کی"

اے فرزند جانتا ہوں کہ تونے پڑھا ہوگا کہ یہ آیت منسوخ ہے۔ مگر دوسری آیتوں کی نسبت کیا کہے گا:۔ فَمَنْ کَانَ یَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّہٖ فَلْیَعْمَلْ عَمَلاً صَالِحًا ۔۔۔۔۔ اور ۔۔۔۔ جَزَاءً بِمَا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ ۔۔۔۔ اور ۔۔۔۔ جَزَاءً بِمَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ (ترجمہ) جو کوئی امید رکھتا ہو دیدارِ پروردگار کی پس عمل کرے عمل نیک ۔۔۔۔ اور ۔۔۔۔ جیسا کسب کروگے ویسا اس کی جزا پاؤگے ۔۔۔۔ اور ۔۔۔۔ جزا ملے گی اس کی جیسا کہ عمل کیا ۔۔۔۔ اسی طرح چند آیتیں حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا اور سائل کی تسکین خاطر ہوئی۔ حضرت شیخ محمد کبیر العباسی جو حضرت کے اجلہ خلفاء سے تھے' عرض کیا کہ بندہ اپنے عمل سے بہشت میں جائے گا۔ یا خدا کی رحمت سے؟

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا: میری بات سمجھنے کے لائق ہے' اے فرزند! میں یہ نہیں کہتا ہوں بلکہ میں یہ کہتا ہوں کہ اللہ تعالٰے کے فضل اور رحمت سے بندہ بہشت میں جائے گا۔ لیکن جب تک کہ بندہ طاعت اور عبادتِ الٰہی سے اپنے کو لائقِ رحمت نہ بنائے گا۔ رحمت اس پر کب پہونچے گی۔ میں نہیں کہتا بلکہ حق تعالٰے فرماتا ہے: اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ ۔ جب رحمت بندہ پر نہ پہونچے گی بہشت میں کیونکر جائے گا۔ اگر کوئی کہے کہ مجرد ایمان بہشت میں جائے گا۔ میں بھی یہی کہتا ہوں' لیکن خدا تک کیسے پہونچے گا۔ حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ بندہ کو عبادت سے چارہ نہیں۔ بندہ کو بندگی چاہیئے اور کریم کو کریمی۔ بندہ' بندگی میں ایسا مستغرق ہو کہ جزا اس کی نظر میں نہ آئے۔ بلکہ بموجب فرمان الٰہی بندگی میں رہے۔ اگر چہ بندگی میں قبولیت نہ دیکھے۔ بندگی سے باز نہ آئے۔

محبوب یزدانی نے فرمایا: قوم بنی اسرائیل میں ایک عابد بہت برسوں تک عبادت میں مشغول رہا۔ حق تعالیٰ نے چاہا کہ اس کے خلوص کو ملائکہ پر ظاہر کرے۔ ایک فرشتہ کو اس کے پاس بھیجا کہ اس عابد سے کہو کہ کب تک اس قدر عبادت و ریاضت کرے گا۔ تیری عبادت خدا کی بارگاہ میں قبول نہیں ہوتی۔

اس نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اپنی بندگی کے لئے پیدا کیا ہے، خداوندی سے مجھ کو کیا کام، خداوندی خدا جانے۔

اس فرشتہ نے بارگاہ رب العزت میں عرض کیا کہ الٰہی تو ظاہر و باطن کا جاننے والا ہے جانتا ہے کہ اس عابد نے کیا کہا۔

بارگاہِ الٰہی سے خطاب آیا کہ جب وہ بندہ میری بندگی سے نہیں پھرتا، تو میں اپنی کریمی سے کیوں کر پھروں گا۔ اے فرشتو! تم گواہ رہو کہ میں نے اس کو بخش دیا۔

حضرت محبوب یزدانی فرماتے تھے کہ حضرت ابو علی دقاق سے پوچھا گیا کہ بزرگوں کی باتوں کے سننے سے کیوں کر فائدہ ہوگا، جب کہ ان کے طریقہ پر نہ چلیں؟

فرمایا کہ فائدہ ہے۔ ایک یہ کہ اگر مرد طالب ہو تو قوی ہمت ہو جائے گا۔ اگر نامرد ہے تو مرد ہو جائے گا۔ اسی اثنا میں فردوسی طوسی کا کلام پڑھا۔ ؎

ہر آں کس کہ شہ نامہ خوانی کند اگر زن بود پہلوانی کند

یعنی جو شخص کہ شاہنامہ پڑھے، اگر عورت ہے تو وہ بھی پہلوانی کرنے لگے۔

شاہنامہ سے مراد صحائف و حقائق صوفیہ ہے۔ فی الحقیقت شاہان عرصۂ ولایت یہ لوگ ہیں۔ اگر مرد ہو شیر مرد ہو جائے، اگر شیر مرد ہے فرد ہو جائے، اگر فرد ہو عین درد ہو جائے....

قَالَ الْاَشْرَفُ کُوْنُوْا مَعَ الصَّالِحِیْنَ فَاِنْ لَّمْ تُطِیْعُوْا اُنْظُرُوْا وُجُوْھَکُمْ فِیْ مِرَاٰیَا الْعَارِفِیْنَ۔ (ترجمہ) "فرمایا حضرت محبوب یزدانی نے کہ صالحین کے ساتھ رہو۔ اگر تم سے نہ ہو سکے پس اپنے منہ کو عارفوں کے آئینوں میں دیکھو، پوشیدہ نہ رہے کہ آئینہ عارفاں سے مراد ان کے احوال معارف سے ہے۔" اور ان کے مقامات اور حکایات دیکھنے سے انسان کا دل قوی ہوتا ہے۔ اور کبھی کسی کی عیب چینی نہیں کرنا چاہیئے، اس سے انسان کے قلب

میں ظلمت پیدا ہوتی ہے۔

قَالَ بَعْضُ الْعَارِفِیْنَ لَاتَزِنِ الْخَلْقَ بِمِیْزَانِكَ وَزِنْ نَفْسَكَ بِمِیْزَانِ الصِّدِّیْقِیْنَ لِتَعْلَمَ فَضْلَهُمْ وَاِفْلَاسَكَ۔ (ترجمہ) بعض عارفوں نے فرمایا ہے کہ خلق کو اپنی میزان میں نہ تول بلکہ اپنے نفس کو میزانِ صدیقین میں تول کہ ان کا فضل اور اپنا افلاس تجھ کو معلوم ہوجائے۔

مثنوی شریف مولانا روم میں منقول ہے۔ (حدیث) مَنْ اَرَادَ اَنْ یَّجْلِسَ مَعَ اللّٰهِ فَلْیَجْلِسْ مَعَ اَهْلِ الذِّکْرِ (اَیْ عِنْدَ الْمُتَصَوِّفِیْنَ الْکَامِلِیْنَ)۔

مولانا رومی قدس سرہٗ السامی فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر بارگاہِ صمدیت سے یہ وحی آئی:۔

ابیات مثنوی شریف

آمد از حق سوئے موسیٰ ایں خطیب — کے طلوع ماہ دیدی نور جیب

مشرقت کردم ز نور ایزدی — من حقم رنجور گشتم نامدی

گفت سبحانا تو پاکی از زیاں — ایں چہ رمز ست ایں بکن یارب بیاں

باز فرمودش کہ از رنجوریم — چوں نپرسیدی تو از روئے کرم

گفت یارب نیست نقصانے ترا — عقل گم شد ایں گرہ را بکشا

گفت آرے بندۂ خاص گزیں — گشت رنجور او منم نیکو ببیں

ہست بیماریش بیماری من — ہست معذوریش معذوری من

اس مقام پر وہ حدیث جو بخاری شریف میں آئی ہے، اس کا خلاصہ لکھا جاتا ہے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ قیامت کے دن جب مجمع اولین و آخرین بارگاہِ الٰہی میں ہوگا تو حق تعالےٰ اپنے بندوں سے ارشاد فرمائے گا کہ اے بندو! میں بیمار تھا، تم نے میری عیادت نہیں کی۔ میں بھوکا تھا، تم نے نہیں کھلایا۔ میں پیاسا تھا، تم نے پانی نہیں پلایا۔ تو لوگ عرض کریں گے کہ خداوندا! تیری ذات نقصان و عیب سے پاک ہے

اور کھانے پینے سے منزہ ہے۔ ارشاد ہوگا فلاں قریہ میں، فلاں شہر میں، فلاں محلہ میں، میرا بندۂ خاص بیمار تھا۔ اگر تم اس کی عیادت کو جاتے، تو گویا میری عیادت کرتے، کیوں کہ فانی فی اللہ، باقی باللہ ہو چکا تھا۔ اسی طرح فلاں میرا ولی بندہ بھوکا تھا۔ اگر اس کو کھانا کھلا دیتے تو گویا مجھ کو کھلاتے۔ اور میرا فلاں دوست پیاسا تھا، اگر اسے پانی پلا دیتے تو گویا مجھے سیراب کرتے ...

مولانا روم فرماتے ہیں:۔

ہر کہ خواہد ہم نشینی با خدا	گو نشیند در حضورِ اولیاء
یک زمانے صحبت با اولیاء	بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا
از حضور اولیاء گر بگسلی	تو ہلاکی زانکہ جزوی نہ کلی
عکس عبداللہ ہمہ نوری بود	عکس بے گانہ ہمہ کوری بود

ارباب طریقت اور اصحاب حقیقت پر واضح ہو کہ اولیاء اللہ کی شان میں حق تعالےٰ فرماتا ہے: اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ۔ (ترجمہ) یعنی خبردار اللہ کے اولیاء کے لئے (قیامت) کے دن نہ کچھ خوف ہے اور نہ غم۔ وہ جو ایمان لائے اور پرہیزگاری کی۔

* * *

پہلا صحیفہ

حضرت محبوب یزدانی کے سلسلۂ نسب سیادت اور نسب شاہی کے بیان میں

قال الاشرف ذکر الصالحین وتذکرۃ العارفین نور یتجلی فی قلوب الطالبین المسترشدین۔ (ترجمہ) "فرمایا حضرت سیّد اشرف قدس سرہ نے کہ نیکوں کا ذکر اور عارفین کا تذکرہ طالبین کے دلوں کو روشنی بخشتا ہے اور ان لوگوں کو جو ہدایت کے طالب ہیں"۔

حضرت قطب الاقطاب غوث العالم محبوب یزدانی میر سیّد مولانا اوحد الدین سلطان اشرف جہانگیر نوربخش سمنانی سامانی قدس سرہ ابن حضرت مولانا ابوالسلاطین سلطان سیّد ابراہیم شاہ نوربخش سمنانی سامانی قدس سرہٗ ابن حضرت مولانا سلطان سیّد عماد الدین شاہ نوربخشی سمنانی سامانی قدس سرہٗ ابن حضرت مولانا سلطان سیّد نظام الدین محمد علی شیر شاہ نوربخشی سمنانی سامانی قدس سرہٗ ابن حضرت مولانا سلطان سیّد ظہیر الدین محمد شاہ نوربخشی سمنانی سامانی قدس سرہٗ ابن حضرت مولانا سلطان سیّد تاج الدین محمد بہلول شاہ نوربخشی سمنانی سامانی قدس سرہٗ ابن حضرت مولانا نقیب النقبا سیّد شمس الدّین محمود نوربخشی نبیرہ سلطان اسماعیل شاہ سامانی قدس سرہٗ ابن حضرت مولانا سیّد ابوالمظفر علی اکبر نبیل قدس سرہ ابن حضرت مولانا سیّد محمد مہدی قدس سرہ ابن حضرت مولانا سیّد اکمل الدین مبارز قدس سرہٗ ابن حضرت مولانا سیّد جمال الدین ابوالقاسم قدس سرہ ابن حضرت مولانا سیّد ابی عبداللہ قدس سرہٗ ابن حضرت مولانا سیّد حسین شریف قدس سرہٗ ابن حضرت مولانا سیّد ابواحمد حمزہ قدس سرہ ابن حضرت مولانا سیّد ابوعلی موسیٰ قدس سرہ ابن حضرت مولانا سیّد اسماعیل ثانی قدس سرہٗ ابن حضرت مولانا سیّد ابوالحسن محمد قدس سرہٗ ابن حضرت مولانا سیّد اسماعیل اعرج قدس سرہٗ ابن حضرت سیّدنا و مولانا ابی عبداللہ امام جعفر صادق علی جدہٖ وعلیہ السلام ابن حضرت مولانا ابوجعفر امام محمد باقر و علی جدہٖ وعلیہ السلام

ابن حضرت سیدنا و مولانا ابو محمد علی بن الحسین امام زین العابدین علی جدہ و علیہ السلام ابن حضرت سیدنا و مولانا ابو عبد اللہ امام حسین سید الشہدا علی جدہ و علیہ السلام ابن حضرت سیدنا مولانا اسد اللہ الغالب امام علی ابن ابی طالب علی نبیہ و علیہ السلام۔ زوج بتول پارسا حضرت سیدتنا فاطمۃ الزہرا خاتون جنت رضی اللہ تعالےٰ عنہا بنت سیدنا و مولانا و نبینا سید الانبیاء والمرسلین احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم

اور سلسلۂ نسب مادری حضرت محبوب یزدانی کا حضرت بی بی نصیبہ رحمۃ اللہ علیہا حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی ہمشیرہ معظمہ سے ملتا ہے

حضرت شیخ ابراہیم سرہندی نے اپنی کتاب "سنوات الاتقیار" میں لکھا ہے کہ حضرت مخدوم سلطان اشرف جہانگیر سمنانی کا سلسلۂ نسب مادری جناب حضرت غوث پاک سید محی الدین عبدالقادر جیلانی کی خواہر عفیفہ سے ملتا ہے اور نیز سلسلۂ نسب مادری آپ کی والدہ خدیجہ بیگم کا حضرت سلطان سلطان العارفین خواجہ احمد یسوی قدس سرہٗ سے ملتا ہے۔

اب یہاں سے نسب نامہ سلاطین سامانیاں مختصر طور سے لکھا جاتا ہے۔ باتفصیل تاریخ ابراہیمیہ کے دیکھنے سے معلوم ہو سکتا ہے۔ یہ سلسلہ نسل بہرامی تک ختم ہوتا ہے۔ اسطرح سامان بن خداہ بن جثمان بن طغرل بن ہرمز بن بہرام چوبیں۔ ان کے اجداد اسلام لانے سے پہلے حکام ماوراءالنہر سے تھے۔ بعد اسلام لانے کے سامان پر زمانہ عسرت کا آیا اور شتربانی کرنے لگے۔ ان کے اکثر خاندان بزرگ نے شتربانی کا سرانجام نہ کرنے دیا۔ ایک دن کسی لڑائی میں تشریف لے گئے تھے۔ وہاں یہ شعر کسی سے سنا:-

مہتری گر بکامِ شیرِ نر است رو بجو آں ز کام شیر بجوئے
یا بزرگی و ناز و نعمت و کام یا چو مردانت مرگ رو یا روئے

ان اشعار کے سننے سے رگِ بہرامی حرکت میں آئی اور قزاق ہو گئے۔ بعد ایک مدت کے شہر شاش پر قبضہ کر لیا جس کو آج کل تاشقند کہتے ہیں اور اپنی حکومت ہر طرف جاری کر دی۔ سامان کے بیٹے اسد عہد مامون رشید خلیفہ بنی عباس میں تھے۔ اسد کے لڑکوں میں سے ایک لڑکے نوح بن اسد کو والی سمرقند بنایا اور ہرات کی ولایت الیاس بن اسد کو دی۔ دونوں

اپنے اپنے مقام پر سلطنت کرتے رہے۔ معتمد باللہ خلیفۂ بغداد نے تمام ولایت نصر بن محمد احمد بن اسد بن سامان کو دی جو اس خاندان میں قابل اور بہتر تھے۔ ان کے قبل ان کے بھائی حاکم بخارا تھے بھائیوں کے درمیان نزاع پیدا ہوئی۔ اسماعیل بن احمد نے فتح پائی۔ اس کے ملک کے تمام اطراف میں قبضہ پایا، اس قدر عدالت اور احسان اور رعیت پروری کی کہ بادشاہانِ زمانہ کو رشک آتا تھا۔ از بس کار آخرت میں اپنی عمر گراں مایہ کو بسر کیا کرتے اور خدمت گذاری علما و مشائخ میں سرمایۂ آخرت جمع کرتے اور حق تعالےٰ نے اپنے کرم سے آپ کو مرتبہ ولایت کا عطا فرمایا۔ ان سات بادشاہوں میں جو ولی کامل ہادی دین تھے، انھیں میں شاہ اسماعیل سامانی بھی شمار کئے جاتے تھے۔ سلسلۂ نسب مادری حضرت محبوب یزدانی کا سلطان اسماعیل سامانی سے اس طرح ملتا ہے کہ حضرت سید ابوالمظفر علی اکبر بلبل جو کہ نقبائے ملک عراق سے تھے جن کی شان میں حضرت حاجی عبدالرزاق نورالعین نے یہ اشعار تحریر فرمائے ہیں:

جہاں دار دارائے خورشید تیغ — ابوالفتح جمشید گیتی کشائے
گلِ بوستانِ سیادت نہال — گل دوستانِ نقابت فزائے
شہ بوالمظفر جہاں دار دیں — کہ گیتی گرفتہ بشمشیر رائے
چوں خورشید از تیغ نصرت گہر — ز آئینۂ ملک ظلمت نہ زدائے
زہے آفتاب سپہر ھدیٰ — کہ ہر ذرہ را نور بخش از ضیائے
ز آثار شاہانِ گیتی فروز — ہمہ دارد و کرد دیگر نہائے
کم از ذرّہ بود عبدالرزاق — چو خورشید شد اشرف رہنمائے

حضرت سید ابوالمظفر علی اکبر بلبل موصوف دختر نیک اختر سلطان اسماعیل سامانی فرخ زاد بیگم نام کو اپنی حبالۂ نکاح میں لائے۔ ان سے سید شمس الدین محمود نوربخشی قدس سرہ پیدا ہوئے جن کو اللہ تعالےٰ نے مرتبۂ ولایت میں نقبار کا درجہ عطا کیا تھا۔ سلطان اسماعیل سامانی کو اپنے نواسہ کی ولایت اور کمال پر فخر و ناز تھا۔ اکثر ملکی مہمات میں بدعا حضرت سید شمس الدین محمود نوربخشی قدس سرہ کے سلطان اسماعیل سامانی کو فتح و نصرت حاصل ہوئی۔ سلطان اسماعیل سامانی کے غلام سبکتگین اور الپتگین دونوں تھے۔ سبکتگین کے بیٹے سلطان محمود غزنوی تھے۔

جن کا دارالسلطنت غزنین تھا اور ہندستان پر بھی حملہ آور ہوکر بہت سے گروہ کفرہ کو شرف اسلام سے مشرف فرمایا۔ آپ کے بھانجے سید سالار مسعود غازی ابن سید ساہو سالار علوی جہاد کرتے ہوئے مقام بہرائچ میں آکر شہادت پائی۔

حضرت محبوب یزدانی نے رسالہ اشرف الفوائد میں فرمایا ہے کہ میرے خاندان کی عظمت اور شان بلند اور شرف عالی یہاں سے تصوّر کرنا چاہیئے کہ محمود غزنوی جیسے بادشاہ ہمارے بزرگوں کے غلام زادوں نے سلطنت اور بادشاہت کی۔ فقیر کا نسب مادری سلطان اسماعیل سامانی سے منسوب ہے۔

نظم

زہے بادشاہانِ سامان زاد — کہ بودند ہر ہفت کشور کشائے
جہاں را زندانجم درخشاں — برافروختہ از زمین تاسمائے
ازیں بہ چہ باشد نشان سترگ — کہ محمود باشد ایاز آزمائے

خاتمہ مکتوباتِ اشرفی میں حضرت حاجی عبدالرزاق نورالعین نے فرمایا ہے کہ سلطان اسماعیل سامانی کی وزارت میں سیّد تاج الدّین محمد بہلول بن سیّد شمس الدین محمود نوربخشی تین برس تک رہے جو سلطان اسماعیل سامانی کے نواسے کے بیٹے تھے اور بعد سلطان اسماعیل سامانی کے احمد بن اسماعیل بادشاہ ہوئے۔ اور احمد بن اسماعیل کے انتقال کے بعد حضرت مولانا تاج الدین محمد بہلول بن سیّد شمس الدین محمد نوربخشی بادشاہ ہوئے اور اپنے نام کا خطبہ وسکہ جاری کیا پچاس برس تک بادشاہی کی کمال غلبہ کے ساتھ بادشاہت کرتے رہے اور اپنے عدل اور انصاف سے رعایا کو راحت پہونچاتے رہے۔ سلاطین عباسیہ سے کہ وہ زمانہ الراضی باللہ کا تھا، اور سلطان الراضی باللہ سے کمال رابطہ محبت رکھتے تھے، دو مرتبہ دارالخلافہ بغداد میں خلیفہ سے ملنے آئے۔ نصر بن احمد جو قوت فوجی زیادہ رکھتا تھا اور ارادہ کرتا تھا کہ حضرت مولانا سیّد تاج الدّین محمد بہلول پر حملہ کرکے ان کی سلطنت لے لے مگر دارالخلافہ بغداد سے اس قدر ان کو مدد پہونچی کہ کچھ نہ کر سکے اور مفصل حالات آپ کے تاریخ ابراہیمیہ میں حضرت شیخ علاؤالدولہ سمنانی نے لکھے ہیں۔ یہاں بنظر اختصار لکھا گیا ہے۔

سید تاج الدین کے وزیر نے شربت میں زہر دے کر ان کو شہید کیا۔ حضرت مولانا سلطان سید ظہیر الدین محمد بن حضرت مولانا سلطان سیّد تاج الدین محمد بہلول تخت سلطنت پر بجائے پدر مسندنشین ہوئے۔ کمال عدل و انصاف کے ساتھ بادشاہت کی اور سکہ و خطبہ اپنے نام کا جاری کیا اور دارالخلافہ بغداد سے خلعت اور نشان آپ کے واسطے مرحمت ہوئے۔ وہی رابطہ صدق و محبت جیسا کہ آپ کے والد کو خلیفہ کے ساتھ تھا اسی طرح آپ کو بھی حاصل ہوا۔ ولایت زمین ایران میں اپنے والد صاحب سے زیادہ متصرف ہوئے۔ شہر قزوین کو اپنا دارالخلافہ قرار دیا۔ خواجہ اثرالدین برمکی کو خدمتِ وزارت عطا کی۔ چندبار سلاطینِ دیار سے جنگ ہوئی مگر حق تعالیٰ نے آپ کو مظفر و منصور کیا۔ علماء و فضلا و مشائخ آپ کے جود و عطا سے نہایت فارغ البالی کے ساتھ بسر کرتے تھے۔ مصنفین زمانہ نے اکثر کتب اور رسائل آپ کے عہد میں آپ کے نام سے تالیف کی ہیں۔ بالخصوص علم و حکمت اور ہندسہ میں بہت مہارت رکھتے تھے۔۔۔۔

نظم

ظہیر الدین محمد آں شہنشاہ | کہ بر سر داشت از خورشید افسر
جہاں زیر نگیں آورد چوں جم | امارت کرد در اطرافِ کشور

کتاب غرائب المخلوقات آپ ہی سے منسوب ہے۔ آپ کے زمانے میں بہت کچھ ایجاداتِ جدیدہ کی گئیں۔ پچاس برس تک زمین ایران میں سلطنت کی۔ دہم ربیع الآخر کو رحلت فرمائی۔ اعلیٰ علییّن ہوئے۔ حضرت مولانا سلطان سیّد نظام الدین محمد علی شیر آپ کے صاحبزادے بتاریخ ۱۴ رمضان المبارک تختِ سلطنت پر اپنے والد کے بعد رونق افروز ہوئے۔ کارِ سلطنت نہایت عمدگی کے ساتھ انجام دیتے تھے۔ خدمتِ وزارت خواجہ شرف الدین برمکی کو عنایت کی۔ والد کے وقت کے امراء دولت نے آپ سے بغاوت اختیار کی۔ ان پر لشکر کشی کی گئی۔ بادشاہانِ زمانہ کی سفارش سے ان کی خطا معاف کی گئی۔

نظم

نظام الدین محمد آں علی شیر | کہ شد گیتی ستاں و کشور آرائے
جہاں در زیر حکم خود در آورد | چو خورشید و بہ رو ماہ سمائے

سردار لشکر امیر حیدر سلطنت کے کاموں کو بہت سرگرمی کے ساتھ بجالاتا تھا۔ مسعود بن محمود غزنوی اس سلطنت سے تعلق اختصاص رکھتا تھا۔ جس وقت کہ سلطان مسعود بن محمود غزنوی نے قصد ہندستان کیا، شاہزادہ حضرت مولانا سید سلطان عماد الدین بن حضرت مولانا سلطان سید نظام الدین علی شیر ہمراہ آئے اور تصرف ولایت دہلی میں شرکت رکھتے تھے۔ جب سلطان مسعود نے ہندستان پر غلبہ پایا، آپس میں نزاع واقع ہوئی، انھی ایام میں خبر علالت حضرت مولانا سلطان سید نظام الدین علی شیر کی آئی۔ شاہزادہ عماد الدین اس خبر کے سنتے ہی فی الفور دار الخلافہ عراق عجم کی طرف روانہ ہوئے۔ تین روز قبل انتقالِ والد ماجد دار الخلافہ میں پہونچ گئے۔ حضرت شاہزادہ مولانا سید عماد الدین دار الخلافہ عراق عجم میں باتفاق اہلیان دولت و وصیتِ والد بزرگوار تخت سلطنت پر جلوس فرما ہوئے۔ اطراف ملک ایران میں سرحد توران تک اپنی حکومت جاری کی اور خدمت وزارت شیخ مجد الدین برمکی کے سپرد کی اور دار الخلافہ بغداد سے خلعت و نشان خلیفہ نے آپ کے پاس بھیجا اور تمام امراء و رؤسا آپ کی فرمانبرداری میں آئے۔ صدائے عدالت و انصاف اور آپ کے جود و سخا کی عالم میں بلند ہوئی۔ سات برس تک آپ نے سلطنت کر کے رحلت فرمائی (نور اللہ مرقدہٗ)....

ابو السلاطین حضرت مولانا سلطان سید ابراہیم شاہ سمنانی سامانی نوربخشی باتفاق ارکین مملکت علی الاستحقاق تختِ سلطنت عراق عجم بموجب وصیت پدر بزرگوار جلوس فرما ہوئے۔

نظم

بسال نیک و میمون و مبارک | گل گلزار ابراہیم دارائے
نشستہ بر سرا و رنگ خورشید | بروز فرخ و فرخندہ بارائے

خلعت وزارت نظام الملک علاؤ الدولہ برمکی کو عنایت کیا۔ یہ نظام الملک ساتھ نظام الملک مجد الدین ابن نظام الملک سنجری سے رابطہ محبت رکھتے تھے جس طرح سے حضرت ابو السلاطین سنجر سے دوستی رکھتے تھے۔ منصب امیر الامراء تاج الدین ایبک کو اور منصب صدارت میر محمود قزوینی کے سپرد کیا۔ سلاطین زمانہ آپ کے ساتھ وہ سلوک کرتے تھے جیسا کہ آپ کے بزرگوں کے ساتھ کرتے تھے۔ انتظام سلطنت اور اہتمام مملکت اس خوبی کے ساتھ کرتے تھے کہ

بادشاہانِ زمانہ میں کوئی ایسا کم ہوگا۔ آپ کے عہد سلطنت میں بڑے بڑے علما جلیل القدر دربارِ شاہی میں حاضر رہتے۔ اور توجہ شاہانہ سے نہایت مرفہ الحالی اور فارغ البالی سے زندگی بسر کرتے تھے اور عجائب وغرائب تصانیف بنام مبارک حضرت ابوالسلاطین تالیف وتصنیف کرتے تھے' ان میں سے کتاب مسبعیہ ابراہیم شاہی کو فقہ اصول کلام منطق معانی ہیئت اور بدائع ان ساتوں علوم سے اس طرح ترتیب دیا تھا کہ سات خانے جو عرض وطول ہر صفحہ میں برابر ہوتے تھے بنا کر ہر خانہ میں ایک لفظ لکھا۔ اگر ایک ایک لفظ شروع سے اس کے مقابل کے خانہ میں پڑھتے جائیں۔ ایک مسئلہ فقہ کا اور درمیانی خانوں سے بھی اسی طرح ایک ایک فن کا مسئلہ نکلتا تھا اور جس طرح مقابل عرض وطول کے خانہ مقابل سے سیدھا یا ترچھا کسی گوشہ خانہائے مقابل کے لفظ لئے جائیں۔ جب بھی ایک فن کا مسئلہ نکلتا تھا۔ اس کتاب کا نام سبع المسابع بھی رکھا تھا۔ کوئی فاضل دوراں اور کوئی عالم زماں اس کتاب کے جواب میں متوجہ نہ ہوسکا۔ الحاصل ایسا دروازہ بند کیا کہ کسی عقل مندجامع علوم کی کنجی سے یہ دروازہ نہ کھل سکا۔ اس کتاب کے مصنف کا نام مولانا مجدالدین سمنانی ہے۔ جیسا کہ مولانا نے خود اس کتاب کی تعریف میں فرمایا ہے۔

قطعہ

صاحب سبع المسابع ہفت رنگ ۔۔۔ ہفت رنگ آورد چوں ہر ہفت رنگ

ہفت کشور ربع مسکوں ساختہ ۔۔۔ زیر نہ گردوں کشیدہ ہفت رنگ

سچ تو یہ ہے کہ اس قسم کی کتاب عرب اور عجم' عراق وشام میں جو مشہور ہوئی اور ہر شخص نے اصحاب علم وفضل سے اور ارباب حکم شریعت سے سب نے پسند کیا۔ اس کتاب کا دیکھنا اپنا دستور رکھا کہ اس کتاب کی نظیر کوئی دوسری کتاب نہیں ہوئی۔ لطائف اشرفی میں ہے کہ حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ میرے والد ماجد حضرت ابوالسلاطینؒ اپنے زمانۂ سلطنت میں ایک ہزار اسلامی مدرسہ جاری فرمایا اور ہر مدرسہ میں دو ہزار طلبہ پڑھتے تھے۔ خیال کرنے کا مقام ہے کہ ابوالسلاطین شاہ عالی جاہ کو کس قدر توجہ تعلیم دینی کی طرف تھی۔ آپ کے زمانہ مبارک میں دو ہزار علما جلیل القدر صاحب فتویٰ اپنے فیض علوم سے عالم کو فیضیاب کرتے تھے۔

* * *

دُوسرا صحیفہ

حضرتِ محبوبِ یزدانی کی ولادت باسعادت اور تحصیلِ علوم اور تخت نشینی اور عدل وانصاف کے بیان میں۔

قال الاشرف حشمت الملوک ظل من الالوهیة وخضوع لهم نوع من العبودیة۔ (ترجمہ) حضرت سیّد اشرف نے فرمایا بادشاہوں کا رعب و دبدبہ الوہیت کا پرتو ہے اور ان کا جھک جانا عبودیت کی قسم ہے۔

حضرت حاجی الحرمین سید ابوالحسن عبدالرزاق نورالعین خاتمہ مکتوبات اشرفی میں جہاں حضرت محبوب یزدانی کے آباؤ اجداد کا حال لکھا ہے، وہاں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت سلطان السلاطین سیّد ابراہیم شاہ کے ایّامِ سلطنت رانی میں چند لڑکیاں پیدا ہوئیں مگر بیٹا نہیں ہوا۔ اس کے بعد سلسلۂ پیدائش دس یا بارہ برس تک بند رہا حضرت سلطان السلاطین کو فرزند کی آرزو حد سے زیادہ تھی۔ ہر درویش اور ولی کی طرف بغرض دعا متوجہ ہوتے۔ ایک سال اسی فکر و تردّد میں گزرا۔ ایک رات خواب میں دیکھا کہ ایک مرد نورانی شکل صاحب جمال و کمال یعنی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروز ہوئے۔ بادشاہ تعظیم کو کھڑے ہوگئے اور نہایت اعزاز و اکرام اور احترام سے پیشوائی کر کے قدمبوسی سے مشرف ہوئے۔

قطعہ

چو خورشید چرخ نبوّت فروز نمودہ جمال دل آرائے خویش
برافروختہ ہمچو نور ھدیٰ بتعظیم خم کردہ بالائے خویش

جب سر قدم مبارک پر رکھا، دل کو کمال بشاشت ہوئی۔ حضرت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہنس کر فرمایا کہ اے فرزند ابراہیم! تم کو متردّد دیکھتا ہوں، کیا اولاد کی خواہش

رکھتے ہو؟

بادشاہ رونے لگے اور بکمال عجز وانکساریوں عرض کرنے لگے کہ بارہ برس سے آرزوئے فرزند، وارثِ تخت وتاج سلطنت کی دل میں رکھتا ہوں۔ اگر حضور کے ابر بارانِ نبوت اور نسیم گلستان رسالت سے میرے باغ خزاں رسیدہ کو سرسبزی حاصل ہو اور فرزند عطا فرمائے تو کمال عنایت ہوگی۔

قطعہ

اگر از ابر نیسانِ رسالت گلستان من از الطاف والائے
شگوفہ آورد سرسبز گردد نہال گلشن امید پیرائے

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حق تعالےٰ تم کو دو بیٹے عنایت فرمائے گا۔ ایک کا نام اشرف اور دوسرے کا نام اعرف محمد رکھنا۔ لیکن پہلا فرزند تمہارا صاحب سلطنت ظاہری وباطنی ہوگا۔

قطعہ

امید از داور دارائے گیتی کہ ہفت اورنگ او گردد بپائے
چنان ست کان مہ چرخ ولایت بود خورشید برج دین ودنیائے

نسیم لطف الٰہی جو چلی اور شمیم خوشی اور شادمانی عالم میں پھیلی، تاریخ اشرف میں شرف الملۃ والدین پیدا ہوئے۔ حضرت مولانا ابوالفضل نظام یمنی جامع ملفوظ لطائف اشرفی فرماتے ہیں کہ میں نے بارہا خدمت عالی محبوب یزدانی میں سبب ترک سلطنت جب دریافت کیا تو حضرت اس کے بیان میں تجاہل (چشم پوشی) فرماتے تھے۔ جب ایک مدت کے بعد حضرت کے ہمراہ دارالسلطنت سمنان میں گذر ہوا۔ اور آپ کے چھوٹے بھائی سلطان اعرف محمد کی زیارت نصیب ہوئی اور حضرت شیخ علاؤ الدولہ سمنانی جو اوائل عمر میں حضرت ابوالسلاطین کے دربار میں وزیر تھے اور اوائل عمر میں کسی جنگ میں آپ پر جذبۂ سلوک پیدا ہوا۔ ترک وزارت کر کے بطلب راہ سلوک بغداد شریف میں جاکر حضرت شیخ نورالدین عبدالرحمان اسفرائنی سے شرف بیعت حاصل کر کے طلب راہ سلوک میں فقر اختیار کیا تھا اور آپ خاندان سلاطین سمنان سے تھے۔ حضرت محبوب

یزدانی کے قرابت داروں میں بھی تھے۔ جب آپ کی ملازمت حاصل کی اور حضرت محبوب یزدانی کے ترکِ سلطنت کا حال پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ حضرت ابوالسلاطین مولانا سلطان ابراہیم شاہ بارہ برس کی عمر رکھتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دولت تخت و تاج شاہی سے مشرف فرمایا۔ آپ نہایت عدل و انصاف کے ساتھ سلطنت کرتے تھے۔ جب آپ کا سن پچیس ۲۵ برس کو پہونچا، حضرت خدیجہ بیگم جو اولاد کبار سلطان العارفین خواجہ سیّد احمد یسوی قدس سرّہ سے تھیں، ان کو اپنے عقد نکاح میں لائے۔ بیگم صاحبہ نہایت عابدہ صالحہ تھیں۔ اور کیوں نہ ہوتیں کہ وہ نسلِ خاندان سیادت سلطان العارفین سے تھیں۔ قرأت قرآن مجید، ادائے نوافل اور وظائف میں شب روز بسر کرتیں۔ اکثر شب بیداری کرتیں اور دن کو روزہ رکھتیں۔ مدّت العمر میں کبھی آپ کی نمازِ تہجد قضا نہیں ہوتی۔

مثنوی

نہ شب فارغ است از پرستش گری　　　نہ روز از تماشائے دل پروری
بمقدار آں سرور آرد بخواب　　　کہ مرغے بروں آورد سر ز آب

جب حضرت ابوالسلاطین قدس سرہ کے دو تین صاحبزادیاں پیدا ہوئیں اور آٹھ یا بارہ برس تک کوئی اولاد نہیں ہوئی تو حضرت سلطان کے دل میں خواہشِ اولاد حد سے زیادہ ہو گئی یعنی آپ جب کسی درویش سے ملتے، اولاد کے طالب ہوتے۔

قطعہ

ہر کہ در ہمّت مردان زند　　　بر رخ او زود شود فتحیاب
ہمّت دلہا ست کلید مراد　　　گیر کلیدش کہ شوی گنج یاب

ایک بزرگ مجذوب حضرت ابراہیم شاہ نامی شہر سمنان میں رہتے تھے اور حضرت سلطان کو ان کے نسبت عقیدہ کلی تھا۔ ایک روز صبح کے وقت بیگم اور بادشاہ دونوں مصلّے پر بیٹھے ہوئے وظیفہ میں مشغول تھے کہ مجذوب صاحب سامنے نمودار ہوئے۔ بادشاہ اور بیگم دونوں متعجب ہوئے کہ محل شاہی میں جہاں چوکی پہرہ رہتا ہے ان کو کس نے یہاں آنے دیا۔ جب دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ اپنی کرامت سے اندر چلے آئے۔

قطعہ

نہ اینان ببیں چو راہ خود را کہ ایشاں را بود راہے بہزار
اگر در طرفۃ العینی بخواہند بر آرند راہ از دریا و کہسار

جس وقت حضرت مجذوب کو سلطان نے دیکھا پیشوائی کے لئے چند قدم بڑھ کر ان کو لائے اور تخت شاہی پر لاکر بٹھا دیا۔ ایک لحظہ حضرت مجذوب صاحب خاموش بیٹھے رہے اور بادشاہ دونوں ہاتھ باندھے ہوئے زیر تخت مؤدب کھڑے رہے۔ مجذوب صاحب نے سلطان ابراہیم صاحب سے کہا کہ اے بادشاہ میں تجھ کو اپنی طرف متوجہ پاتا ہوں، کیا اولاد کی خواہش رکھتے ہو؟

بادشاہ نے خوش ہو کر عرض کیا کہ آپ حاکم ہیں اگر عنایت کریں۔

فرمایا کہ اس کی قیمت زیادہ ہے۔ کہ پسر عجوبہ روزگار تم کو دوں گا۔

عرض کیا جو کچھ حکم ہو حاضر کروں۔

فرمایا کہ ہزار سکۂ شاہی چاہیئے۔

بادشاہ نے لاکر آپ کے دامنِ مبارک میں ڈال دیئے۔

خوش ہو کر کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے کہ "ابراہیم کو تم نے کل دے دیا اور مفت میں بیٹا لے لیا" جب آپ چلے حضرت سلطان بتعظیم آپ کے پیچھے ہوئے۔ چند قدم چلے تھے کہ مجذوب صاحب نے پیچھے پھر کر دیکھا اور کہا کہ:

"اب کیا چاہیئے اپنا لڑکا تم نے پالیا اور کیا مبارک پسر کہ تمام عالم ان کے نفسِ مقدس سے فیضیاب ہوگا" اس کے بعد پھر حضرت ابراہیم مجذوب تشریف نہیں لائے جب تک کہ محبوب یزدانی پیدا نہیں ہوئے۔ مگر آپ کی ولادت باسعادت کے دن آئے اور یہ خوش خبری زبان پر لائے کہ خبردار خبردار اس لڑکے سے واقف ہو کر یہ امانت پروردگار کی تم کو سپرد کی گئی ہے

جس وقت نہال گلشن شہریاری اور بلبل بوستانِ تاجداری نے اپنے قدوم سے دارالسلطنت سمنان کو منور فرمایا، حضرت ابو السلاطین سلطان ابراہیم نے تمام علماء و مشائخ شہر کو اپنی مجلس میں جمع کیا۔ اور خزانہ کا دروازہ فقراء اور مساکین کے لئے کھلوا دیا اور خوب بکمال مسرت خیرات کی تمام اطراف و جوانب کے شعراء اور فضلاء جمع ہوئے اور تہنیت نامے اور قصیدے مبارک بادی

کے دربار شاہی میں پیش کیے۔ ہر شخص کو حسب حیثیت اس کے زر و جواہر سے مالا مال فرمایا۔

نظم

چو خورشید از سپہر کامرانی　　درخشاں شد ز برج شرف آرائے

جہاں روشن شد از نور عذارش　　نثار اور چرخ از دُرّ دریائے

نہال از گلشن امید سر زد　　بہ سرسبزی نہال گلشن آرائے

چناں سرسبز شد باغ امیدش　　کہ بارش خورد ہر کس در ہمہ جائے

بادشاہان اطراف نے تہنیت نامے تولد فرزند ارجمند دربار سلطان السلاطین میں بھیجے اور دارالخلافہ بغداد سے خلعت و نشان لے کر وکلاء سلطنت مبارکباد کو آئے۔ حضرت محبوب یزدانی کے ذکر ولادت باسعادت کے حسب حال فقیر اشرفی جامع رسالہ ھٰذا نے یہ چند اشعار لکھے ہیں :۔

ہوا شاداب پھر گلزار سمناں　　گل تازہ بنا ہر خار سمناں

وہ دُرّ بے بہا پیدا ہوا ہے　　کہ جس سے گرم ہے بازار سمناں

نقیبوں کی صدائیں آ رہی ہیں　　مبارک ہو درِ شہوار سمناں

دعائیں شوق دل سے دے رہے ہیں　　ولی و کامل و ابرار سمناں

ہوا آراستہ ایوانِ شاہی　　بنا رشک جناں دربارِ سمناں

ہوا پیدا وہ خورشیدِ ولایت　　منوّر ہو گیا کہسارِ سمناں

طلوعِ ماہ اوجِ دلبری ہے　　چمکتے ہیں در و دیوار سمناں

خوشی میں فوج والے کہہ رہے تھے　　ہوا پیدا سپہ سالارِ سمناں

چمن میں بلبلوں کا چہچہا تھا　　شگفتہ ہے گل گلزار سمناں

اسیروں کو ملی آزادیٔ قید　　طفیلِ مقدمِ سردارِ سمناں

کھلا بابِ خزانہ اور لٹا زر　　گدا ہر اک ہوا زردار سمناں

لئے شاعر قصیدے تہنیت کے　　سناتے تھے سرِ بازار سمناں

لئے سب نے زر و گوہر کئی دل　　فِدائے دولت و ایثار سمناں

بشارت دیتے تھے اقطاب و ابدال | حضور شاہ خوش اطوار سمناں
کہ یہ فرزند ہوگا غوث عالم | فروغ طالع بیدار سمناں
جنود اللہ میں ہر سو ہے چرچا | یہ ہوں گے مخزنِ اسرار سمناں
یہ ہوں گے موجب تنویر عالم | یہ ہوں گے مطلع انوار سمناں
جناب شاہ ابراہیم کے گھر | ہوا پیدا دُرِ شہوار سمناں
انھیں کا ہے لقب غوثِ جہانگیر | یہی ہیں وارثِ سرکارِ سمناں
تمامی اولیا کے ہیں یہ افسر | بظاہر والی و سردارِ سمناں
نہ ہو کیوں اشرفی سوجان و دل سے | فدائے کوچہ و بازارِ سمناں

جب سن مبارک حضرت محبوب یزدانی کا چار سال چار ماہ اور چار دن کا ہوا دربار شاہی میں جلسۂ شادی اور شادمانی کیا گیا اور تمام شہر اور چار باغ سلطانی میں آئینہ بندی کی گئی۔ طرح طرح کے عمدہ فرش اور قالین بچھائے گئے اور مسند شاہانہ بچھائی گئی۔ حضرت مولانا عماد الدین تبریزی نے بسم اللہ کرائی اور ابجد پڑھائی۔

قطعہ

چو مہ پارۂ برج خورشید نور | برآمد نہ او رنگ زرّیں سپہر
مہ برج خورشید تابندہ روئے | درخشاں برآمد بر او رنگ مہر
شدہ چار سال و مہ و روز چار | مہ چار دہ شب نہاں کرد چہر
سپردند بر پیر استادِ دہر | کہ بودہ ارسطو افلاطوں سپہر
الف بائے بر لوحِ آفتاب | چو برخواند مہ پارۂ مہر مہر
فلک در انجم زیاد رخشش | نثارید بر ماہ خورشید فہر

اطراف کے بادشاہوں نے اور اس دربار کے امرا نے اس قدر زر و جواہر نذر میں لاکر پیش کیا کہ مولانا عماد الدین تبریزی کے پاس ایک خزانہ ہوگیا۔ حق تو یہ ہے کہ جس کو اللہ تبارک و تعالے نے بمصداق مَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا ط اور بمقتضائے ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ...

آراستہ کیا ہو' ان کو تعلیم دینا اور پڑھانا محض ایک بہانہ ہے۔ کیوں نہ ہو کہ حق تعالےٰ اپنے محبوب، نبی الامی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو کس سے تعلیم دلائی اور کس نے ان کو پڑھایا۔ ایک سال کے درمیان میں حضرت محبوب یزدانی نے ساتوں قرأت کے ساتھ قرآن حفظ کر لیا تھا۔ جب سات برس کا سن ہوا اصطلاحات علوم عربیہ فرمانے لگے۔

قطعہ

چوں سال مبارک بہ ہفت آمدہ | علوم دو ہفتہ نہادہ بجائی
بسال دو ہفتہ چوں پا برنہاد | بہر ہفت پوشید اورنگ زائے

حضرت محبوب یزدانی کو چودہ برس کی عمر میں فضیلت کی دستار بندی ہوئی ایک سال فن سپہ گری سیکھا۔ جب مولانا ابو السلاطین حضرت سلطان سید ابراہیم شاہ اس خاک دان دنیا کو ترک فرما کر جنت کو روانہ ہوئے۔ تخت اور تاج شاہی حضرت مولانا سلطان سید اوحد الدین والدنیا اشرف السلاطین محبوب یزدانی کو نصیب ہوا۔۔۔۔
بادشاہان ماتحت نے آپ کی فرماں برداری قبول کی اور دروازہ مبارک یادی کا روئے زمین پر کھلا۔ تمام اطراف وجوانب کی سلطنت میں سکہ اور خطبہ حضرت محبوب یزدانی کے نام نامی کا جاری ہوا۔ بارہ برس تک بکمال غلبہ سلطنت کی خدمت وزارت مجدد الملک تبریزی اور خواجہ محمود برمکی اور شرف الدین اور عماد الدین کے متعلق فرمائی۔ اور منصب امیر الامرار بہرام بیگ اور فریدون بیگ وزیر المحافل کو اور کمال الدین مقدر الملک کو عنایت کیا کسی کو ادنیٰ اور اعلےٰ سے ناانصافی کی شکایت نہ ہوئی۔

مثنوی

چو اورنگ سمنان بدو تازہ گشت | جہاں از عدالت پر آوازہ گشت
بدوران عدلش ہمہ روزگار | گلستاں شدہ عدل آورد بار
زہے عدل وانصاف آں دادگر | کہ بر میش گرگے نہ بندد کمر
بہ شاہیں زند بال بازی کلنگ | کبوتر سوئے باز آورد جنگ
اگر فیل بر فرق مورے گذر | کند مور بر فیل آرد نظر

کہ ایں دورِ سلطان اشرف بود   چہاں ظلم تو بر سَرِ من رود

دارالسلطنت سمنان کو اپنے ابرِ انصاف نے سرسبز اور شاداب کر دیا۔ آپ کی خیر عدالت و انصاف سُن کر بادشاہان اطراف کو رشک آتا تھا۔

حضرت شیخ علاؤالدولہ سمنانی سے منقول ہے کہ ایک روز حضرت محبوب یزدانی شکار میں گئے۔ دو تین روز شکار گاہ میں ٹھہرے۔ اطراف کے جنگل میں شکار کر رہے تھے سپاہیان لشکر حضرت کے ہر طرف شکار میں مشغول تھے۔ حضرت محبوب یزدانی باز اور جرّہ اور دیگر شکاری جانوروں کی سیر دیکھ رہے تھے۔ اسی اثنا میں ایک دیہات کی رہنے والی بڑھیا بغرضِ انصاف آئی۔ حضرت نے فرمایا کہ بڑھیا کو میرے سامنے لاؤ۔ جب ہمراہیوں نے حاضر کیا تو آپ نے اس سے دریافت کیا کہ تجھ پر کیا ظلم ہوا ہے تجھ سے کوئی چیز کسی نے ظلم سے لے لی ہے؟

عرض کرنے لگی کہ میرا دہی آپ کے لشکر والوں میں سے ایک شخص نے بلا قیمت ظلم سے لے لیا۔

فرمایا کہ اس جماعت میں دیکھو جس نے تیرا دہی لیا ہے وہ موجود ہے؟

بڑھیا نے غور سے دیکھ کر عرض کیا کہ وہ شخص اس جماعت میں نہیں معلوم ہوتا۔

یکایک ایک سوار شکار لئے ہوئے دور سے نمایاں ہوا۔ بڑھیا نے کہا وہی ظالم سوار آرہا ہے۔ جب وہ حاضر ہوا تو حضرت نے فرمایا کہ :۔

اس نامراد ضعیفہ کا دہی ظلم سے لے کر کیوں کھایا؟

اس نے عرض کیا کہ اے بادشاہ یہ بڑھیا جھوٹ کہتی ہے۔ میں نے دہی نہیں کھایا ہے۔

حضرت نے بڑھیا سے دریافت کیا کہ تیرا کوئی گواہ ہے؟

اس نے کہا نہیں۔

فرمایا، میں حکمت سے جھوٹ اور سچ معلوم کر لیتا ہوں۔ کسی کو حکم دیا کہ چند مکھیاں پکڑ کر لاؤ۔ اور سوار سے کہا کہ اس کو کھا۔ کھاتے ہی اس کو قے ہوئی۔ ہنوز دہی ہضم نہیں

ہونے پایا تھا کہ تھے سے برآمد ہوا۔ حضرت نے فرمایا کہ اب کیا کرنا چاہیئے۔ غرض کہ اس سوار کا گھوڑا مع زین و زرین و لگام اس بڑھیا کو عنایت فرمایا اور اس سوار کو تنبیہاً زدوکوب کر کے اس کو نکال دیا۔

قطعہ

میں اس انصاف کے قرباں مرے محبوب یزدانی
سزائے عدل بے پایاں مرے محبوب یزدانی
جلال حیدری اور عدلِ فاروقی دکھاتے ہو
ملا یہ کس کو عز و شاں مرے محبوب یزدانی

ایک دن حضرت محبوب یزدانی تختِ سمنان پر بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک فریادی آدمی آیا۔ فرمایا اس کو میرے سامنے لاؤ کہ اس کی فریاد سنوں۔

جب فریادی سامنے آیا، عرض کرنے لگا کہ آج کی رات فلاں جماعت میں سویا تھا جب جاگا تو دیکھا کہ چالیس اشرفیاں جو میری کمر میں بندھی ہوئی تھیں کسی نے چرا لی۔ اب سب لوگ انکار کر رہے ہیں۔

حکم فرمایا کہ اس جماعت کے سب لوگ حاضر کئے جائیں۔ جب سب لوگ حاضر کئے گئے تو ایک ایک سے دریافت کیا کہ تمہاری جماعت میں یہ فقیر سویا تھا۔ چالیس اشرفیاں اس کی کس نے چرالیں؟

سب لوگ نہایت عاجزی سے پیش آئے کہ ہم سے یہ قصور نہیں ہوا ہے نہ ہوگا۔

حضرت محبوب یزدانیؒ نے ارکان دولت اور وزرائے سلطنت کی طرف رخ کر کے فرمایا: جب مدعی کے پاس کوئی ثبوتِ شہادت نہیں تو ایسے موقع پر موافق شریعت بجز قسم لینے کے اور کیا چارہ ہے؟ لیکن ایک معقول حکمت میں نے سوچی ہے شاید رقم مفقودہ مل جائے۔ حکم ہوا کہ سب آدمی اس جماعت کے چھوٹے بڑے میرے قریب آجائیں۔

ایک ایک آدمی کو آپ اپنے پاس بلاتے اور دست مبارک ان کے سینے پر رکھتے دس آدمیوں کو ملاحظہ کرنے کے بعد ایک شخص کے سینے پر جب دست مبارک رکھا اور

دیکھا کہ اس کے دل میں سخت حرکتِ اختلاجی پیدا ہو رہی ہے۔ بغور دیکھ کر فرمایا اور حکم دیا کہ،
"اس کو لے جاؤ اور اس سے فقیر کی اشرفیاں دلوا دو۔"
ملازمانِ شاہی نے تھوڑی ہی زدو کوب کی تھی کہ مجرم نے اقرارِ جرم کر لیا اور اشرفیوں کی ہمیانی لا کر پیش کی۔ شمار کرنے سے صرف ایک اشرفی کم نکلی۔
غرض کہ اس قسم کی عدالت اور انصاف حضرت محبوب یزدانی سے اس قدر سرزد ہوئے جس کا بیان میں لانا دشوار ہے۔

نظم

کیا ترا عدلِ جہانگیر ہے اللہ اللہ — ظلم کا سر تہِ شمشیر ہے اللہ اللہ
گر بہ درگہِ عالی نے کیے شیر کو زیر — کیا ترے نام کی تاثیر ہے اللہ اللہ

تیسرا صحیفہ

حضرت محبوب یزدانی کے ایامِ سلطنت رانی میں اور حضرت خضر علیہ السلام سے تعلیم باطنی پانے اور روحانیہ پاک حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے فیض روحانی حاصل کرنے، اور بہ ترغیب حضرت خضر علیہ السلام ترکِ سلطنت کر کے فقر اختیار کرنے اور اثنائے راہ سفر میں بعض بزرگوں سے فیضیاب ہونے کے بیان میں

قَالَ الْاَشْرَفُ اَلتَّرْکُ هُوَالْاِعْرَاضُ عَنِ النَّفْسِ وَالْاِنْقِرَاضِ عَنِ الْبَشَرِیَّةِ الدَّنِسِ۔ (ترجمہ) فرمایا حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ نے "ترک، منہ پھیرنا ہے نفس سے اور قطع کرنا بشریت سے گندگی کو۔"

حضرت شیخ علاء الدولہ سمنانی فرماتے ہیں کہ ایامِ سلطنت رانی اگرچہ حضرت محبوب یزدانی امور ملکی کا شغل رکھتے تھے لیکن پابندی ادائے فرائض اور سنن وواجبات اور نوافل یہاں تک کرتے تھے کہ آداب ارکانِ شریعت آپ سے ترک نہیں ہوتے تھے اور کبھی کسی سائل کو اپنے درگاہ عالم پناہ سے بغیر کچھ دیئے ہوئے خالی رخصت نہیں کیا۔ دغدغہ سلوک الٰہی لڑکپن سے دل میں جما ہوا تھا جو کوئی گروہ فقراسے آپ کو ملتا اس سے استفسار راہ سلوک کرتے، مگر کوئی درویش بوجہ اس کے کہ حضرت کا نصیب نعمت فقر دوسری جگہ سے تھا اس لئے کوئی آپ کی تعلیم اور تربیت باطنی میں دست اندازی نہ کرتا تھا۔ خوبی تقدیر سے ایک شب حضرت خضر علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا۔ "ابھی تھوڑے دن سلطنت کا کام کرو اور اجمالی طور سے ملاحظہ معانی اسم مبارک اللہ بے واسطۂ زبان قلب صنوبری میں کرتے رہو اور پاس انفاس کا بھی شغل ملحوظ خاطر رکھو۔ خبردار اس سے غفلت نہ کرنا۔ اس وقت سے حضرت محبوب یزدانی ان اشغال میں مشغول رہتے تھے۔ روز بروز اس کا نتیجہ ظاہر ہوتا جاتا تھا۔ دو سال تک انھیں اشغال

تعلیم خضری میں بسر کی جس وقت روحانی پاک حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ ظاہر ہوئی۔ آپ نے بھی اپنے اذکار اویسیہ سے مشرف فرمایا۔ تین سال تک ان اذکار اور افکار میں مشغول رہے۔ ہر چند کہ حضرت محبوب یزدانی ان اذکار و اشغال میں بسر کرتے لیکن دل سے ایسے مرشد کے طلبگار رہتے جو ظاہر میں ملیں اور اپنے فیض سے سرفراز کریں۔

نظم

اگرچہ در ہمہ اوقات انفاس | ز روئے تربیت می دادہ اند پاس
ولیکن از ہمہ خوبانِ ارشاد | بہ جان و دل ہمیں بودند در یاد
کہ تا حاصل نہ گردد پیرِ ظاہر | نیاید کام جان از لطف قادر

جب ایام سلطنت رانی میں بیس برس کی عمر کو پہونچے اور دوسری روایت میں پچیس[۲۵] برس کی عمر کو پہونچے اور ظاہر و باطن آپ کا پابندیٔ شریعت اور تقویٰ سے آراستہ تھا بظاہر ملکی انتظام میں بسر کرتے، مگر توجہ قلبی راہ سلوکِ الٰہی میں شبانہ روز رہتے۔ اتفاقاً عشرۂ اخیر ماہ رمضان المبارک میں شب بیداریٔ شب قدر کر رہے تھے کہ ستائیسویں شب رمضان المبارک میں جناب حضرت خضر علیہ السلام تشریف لائے اور حضرت محبوب یزدانی سے فرمایا:

شعر

کارت بنظام آمدہ معشوق بکام | برخیز کہ کارت شدہ امروز تمام

اے اشرف اگر تختِ سلطنتِ دیدارِ خدا چاہتے ہو اور گل مقصود گلزار معبود سے چننے چاہتے ہو تو اٹھو اور ہندستان کی طرف رخ کرو۔

نظم

اگر خواہی وصالِ یار دلدار | حضوری لذّت دیدار رخسار
بیا برخیز سر در راہ آور | کہ دوست یار شد اقبال یاور

کہ وہاں میرے دوستوں میں سے ایک دوست رہتے ہیں انھیں کے باغ ولایت سے تمہارا گل مقصود ملے گا۔ ان کی ولایت لانہایت سے عالم بھرا ہوا ہے اور ان کی عنایت بغایت کی مقراض، عالم اور بنی آدم سے گمراہی کو تراش رہی ہے۔

ابیات

کہ آں جا کامل از کاملاں است — کسے کو را بہ بیند کاملاں است
جہاں از نورِ خورشیدِ ولایت — منوّر کردہ از روئے عنایت
بہند آں قبلۂ حاجات باشد — کہ آبِ خضر در ظلمات باشد
جہاں را کعبۂ مقصود گویند — زماں را قبلۂ معبود جویند
جہاں تاب است خورشید ولایت — ضلالت برد از نورِ ہدایت
درش چو نقطۂ نونِ چرخ دوّار — بدو را دو بگردد ہمچو پرکار
اگر تابد از و یک ذرّۂ نور — چو مہر خورشید گردد ذرّہ مستور
عنایت نامۂ آں شاہ دیندار — رہاندہ از قیودِ نفسِ امّار
زہے عالی نظر کت التفاتش — ولایت بردہد عالی صفاتش
نظر گر از رہِ تاثیر بکند — مس اجسام را اکسیر بکند

گروہ اخیار اُن کو صاحبِ قدم کہتے ہیں اور گروہ ابرار اُن کو واجب قدم کہتے ہیں اور اوتاد اُن کو یحییٰ صادق کہتے ہیں اور ابدال اُن کو عیسیٰ نفس کہتے ہیں اور اصحاب وجدان اور اربابِ عرفان اُن کو شیخ علاؤ الحق والدین گنج نبات اور بعض آدمی شیخ علاؤالدین تل کہتے ہیں۔ عالمِ ملکوت میں ان کو موسیٰ آثار کہتے ہیں اور عالم جبروت میں ان کو خلیل انوار کہتے ہیں اور عشاق ان کو یوسف ثانی سمجھتے ہیں کہ میں خضر ہوں ان کو خلق محمدؐ کہتا ہوں۔

مثنوی

یکے از قدوۂ ابرار گوید — دگر از عمدۂ اخیار گوید
یکے از صاحبِ اسرار خواند — دگر از واہبِ انوار داند
یکے از ہادی و مہدیش گفتہ — دگر از لولوئے ارشاد سفتہ
یکے از واصلانِ راہ خواندش — دگر از کاملانِ شاہ خواندش
منم کز جانِ رہِ ایثار پویم — دمی احمدؐ محمدؐ خلق گویم

جب یہ خوشخبریاں حضرت خضر علیہ السلام سنا چکے نظر سے غائب ہو گئے۔ جب صبح

صادق ہوئی حضرت محبوب یزدانی نے کمر ہمت چست باندھی۔ تخت و تاج سلطنت اپنے چھوٹے بھائی اعز ارشد سلطان محمد اعرف کو سپرد کیا۔ اور ان کی وزارت میں محمدی بیگ امیرالامرا اور محمد یار بیگ قدوۃ القبائل ممتاز ہوئے اور امرائے دولت میں صدر جلال الدین، اور محمود بیگ اور فرید بیگ سرفراز ہوئے۔ جہانبانی اور عدل و انصاف و رعیت پروری جیسی کہ چاہئے سلطان اعرف محمد سے یکساں خوبی ظاہر ہوئی۔

حضرت محبوب یزدانی نے خدمت بابرکت والدہ ماجدہ رابعہ ثانیہ بیوی خدیجہ بیگم رحمۃ اللہ علیہا میں حاضر ہو کر اجازت طلب کی کہ اگر حکم ہو تو میں اس سلطنت دنیا کو ترک کر کے فقر اختیار کروں اور بادشاہت ملکِ آخرت کی حاصل کروں۔

حضرت کی والدہ نے فرمایا کہ "اے فرزند جب تم پیدا بھی نہیں ہوئے تھے اس سے پہلے روحانی پاک ہمارے جد حضرت سلطان العارفین خواجہ سید احمد یسوی رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں بشارت دی تھی کہ تم کو ایسا فرزند نصیب ہوگا۔ دنیا اس کی آفتاب ولایت کی چمک سے روشن ہو جائے گی اور اس کی نور ہدایت کی بدولت جہاں سے گمراہی مٹ جائیگی۔

قطعہ

ترا پودے پدید آید چوں خورشید — کہ از نورش بود آفاق روشن
گلے از بوستان تو شگوفد — کہ از بویش بود اطراف گلشن

اب میں جانتی ہوں کہ وہ نسیم رحمتِ الٰہی چلی مبارک ہو میں تم کو خدا کی راہ میں سپرد کر دیتی ہوں اور اپنی حقوق مادری بخش دیتی ہوں۔

نظم

جاؤ بیٹا کیا سپردِ خدا — اور حقوق اپنے سارے بخش دیا
یہ جدائی تیری ہے دل پر شاق — زندگی بھر رہے گا داغ فراق
صبر کرتی ہوں مثلِ امّ ذبیح — سخت دل کر لیا ہے میں نے صریح
حشر کے دن ملو گے اے بیٹا — زندگی میں محال ہے ملنا
بیٹا میں بھی ہوئی ضعیف و مسن — پھر کہاں یہ نصیب وصل کے دن

ملک عرفاں پہ کامیابی ہو　　　فقر کی راہ طے شتابی ہو

لیکن میری ایک نصیحت ملحوظ رکھنا کہ جب دارالسلطنت سمنان سے نکلنا شان و شوکت شاہانہ اور دبدبہ خسروانہ کے ساتھ معہ نشان و نقارہ و سپاہی و مراتب لشکر ہمراہ لے کر نکلنا۔ میں اپنے دل میں خیال کرتی رہوں گی کہ میرا فرزند بغرض کشور کشائی کسی دوسرے ملک پر چڑھائی کرنے کو جا رہا ہے۔ بموجب فرمان مشفقانہ والدہ ماجدہ بارہ ہزار آدمی، ان میں دو ہزار قورچی جو لوگ ہمیشہ سیر و شکار اور جنگ میں ہمراہ رہتے تھے، سب کو ساتھ لے کر شوکت شاہانہ کے ساتھ شہر سے باہر نکلے۔ حضرت شیخ علاؤالدولہ سمنانی قدس سرہ حضرت کے ہمراہ چند منزل پہونچانے آئے۔ بارہ ہزار قورچیان و سپاہیاں جو ہمراہ تھے۔ تین منزل تک برابر ساتھ آئے اور جو کچھ نصائح اور ہدایت بزرگانہ متعلق اس سفر کے تھیں زبان مبارک پر لائے اور حضرت محبوب یزدانی کو رخصت کیا۔ اس کے بعد حضرت نے ہر شخص کو ہر منزل میں رخصت کرنا شروع کیا۔ عبید نام کا ایک حاجی خدمت گار محرم تھا اور شبانہ روز خدمت میں حاضر رہتا تھا۔ ہر چند اس کو رخصت کرتے تھے مگر وہ حضرت سے جدا نہیں ہوتا تھا۔ جس وقت نہایت مبالغہ اور اصرار کے ساتھ رخصت کیا، عبید بے اختیار رونے لگا۔ اس کے رونے سے حضرت محبوب یزدانی کو بھی رقت آگئی۔

مثنوی

چوں از ہم شد جدا دلدار جانی　　　رواں از تن برآمد زندگانی

کنوں باید بہم خوشنود کردن　　　ہوائے خویشتن بدر کردن

بعض یاران مخلص ماوراءالنہر تک پہونچانے آئے۔ آخر ان کو بھی رخصت کیا۔ جس وقت حضرت دارالسلطنت سمنان سے نکلے تھے یہ اپنی غزل کمالِ ذوق سے پڑھتے جاتے تھے۔

غزل

ترک دنیا گیر تا سلطاں شوی　　　محرم اسرار با جاناں شوی

پا بہ تخت و تاج سر در راہ نہ　　　تا سزائے مملکتِ یزداں شوی

چیست دنیا کہنہ ویرانۂ....　　　در رہِ آباد ایں ویراں شوی

تا بکے در دام دنیا پائے بند | در ہوائے دانۂ پنہاں شوی
دام فانی بر گسل از پائے جاں | تا تو واصل باقی از سبحاں شوی
برگذر از خواب و خور مردانہ وار | تا براہ عشق تو مرداں شوی
گر نہی پا بر سر او رنگ جاہ | تا رکش چوں اشرف سمناں شوی

حضرت مولانا سید شاہ امام اشرف اشرفی جیلانی جائسی سے منقول ہے کہ جب حضرت محبوب یزدانی ترک سلطنت کر کے کمر ہمت راہِ خدا پر محکم باندھ کر چلے۔ حضرت خواجہ حافظ شیرازی جو حضرت کے رعایا شیراز سے تھے، حضرت محبوب یزدانی کو دیکھ کر یہ شعر اپنے دیوان کا پڑھنے لگے۔

شکر شکن شوند ہمہ طوطیانِ ہند | زیں قند پارسی کہ بہ بنگالہ می رود

اور حضرت حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ ایام سلطنت رانی حضرت محبوب یزدانی کی خدمت میں اکثر اوقات حاضر رہا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ خواجہ حافظ شیرازی کے بارے میں فرمانے لگے۔

خواجہ حافظ شیرازی یکے از مجذوبانِ درگاہِ الٰہی و محبوبانِ بارگاہِ نامتناہیت بایں فقیر نیاز مندی داشت و مدت باہم دیگر صحبت داشتہ۔

جس طرح حضرت محبوب یزدانی کو بطریق اویسیہ، حضرت خضر علیہ السلام کے روحانی پاک سے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے فیض پہونچا، اسی طرح خواجہ حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ بھی فیضانِ اویسیہ سے مالا مال ہوئے۔

جب حضرت بخارا میں تشریف لائے۔ ایک مجذوب سے ملاقات ہوئی۔ حضرت محبوب یزدانی کے سر مبارک کو پکڑ کر اپنے سر سے ملا کر اس قدر ہلایا کہ حضرت کو کسی قدر کیفیت پیدا ہوئی جب آپ کے سر کو چھوڑا مجذوب صاحب نے پورب کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ جلد اس طرف کو چلے جاؤ۔

جب حضرت سمرقند میں پہونچے وہاں کے شیخ الاسلام کو دیکھا آپ کی وضع اور شاہانہ انداز کو دیکھ کر پہچان گئے کہ ضرور کسی ملک کے بادشاہ ہیں۔ حضور کی ضیافت اور دعوت عمدہ

طور سے کی۔ اس دعوت سے حضرت محبوب یزدانی کی طبیعت خوش نہیں ہوئی۔ دل میں کہنے لگے کہ فقیروں کو اس سے کیا کام۔

سمرقند تک دو خواص گھوڑوں پر سوار حضرت کے ہمراہ باقی رہ گئے تھے۔ دل میں سوچے کہ یہ گھوڑے زینِ زریں کے ساتھ سواری میں ہیں۔ یہی باعث رسوائی ہوتے ہیں دونوں گھوڑے، خواصوں کی سواری کے معہ زینِ زریں ایک مسکین کو للّٰہ دے دی اور اپنا گھوڑا بھی ایک فقیر کو عطا فرمایا۔

مثنوی

مجرد روئے را بجائے رساند ۔۔۔ کہ از بود او ہیچ در وے نماند
کسے کو ہوائے رخ یار کرد ۔۔۔ ہمہ در سرِ راہ ایثار کرد

شب کو ایک گاؤں میں جا اترے پیدل چلنے سے ماندہ ہو گئے تھے جہاں اترے وہاں سو گئے تھے۔ آدھی رات کو حضرت محبوب یزدانی کی آنکھ کھلی یہ دونوں خواص سو رہے تھے۔ حضرت کے دل میں یہ خیال آیا کہ ان دونوں کی صحبت بھی ترک کرنا چاہیئے جس میں تجرید کلی حاصل ہو۔

قطعہ

کسے کو صحبتِ دلدار خواہد ۔۔۔ ز صحبت خویش ہم دل تنگ آید
گریزد از صحبتِ خویش اندریں راہ ۔۔۔ کہ پا از ہم رہت بر سنگ آید

اس کے بعد حالتِ عشق میں قطع راہ کرنے لگے اس طرح سے مردانہ عاشقانہ قدم اٹھاتے تھے کہ اگر پائے مبارک میں کانٹا گڑھ جاتا تو پھول سے زیادہ نرم معلوم ہوتا۔

قطعہ

براہِ عشق اگر در پا خلد خار ۔۔۔ نباید از رہش پرہیز کردن
کہ از خارش بسے گلہا شگوفد ۔۔۔ قدم بر خار باید تیز کردن

وہاں سے سفر کرتے ہوئے خطۂ اوچھ میں تشریف لائے جو نواب بہاولپور کی ریاست میں ہے اور حضرت مخدوم جلال الدین بخاری جہانیاں جہاں گشت قدس سرہٗ کی ملازمت حاصل کی۔ حضرت مخدوم صاحب نے فرمایا کہ ایک مدت کے بعد خوشبوئے طالب صادق میرے دماغ

میں پہونچی اور ایک زمانہ کے بعد گلزار سیادت سے نسیم تازہ چلی۔ فرزند نہایت مردانہ راہ خدا میں نکلے ہو مبارک ہو۔ اور جلد پورب ملک بنگال کی طرف جایئے کہ برادرم علاؤالدین گنج نبات قدس سرہٗ تمہارے مقدم شریف کے منتظر ہیں۔ خبردار ـ خبردار کہیں راستہ میں زیادہ نہ ٹھہرنا۔

قطعہ

قدم در راہ نہ زنہار زنہار — کہ یاراں را بود دو دیدہ براہ
اقامت در رہِ مقصود ہرگز — نباید کرد تا برسی بدرگاہ

جب حضرت محبوب یزدانی کو رخصت کیا اور مقامات فقر سے حضرت کو بہت کچھ عطا کیا جس کی شرح سلسلہ عطائے نعمت بزرگان میں کی گئی ہے۔ وہاں سے منزل در منزل قطعِ راہ کرکے دہلی پہونچے۔ اس وقت دہلی میں ایک جوان حسین یوسف صورت صدیق سیرت صاحب ولایت تھے۔ انھوں نے کہا کہ :۔

"اشرف خوش آمدید۔ خبردار! راستے میں کہیں زیادہ قیام نہ کرنا کہ برادر علاؤالدین گنج نبات قدس سرہٗ تمہارے مقدم شریف کے منتظر ہیں۔"

فقیر اشرفی جامع رسالہ ہٰذا عرض کرتا ہے کہ جس پر عنایتِ ازلی ہوتی ہے اس کے لئے سامان قدرتی پیدا ہوتے ہیں کہ خضر علیہ السلام ان کی تعلیم کو جاتے ہیں۔ روحانیہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے فیض اٹھاتے ہیں۔ راہ میں جو کوئی درویش کامل ملتا ہے وہ اپنے فیض سے مالا مال کرتا ہے۔ اہل خدمات ارباب سلوک اور مجاذیب اس کو بشارت دیتے ہیں اور شیخ برحق کی طرف رہنمائی کرتے ہیں۔ کاش مجھ غلام ہیچ کارہ ناہنجار کی طرف ایک نظر توجہ فرمائیں تو نعمتِ دارین سے غنی ہو جاؤں۔

قطعہ لمؤلفہ

اشرفا از کرمت قدر جہانم نبود — پیش احسان تو پروائے زمانم نبود
از جناب تو کجا اشرفی خستہ رود — کہ بجز درگاہ تو جائے امانم نبود

جب حضرت محبوب یزدانی حسب ہدایت صاحب ولایت دہلی سے پورب کو روانہ ہوئے

قصبہ سلاؤ جو بہار شریف کے قریب ہے وہاں پہونچے اور چندے قیام فرمایا۔ اب تک حضرت کی عبادت کی جگہ وہاں موجود ہے۔ جس وقت آپ سلاؤ سے بہار شریف کی طرف چلے۔ یہاں حضرت مخدوم الملک شیخ شرف الدین احمد یحیٰی منیری قدس سرہٗ کے روح پرواز کرنے کا وقت تھا تو آپ نے اپنے اصحاب سے وصیت کی تھی کہ خبردار کوئی میرے جنازے کی نماز نہ پڑھائے کیوں کہ ایک سیّد صحیح النسب تارکِ سلطنت ساتوں قرأت کا حافظ، چودہ علوم کا عالم عنقریب یہاں آئے گا وہی میری نمازِ جنازہ پڑھائے گا۔

آپ کے اصحاب بموجب وصیت تجہیز و تکفین کرکے حضرت محبوب یزدانی کا انتظار کر رہے تھے۔ جب کچھ تاخیر ہوئی تو حضرت شیخ چولھائی خادم حضرت مخدوم الملک کے شہر سے باہر تلاش کے واسطے نکلے۔ ادھر سے حضرت محبوب یزدانی تشریف لا رہے تھے۔ شیخ چولھائی اپنی نورِ فراستِ باطنی سے پہچان گئے۔ پوچھا آپ سیّد ہیں ؟

حضرت نے عاجزی سے فرمایا کہ ہاں۔

اسی طرح جو جو نشانیاں حضرت مخدوم الملک نے فرمائی تھیں سب آپ میں پائی گئیں۔ حضرت محبوب یزدانی کو آگے کیا اور خود پیچھے ہو لئے۔ جب حضرت محبوب یزدانی خانقاہ عالی میں پہونچ کر حضرت مخدوم الملک کے خلفاء اور اصحاب سے ملے سب نے باتفاق صاحب میّت بموجب وصیّت امامتِ نمازِ جنازہ کا اشارہ کیا۔ اول حضرت نے کچھ عاجزی کی آخر سب نے حضرت محبوب یزدانی کو امامت کے لئے آگے بڑھایا۔

بیت

چو پیشے داشتند از لطف پیشیں　　　زیارانِ دگر ہم پیشش بردند

جب حضرت محبوب یزدانی نمازِ جنازہ پڑھا چکے اور میّت کو لوگوں نے سپردِ خاک کیا آپ کی خاطر شریف میں یہ خطرہ پیدا ہوا بہار ولایت بنگال میں شامل ہے۔ شاید میرے مرشد یہی تھے جو انتقال فرماگئے۔

اسی وقت روحانی پاک حضرت مخدوم الملک شیخ شرف الدین ظاہر ہوئی اور فرمایا کہ فرزند اشرف خاطر جمع رکھو کہ تمہارے پیر بدولت و سعادت مسند ارشاد پر جلوس فرماہے

ہیں اور طالبانِ راہ خدا کو فیض پہونچا رہے ہیں۔ ابھی زندہ اور سلامت ہیں۔

ابیات

نشستہ بر سرِ او رنگ اقبال جہاں گیرد بہ تیغ وجد احوال
ز روئے تربیت آں ضیغم غاب گرفتہ سر بسر اقلیم اصحاب
بہ ہمت پائے سر در راہ آور کہ دارد بہر تو صد چشم بر در

خاطر شریف حضرت محبوب یزدانی کو تسکین حاصل ہوئی۔ تھوڑی دیر کے بعد دستِ مبارک حضرت شیخ شرف الدین قدس سرّہ کا قبر سے باہر نکلا۔ حضرت کے اصحاب کو حیرت ہوئی اور آپ کے ہاتھ نکلنے کا سبب کسی کے سمجھ میں نہیں آیا۔ ایک دوسرے سے پوچھتے، کوئی ہاتھ نکلنے کا باعث بیان نہ کر سکا۔ جب حضرت محبوب یزدانی کی خدمت میں سب نے عرض کیا کہ ہم میں سے کوئی شخص اس راز کو نہ سمجھا، شاید حضور پر یہ راز کھلا ہو۔

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ حضرت شیخ نے ایک تاج مردانِ غیب سے پایا تھا۔ اور وصیت فرمائی تھی کہ اس کو میرے ہمراہ قبر میں رکھ دینا۔ غالباً تم لوگ اس تاج کو قبر میں رکھنا بھول گئے۔ اب طلب فرما رہے ہیں۔ سب نے بالاتفاق کہا کہ بے شک یہی بات ہے۔ کسی صاحب نے وہ تاج لا کر آپ کے ہاتھ میں دیا، پاتے ہی آپ نے ہاتھ کھینچ لیا۔

بیت

چوں تاجِ سلطنت بر سر کشیدہ ترک خویش جامے بر چشیدہ

رات کو حضرت محبوب یزدانی حضرت مخدوم الملک کے مزار پر رہے پھر روحانیہ پاک حضرت مخدوم الملک ظاہر ہوئی۔ اپنے مکتوبات شریف کے پڑھنے کی اجازت دی اور کمال توجہ سے اپنا خرقہ بھی حضرت محبوب یزدانی کو عطا کیا۔ جب صبح ہوئی تو حضرت محبوب یزدانی نے خرقہ شیخ طلب کیا۔ حضرت شیخ کے اصحاب خرقہ دینے سے انکار کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا:۔

اس میں مبالغہ اور اصرار کی ضرورت نہیں چاہیئے کہ شیخ کا خرقہ ان کے مزار پاک پر رکھ دو جس کے نصیب میں ہوگا اس کے ہاتھ آئے گا۔

بیت

کسے کو را بود آں تاج برسر — نصیب او بود ایں خرقہ در بر

تمام اصحاب نے اس کو قبول کیا اور حضرت شیخ کے مزار پر خرقہ لا کر رکھ دیا... باری باری سے تمام اصحاب نے اٹھانا چاہا مگر کسی سے نہ اٹھ سکا۔ جب سب نے ہاتھ کھینچ لیا تو حضرت محبوب یزدانی نے دستِ مبارک دراز کیا۔ اور خرقہ مبارک پھول کی طرح اٹھا لیا اور پہن کر وہاں سے روانہ ہوئے۔ آپ پر عجیب حالتِ پرجوش پیدا ہوئی اور تھوڑی دیر بیٹھ گئے اور یہ شعر زبانِ مبارک پر لائے اور روبراہ ہوئے۔

بیت

مرا برسر بود از لطفِ افسر — برآمد راست مارا خرقہ در بر

عام روایت جو قریب القیاس ہے فی زمانہ مشہور ہے وہ یہ ہے کہ جس وقت خرقہ حضرت مخدوم الملک کا حضرت محبوب یزدانی نے زیب تن کیا تو قوالوں نے آپ کے سامنے شادیانہ گانا شروع کیا تو حضرت محبوب یزدانی نے عالم وجد میں وہ خرقہ قوالوں کو اتار کر دے دیا۔ ان سے خرید کر صاحب سجادہ بہار شریف نے لے لیا چنانچہ اب تک وہ خرقہ حضرت مخدوم الملک کے خاندان میں بقبضہ سجادہ نشین بہار شریف موجود ہے جس کو حضرت شاہ محمد حیات سجادہ نشین زیب تن فرماتے ہیں۔

اس بات پر لوگوں نے حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی پر اعتراض کیا کہ ایسے شیخ مخدوم الملک کا خرقہ آپ نے قوال کو عنایت کیا۔

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ لباس رابطہ نعمت ہے درویش سے، نہ عین نعمت، اس خرقہ کی برکت اور نعمت میں نے لے لیا۔ اب محض خرقہ رہ گیا ہے۔ اور فرمایا لباس رابطہ نعمت است از درویش نہ عین نعمت او را برد بہر کو چوں باغباں کہ گل از بہر بوئے بہار ندچہ بوسند نگند نہ گل بہر کوئے۔

پھر حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ یہ شان ہر خرقہ پوش کی نہیں۔ مجھ سا لینے والا اور حضرت مخدوم الملک سا دینے والا چاہیئے۔ اور مریدان وخلفاء کو لازم ہے کہ پیرانِ طریقت کے آثار اور خرقہ کی ہمیشہ تعظیم اور عظمت کریں۔

* * *

چوتھا صحیفہ

حضرت محبوب یزدانی کا سفر کرتے ہوئے مقام جنّت آباد پنڈوا شریف میں پہونچنے اور آپ کے مرشد حضرت مخدوم شیخ علاءُ الحق والدین گنج نبات کا مع خلفاء و مریدان آپ کے استقبال کے واسطے ایک کوس شہر سے باہر آنے اور حضرت محبوب یزدانی کو اپنی پالکی پر سوار کر کے لے جانے اور حصول شرفِ بیعت کے بیان میں

قال الاشرف السفر سفران الظاهر والباطن سفر الظاهر طی الارض بمشی الاقدام وسفر الباطن سیر القلب بارشاد الامام۔

ابھی شرف ملازمت حضرت مخدومی مرشدی سے مشرف نہیں ہوئے تھے کہ آپ کے مرشد نے اپنی مجلس میں یاروں سے فرمایا کہ وہ شخص جس کا انتظار دو برس سے کر رہا تھا اور جس کے دیدار کی تمنا دل میں رکھتا تھا آج کل میں وہ میرا پیارا آ کر مجھ سے ملے گا۔

اشعار

بشارت می دہند از عالم غیب   مرا ہر دم بگوش سر ز الہام

کہ آں موعود دولت بر درِ تو   بسر امروز فردا می نہند گام

امانت می سپارند بر تو زنہار   بر آور کام او از دل سرانجام

کئی بار حضرت مرشد نے زبان مبارک سے فرمایا کہ حضرت ابو العباس خضر علیہ السّلام نے ستّر بار حضرت مخدومی کی خدمت میں بشارت نزول مقدّم پہونچائی تھی۔ اشتیاق دیدار حضرت محبوب یزدانی حضرت مخدوم کو اس قدر ہو رہا تھا کہ شرح اس کی بیان سے باہر ہے۔

قطعہ

کسے را کو بود اقبال یاور   بود معشوق چوں عاشق طلبگار

بلے معشوق تا عاشق نباشد　　بسر ناید ز عاشق ہیچ در کار

منقول ہے کہ حضرت مخدومی بعد نماز چاشت آرام فرمارہے تھے کہ یکبارگی خواب سے چونک پڑے۔ بے تابانہ خانقاہ سے باہر نکل آئے اور فرمانے لگے کہ یار کی خوشبو آرہی ہے اور قریب آپہونچا۔

قطعہ

زبوے یار خوش حالم چو یعقوب　　مگر آں یوسف ثانی رسیدہ

بشوقِ دیدنِ آں نور دیدہ　　چو اشک از مردمے بیروں دویدہ

اپنی سواری کی پالکی اور اپنے مرشد حضرت شیخ اخی سراج الحق والدین کی پالکی جو آپ کو ملی تھی۔ جس کو زبان بنگالہ میں سنگھاسن کہتے ہیں، ہمراہ لے کر شہر کے باہر آئے۔ آپ اپنے مرشد کی پالکی پر سوار تھے اور اپنی پالکی خالی لے گئے تھے۔ جس وقت حضرت مخدومی محبوب یزدانی کے استقبال کو نکلے، آپ کے اصحاب اور خلفاء کے علاوہ شہر کے تمام چھوٹے بڑے آدمی پیادہ اور سوار سب ہمراہ چلے۔ ایک کوس شہر سے باہر نکلے تھے۔ شہر میں شہرہ ہورہا تھا۔ سب لوگ کہتے تھے کہ حضرت صاحب مقام کسی عزیز عالی شان کے استقبال کے لئے جارہے ہیں اس وجہ سے اس قدر ہجوم ہورہا تھا کہ آدمیوں کے کش مکش سے راہ چلنا دشوار تھا۔

قطعہ

مگر یوسف رسید از مصر سمناں　　کہ مرد و زن بہم از ہم بر آمد

چرا در ہم نہ افتد شور و غوغا　　کہ آں اقبال غیبی بر در آمد

جب چار کوس شہر سے باہر نکل گئے حضرت مخدومی مع اصحاب اور تمام مجمع کے ایک سینبھل کے درخت کے نیچے اترے۔ یہ وہ مقام ہے جو شہر مالدہ کے کنارے پر واقع ہے اور اب تک زیارت گاہِ خلائق ہے۔ وہاں سے کچھ مسافروں کی جماعت نظر آئی۔ حضرت مخدومی نے اپنے خادم کو دوڑایا کہ جلدی سے خبر لاؤ کون لوگ آرہے ہیں۔ خادم دوڑتا ہوا گیا جلدی استفسار کر کے حضرت مخدومی کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ اشرف نامی سمنانی نورانی شکل والے آرہے ہیں۔

یہ سن کر حضرت مخدومی بے حد خوش ہوئے اور چند قدم پیشوائی کو آگے بڑھے دونوں

جانب سے جذبۂ محبت نے اپنا اثر دکھایا۔ حضرت محبوب یزدانی دوڑ کر آئے اور حضرت شیخ کے قدم پر سر رکھ دیا۔

حضرت مخدومی نے سر اٹھایا اور پیار سے اپنے سینے سے لگایا۔ تھوڑی دیر سینے سے لپٹائے رہے پھر حضرت محبوب یزدانی کا ہاتھ پکڑے ہوئے درخت کے نیچے جہاں اترے تھے لائے۔ حضرت مخدومی کے تمام خلفاء نے مصافحہ اور معانقہ کیا۔ اس کے بعد حضرت مخدومی کے سامنے مؤدب دوزانو ہو بیٹھے۔ اور یہ شعر فرمایا :۔

شعر

چو خوش باشد کہ بعد از انتظارے   بہ امیدے رسد امید وارے

حضرت مخدومی نے فرمایا کہ اے فرزند اشرف فراقِ ظاہری کافی نہ تھا کہ فراقِ باطنی بھی برداشت کیا جاوے۔

محبوب یزدانی نے سر جھکا کر عرض کیا کہ :۔

قطعہ

فراق از خویشتن نہ بود ارادت   چوں رفت از دست می باید کشیدن
زیادت از سکندر بود مارا   ہوائے آب حیوانی چشیدن
چوں ذرّہ در ہوائے روئے خورشید   بسر گردیم از بہر رسیدن
توانی زندہ کردن مردہ را   کہ جاں در جسم بے جاں بردمیدن
تن بے جاں بہ عیسٰی دم رسیدہ   بہ عیسیٰ دم بدم تا دم رسیدن

حضرت مخدومی نے فرمایا کہ اے فرزند جس دن سے تم تارک السلطنت ہو کر گھر سے نکلے ہو ہر منزل میں تمہارا نگراں تھا۔ اور مواصلت ملاقات ظاہری کی تمنا رکھتا تھا۔ الحمد للہ کہ جدائی مواصلت سے بدل گئی۔

مثنوی

ازاں روزے کہ پا بر رہ نہادن   درے از وصلِ تو بر من کشادن
بہر منزل کہ کردی سیر چو ماہ   ز مہر تو بمن کردند آگاہ
کنوں از انتظار ... در سانم   سحاب تو د را از ہمہ درانم

فراق ہم دیگر تا رفت بربست | بہ بزم عیش باہم وصل بنشست
زفقداں رفتۂ وقتِ وجودش | زغیبت رفت ہنگامے شہود ست

حضرت مخدومی نے فرمایا فرزند اشرف تم میری پالکی پر سوار ہو۔
حضرت نے عاجزی سے عرض کیا کہ بندہ بھی سوار ہو اور آقا بھی سوار یہ زیبا نہیں۔

ابیات

چہ حدّ بندۂ تو بردہ باشد | کہ باصاحب قدم آوردہ باشد
نہ زیبد بندہ را از راہِ ایثار | کہ گرد جز رضا خواجہ درکار
نشانِ بندۂ آزاد آنست | کہ سرور زیر پائے خواجگانست

آخر بعد مبالغۂ اصرار حسب ارشاد حضرت مخدومی کے پالکی پر سوار ہوئے۔ حضرت مخدومی بھی اپنے مرشد کی پالکی پر سوار ہوکر چلے۔ جب خانقاہ عالم پناہ کے دروازے پر پہونچے، بے اختیار پالکی سے اتر پڑے۔ اور حضرت مخدومی کی چوکھٹ پر سر رکھ کر یہ غزل پڑھی جس کو برجستہ تصنیف کیا تھا۔

غزل

ما بر جناب دولت خود سر نہادہ ایم | رخت وجود بر سر این در کشادہ ایم
ظلمات راہ گرچہ بریدیم عاقبت | تشنہ بر آب چشمۂ حیواں فتادہ ایم
بر شاہراہِ فقر نہادیم رخ ولے | بر عرصۂ حریم چوں فرزیں کہ پیادہ ایم
اے بر حریم عشق جناب تو ما زسر | پا بر نہادہ ایم چہ برتر نہادہ ایم
سر بر حریم حضرت عالی نہادہ او | بر روئے تو کشادہ بر در ایستادہ ایم
دارم امید مقصد عالی ز در گہت | چو در دیارِ غربت ازیں ہم زیادہ ایم
اشرف مس وجود خود آورد بہر زر | از دولت حکیم بر اکسیر دادہ ایم

حضرت مرشدی کے آستانہ پر سر رکھے ہوئے یہ اشعار آپ پڑھ رہے تھے۔ اور حضرت مخدومی بکمال توجہ سن رہے تھے۔ اس کے بعد حضرت مخدومی نے اپنے آستانہ سے حضرت محبوب یزدانی کا سر اٹھا کر اپنے آغوش میں لے لیا اور سینہ سے لگایا۔ دو جہاں

کے مقاصد سے مالا مال کرکے دریائے ناپیدا کنار کر دیا۔

بیک نفس کہ نگارم مرا کنار گرفت — دلم زہر دو جہاں رستہ و کنار گرفت
زیاد ذوق تو خاکِ مراکہ تار گرفت — زآب وصل نگارم زد و کنار گرفت

اس کے بعد حضرت محبوب یزدانی کو خانقاہ کے اندر لے گئے اور اپنے پاس پہلو بہ پہلو بٹھایا۔ عبداللہ خادم سے ارشاد فرمایا کہ دستر خوان لاؤ۔ اور پانی پلانے والے حاضر ہوں۔ حضرت مخدومی نے خود ہاتھ دھلائے اور فرمایا کہ:۔

فرزند! مقاصدِ کونین سے ہاتھ دھوؤ جس سے خوانِ وصل ہاتھ آئے۔

حضرت محبوب یزدانی نے بکمال انکسار عرض کیا کہ میں پہلے اپنے ہی سے ہاتھ دھو چکا ہوں۔ اس کے بعد فرشِ وصال پر بیٹھا ہوں۔

ابیات

تا نہ شوید دست کے از روزگار — کے نشیند بر سر خوان نگار
دست خود را شستہ ام از خویشتن — تا شوم بر خوانِ وصل از خویشتن

حضرت مخدومی کے اصحاب جو حاضر تھے سب ہاتھ دھوئے اور قسم قسم کے کھانے چنے گئے اول چار لقمہ اپنے دست مبارک سے حضرت محبوب یزدانی کو کھلائے۔ آپ نے بہ تعظیم تمام نوش کیے۔ حاضرین کو حیرت ہوئی کہ اپنے اور بیگانے میں سے کسی کو ایسا سرفراز نہیں فرمایا:

بیت

لطفِ جاناں گر بود از حد برون — در حریمِ وصلِ خود دارد درون

حاضرینِ مجلس تو کھانا کھا رہے تھے مگر حضرت محبوب یزدانی مرشد کے روئے انور کا نظارہ کر رہے تھے۔

قطعہ

تشنۂ گر بر چشمۂ حیواں رسد — در کشد در دم نہ دم اندر کشد
تفتۂ دیدار ہر دم تشنہ ایست — گرچہ آبے ہفت دریا بر کشد

تھوڑا کھانا مل کر کھایا۔ آخر وہ چاول جس کو بنگالی زبان میں پن بھتہ کہتے ہیں حضرت محبوب یزدانی کے سامنے لائے اور فرمایا کہ:۔

فرزند! تھوڑے یہ ٹھنڈے چاول بھی کھاؤ۔ تشنگانِ وادی طلب کو اس سے تسکین ہوتی ہے

قطعہ

شُربت از دست نگار سیم بر　　تشنگاں را می دہد بر دل یقیں
تَشنۂ آب وصال یار را　　آبرویت می دہد بر دل یقیں

سب لوگ کھانا کھا چکے تو پان آئے اور سب کو تقسیم کئے گئے۔ جو گلوریاں حضرت مخدومی اپنے ہاتھ میں لئے ہوئے تھے۔ کمال رنگ دل سپاری سے حضرت محبوب یزدانی کو کھلانے لگے۔ چار گلوریاں علی الاتصال اپنے ہاتھ سے کھلائیں۔ جب مرشد کی اس قدر عنایت تھی کیوں کر نہ شوق سے پان کھاتے۔

برگ وصل از دست رنگیں یار خورد　　جاں سپاری کردہ از دلدار خورد
چوں نہ بیند یار در بر ہیچ گل　　ہر کہ در پا خار ہا بسیار خورد

پان کھانے کے بعد حضرت مخدومی نے مرید ہونے کا حکم دیا۔ خدام درگاہ نے بہ قاعدۂ مشائخ مقراض وکلاہ لاکر حاضر کیا۔ حضرت مخدومی نے اپنے سر کا تاج اتار کر اپنے ہاتھ سے حضرت محبوب یزدانی کے سر پر رکھا۔ آپ نے فی البدیہہ یہ قطعہ پڑھا۔

قطعہ

نہادہ تاج دولت بر سرِ من　　علاؤالحق والدین گنج نبات
زہے پیرے کہ ترک از سلطنت داد　　برآوردہ مرا از چاہ آفات

جب بیعت وارادت کی شرطیں پوری ہو چکیں، اصحاب حاضرین نے مبارکباد دیں حضرت مولانا علی نے جو حضرت مخدومی کے ایک فاضل خلیفۂ خاص تھے۔ فی البدیہہ یہ قطعہ پڑھا۔

قطعہ

مریدے عشق را از پیر ارشاد　　جہاں آمد مبارک باد کردہ
برآوردہ جبر قیدِ ارادت　　ز بند روزگار آزاد کردہ

اس کے بعد حجرہ کے اندر لے گئے اور ایک پہر کامل تنہائی میں تمام اسرار وانوار سے مالا مال کر دیا۔

قطعہ

درونِ خلوتِ اسرار بردہ　　کشادہ در بروئے صادق خویش
ز دل تا بآخر ہر چہ باید　　نثارے کردہ اند بر واثق خویش

حضرت مخدومی حجرہ سے باہر نکل آئے اور آپ کو اندر ہی چھوڑا۔ ایک پہر کے بعد حجرہ کے اندر تشریف لے گئے۔ حضرت محبوب یزدانی کو عجیب و غریب حالت میں پایا۔

قطعہ

مئے از خم وحدت را بہ یک بار　　کشیدہ در زماں از دست ساقی
بیار از خود حساب خویش برداشت　　شدہ واصل نماندہ ہیچ باقی

دست مبارک حضرت محبوب یزدانی کا پکڑے ہوئے حجرے سے باہر لائے۔ آپ کا چہرہ نورانی آفتاب کی طرح چمک رہا تھا۔

قطعہ

درخشاں بررخش نورِ ولایت　　برآمد از دروں چوں آفتابے
برویر روشنی لمعات اسرار　　چو مہر نزہت آید از سحابے

حضرت مخدومی نے حضرت محبوب یزدانی کو اپنے بغل بٹھا کر خود خانقاہ کے اندر گئے اور کچھ تبرکاتِ مشائخ جو از قسم خرقہ وغیرہ تھے اپنے دست مبارک میں لئے ہوئے باہر تشریف لائے اور تمام اصحاب خورد و بزرگ کو جمع کر کے فرمایا کہ:

ہمارے اصحاب جانو اور آگاہ ہو کہ یہ امانت تبرکات مشائخ سالہا سال سے رکھے ہوئے تھے۔ اب اس کا مستحق پہونچا اس کے سپرد کرتا ہوں۔

اصحاب نے عرض کیا کہ حضور اس راز کو زیادہ جانتے ہیں۔ جو مناسب ہو کریں۔

قطعہ

چہ می پرسی تو زیں اسرار مارا　　کہ نتواند دریں معنی تجیدن
بہ بازار جہاں گوہر شناسی　　ز سنگ اندازی و گوہر گزیدن

حضور سلطان المشائخ محبوب الٰہی رضی اللہ تعالٰے عنہ کا جو خرقہ حضرت اخی سراج الحق

والدین سے حضرت مخدومی کو ملا تھا حضرت محبوب یزدانی کو عطا کیا اور اس کے علاوہ اور جس قدر تبرکاتِ مشائخ آپ کے پاس تھے سب عطا کیے۔ حضرت محبوب یزدانی نے ان تبرکات سے آپ کے اصحاب کو عطا کرنا شروع کیا۔ اس معاملہ میں بعض لوگ گفتگو کرنے لگے۔ حضرت محبوب یزدانی نے سب کو جواب باصواب دیا۔

قطعہ

لباس رابطہ نعمت است از درویش   نہ عین نعمت کو را برند ہر سوئے
چوں باغباں کہ گل از باغ بہر ہوئے نہد   جو رفت بوئے فگندن گل ہر کوئے

لیکن یہ شان ہر خرقہ پوش کی نہیں ہے۔ حضرت مخدومی سا دینے والا اور مجھ سا لینے والا ہونا چاہیئے۔

قطعہ

ایں گل آں گل نیست کو را ہر کسے   بو کیش آں باغبانی دیگر است
زیں گلستاں نیست ہر کس گلستاں   کیں گلستاں را نشانی دیگر است

جب تبرکات مشائخ عطا ہو چکے حضرت محبوب یزدانی بارگاہ عالی میں رہنے لگے۔ بارہ برس تک شرفِ ملازمت مختلف مرتبہ میں حاصل کیا۔ پہلی بار خدمتِ عالی میں جب مستقل طور پر مقیم ہو گئے عرض کرتے تھے کہ حضور میرے متعلق خانقاہ کی کوئی خدمت کیجیے۔

حضرت مخدومی فرماتے کہ اے فرزند اشرف تمہارے تعلق کون خدمت کروں کہ اس خدمت کو حضرت ابو العباس خضر علیہ السلام کریں گے اور تم کو نہ کرنے دیں گے۔ اس وقت جب کہ میں نے تم کو لباس خضر عطا کیا اسی روز تمہاری نسبت عطار نعمت کے لیے حضرت خضر علیہ السلام نے حد سے زیادہ مبالغہ کیا تھا کہ کیا کہوں۔

قطعہ

ترا از چشمۂ آں باغ علوی   نثارِ فیض می آید بہ ہر دم
و لے کز دم بدم مجرائے فیضش   ز جانِ ما بود سیرانش بر دم

جب چار سال کامل خدمت شیخ میں بسر کیے۔ حضرت مخدومی کو خیال ہوا کہ ان کو کیا لقب دینا چاہیئے۔ کیوں کہ۔ اَلْاَلْقَابُ تَنَزَّلُ مِنَ السَّمَآءِ۔ جو کچھ غیب سے نازل ہو

وہی لقب دوں۔

ایک رات حضرت مخدومی وظائف و اوراد شب برأت میں مشغول تھے خلوت خانہ میں جاکر سر بجیب مراقبہ ہوکر دیر تک خاموش رہے۔ یہاں تک کہ صبح صادق ہوگئی یکبارگی خلوت کی در و دیوار سے آواز آئی "جہانگیر، جہانگیر" حضرت کی خاطر مبارک میں پہلے سے آپ کے لقب کا خیال تھا۔ اس آوازِ غیبی کے سننے سے فرمایا الحمد للہ کہ فرزند اشرف کو خطاب جہانگیری ملا۔ حضرت محبوب یزدانی دوسری خلوت میں مشغولِ ذکر و فکر تھے۔ جب فجر کی نماز کے لئے برآمد ہوئے اور نماز باجماعت ادا کی حسب قاعدہ معمول جب حضرت مخدومی کے دست مبارک پر مصافحہ کرنے گئے۔ اور سب لوگ باہم مصافحہ کرنے لگے۔ جو کوئی حضرت محبوب یزدانی کے ہاتھ پر مصافحہ کرتا یہی کہتا خطاب جہانگیری مبارک ہو۔ حضرت محبوب یزدانی نے یہ اشعار فی البدیہہ فرمائے۔

قطعہ

مرا حضرت از پیر جہاں بخش — خطاب آمد کہ اے اشرف جہانگیر
کنوں گیرم ہمہ ملک معنوی را — کہ فرمان آمد از شاہم جہانگیر

ستائیسویں شب ماہ رمضان المبارک یعنی شب قدر کو حضرت محبوب یزدانی حضرت مخدومی کی خدمت میں بیٹھے تھے اور سخنان اسرار معرفت سن رہے تھے کہ حضرت مخدومی نے بہ نسبت حضرت محبوب یزدانی کے فرمایا کہ فرزند اشرف، بستانِ استعداد کو میں نے تمہارے لئے خشک کر دیا اور جو کچھ ابتدا سے انتہا تک اسرارِ معرفت تھے وہ سب تم کو دیئے۔

قطعہ

ہر آں گوہر کہ از کانِ عزیزاں — رسیدہ بر تو آں ایثار کردم
کہ ہر چہ از ایں مدرار رسیدہ — شدہ فیضے بہ تو ادرار کردم

یہ نعمتِ عظمیٰ اور دولتِ کبریٰ ایمان والوں کو نصیب ہو، آمین یارب العالمین

ملی نعمت جو مجھ کو ہر ولی سے — دیا تم کو وہ سب شوق دلی سے
ہوئے اب واقف سرِ نہانی — ہوئے اب محرمِ اسرار جانی

* * *

پانچواں صحیفہ

حضرت محبوب یزدانی کا خدمتِ مرشد سے رخصت ہونے اور مختلف مقامات کی سیر کرتے ہوئے شہر جونپور میں پہونچنا اور سلطان ابراہیم شرقی بادشاہ جونپور کی ملاقات کرنے اور شہزادوں کو مرید کرنے اور قاضی شہاب الدین ملک العلماء کو خرقۂ خلافت عطا کرنے اور سمتِ استانہ رُوح آباد پہونچنے اور کمال جوگی سے مقابلہ کرنے اور جوگی جی کے مسلمان ہونے اور ان کی بیعت ہونے اور ذکر تعمیر عمارت حجرۂ وحدت آباد شریف وغیرہ کے بیان میں۔

قال الاشرف المقام هو المرام على سرير التمكين بوجه الدوام
فرمایا اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ نے مقام قصد کرنا ہے تختِ تمکین پر بطور ہمیشگی کے

حضرت محبوب یزدانی کو خدمتِ مرشد میں جب چار سال گذرے اور آپ کی ولایت و کمالات کا شہرہ ہونے لگا حضرت مخدومی نے فرمایا کہ:۔

اے فرزند اشرف، مثل مشہور ہے کہ دو شیر ایک بن میں نہیں رہتے اور دو تلواریں ایک نیام میں نہیں ٹھہرتیں۔ اس لئے مناسب یہ ہے کہ تمہارے واسطے کوئی ایسا مقامِ قیام کی فکر کروں جہاں تم مسندِ ارشاد پر جلوس فرما کر اپنا فیض جاری کرو اور وہاں کے لوگ تم سے استفادہ حاصل کریں اور بندگانِ خدا کو تمہاری ہدایت سے نورِ ایمان نصیب ہو۔ اور گم گشتگانِ بادیۂ ضلالت کو تمہاری شمع ہدایت سے رہنمائی حاصل ہو۔

قطعہ

بدریا آب شیریں بہر آں است	کہ از وے تشنگاں سیراب گردند
نہ چوں گوہر کہ در معدن نہفتہ	بجان در کندن نایاب گردند

حضرت محبوب یزدانی نے عرض کیا کہ اپنے دارالسلطنت کو ترک کر کے محنت غربت سفر

اختیار کی اور اپنے عزیز و اقارب، دوست و احباب خادمان سے بے تعلق ہو کر اس غرض سے حاضر ہوا تھا کہ خدمتِ درگاہ عالم پناہ میں حاضر ہو کر زیارتِ جمال باکمال حضور سے شبانہ روز مشرف ہوا کروں نہ کہ دولت ملازمت سے محروم ہو کر داغِ جدائی دل پر اٹھاؤں یہ قطعہ زبان مبارک سے فی البدیہہ فرمایا۔

قطعہ

کسے کز دولت توفیق یزداں | بریدہ از دیارِ کامرانی
کشیدہ پائے از اورنگ شاہی | دریدہ پردۂ وصلِ یارِ جانی
شرابِ فرقتِ یاراں کشیدہ | شکستہ جام عیش زندگانی
نہادہ پائے در صحرائے غربت | کشیدہ دست از قاصی ودانی
منم چوں سایہ تو ہمچو شخصے | چرا ایں سایہ را از شخص رانی
نہ گردد ظلِ من از شخص ممتاز | گرش از تیغ صد بارم برانی
بدرگاہِ تو اشرف گر بود خاک | بہ از جمشیدی و کیخسروانی

جب حضرت مخدومی نے یہ باتیں سنیں تو فرمایا کہ:۔

اے فرزند تم ہم سے جدا نہ ہو لیکن اس میں کچھ ارادۂ الٰہی شامل ہے۔

غرض کہ دو سال اور اس مبالغہ میں گذرا۔ حضرت مخدومی نے فرمایا کہ یہاں سے تم کو رخصت کرنے میں کچھ حکمت ہے جس سے تم آگاہ نہیں۔ اب تم کو چاہیئے کہ اس پر راضی ہو جاؤ

قطعہ

ارادت چوں بریں رفت است اے یار | بباید از دل و جاں سر نہادن
وصالِ یار گرچہ خوشتر آمد | در فرقت دمی باید کشادن
کہ طفلاں را زیاد از عہد خوردن | ز شیر مادراں ز ہر بیت دادن

حضرت محبوب یزدانی نے جب دیکھا کہ اب یہاں تک نوبت پہونچی۔ شیخ کے فرمانے سے انکار کرنا مناسب نہیں۔ ناچار طوعاً و کرہاً سر تسلیم درِ ارادت پہ جھکایا اور عرض کیا کہ جو حضور کی مرضی ہو میں تعمیل ارشاد کے لئے حاضر ہوں۔

قطعہ

مبارک بندۂ آزادگی بہ نسبت | کہ او ہم دم زند با خواجۂ خویش

مرید آنست کہ برامرِ ارادت   نہد از جاں سرِ تسلیم در پیش

آخر حضرت مخدومی نے یہ تجویز کیا کہ ولایتِ نواحی (جونپور) میں بھیجیں کہ وہاں کے لوگ آپکے نورِ ولایت سے بہرہ مند ہوں۔ **قطعہ**

اگرچہ مشک ختنی را خطا نیست   ولیکن در ختن قدرش نباشد
اگر افتد بجائے دیگراں مشک   جہاں بر بوئے او بر ہم زنانند

یہ بات قرار پائی کہ بعد انقضائے ماہ رمضان شریف عید کی نماز پڑھ کر حضرت محبوب یزدانی کو رخصت کریں۔ بعد رمضان شریف جب عید کا دن آیا حضرت مخدومی سامان سفر میں متوجہ ہوئے۔ ماہی و مراتب علم و نقارہ ہمراہ رہنے کے لئے منگایا گیا۔ جس شان سے حضرت مخدومی سفر کرتے تھے وہ سب سامان کیا گیا۔ خلوت خانہ سے حضرت مخدومی نے عمدہ لباسِ فاخرہ لاکر حضرت محبوب یزدانی کو پہنایا۔ اس رخصت کے وقت شہر کے ادنیٰ اور اعلیٰ لوگ سب حاضر تھے۔ کوئی شخص ایسا نہ تھا جو حضرت کو رخصت کرنے نہ آیا ہو۔ سب لوگ آپ کی مفارقت کے صدمے میں کلماتِ حسرت زبان پہ لاتے تھے۔ حاضرین کی بے قراری اور گریہ و زاری سے قیامت برپا ہو رہی تھی۔

غزل لجامعہ

کئے سب نے شور و فغاں کیسے کیسے   تڑپنے لگے نیم جاں کیسے کیسے
جُدائی کے مضموں بھرے شعرِ پُرغم   سناتے تھے اہلِ زباں کیسے کیسے
لگائے ہوئے ٹکٹکی کس تعلق سے   بلکتے تھے پیر و جواں کیسے کیسے
شب و روز فرقت سے اس شعلہ رو کی   پگھلتے رہے شمع ساں کیسے کیسے
شکایت کریں اشرفی کیا فلک کی   حزیں کر دئے شادماں کیسے کیسے

حضرت مخدومی مع تمام اصحاب و احباب رؤسائے شہر کے باہر ایک کوس تک پہونچانے چلے آئے۔ جب حضرت محبوب یزدانی کو رخصت کرنے لگے تو آپ نے عرض کیا کہ:

بندہ کو نواحیٔ جونپور میں جانے کا حکم ہوتا ہے اور مجھ پر یہ بات منکشف ہوتی ہے کہ وہاں ایک شیر رہتا ہے۔

دراں بیشہ کہ ماراں حکم صید است
ہمیں دانم کہ شیرے ہست بیدار
دلے ماراچوں شیر شرزہ ہست
چہ باک از شیر باشد لے جہاندار

حضرت مخدومی نے یہ سن کر سر کو جیب و گریبان غیب میں ڈالا اور ایک پہر تک خاموش رہے۔ اس کے بعد اس میدان غیب سے عالم شعور میں آئے اور خوش ہو کر یہ زبان پر لائے کہ فرزند اس شیر کا غم مت کھاؤ۔ وہاں تم کو ایک شیر بچہ ہاتھ آئے گا۔ اس شیر کے مقابلے میں وہی شیر بچہ کافی ہوگا۔

جب حضور، حضرت مخدومی سے رخصت ہو کر چلے۔ قطع مسافت کرتے ہوئے مقام اردل میں ٹھہرے۔

حضرت شیخ سمن اردولی حضور کی زیارت کو حاضر ہوئے۔ دل میں یہ خیال کیا یہ حشم و خدم شاہانہ، خیمہ و خرگاہ امیرانہ حضرت کے ہمراہ ہے درویشوں کو اس سے کیا کام۔

حضور کے قلب انور پر ان کا خطرہ ظاہر ہوگیا۔ فرمایا کہ: اے برادر ہیچ طویلہ در گل نہ دام نہ در دل۔ مطلب یہ کہ اے بھائی یہ حشم و خدم امیرانہ جو تم دیکھتے ہو میرے قلب میں اس کی جگہ نہیں ہے۔ اور خواجہ ابوسعید ابوالخیر اور خواجہ ابواسحاق گازرونی کے سامان حشم و خدم کا بیان فرمایا کہ جن کے باورچی خانے سے بہتّر اونٹ لہسن پیاز اور ترکاریوں کے چھلکے روزلاد کر پھینکے جاتے تھے۔

حضرت محبوب یزدانی قطع منازل کرتے ہوئے حشم و خدم سامان شاہانہ و امیرانہ اور دبدبۂ ملوکانہ کے ساتھ خطۂ ظفر آباد متصل جونپور میں قیام پذیر ہوئے۔ خدام عالی نے عرض کیا کہ کس مقام پر اسباب سفر اتارا جائے۔

آپ نے فرمایا کہ فقیر کی عادت مسجد میں ٹھہرنے کی ہے۔ ظفر خاں کی مسجد میں سامان رکھو اور بیرون مسجد ہمراہیوں کے خیمے کھڑے ہوں۔

وہاں حضور سے عجائب اور غرائب کرامات کا جب ظہور ہوا تو محبوب یزدانی اور حاجی چراغ ہند ظفر آبادی کے درمیان کچھ تناقض اور تخالف ہوا جس کا ذکر صحیفہ آٹھ میں آئے گا مگر بہت جلد صفائی ہوگئی اور جانبین میں رابطۂ اخلاق پیدا ہوا اور حاجی صاحب کے گھر حضرت مدعو

ہوئے۔ طعام دعوت نوش فرمایا اس کے بعد اپنے یاروں سے فرمایا کہ اسباب باندھو، اب یہاں سے جونپور جاؤں گا۔

جب علم جہانگیری مع حشم و خدم جونپور میں پہونچا اور سلطان السلاطین ابراہیم شرقی بادشاہ جونپور کی جامع مسجد میں قیام فرمایا۔ بادشاہ نے چاہا کہ حضرت کی زیارت کے واسطے حاضر ہو۔ حضرت قاضی شہاب الدین نے عرض کیا کہ میں نے سنا ہے کہ وہ بزرگ سید ولی باکمال عالی حال ہیں۔ پہلے میں ان کی خدمت میں حاضر ہوکر شرف قدمبوسی حاصل کروں اس کے بعد آپ تشریف لے چلئے۔

بادشاہ نے اس کو پسند کیا اور قاضی صاحب اپنی پالکی پر سوار ہوکر چلے اور علمائے دانشمند بھی ہمراہ ہوئے۔ حضرت محبوب یزدانی نماز ظہر پڑھ کر سجادہ پر جلوس فرما تھے کہ دور سے قاضی صاحب کی سواری نمودار ہوئی۔ حضرت نے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ قاضی شہاب الدین جو بہت بڑے عالم اور فاضل ہر علوم میں مشہور ہیں۔ آپ کی زیارت کو آ رہے ہیں۔ فرمایا بہت خوب۔

قاضی صاحب دور سے پالکی پر ادباً اتر کر پیادہ پا ہوکر آنے لگے اور علمائے ہمراہی سے فرمایا کہ خبردار کوئی اظہار قابلیت اور کسی مسئلہ کی گفتگو نہ کرنا کہ نور ولایت سید پاک کی پیشانی انور پر چمک رہا ہے۔

قطعہ

چہ خورشید یست تاباں از جبینش · کہ خورشید فلک زو ذرّہ گردد
بگو ہر سید است دریائے مَوّاج · کہ دریائے جہاں چوں قطرہ گردد

اس قطعہ کو پڑھتے ہوئے قاضی صاحب حاضر دربار ہوئے۔

حضرت محبوب یزدانی نے بمقتضائے اخلاق محمّدی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اٹھ کر چند قدم استقبال کرکے قاضی صاحب کو اپنے پاس لاکر بٹھایا اور بڑے اخلاق سے پیش آئے۔

چو زاینجا شکر و آں شیر ریزد · بہ شکر شیر بچوں شیر بر نخیزد
ہرچند کہ قاضی صاحب نے علماء ہمراہی سے تاکید کر دی تھی کہ اظہار قابلیت اور

خود نمائی کوئی نہ کرتا مگر سب کے دل میں کوئی نہ کوئی مسئلہ علمی مدنظر تھا کہ حضرت سے استفسار کریں گے۔ حضرت مولانا شیخ ابوالوفا خوارزمی خلیفہ حضرت نے اپنی کشف باطنی سے دریافت کرکے بلا استفسار جملہ علمار کے خیال کردہ مسائل کا جواب دینا شروع کردیا کہ کسی کو مجالِ کلام نہ تھی۔ حضرت قاضی صاحب نے بھی انصاف سے داد دی۔

شعر

بکلک فصاحت بیانے کہ داشت   بہ دلہا چو نقش نگیں برنگاشت

جب یہ باتیں ختم ہوئیں حضرت قاضی صاحب نے خدمتِ عالی حضرت محبوب یزدانی میں عرض کیا کہ سلطان ابراہیم شرقی بادشاہ جونپور حضرت کی قدم بوسی کے لئے آج حاضر ہونا چاہتا تھا۔ اس خادم نے کہا کہ پہلے میں شرف پابوسی حاصل کرلوں۔ کل آپ حاضرِ خدمت بابرکت ہوں۔

حضرت نے فرمایا کہ تم بادشاہ سے بہت اچھے ہو۔ اگر وہ آئیں حاکم ہیں۔ اس کے بعد قاضی صاحب رخصت ہوئے۔ حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ ہندستان میں ایسا فاضل کم دیکھا گیا ہے۔

دوسرے دن حضرت محبوب یزدانی بعد ادائے وظائفِ معمولی رونق افروز سجادہ تھے کہ سلطان کے آمد آمد کی خبر ہوئی کہ بہمراہی وزرار ومصاحبین آرہے ہیں۔ حضرت قاضی صاحب نے بادشاہ سے کہا کہ اس قدر مجمع عظیم وزرار ومصاحبین کے ساتھ سید پاک کی خدمت میں حاضر ہونا مناسب نہیں۔ شاید ناگوار خاطر ہو۔ آخر سلطان اپنے ہمراہیاں اور علمار سے صرف بیس آدمی منتخب کرکے حاضر ہوئے اور شرف پابوسی سے مشرف ہوئے اور شرائط آداب و تعظیم پورے طور سے ادا کی۔ حضرت محبوب یزدانی اس آداب سے خوش ہوئے۔ بادشاہ نے ایک بڑی فوج قلعہ چنار کی فتح کرنے کے واسطے بھیجی تھی۔ اس کا تردد دل میں حد سے زیادہ تھا۔ اپنے خیال باطنی سے حضرت کی جانب رجوع کیا اور یہ قطعہ پڑھا۔

قطعہ

دلے کان انور ست از جام خورشید   روان روشن تر از خورشید باشد

چہ حاجت عرض کردن بر ضمیرش | کسے کو را یقیں امید باشد

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا :-

شعر

گر یقیں شد قدمت استوار | گرد زد ریائم از آتش برآر

جب بادشاہ رخصت ہوئے جو سند حضرت کے ہمراہ ولایت سے آئی تھی۔ بادشاہ کو عنایت کی۔ اس سے بادشاہ کو کمال خوشی حاصل ہوئی۔ جب بادشاہ اپنے تخت گاہ میں تشریف لے گئے۔ کہنے لگے کہ کیسے بڑے مرتبہ والے سید عالی جناب ہیں۔ الحمدللہ کہ ہندستان میں ایسے ولی کے قدم آئے۔

تین دن کے بعد تھوڑے آدمی ہمراہ لے کر بادشاہ حاضر خدمت ہوئے۔ تھوڑی روٹی اور شربت بادشاہ کو کھلایا پلایا۔ اسی وقت عریضہ فتح یابی قلعہ چنار بادشاہ کو ملا۔ حاضرین نے مبارکباد دی۔ بادشاہ نے فرمایا کہ حضرت محبوب یزدانی کو مبارکباد دو جن کے قدم کی برکت سے فتح حاصل ہوئی۔ بادشاہ کا اعتقاد حد سے زیادہ حضرت کی جانب ہوا۔ بادشاہ نے عرض کیا کہ یہ بندہ حضرت میر کے ہاتھ پر مرید ہو چکا ہے۔ لیکن بندہ زادگان حاضر ہیں، ان کو اپنی غلامی میں داخل کیجئے۔ دو تین شاہزادے اسی وقت شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ نذر پیش کرنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ حضرت نے قبول نہیں کیا۔ پھر بادشاہ نے یہ عرض کیا کہ حضور میرے غریب خانے چل کر قیام فرمائیں۔ جب حد سے زیادہ اصرار کیا تو حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ :

"تمہارے چار سلطنت سے باہر نہ جاؤں گا۔"

بادشاہ اس بات سے بہت خوش ہوا اور اس بات کی امیدواری ہوئی کہ حضرت ہماری ولایت کی سرحد میں مستقل طور سے قیام فرمائیں گے۔

دو مہینہ تک حضرت محبوب یزدانی جونپور میں ٹھہرے اور بہت لوگ خواص اور عوام ادنیٰ و اعلیٰ شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ حضرت قاضی شہاب الدین کو آپ کے ساتھ بیحد عقیدت پیدا ہوئی۔ اگر روزانہ نہ پہونچ سکتے تو دوسرے تیسرے دن ضرور حاضر خدمت ہوا کرتے اور ایک ایک اپنی تصانیف حضرت کی خدمت میں لاکر پیش کرتے اور آپ سے قبولیت کی دعا چاہتے۔ اور حضرت ان کی قابلیت کی داد دیتے۔ علم نحو میں آپ کی کتاب ارشاد کو بہت پسند

کیا اور فرمایا لوگ کہتے ہیں کہ سحر ہندستان میں ہے تمہارے بیان سے صحیح معلوم ہوا۔ یہ سحر بیانی تمہارے حصہ میں آئی ہے اور علم بیان میں کتاب بدیع البیان اور علم تفسیر میں تفسیر بحر مواج کو دیکھ کر فرمایا کہ قاضی صاحب جامع جمیع علوم ہیں۔ جب وقت نسخہ جامع الصنائع خدمت عالی میں پیش کیا حضرت نے فرمایا کہ حضرت قاضی اس فن میں بھی دستگاہ کامل رکھتے ہیں۔

حضرت شیخ واحدی نے جو حاضر تھے حضرت محبوب یزدانی کی شان میں ایک قصیدہ لکھ کر پیش کیا۔ آپ نے بغور ملاحظہ کرکے ہنس کر قاضی صاحب کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا: جب تم نے تمام علوم حاصل کئے فارسی کو واحدی کے لئے چھوڑ دو۔

دوسری آمد میں حضرت قاضی شہاب الدین صاحب کو خرقہ خلافت اور مثال ارشاد عطا کرکے کتاب ہدایہ جو ولایت سے ہمراہ آئی تھی عنایت فرمائی۔ جیسا کہ شیخ واحدی نے بہ نسبت حضرت قاضی صاحب کے یہ قطعہ فرمایا:۔ **قطعہ**

لشکرِ علم تو بہ تیغ بیاں — از عرب تا عجم گرفتہ دیار

چوں گرفتی عراق عربیت — فارسی را بواحدی بہ گزار

جب تمام چھوٹے بڑے سکنائے شہر حضرت کے دست مبارک پر شرف بیعت حاصل کر چکے تو ہمراہیوں سے فرمایا اسباب باندھو اور وہاں کا ارادہ کرنا چاہیئے جہاں کے واسطے میرے مرشد نے فرمایا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ ایک شب پچھلی رات کو حضرت محبوب یزدانی خدمت مرشد میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اسرار معارف اور نکات تصوف حضرت شیخ فرما رہے تھے کہ یکبارگی زبان مبارک سے فرمایا کہ فرزند اشرف تم اس مقام کو دیکھتے ہو جو تمہاری قبر کی جگہ ہے۔

عرض کیا کہ حضرت مخدومی پر زیادہ روشن ہے۔

شیخ نے فرمایا کہ تمہارا مقام ایک مدور تالاب کے حلقہ میں تل کے نکتہ کے مانند دکھا جاتا ہے۔ وہیں کی خاک تمہارے خمیر میں ہے۔

لوا رجہانگیری باشان و شوکت جونپور سے موضع کرمینی میں پہونچا۔ وہ مقام فرمان شیخ سے مشابہت رکھتا تھا۔ دو تین روز جب وہاں قیام فرما ہوئے اور حلقہ تالاب کی سیر کی

آپ کو اپنے کشف سے ظاہر ہوا کہ یہ وہ مقام نہیں ہے۔ فرمایا یہاں سے اسباب باندھو ہماری جگہ دوسری ہے۔

بموجب ارشاد' اصحاب نے تیاری کر دی۔ وہاں سے دو کوس کے فاصلے پر موضع بھڈونڈ میں بیرون دیہہ باغ میں فروکش ہوئے۔ اس اطراف کے آدمی حاضر ہو کر شرف ملازمت سے مشرف ہوئے۔ سب سے پہلے جس نے شرف ملازمت حاصل کیا ملک الامرا محمود موضع مذکور کے رئیس تھے۔ حضرت محبوب یزدانی نے ان کے حال پر کمال عنایت مبذول فرمائی۔

جب قیلولہ کا وقت آیا' درخت بڑ کے نیچے جو نہایت سایہ دار تھا حضرت نے آرام فرمایا بعد زوال شمس جب آپ بیدار ہوئے حاضرین نے دیکھا کہ درخت کی جو شاخ پورب سے سایہ فگن تھی' اب بعد زوال آفتاب وہی شاخ پچھم کو پھر گئی اور حضرت پہ سایہ کئے ہوئے تھی۔ تھوڑی دیر کے بعد ملک الامرا محمود کو ہمراہ لے کر حلقۂ تالاب کے اندر سیر کرنے کے لئے تشریف لے گئے۔ فرمایا کہ میرے مرشد نے اسی جگہ کے لئے مجھ کو حکم دیا تھا۔ اس حلقے کے اندر کون اچھی جگہ ہے۔

ملک محمود نے عرض کیا کہ حلقۂ تالاب کے وسط میں ایک جوگی رہتا ہے اس کی جگہ نہایت پر فضا ہے لیکن وہ استدراج سے خالی نہیں۔ اگر خدام والا اس کا مقابلہ کر سکیں تو اس سے بڑھ کر دوسری جگہ نہیں۔

فرمایا : قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا۔ " کہو کہ حق آیا اور باطل مٹ گیا۔ تحقیق کہ باطل مٹنے والا تھا۔"

میں سیر کروں اور اس مقام کو دیکھوں۔ ملک محمود حضرت کو وہاں لے گئے۔ جب نظر مبارک اس مقام پر پڑی فرمایا ہماری جگہ یہی ہے جس کو حضرت مخدومی نے فرمایا تھا۔ بے دینوں کے گروہ کا اٹھانا سہل ہے۔ حضرت ملک محمود نے یہ مشہور مصرعہ پڑھا۔

جائیکہ سلطاں خیمہ زد غوغا نماند عام را

حضرت بہت خوش ہوئے اور ایک خادم سے فرمایا کہ جوگی سے کہدو کہ یہاں سے نکل جائے۔ اس [illegible]

میرا نکلنا آسان نہیں ہے۔ پانچ سو جوگی میرے چیلے ہیں۔ اگر کوئی اپنے قوت ولایت سے سب کو نکال دے تو ممکن ہو سکتا ہے ورنہ میرا نکلنا مشکل ہے۔

حضرت محبوب یزدانی نے جمال الدین راوت سے جو اسی دن مرید ہوئے تھے فرمایا کہ جاؤ، جو کچھ جادو اور سحر وہ کرے اس کو رد کر دو اور جو کرامات چاہے دکھلاؤ۔

حضرت جمال الدین تھوڑی دیر تامل کرکے خاموش ہو گئے۔

حضرت نے فرمایا آگے آؤ۔ حضور پان کھا رہے تھے۔ پان کا اگال اپنے ہاتھ سے ان کے منہ میں ڈال دیا۔ پان کھاتے ہی حضرت جمال الدین کی حالت کچھ اور ہو گئی۔ شیر دلیر کی طرح سے قدم آگے بڑھایا۔

قطعہ

کسی کو ذرہ از خورشید بیند بتابد برہمہ اطراف و اقطار
چوں یابد ہتے شیرے ز شرزہ برآرد از ہمہ شیراں دم ازغار

اسی اثنا میں حضرت نے فرمایا کہ اس خاندانِ مشہورہ سے جوگی کیا مقابلہ کرے گا لیکن ہم کو اس کا مقابلہ کرنا چاہیئے۔

بیت

بشیرانِ جہاں چوں مور ہر کس برآمد از ہم و از جاں در افتاد
سخن مشہور در گیتی رواں است کہ با ایشاں در افتاد و بر افتاد

جب جمال الدین راوت کا مقابلہ جوگی سے ہوا تو آپ نے فرمایا کہ جس کرامت کو تو کہتا ہے ہر چند کہ اس بات کا اظہار کرنا ہم کو مناسب نہیں مگر جب تو کہتا ہے تو اس کی ضرورت ہوئی۔

شعر

چو کارم بود جائے پرداختن ضرورت بود باتو کیں ساختن

کہتے ہیں کہ جوگی نے اپنی قوتِ سحر اور استدراج سے چیونٹیوں کو چھوڑ دیا۔ جب جمال الدین کی طرف وہ چیونٹیاں چلیں تو آپ نے فرمایا :-

ابیات

سلیمانے رسیدہ باچنیں زور　　تو یکتائے برد بر لشکرے مور
بود معلوم ہمت مور بے فیل　　دراں وقتیکہ افتد در پئے فیل

حضرت جمال الدین کا نگاہ کرنا تھا کہ چیونٹیاں میدان سے غائب ہوگئیں۔ ایک لحظہ کے بعد جوگی نے شیروں کا لشکر چھوڑا۔ آپ نے فرمایا یہ شیر نیاں شیر یزداں کا کیا مقابلہ کرینگے

بیت

زشیراں بر کشاید پائے از رفت　　زند دم چوں بروئے شیر شرزہ

آخر شیر بھی غائب ہوگئے۔ جوگی نے اپنے سونٹے کو ہوا میں اڑایا حضرت جمال الدین نے حضرت محبوب یزدانی کے عصائے مبارک کو منگوایا اور ہوا پر چھوڑ دیا۔ حضرت کے عصائے مبارک نے جوگی کے سونٹے کو مار کر زمین پر گرا دیا۔

جب جوگی نے یہ کرامت دیکھی عاجزی کرنے لگا اور کہنے لگا کہ مجھ کو حضرت کے سامنے لے چلو کہ شرف ایمان سے مشرف ہوں۔ حضرت جمال الدین جوگی کا ہاتھ پکڑے ہوئے لائے اور قدم مبارک پر لاکر ڈال دیا۔ آپ نے تلقین کرکے شرف اسلام سے مشرف کیا اور اس کے چیلے پانچ سو جوگی بھی مسلمان ہوگئے اور اپنے مذہب کی کتابیں لاکر حضرت کے سامنے جلادئے تھوڑے دن حضرت نے ان کو گوشہ نشینی اور ریاضت میں رکھ کر سب تالاب ان کے لئے جائے قیام مقرر فرمائی۔

نظم

عالم میں آپ صاحب توقیر ہوگئے　　چھوڑا جہاں کو اور جہانگیر ہوگئے
دیکھا ہے کس نے ایسا جواں بخت دہر میں　　طفلی میں باکمال ہوکے پیر ہوگئے
جس پہ نظر پڑی اسے کامل بنا دیا　　ہر ایک مس وجود اکسیر ہوگئے
جن و بشر و حوش و طیور آپ کے مطیع　　ایسے جہاں میں صاحب تسخیر ہوگئے
نکلا وہی زباں سے جو ہے مرضیٔ خدا　　گویا مشیر کاتب تقدیر ہوگئے
خاصان حق کے فیض سے اب تم نے اثرؔ کی　　اہل زباں میں صاحب تقریر ہوگئے

اس روز خدا جانے پانچ ہزار یا اس سے زیادہ حضرت کے دستِ مبارک پر شرفِ ایمان سے مشرف ہوئے۔

قطعہ

برآمد کوز مشرق مہر تاباں سراسر برگرفتہ نور آفاق
نماند ہیچ کس بے نور خورشید کہ او روشن نہ شد از مہر آفاق

جب جوگی شرف اسلام سے مشرف ہوئے' حضرت محبوب یزدانی نے اپنے اصحاب سے فرمایا قلندرانِ ہمراہی سے کہو کہ اپنا خیمہ مع اسباب یہاں لاکر اقامت کریں۔ حضرت نے اپنے اصحاب کے لئے ایک ایک جگہ حجرہ بنانے کی اجازت عطا فرمائی۔ ملک الامرا ملک محمود نے تھوڑے دن میں تیار کروا دیا۔ تمام ساداتِ نواحی آکر شرفِ بیعت سے مشرف ہوئے اور ملک الامرا کی ملک محمود مع اپنے اولاد احفاد کے شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ حضرت ملک الامرا کی طرف آپ کی عنایت حد سے زیادہ تھی۔ جب دو چار برس وہاں قیام ہوا حضرت نے اس کا نام روح آباد رکھا۔ ایک مقام پر خانقاہ عالی سے باہر عمارت تیار کی۔ اس کا نام کثرت آباد رکھا۔ حجرۂ خاص جہاں حضور قیام فرماتے تھے۔ اس کا نام وحدت آباد رکھا۔ کسی وقت مع اصحاب مشرق کی جانب لب تالاب تشریف لے جاکر بیٹھتے تھے اور اسرارِ معرفت بیان فرماتے تھے۔ اس مقام کا نام دارالامان رکھا۔ اس لئے کہ اس مقام پر بیٹھنے سے خیالات نفسانی سے امان مل جاتی ہے۔ اور ایک جگہ لب تالاب گوشۂ شمال کی طرف بھی کبھی کبھی جلوس فرماتے تھے۔ اس کا نام روح افزا رکھا۔ اور بار بار اپنے یاروں سے فرماتے تھے کہ اس مقام پر ایسی رونق ہوگی کہ اس جوار میں بے نظیر ہوگا اور اولیائے روزگار اور اکابر دیار یہاں آئیں گے اور مردان رجال الغیب اور اوتاد اور اخیار اور دیگر اولیائے روزگار ہمیشہ یہاں آکر فیض حاصل کریں گے۔ سب لوگ خبردار رہیں اور اس فیض سے محرومی حاصل نہ کریں۔

مثنوی لجامعہ

یہ ہوگا مقام ایسا عالی مقام کہ آئیں گے یاں دور سے خاص و عام

یہاں جمع ہوں گے صغیر و کبیر　　جہاں میں یہ ہوگا مکاں بے نظیر

عجب چشمۂ فیض ہوگا رواں　　کہ سیراب ہوں جس سے اہلِ جہاں

یہاں فیض پایا کریں گے مدام　　یہاں آئیں گے اولیائے کرام

مریضوں کو ہوگی یہاں پر شفا　　یہاں ہوگا ہر اک پہ فضلِ خدا

کوئی سحر میں ہوگا گر مبتلا　　یہاں آکے پائے گا دم میں شفا

جو ہو طالبِ معرفت یا مقیم　　ولی بن کے جائے بہ لطفِ عمیم

یہ فرمانِ سلطانِ سمناں کا ہے　　یہ ارشادِ محبوبِ یزداں کا ہے

مری قبر پر جو کرے گا سلام　　جہنم کی آتش ہو اس پر حرام

جو آئے گا یاں لے کے کوئی مراد　　مرے در سے جائے گا وہ شاد شاد

خدا نے کیا مجھ کو حاجت روا　　نہ شک لائے کوئی بھی اس میں ذرا

مصیبت میں مجھ کو کرے گا جو یاد　　تو مل جائے گی اس کی دل کی مراد

مدد کے لئے ہوں پہونچتا ضرور　　کرے یاد مجھ کو جو نزدیک و دور

ہوا آستانہ پہ جو بے ادب　　اٹھائے گا وہ بار رنج و تعب

جھکایا ادب سے یہاں جس نے سر　　ہوا دو جہاں میں وہی نامور

بس اے اشرفی تو بصد جان و دل　　غلامی میں ہو شاہ کے مشتغل

اسی در سے پائے گا گنجِ مراد　　اسی آستانے سے ہوگا مفاد

اسی در سے ناقص ہوئے باکمال　　اسی در سے کامل ہوئے بے مثال

یہ دربارِ اشرف جہانگیر ہے　　درِ پاک کی خاک اکسیر ہے

تمام اہلِ خدماتِ روئے زمیں　　زیارت کو ہوتے ہیں حاضر یہیں

جو اہلِ نظر ہوتے ہیں باصفا　　نظر آتے ہیں ان کو یہ برملا

ترا اشرفی گوہرِ مدعا　　کرے گا ترا شاہ تجھ کو عطا

* * *

چھٹا صحیفہ

حضرت محبوب یزدانی کے اطراف خطۂ اودھ اور قصبہ رُدولی و سدھور اور قلعۂ جائس میں تشریف لے جانے اور بعض صدور کرامات سفر کے بیان میں

قال الاشرف ذکر الصالحین و تذکرۃ العارفین نور یتجلی فی قلوب الطالبین المسترشدین۔ محبان اولیاء اللہ اور مخلصان مقبولان الٰہ پر یہ بات روشن ہے کہ بزرگان طریقت اور ان کے حالات پڑھنے اور سننے سے انسان کے دل میں ذوق و شوق پیدا ہوتا ہے اور ہمت بلند ہوتی ہے اور لطفِ زندگانی حاصل ہوتا ہے اور منکروں کے دل میں خاصان حق سے عقیدۂ کامل پیدا ہوتا ہے۔ اگر کسی مرد کامل اور درویش صاحب دل کی صحبت نصیب نہ ہو تو ان کے حالات کشف و کرامات کے پڑھنے سے دل میں نور پیدا ہوتا ہے اور عقائد مذاہب باطلہ سے نفرت پیدا ہوتی ہے۔ انسان کامل الایمان ہو جاتا ہے۔

حضرت محبوب یزدانی کی خدمت میں حضرت مسند عالی سیف خاں اور حضرت قاضی رفیع الدین اور حضرت شیخ شمس الدین فریادرس اودھی نے جس وقت مقام رُوح آباد میں حاضر ہو کر فیض صحبت حاصل کیا ہے بالخصوص حضرت مسند عالی سیف خاں کو درویشوں کے ساتھ پہلے سے اعتقاد تھا۔ جہاں کسی بزرگ کو سنتے ان کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ دور دور کا سفر کر کے بزرگوں کی زیارت کرتے۔ جب حضرت محبوب یزدانی کے جہانگیری کی صدا اہل عالم کے کانوں میں پہونچی تو مسند عالی نے بہ ہمراہی اپنے مصاحبین روح آباد میں حاضر ہو کر شرف قدم بوسی حاصل کیا۔ پہلی ہی ملاقات میں حضرت محبوب یزدانی کے چہرۂ نورانی کو دیکھ کر جذبۂ عشق و محبت پیدا ہوا اور حضرت محبوب یزدانی بھی ان کے حال پر کمال عنایت فرمانے لگے اور سلسلۂ بیعت میں داخل کیا

جب حضرت محبوب یزدانی کبھی خطہ اودھ کی طرف سے گذرتے مسندعالی کے مکان پر ضرور ٹھہرتے۔

ایک دن بمقام روح آباد گوشۂ وحدت آباد میں حضرت بیٹھے ہوئے تھے۔ حاضرین سے فرمانے لگے کہ پچھم سے ایک دوست کی خوشبو آرہی ہے۔

یہ اشارہ حضرت مسندعالی کے آنے کی طرف تھا۔ دوسرے دن وہ حاضر ہوئے اور خدمتِ عالی میں عرض کیا کہ حضور خطہ اودھ میں غریب خانہ پر تشریف لے چلیے۔

کیوں کہ وہ طالب صادق تھے حضرت نے ان کی درخواست قبول فرمائی اور فرمایا کہ وہاں بھی میرا ایک طالب رہتا ہے ابھی سلسلۂ بیعت میں نہیں داخل ہوا ہے اودھ میں چل کر ان کو سلسلۂ بیعت میں داخل کروں گا۔

یہ اشارہ حضرت شیخ شمس الدین فریادرس اودھی کی طرف تھا۔ جب حضرت خطہ اودھ میں تشریف لے گئے اودھ کے علماء اور مشائخ حضرت کے شرفِ دیدار سے مشرف ہوئے۔

حضرت شیخ شمس الدین کو شیخ الاسلام قاضی رفیع الدین نے بشارت دی تھی کہ ایک بزرگ یہاں تشریف لائیں گے تم کو ان سے نعمت ملے گی۔

حضرت شیخ شمس الدین فریادرس اس دولت عظمیٰ کا انتظار کر رہے تھے۔ اسی اثناء میں محبوب یزدانی تشریف لائے۔ حضرت شیخ شمس الدین صدیقی شرف ملازمت سے مشرف ہو کر حلقہ ارادت میں داخل ہوئے۔ حضرت محبوب یزدانی نے ان کو اپنا لباس خرقہ عطا فرمایا۔ اس کے بعد تمام امراء اور رؤسائے شہر نے حضرت سے بیعت کی۔ وہاں سے مع اصحاب قصبہ ردولی میں شیخ سماء الدین کے مکان پر قیام کیا۔ حضرت مولانا صفی الدین نعمانی نے حاضر ہو کر دولت قدمبوسی حاصل کی۔ اس آمد میں شیخ صفی الدین کا عقیدۂ طلب راہ سلوک کی طرف حضرت سے بے حد پیدا ہوا۔ آپ نے شیخ سماء الدین کے حجرہ میں بطریق مشائخ اعتکاف میں بٹھلایا۔

مولانا کریم الدین ایک مرد عالم اور درویش کامل متصل ردولی ایک گاؤں میں سکونت رکھتے تھے۔ حضرت محبوب یزدانی کے سامنے ان کا ذکر آیا۔ فرمایا کہ میں ان سے ملوں گا۔

دوسرے دن صبح کو حضرت نے مولانا کے گھر جانے کی تیاری کی تھی۔ کسی نے مولانا سے ذکر کیا کہ حضرت آپ کی ملاقات کو تشریف لائیں گے۔

مولانا نے فرمایا کہ ہے ہے حضرت سید کو نہیں چاہیئے تھا کہ میرے گھر تشریف لائیں۔ وہ بڑے بزرگ مرتبہ والے ہیں۔ ایک ہندی مثل فرمائی "چھیری کے منہ میں کھنڈا سمائے"۔ کل میں خود ان کی ملازمت کے لئے حاضر ہوں گا۔ جب خدمت عالی میں حاضر ہوئے مولانا کریم الدین نے فرمایا کہ سبحان اللہ، شاہ باز مثل سید اشرف جہانگیر کے ہونا چاہیئے کہ دو جہان ان کے دونوں بازو ہیں۔ کیا خوب دریا ہے کہ جس کا کنارہ نظر نہیں آتا۔

مثنوی

بردگوئے دولت از میداں بحال افتخار ‏ ‏ درِّ دریائے معانی سرورِ شاہاں کہ او

مظہر آثار غوثی مصدر آثار ..... یار ‏ ‏ قدوۂ ارباب عرفاں عمدۂ احباب دیں

حیرت الکامل کہ می نامند آمد اُس نگار ‏ ‏ بحر لاحاصل کہ می گویندہ باشد گوہرش

حضرت شیخ سمار الدین فرماتے تھے کہ جب حضرت محبوب یزدانی دوسری بار قصبہ ردولی میں فقیر خانہ پہ تشریف لائے ظہر کی نماز کے وقت عمائد قصبہ حضرت کی زیارت کو آئے آپ نے فرمایا کہ اس مکان میں ایک بزرگ کی خوشبو آتی ہے۔

میں نے عرض کیا کہ میرے مکان کے ایک گوشہ میں ایک حجرہ ہے جس میں حضرت بابا فرید گنج شکر نے اعتکاف کیا تھا۔

فرمایا سچ ہے، انہی کی خوشبو تھی۔

آخر حضرت محبوب یزدانی نے چالیس دن خود اس حجرہ میں چلہ کیا۔ اور اسی حجرہ کی نواحی میں شیخ صفی الدین اور شیخ سمار الدین کو بھی معتکف کیا تھا۔ وارداتِ عجیبہ ان دونوں صاحبوں پر گذری۔

جب یہاں سے حضرت نے موضع آسئی میں نزول فرمایا اور خود وہاں کی مسجد میں اذان فرمائی۔ وہاں سے زیارتِ مزار شیخ داؤد کے واسطے موضع پالہے موعرف روضہ گاؤں میں

تشریف لے گئے اور مسجد میں تین روز قیام فرمایا۔ اندرونِ احاطہ مقبرہ شیخ داؤد حضرت محبوب یزدانی کی عبادت کا چبوترہ پختہ اب تک وہاں موجود ہے۔ وہاں کے لوگوں نے نقل کیا ہے کہ حضرت بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے کئی چلّے اسی مسجد میں کئے ہیں۔

یہاں سے قریات کو برادہ میں تشریف لائے۔ وہاں کے مریدوں نے حضرت کا استقبال کیا اور اپنے گھر لے گئے۔ ایک ہزار آدمی کچھ کم و بیش وہاں مرید ہوئے۔ ان لوگوں کے حق میں حضرت نے بہت کچھ دعاء فرمائی۔ ان کے بڑوں میں ایک آدمی شراب پی کر حضرت کی زیارت کو آیا۔ فرمایا کہ تعجب ہے کہ زندہ رہے اور پھر شراب پیئے۔ تقدیر الٰہی موافق ہوئی۔ وہ شخص اسی وقت انتقال کر گیا۔ دوسروں کو حضرت محبوب یزدانی نے بلا کر بہت کچھ وعظ و نصیحت فرمائی۔ آخر میں ارشاد کیا کہ خبردار خبردار تم لوگ شراب نہ پینا۔ جو کوئی تم میں سے شراب پیئے گا' جوان مر جائے گا یا محتاج ہو جائے گا۔ سب نے حضرت کے فرمان کو قبول کیا۔

وہاں سے آپ نے قصبہ جائس کا ارادہ کیا۔ جب وہاں پہونچے قصبہ جائس اور اس کے نواحی کے لوگوں نے قریب تین ہزار آدمیوں کے شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔

جب آپ کا گذر زمین گدیوا میں ہوا وہاں بہت بڑا بن تھا۔ حضور کے ہمراہی راستہ بھول گئے اور ایک تالاب میں جا پڑے جہاں سے راستہ نہیں ملتا تھا۔ آپ کے ہمراہیوں میں سے ایک قلندر نے کسی چرواہے سے راستہ پوچھا۔ اس نے مسخرہ پن سے بیچ تالاب میں راستہ بتا دیا۔ حضرت نے ہمراہیوں سے فرمایا کہ چلو اَلْهَادِیْ هُوَاللّٰه تمام اصحاب ہمراہی بیچ تالاب میں ہو کر چلے۔ بعض کے ٹخنہ تک اور بعض کے کفِ پا تک پانی ملا۔ کسی کا پیر نہیں ڈوبا۔

جب چرواہوں نے یہ کیفیت عجیب دیکھی موضع سانتن پورہ میں گاؤں والوں کے پاس جا کر شور کیا کہ ایک عجیب بات ہم نے دیکھی ہے۔ ایک جماعت درویشوں کی بیچ تالاب سے گذر گئی اور ان کا پیر تک نہیں ڈوبے۔

اس موضع کا زمیندار رائے ہندوا اپنی قوم کی جماعت کو ہمراہ لے کر سوار ہوا اور رواں دواں اس جماعت تک پہونچ گیا۔ حضرت محبوب یزدانی کے قدموں پر سر رکھ کر نہایت ادب سے عرض کرنے لگا کہ حضور غریب خانہ پر تشریف لے چلیں۔ ایک بڑے اہتمام کے

ساتھ حضرت کی ضیافت کی۔ اس کے بعد حضرت محبوب یزدانی جائس کی طرف روانہ ہوئے۔ دو کوس تک جنگل تھا رائے مذکور دو کوس تک پہونچانے آیا وقت رخصت عرض کرنے لگا کہ میرے حق میں کچھ دعا کیجئے۔ ہنس کر فرمایا کہ تو کافر ہے تیرے لئے کیا دعا کروں۔ لیکن اللہ تعالےٰ سے خواہش کی ہے کہ تم اور تمہاری اولاد کبھی قید میں نہ جائیگی اور اسباب دولت و روزگار تم لوگوں کا کم نہ ہوگا۔

یہ سب خوش ہو کر اپنے گھر چلے آئے۔

جب قصبہ جائس میں نزول فرمایا۔ اس مرتبہ مولانا علام الہدیٰ مولانا علام الدین جائسی دنیا سے انتقال کر چکے تھے اور ان کے گھر والے سب کے سب حضرت کے استقبال کو نکلے اور بجائے معہودہ حضرت کو ٹھہرایا۔ جس زمین کو حضرت محبوب یزدانی نے خرید کر کے خانقاہ اور حجرہ بنایا تھا اور ایک مدت تک قیام فرمایا تھا، اس مرتبہ بھی دو تین ماہ تک اسی مکان میں ٹھہرے۔

جب اول مرتبہ حضرت محبوب یزدانی قصبہ جائس میں تشریف لائے تھے اس سے قبل کہ حضرت جائس میں آئیں اشخاص جائس قصبہ رُدولی میں گئے اور شیخ سلیمان قدس سرہٗ کو جو حضرت شیخ نصیر الدین محمود اودھی قدس سرہٗ کے خلیفہ تھے جن سے جائس والے بیعت کیا کرتے تھے اس مرتبہ بھی بیعت کی خواہش کی۔

شیخ نے فرمایا کہ اب تمہاری بیعت کسی دوسرے بزرگ کے حوالہ ہوئی اور وہ دیار کسی دوسرے بزرگ کے حوالہ ہوا۔ کہ آج کل وہ تمہارے قصبہ میں آئیں گے۔

جب لوگوں نے استفسار کیا تو فرمایا کہ وہ سید بڑے مرتبہ والے ہیں۔ انھیں ایام میں تمہارے قصبہ میں آئیں گے۔

جب قصبہ جائس سے آپ لوٹے اور دہلی کا ارادہ کیا یہ اثنائے راہ قصبہ انہونہ میں تشریف لائے۔ جملہ سادات قصبہ شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ دو تین دن حضرت کی دعوت کی۔ جب حضرت کی خدمت گذاری بے حد کی تو آپ نے دعائے خیر ان کے حق میں فرمائی کہ ہمیشہ تم دولت مندی سے خالی نہ رہو گے۔

وہاں سے قصبہ سوہیہا میں تشریف لے گئے۔ وہاں کے آدمی اس خاندان کے مُرید اور معتقد تھے۔ بہت کچھ خدمت گذاری کی لیکن حضرت نے اس قصبہ کی نسبت عجیب بات فرمائی کہ گردِ قصبہ صفائی سے خالی نہیں لیکن اندرونِ قصبہ بے رونق معلوم ہوتا ہے۔

یہاں سے قصبہ سدھور کو تشریف لے گئے۔ حضرت شیخ خیر الدین سدھوری اور قاضی محمد سدھوری ایک گروہ علماء اور شرفاء کو ہمراہ لے کر حضرت محبوب یزدانی کے استقبال کو قصبہ کے باہر آئے۔ بڑی تعظیم سے لے گئے۔ تین دن بکمالِ اہتمام حضرت کی دعوت کی۔ یہ حضرت کا تشریف لے جانا قصبہ سدھور میں دوسری مرتبہ تھا۔ وہاں کے اکابر علماء اور ان کی اولاد سب کے سب حضرت کے ہاتھ پر مرید ہوئے۔

وہاں کے خطیبوں میں منصور نام نے حضرت کے ایک قلندرانِ جماعت سے دوستی پیدا کی۔ اس قلندر کے پاس ایک جوہر تھا جو اس کو سفر میں ملا تھا منصور مذکور نے چالاکی سے وہ جوہر اس کے پاس سے اڑا لیا۔ یہاں تک نوبت پہونچی کہ آپس میں مار پیٹ کی نوبت آگئی۔ یہ خبر جب حضرت محبوب یزدانی کے گوش مبارک تک پہونچی تو آپ نے قلندر کو بلا کر فرمایا کہ تیری سزا یہی ہے جو تو نے پائی۔ جوہر کمر میں باندھے رہتا تھا۔ ہماری جماعت سے اٹھ جاؤ۔

حضرت کے اصحاب نے اس کو باہر کر دیا۔ آخر حضرت نے فرمایا کہ اس قصبہ کے آدمی عجیب ہیں، فقیروں کی بھی چیز چرا لیتے ہیں۔

عقیدۂ مسند عالی سیف خان و حضرت قاضی شمس الدین حد سے زیادہ تھا۔ حضرت مسند عالی ایک مدت تک بہ طلب سلوک و تعلیم فقر حضرت کی خدمت میں حاضر رہے اور چاہتے تھے کہ اپنے فقرا کے گروہ میں مجھ کو داخل کریں۔ اکابر شہر سے ہر چند کہ عقیدہ رکھتے تھے اور سب کی خدمت گذاری کرتے تھے لیکن کسی کی طرف رجوع نہیں کرتے تھے۔

ایک شب اسی فکر میں سو گئے کہ خواب میں جمال جہاں آرائے حضرت خضر علیہ السلام ظاہر ہوا اور خوش خبری سنائی کہ تمہارے حصول مدعا کا زمانہ قریب پہونچا ہے۔ تمہارے گنج مقصود کی کنجی ایک سید کے ہاتھ میں ہے جو آج کل یہاں تشریف لاتے ہیں۔

یہ اشارہ حضرت محبوب یزدانی کی طرف تھا۔ انھیں دنوں میں آپ کی صدائے جہانگیری

اور ندائے عالم پرور ی اطراف و جوار میں بلند ہوئی۔ اور حضور مقام روح آباد میں جہاں آپ کا روضۂ منورہ ہے تشریف لائے۔ مسند عالی حاضر ہو کر شرف دیدار سے مشرف ہوئے جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے۔

اور حضرت قاضی رفیع الدین نے خود بہ الہام الٰہی سب سے پہلے معہ اپنے اصحاب مخصوص کے مثل حضرت شمس الدین کے بشارتِ تشریف آوری حضرت محبوب یزدانی کی دی تھی اور حضرت سے عقیدۂ کامل رکھتے تھے۔

حضرت محبوب یزدانی بعد قطع منازل دارالسلطنت دہلی میں پہونچے۔ جب تک وہاں قیام کیا پا برہنہ پھرتے تھے اور یہ فرماتے تھے کہ اس قدر اولیاء اللہ کی یہاں کثرت ہے کہ قدم رکھنا دشوار ہوتا ہے اس لئے میں نے تعلین پیر سے اتار دی ہیں۔ اور وہاں غیاث پور میں جہاں مزار حضرت محبوب الٰہی سلطان المشائخ قدس سرہٗ کا ہے۔ اس کے قریب ایک خانقاہ اشرفیہ تیار کرائی۔ بڑی تحقیقات اور کوشش سے برادرم مولوی کریم رضا اشرفی بیتھوی نے اس کا نشان دریافت کر کے مجھے بیان فرمایا۔ وہ مقام حضرت محبوب الٰہی کے احاطۂ روضہ سے باہر گوشۂ مغرب و جنوب کو واقع ہے۔ فقیر اشرفی جامع رسالہ ہٰذا نے ایک قصیدہ حضرت محبوب یزدانی کی شان میں عرض کیا ہے۔

قصیدہ

نہ مجھ سے چھوٹے گا ان کا دامن نہ مجھ کو بھولے گا نام اشرف
میں بندۂ بے درم ہوں ان کا ازل ہی سے ہوں غلام اشرف

میں ان کی مدحت بیاں کروں کیا کہ سارے عالم میں ہے یہ شہرت
مجدّد وقت تھا جہاں میں ولی و عالی مقام اشرف

انھیں کی محبوبیت کا نعرہ ملائکہ نے فلک پہ مارا
زمیں پہ یہ شانِ غوث عالم فلک پہ وہ احترام اشرف

جناب کے والد معظم نے خواب دیکھا کہ مصطفےٰ نے
یہ دی بشارت کہ ہم نے رکھا ہے نام ان کا بنام اشرف

زمیں پہ روضہ ہے یا فلک پر کچھ اس کی رفعت یہ کہہ رہی ہے
کوئی فلک کا ہے یہ بھی ٹکڑا جہاں بنا ہے مقام اشرف

جو وحدت آباد جائے خلوت تو کثرت آباد جائے جلوت
کہیں ہے وحدت کہیں ہے کثرت عجیب ہے اہتمام اشرف

جو روح آباد جا کے دیکھو تو سیر روحی کا لطف آئے
جو بیٹھو دارالاماں میں جا کر تو پاؤ واں فیضِ عامِ اشرف

ہے جہانگیر غوثِ عالم جہان کے اولیاء کے افسر
ولی زمانہ کے زیر فرماں مطیع ارشاد عام اشرف

کسی نے تاریخ عرش اکبر بنام روضہ کے خوب لکھی
ہماری نظروں سے کوئی دیکھے فلک سے ملتا ہے بام اشرف

عدالتِ صبح و شام دیکھے جو کوئی دربار اشرفی میں
تو بول اٹھے کہ اللہ اللہ عجیب ہے انتظام اشرف

کہیں تو جنات جل رہے ہیں کہیں خبائث تڑپ رہے ہیں
کسی کے سر بولتا ہے جادو کہوں میں کیا اہتمام اشرف

چراغ سے ان کے لے کے کاجل لگائیں آنکھوں میں اپنے اعمیٰ
تو آنکھیں ہو جائیں ان کی روشن یہ ہے کراماتِ عام اشرف

یہ چشمہ نیر گردِ روضہ کہ یہ آب شفاف و صاف جاری
مریض پیتے ہی ہوویں اچھے رواں ہے یہ فیضِ عام اشرف

سوا رو کائی میں نہر کے حق نے تا نہر عطا کی
کہ ہر مرض کی یہی دوا ہے فدا ہیں تجھ پہ غلام اشرف

یہ خاکِ روضہ میں ہے تصرف کہ جس کو لیتے ہیں اہل حاجت
مریض اچھے ہوں جس سے لاکھوں عجیب ہے فیضِ عام اشرف

زمیں سے تاآسماں جو دیکھو عجیب قدرت کا ہے تماشا
یہاں زمیں پر وہاں فلک پر کھڑے ہوئے ہیں خیام اشرف

امیدِ لطف وکرم پہ تیرے میں عرض حاجت جو کر رہا ہوں
کرو توجہ ذرا ادھر بھی کہ لے رہا ہوں میں نام اشرف

مجھ سے جو گستاخ و بے ادب آ تمہارے دربار با صفا میں
نکالنا جلد ان کو حضرت کریں گے بدنام نام اشرف

ادب سے جس نے کہ رخ پھرایا غضب کا منہ پہ لگا طمانچا
جلال و جبروت شہ کا دیکھو عجیب ہے عالی مقام اشرف

اگر کسی طالب خدا پر ذرا توجہ ہوئی تو ہر دم
کہے گا مدہوش کر چکا ہے مجھے دو عالم سے جام اشرف

بھلا کوئی اشرفی سے پوچھے کہ شاہ اشرف کی شان کیا ہے
کہے گا وہم و گماں سے میرے بلند ہے احتشام اشرف

* * *

ساتواں صحیفہ

حضرت محبوب یزدانی کی مرتبہ غوثیت سے مشرف ہونے اور فضائل مخصوصہ کے بیان میں

قال الاشرف کلمۃ التصوف وحکایت التعرف بحر من بحار العرفات و معدن من معادن الوجدان ان یخرج منہما اللؤلؤ والمرجان۔

حضرت محبوب یزدانی کے فضائل مخصوصہ اس قدر نہیں کہ حیطۂ تحریر میں آسکیں مگر شمہ بطور مشتے نمونہ آپ کے فضائل سے لکھا جاتا ہے۔ یہ فضیلت آپ کی کیا تھوڑی ہے کہ حق تعالےٰ نے آپ کو اپنے حبیب ملاحت نصیب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذریت میں پیدا کیا۔ ظاہر میں بادشاہ صاحب تخت وتاج دارالسلطنت سمنان کیا۔ باطن میں قطب الاقطاب، غوث الوقت، تمام اولیائے روئے زمین کا سردار بنایا۔ بزرگان طریقت کی یہ شان ہے کہ بمضمون عند ذکر الصالحین تنزل الرحمۃ۔ ان کے ذکر میں نزول رحمتِ الٰہی ہوتا ہے۔ فقیر مسکین اشرفی جامع رسالہ ہٰذا نے جو کمترین غلامان درگاہ عالی حضرت محبوب یزدانی سے ہے۔ چند اشعار حضرت کی مناقب میں لکھے ہیں وہ یہ ہیں۔

آل احمد ابن حیدر سید اشرف پیر ما ◦ دستگیر خلق وعالم شاہ باتوقیر ما

از غلامی درش نازاست مارا دم بدم ◦ مرحبا صد مرحبا بر خوبی تقدیر ما

چوں نہ گردم من عزیز بر خاطر اہل جہاں ◦ خادمی درگہش شد باعث توقیر ما

از نگاہ کیمیا یش خاک من شد ہمچو زر ◦ خوش بدست آمد ز قسمت ایں چنیں اکسیر ما

مشکلات کارہائے دین ودنیائے خطر ◦ می شود آساں ز لطف شاہ خوش تدبیر ما

از طفیل شاہ اشرف دور نبود روز حشر ◦ از گناہاں صاف گردد نامۂ تقصیر ما

لطف شاہم غالب آمد چوں بحال زار من | روسیہ مغلوب گشتہ دشمن بے پیر ما
چوں نہ گردم من فدائے آستان اشرفی | سکہ من کردہ جاری شاہ عالمگیر ما
شاہ خود شد مہرباں بر حال زار اشرفی | خوش بکار آمد مرا ایں نالہ شب گیر ما

ذکر فضائل علمی

قال الاشرف العلم بیضاء زھراء و سائر الفنون ذراُرھا۔

فرمایا سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ نے علم آفتاب روشن ہے اور تمام ہنر اس کے ذرے ہیں۔

حضرت محبوب یزدانی چار برس چار مہینہ چار دن کے سن میں مکتب خانہ تعلیم علمی میں تشریف لائے۔ پانچ برس کی عمر میں ساتوں قرأت کے ساتھ قرآن عظیم حفظ کیا۔ سات مہینہ ۲۶ دن میں یہ کمال حاصل کیا تھا۔ جب سن شریف سات سال کو پہونچا نکات علمی اس خوبی کے ساتھ بیان فرماتے تھے کہ بڑے بڑے علماء سن کر عش عش کر جاتے تھے۔ بارہ برس کی عمر میں علوم معانی و بلاغت و معقول و منقول تفسیر و فقہ و حدیث و اصول جملہ علوم سے فارغ ہوئے دستار فضیلت سر اقدس پر باندھی گئی۔ فن حدیث میں حضرت محبوب یزدانی نے حضرت امام عبداللہ یافعی سے مکہ معظمہ میں سند حدیث حاصل کی اور مقام اسکندریہ میں حضرت نجم الدین کبریٰ کے صاحبزادے سے سند حدیث حضرت کو ملی اور حضرت بابا مفرح سے بھی سند حدیث حاصل کی جن کو بابا فرح محدث سے سند حدیث ملی تھی اور حضرت مولانا احمد حقانی سے بھی حضرت کو سند حدیث حاصل ہوئی۔ اسی طرح ہر علوم فقہ و تفسیر اور معقول وغیرہ میں بڑے بڑے علماء جلیل القدر سے تعلیم پائی۔ مقام قزوین میں پانچ برس تک درس علمی دیا۔ جن لوگوں کو حضرت نے فارغ التحصیل کیا ان کی فہرست تواریخ سابقہ سے مثل تاریخ ابراہیمیہ میں مل سکتی ہے۔

حضرت مولانا عضد الدین شبانکاہ جو استاذ علماء زمانہ تھے اور ہر علوم میں کمال رکھتے تھے فرماتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دین اسلام میں

ہر شروع صدی میں ایک عالم میری امت میں پیدا ہوگا۔ اس کے وجود سے رواج کار دین اسلام ہوگا اور اہل جہاں کا استاذ اور رہنما ہوگا۔

علمار سلف نے موافق اس حدیث کے پہلے صدی ہجری میں عمر بن عبدالعزیز مروانی کو مجدد اول صدی کا جانا اور دوسری صدی میں امام شافعی مطلبی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ، اور تیسری صدی میں مولانا ابوالعباس احمد بن شریح رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ اور چوتھی صدی میں حضرت ابوبکر بن طیب باقلانی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ اور پانچویں صدی میں حضرت حجۃ الاسلام امام محمد بن محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ اور چھٹی صدی میں حضرت امام فخر الدین محمد بن عمر الرازی رحمۃ اللہ علیہ اور ساتویں صدی میں حضرت قدوۃ الکبریٰ محبوب یزدانی سلطان سید جہانگیر اشرف سمنانی قدس اللہ روضۂ تھے کہ وجود مبارک حضرت کا باعث اجرار شریعت اور طریقت تھا علم شریعت میں آپ کے شاگردوں کے صرف نام ہی درج کتاب کئے جائیں تو ایک طویل دفتر ہو جائے۔

آپ کے ارشد تلامذہ میں حضرت مولانا حاجی الحرمین سید عبدالرزاق نورالعین ابن سید عبدالغفور حسن جیلانی ابن سید ابوالعباس احمد جیلانی فرزند و صاحب سجادہ حضرت محبوب یزدانی تھے جنہوں نے تمام علوم کی تحصیل حضرت سے کر کے دستار فضیلت حاصل کی۔ دوسرے حضرت مولانا اعظم کرکروی، حضرت کے ارشد شاگردوں میں تھے۔ تیسرے حضرت مولانا علام الہدیٰ علام الدین جائسی حضرت کے جلیل القدر تلامذہ سے تھے۔ چوتھے حضرت مولانا عماد الدین ہردی۔ پانچویں حضرت مولانا عضد الدین ندیم اللہ بڑے مرتبہ والے شاگرد تھے

حضرت مولانا ابوالفضائل نظام الدین یمنی خلیفہ حضرت کے جامع لطائف اشرفی ملفوظات حضرت محبوب یزدانی فرماتے ہیں کہ حضرت محبوب یزدانی کا علم عجیب خدا داد علم تھا۔ کہ روئے زمین میں جہاں تشریف لے گئے وہیں کی زبان میں وعظ فرماتے اور اسی زبان میں کتاب تصنیف کر کے وہاں کے لوگوں کے لئے چھوڑ آتے۔ بہت سی کتابیں آپ کی عربی فارسی اور سوری اور عربی اور زنگی اور ترکی مختلف ملک کی زبانوں میں جو تصنیف فرمائیں جن کی فہرست اگر لکھی جائے تو ایک طومار ہو جائے گی۔

علمار جلیل القدر کا یہ قول تھا کہ جس قدر تصانیف حضرت محبوب یزدانی نے فرمائیں بہت کم علمار اس قدر تصانیف کثیرہ کے معنف ہوتے ہوں گے۔ کتاب کنز الاسرار، ذکر اسمائے الٰہی اور تسخیر کواکب میں حضرت نے تالیف فرمائی جس کی تعلیم مجھ کو حضور سے حاصل ہوئی تھی۔ یہ عجیب کتاب آپ کی تالیفات سے فن تکسیر میں تھی۔ تصانیف کثیرہ آپ کی اس قدر ہیں کہ جس کی فہرست لکھنا محال ہے۔ اکثر کتابیں آپ کی تالیفات سے بنام قدوۃ الخوانین حضرت مسند عالی سیف خاں حضرت کے خلیفہ جو اماد فیروز شاہ بادشاہ دہلی کے تھے تصنیف ہوئیں اور اس فقیر نظام یمنی نے دو جلدیں حضرت کے ملفوظات سے کتاب لطائف اشرفی اور کتاب سر الاسرار اور رقعات حضرت کے جمع کر کے اس کو مرقوماتِ اشرفی کے نام سے موسوم کیا۔ اور کتاب سکندر نامہ حضرت نظامی گنجوی کی بھی شرح لکھی۔ علاوہ اس کے مقامات مختلفہ میں حضور نے جو کتابیں تحریر فرمائیں انھیں سے خاص خاص کتابوں کا ذکر کیا جاتا ہے۔

حسب ارشاد امام عبداللہ یافعی اور بموجب بشارت روحانی حضرت شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرّہ کی کتاب عوارف المعارف پر شرح لکھی۔ اور حضرت مولانا شیخ محی الدین ابن عربی قدس سرہ کی کتاب فصوص الحکم پر بھی روم میں جب تشریف لے گئے شرح لکھی اور اس کو حضرت صاحب المعارف شیخ نجم الدین ابن شیخ صدر الدین فغانی کے سامنے پیش کیا اور عرض کیا کہ میں نے اس شرح کو بحکم روحانیہ پاک شیخ اکبر لکھا ہے۔

جب عرب میں حضرت تشریف لے گئے تو اہل عرب نے حضرت کے رسائل تصوّف کی طرف نہایت میل کیا اور کتاب قواعد العقائد عربی زبان میں تصنیف کیا۔ حضرت نے اہل عرب کی تعلیم کے واسطے خاص کر یہ کتاب لکھی جیسا کہ مولانا اعظم اعلم مولانا علی نے لمعات کو عربی کیا۔ شرح بھی عربی زبان میں لکھی۔ اسرار معارف الٰہی بہت کچھ اس میں درج فرمائے۔

جب حضرت محبوب یزدانی اطراف عراق و خراسان و ماوراء النہر میں تشریف لے گئے وہاں کے سادات نے کتاب بحر الانساب پیش کی۔ حضرت محبوب یزدانی نے کتاب مذکور سے منتخب کر کے کتاب "اشرف الانساب" تصنیف کی اور کتاب بحر الاذکار بھی وہاں ہی تصنیف فرمائی اور رسالہ "اشرف الفوائد" اور "فوائد الاشرف" ملک گجرات میں تصنیف فرمایا اور کتاب بشارت الذاکرین

اور رسالہ تنبیہ الاخوان اور رسالہ بشارت الاخوان بپاس خاطر حضرت مسند عالی سیف خاں تصنیف فرمائے۔ اور روم میں رسالہ مصطلحات تصوف تحریر فرمایا۔ اور رسالہ مناقب خلفاءِ راشدین فضائلِ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں لکھی جس پر علمائے محمد آباد گوہنہ نے بسبب مناقب حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم اعتراض کیا تھا۔ اور چند رسائل تصوف میں بمقام روم اور لکھے جن کے نام یاد نہیں۔ اور رسالہ حجۃ الذاکرین بنگالہ میں تصنیف فرمایا۔ اس رسالہ میں پانچوں وقت بعد ادائے فریضہ تین بار باآواز بلند کلمۂ طیبہ کا ثبوت احادیث اور تفاسیر سے فرمایا ہے۔ اس رسالہ کو نصیحت نامہ کے نام سے بھی موسوم کرتے ہیں۔

اور کتاب فتاوائے اشرفیہ بزبان عربی محض بپاس خاطر حضرت نور العین تحریر فرمایا اس کتاب میں مسائل فقہ بڑی بڑی کتابوں سے انتخاب کر کے تصنیف فرمایا۔ یہ فتاویٰ جامع مسائل ضروریہ مذہبِ حنفیہ میں اس خوبی کے ساتھ لکھا کہ کوئی ایسا مسئلہ نہ تھا کہ جس کی سفر و حضر میں دیکھنے کی ضرورت نہ ہو۔

علم تفسیر میں کتاب تفسیر ربع سامانی اور کتاب تفسیر نور بخشیہ تصنیف فرمائی۔ جس میں تمام مسائل تصوف مثل خواجہ روزبہان بقلی رحمۃ اللہ علیہ بکمال خوبی درج فرمائے اور کتاب ارشاد الاخوان اوراد و اشغال مشائخ چشت اہل بہشت میں اور رسالہ بحث وحدت الوجود میں یہ ایک نایاب رسالہ ہے جس میں سر ہمہ اوست کو بہ دلائل احادیث و تفسیر تحریر فرمایا اور رسالہ تجویزیہ در تجویز طعن بر یزید جونپور میں علماء کے مباحثہ کے بعد تحریر فرمایا اور موافق عقیدۂ صاحب عقائد نسفی یزید پر لعنت فسق کہنا جائز ثابت کیا۔ اور کتاب بحر الحقائق میں سر معرفت و حقیقت بیان فرمائے۔ اور علم نحو میں نحو اشرفیہ تصنیف فرمایا جس میں تمامی مسائل نحوی بالتفصیل درج فرمائے۔ اور کتاب کنز الدقائق فن تصوف میں تصنیف فرمائی۔ اور رسالہ بشارت المریدین حسب درخواست سلطان ابراہیم شرقی جونپور میں تصنیف کیا۔ اور رسالہ غوثیہ ذکر مردان اہل خدمات ابدال و اوتاد و غوث و قطب وغیرہ میں تصنیف کیا۔ اور رسالہ قبریہ اپنے قبر شریف میں لکھا۔ یہ ۲۷ محرم کو قبر شریف میں آرام فرمانا عالم حیات میں تھا۔ اس میں رسالہ قبریہ اور بشارت المریدین لکھا اور ۲۸ محرم کو جملہ خلفاء اور مریدین باصفا کے حق میں دعائے خیر فرمائی

اور اسی تاریخ ۲۸ محرم کو بعد ظہر مجلس سمع میں رحلت فرمائی۔ مقام اعلیٰ علیین کی طرف روانہ ہوئے چنانچہ اب تک سجادہ نشینان خاندان حسنی مراسم عرس و فاتحہ قل اسی تاریخ پر ادا کرتے ہیں۔ جیسے کہ اولاد شاہ حسین سجادہ نشین چھوٹی سرکار کے ایک دن پیشتر حضور کے وصال یعنی ۲۷ محرم کو رسم فاتحہ ادا کرتے ہیں۔ جس میں حالات نزول ملائکہ اور اظہار اپنے عقائد حقہ اور بشارت عالم غیب تحریر فرمایا اور علم اصول میں فصول اشرفی لکھی۔ ایک جلد مکتوبات اشرفی آپ کے صاحب سجادہ حضرت نور العین نے جمع کی مرقومات اشرفی کا ذکر پہلے آچکا جس کو حضرت مولانا نظام الدین یمنی حضرت کے خلیفہ نے جمع کیا۔ ایک جلد رقعات اشرفی جس کو حضرت مولانا شیخ محمد ورتیم نے جمع کیا تھا۔ اس میں مختصر رقعات حضرت محبوب یزدانی درج کئے ہیں اور دیوان اشرف ایک مبسوط کتاب منظوم ہے جس کو اہل زمانہ مثل دیوانِ حافظ لسان الغیب مانتے ہیں۔

حضرت نور العین نے فرمایا کہ جس وقت امیر تیمور گورکانی، حضرت محبوب یزدانی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ تقتمش خاں پر فوج کشی کرنا چاہتا ہوں حضور فال نیک دیکھ کر تبلا دیجئے۔ حضرت کے سامنے آپ کا دیوان رکھا ہوا تھا۔ اس میں جو فال دیکھی یہ شعر برآمد ہوا

از آیت و حدیث دو قرن اندیمقرانی   اے بادشاہ کوش کہ صاحب قران شوی

لقب صاحب قرانی امیر تیمور کو حضور کے دیوان کے فال سے عطا ہوا۔ بعد ملاحظہ فال امیر صاحب قران کے حضرت محبوب یزدانی دست بدعا ہوئے اور فاتحہ پڑھا۔

چنانچہ آپ کی دعا کے برکت سے سلطان صاحب قران نے غنیم پر نصرت و فتح پائی...

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ اس فقیر نے حضرت شیخ محی الدین ابن عربی کی تصانیف سے پانچ سو کتابیں دیکھی ہیں۔ بیشتر آپ کی تصانیف فن حدیث و تصوف میں دیکھی گئی.... دو سو پچاس کتابوں کا دیباچہ اور خطبہ مجھ کو یاد ہے۔ خاتمہ کتاب مکتوبات اشرفی میں حضرت نور العین سے منقول ہے کہ حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ اس فقیر کو سند علم قرأت کی معناً پانچ پشتوں تک اپنے آباؤ اجداد سے علی الاتصال پہونچی ہے جس کی سند علی ابن حمزۃ الکسائی سے اوپر منسوب ہے۔ میرا عمل قرأت عاصم اور نافع پر ہے۔ اور یہ بھی فرماتے تھے کہ میرے زمانۂ سلطنت میں میرے خاندانِ سادات نوربخشیہ سے ستر حافظ قرآن اور قاری فرقان ایک زمانے

میں موجود تھے۔ سبحان اللہ کیا شان ہے حضرت محبوب یزدانی کی کہ پانچ پشتوں میں سلطان ابن سلطان اور سید ابن سید اور ولی ابن ولی اور حافظ ابن حافظ اور قاری ابن قاری اور عالم ابن عالم برابر نسلاً بعد نسلٍ حضرت تک ہوتے چلے آتے۔ یہ فضیلت خاص حضرت ہی کے خاندان عالی کو اللہ تبارک وتعالےٰ نے عطا فرمائی تھی۔

ذَالِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ط

فقیر اشرفی جامع رسالہ ہٰذا نے اس مقام پر ایک غزل لکھی ہے۔

دکھایا جوہر علمی لیاقت اسکو کہتے ہیں
ہوئی تصنیف ہر فن میں بلاغت اسکو کہتے ہیں

اٹھایا جب قلم جس علم کو جا پاکیا ظاہر
لکھے مضمون عجب نادر ذہانت اسکو کہتے ہیں

مرے سلطان اشرف کے کلام پاک کو دیکھو
مسلسل بھی مقفیٰ بھی عبارت اس کو کہتے ہیں

جہاں پہونچا قدم ان کا وہیں اپنی عنایت سے
دکھائے راہ حق سب کو ہدایت اسکو کہتے ہیں

کیا سارے جہاں میں سکّہ اپنے نام کا جاری
کمالات تصوف میں ولایت اسکو کہتے ہیں

ترے ذہن رسا سے اشرفی اب انکی مدحت میں
عجب مضمون نکلتے ہیں ذکاوت اس کو کہتے ہیں

حضرت مولانا نظام الدین یمنی فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ عالم غیب سے مجھ کو الہام ہوا ہے کہ جس نے تم کو اخلاص ومحبت سے دیکھا ہے اور تمہاری صحبت اختیار کی ہے وہ بخشا جائے گا۔

حاضرین مجلس عالی مثل حضرت مولانا شیخ کبیر العباسی سرورپوری اور حضرت مولانا شیخ عارف کرانی اور حضرت مولانا شیخ معروف الدیوی اور حضرت مولانا قاضی رفیع الدین اودھی اور حضرت مولانا شیخ شمس الدین فریادرس صدیقی اودھی اور بہت سے اصحاب اس بشارت کے سننے سے بارگاہ الٰہی میں شکرانہ ادا کرنے لگے اور یہ شعر پڑھنے لگے۔

شعر

چہ شکر آں کہ مرا مژدۂ اماں آمد
نوید فتح وبشارت ازاں جہاں آمد

الحمد للہ علی ہذہ النعمۃ الشریفۃ والوعدۃ الرفیعۃ۔

اشعار

غلامان شہ سمنان کو یہ مژدہ مبارک ہو طفیل اشرف عالم ہوئے آزاد دوزخ سے
ملے گی چاہنے والوں کو ان کی نعمتِ جنت سنائی دی مرے آقا کو یہ آواز برزخ سے
جھکایا جس نے سر محبوب یزدانی کے قدموں پر رہائی پاگیا بے شبہ وہ دنیا کی چخ چخ سے

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ حضرت علی ثانی سید علی ہمدانی جامع علوم ظاہری و باطنی نے حضرت شیخ شمس الدین محمود سے کہا کہ میرے لئے کیا فرمان ہے۔

انھوں نے فرمایا کہ فرمان یہ ہے کہ سارے عالم میں تین مرتبہ گشت کرو۔

جب ایک مرتبہ آفتاب کی طرح زمین کے گرد چکر لگایا تو یہ فقیر اشرف بھی ذرہ کی طرح ہمراہ رکاب تھا اور بہت سے سلوک کے فائدے اور درویشی کے حقائق اور وجد اور ذوق جو میں نے سید سے پائے اگر بدن کے تمام رونگٹے زبان ہو جائیں تو اس کا شکریہ ہزار حصہ کا ایک حصہ بھی ادا نہ کرسکوں۔

شعر

ہر بال بدن کا مرے بن جائے جو زباں ممکن نہیں ایک شکر بھی تیرا کروں بیاں

حضرت سید علی ہمدانی فرماتے ہیں کہ ایک ہزار چار سو اولیاء اللہ کی صحبت مجھ کو ملی ہے اور ہر بزرگ سے مجھ کو فیض اور فائدہ حاصل ہوا ہے۔

شعر

مجھے نافع ہوا ہر ایک گوشہ ہر اک خرمن سے میں نے پایا خوشہ

اور ان سب نعمتوں اور فوائد سے فرزند اشرف تم کو بھی حصہ ملا ہے۔

ایک دن جب کہ سید علی ہمدانی مدینۃ الاولیاء میں چار سو اولیاء کے ساتھ ایک جلسہ میں پہونچے ہیں اور یہ فقیر اشرف بھی ہمراہ موجود تھا اور جو ذوق اور لطف آپ کے دیدار متبرک اور نظارۂ رخسار پُر انوار سے حاصل ہوا تھا۔ ہرگز یاد سے نہیں جاتا۔

شعر

کسی کو چنیں روز بیند بخواب بود تا شب مرگ دہنش پر آب

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ، ۲۷ شب ماہ رمضان المبارک ۷۸۲ھ ہجری کو آستانہ روح آباد کچھوچھہ شریف میں تمام ہمراہیوں کو میں نے شب قدر کی عزت سے ممتاز کیا چنانچہ حضرت نور العین اور حضرت محمد یتیم اور حضرت شیخ رکن الدین شاہباز اور حضرت شیخ اصیل الدین سفید باز اور حضرت شیخ جمیل الدین جرہ باز اور حضرت قاضی رفیع الدین اودھی اور حضرت شیخ شمس الدین فریادرس اودھی اور حضرت شیخ عارف اور حضرت شیخ معروف اور بہت سے قلندران ہمراہی جو زیور تجرد سے آراستہ تھے اور حضرت ملک محمود جو نہایت خاص مرید با اعتقاد تھے اور بہت سے خدام بارگاہ اشرفی میں اس خصوصیت انوار و برکات شب قدر سے مشرف ہوئے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ کی مہربانیوں کے فرشتے اترتے ہیں اور حضرت رحمان کی عنایتیں نازل ہوتی ہیں۔ ہاتف غیب نے لاکھوں تعظیم اور تکریم کے ساتھ حق تعالیٰ کی طرف سے یہ ندا دی کہ "اشرف میرا محبوب ہے۔"

قطعہ

ہاتفِ غیبی نے بہ حکمِ خدا — دی حرم پاک میں آکر ندا
اے اشرف دہر ہے حصہ ترا — بولا خدا پیارا ہے اشرف مرا
جب کہ احبا نے یہ مژدہ سنا — جو تھا وہاں گل کی طرح کھل گیا

حاضرین نے اس خوش خبری کو سن کر اور مژدہ سے آگاہ ہو کر مسرت کو زینت پائی اور زبان حال سے ہر ایک نغمہ سرا ہوا۔

غزل

ہمارے شاہ سمناں ہوئے محبوب یزدانی — دُرِ دریائے عرفانی ہوئے محبوب یزدانی
تمامی اولیاء عصر کا افسر کیا حق نے — ملا اوج سلیمانی ہوئے محبوب یزدانی
دلِ مردہ نشاط سے ہو تجھے زندہ کریں گے پھر — ہمارے عیسیٰ ثانی ہوئے محبوب یزدانی
یہ ہیں اولاد میں ہمشیرۂ سلطان جیلاں کے — سراپا نور ربانی ہوئے محبوب یزدانی
غلامانِ شہ سمناں تمہاری حاجتیں ساری — روا ہوں گی بآسانی ہوئے محبوب یزدانی
خدا عاشق ہوا اللہ یہ تو بھی سمجھ دیا ان کو — مرے محبوب یزدانی ہوئے محبوب یزدانی

فقیر اشرفی تجھ کو طفیل اشرف سمناں   ملے گا ذوق وجدانی ہوئے محبوب یزدانی

حضرت محبوب یزدانی کے معمول سے تھا کہ آپ ہمیشہ نماز فجر خانۂ کعبہ میں ادا کرتے تھے۔ ۱۷ رمضان کی صبح کو جب حسب معمول نماز فجر خانہ کعبہ میں ادا کرنے کے لئے کعبہ شریف میں گئے اور نماز کامل طور سے ادا فرمائی، حضرت شیخ نجم الدین اصفہانی جو اہل حرم کے قبلۂ محترم تھے حضرت محبوب یزدانی کو دیکھتے ہی فرمایا کہ: آئی آئی، محبوب یزدانی یہ خطاب حق تعالٰی کی طرف سے اشرف سمنانی کو مبارک ہو۔ بحرمۃ النبی والہ الامجاد۔

حضرت محبوب یزدانی نے بڑی تعظیم کے ساتھ سر مبارک جھکایا اور شیخ نجم الدین نے بڑے اعزاز کے ساتھ آپ کے سر اپنی گود میں لے لیا۔ چنانچہ اس وقت حرم کعبہ شریف میں پانچ سو مشائخ اولیاء کرام سے موجود تھے۔ سب کی عجیب وغریب حالت ہوگئی۔ ہر ایک پر واردات کی نسیم اور گلستانِ مواجید کی ہوا چل گئی۔ سب نے اس بات کی مبارکباد دی۔

مثنوی

ہو مبارک خطاب محبوبی   با ہزاراں کمال وصد خوبی
خلعتِ دلبری مبارک ہو   حسنِ زیبا تری مبارک ہو
آپ ہوتا ہے جب خدا عاشق   کرے مخلوق کی طلب خالق
ہوئے واصل جو عاشق ومعشوق   کسے خالق کہیں، کسے مخلوق
پھر دوئی کا نشاں ہوا معدوم   ایک ہی ذات ہوتی ہے معلوم
ہوا دریا سے مل کے قطرہ گم   نام کو بھی نہیں رہے ہم تم
آپ جب مٹ گئے وہی ہے وہی   دوسرے کی جگہ کہیں نہ رہی
بس فنی تجبتی کا ہے یہ محل   عقل ودانش ہیں یاں پڑیں گے خلل
رمز وحدت کی کوئی کیا جانے   یا ولی جانے یا خدا جانے
اشرفی وجد میں نہ ہو پر جوش   شرع کہتی ہے اس محل میں خموش

اسی طرح تمام بزرگانِ زمانہ جو حضرت محبوب یزدانی کو دیکھتے خطاب محبوب یزدانی کے ساتھ

مخاطب کرتے۔

حضرت شیخ محمد درّ یتیم عباسی سرور پوری جو حضرت محبوب یزدانی کے خلیفہ ارجمند اور پیارے فرزند تھے نہایت ادب اور تعظیم سے خدمت عالی میں عرض کیا کہ حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی غوث الثقلین سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو لوگ خطاب محی الدین سے مخاطب کیا کرتے تھے اس کا واقعہ کس طرح گذرا تھا۔

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ جب میں بغداد شریف گیا اور فرزندان حضرت غوث الثقلین سے دریافت کیا تو انھوں نے کہا کہ خود حضرت غوث الثقلین سید عبدالقادر جیلانی فرماتے تھے کہ جمعہ کا دن تھا۔ میں سفر سے لوٹ کر بغداد آرہا تھا۔ ننگے پیر تھا۔ میرا گذر راستہ میں ایک بیمار پر ہوا جس کا رنگ بدلا ہوا تھا اور بدن کمزور تھا۔ مجھے اس نے دیکھتے ہی سلام کیا اور کہا کہ:

السلام علیک یا عبدالقادر۔

میں نے اس کو جواب دیا۔

وہ بولا کہ میرے پاس آؤ۔ میں اس کے قریب گیا۔

اس نے کہا مجھے بیٹھا دیجئے۔ میں نے اس کو اٹھا کر بیٹھا دیا۔

اس کا بدن تازہ رنگ چہرہ حسین اور صاف ہو گیا۔

اس سے میں نے پوچھا کہ تم کون ہو؟

کہا، کیا تم مجھ کو نہیں پہچانتے

میں نے کہا نہیں۔

وہ بولا کہ میں دینِ اسلام ہوں۔ میری یہ حالت ہو گئی تھی کہ جس کو تم نے پہلے دیکھا تھا مجھ کو اللہ تعالےٰ نے تمہاری ذات سے زندہ فرمایا ہے۔ تم محی الدین ہو۔ یعنی دین کے زندہ کرنے والے۔

میں نے اس کو چھوڑ دیا اور جامع مسجد میں گیا۔ ایک شخص میرے سامنے آیا اور اپنا جوتا پاؤں کے سامنے رکھا اور کہا: "اے شیخ محی الدین!"

میں نماز فجر ادا کر چکا تو لوگ ہر طرف سے میری طرف جھک پڑے اور میرے ہاتھ پاؤں

چومنے لگے اور کہنے لگے کہ ' اے شیخ محی الدین '۔ حالاں کہ مجھ کو کبھی اس سے پہلے اس لقب سے کوئی نہیں پکارتا تھا۔

حضرت قطب ربانی محبوب سبحانی سیدی وجدی سید ابو محمد شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کو بعد تحصیل علوم ظاہری اور تکمیل علوم باطنی ایک روز عالم غیب سے الہام ہوا کہ اے عبدالقادر جیلانی تم ہمارے ساتھ عاشقی چاہتے ہو یا معشوق بننا چاہتے ہو۔

اس الہام کو حضرت نے اپنی والدہ ماجدہ ام الخیر بی بی فاطمہ ثانیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا سے جو مرتبۂ معرفتِ الٰہی میں کمال رکھتی تھیں عرض کیا۔

انھوں نے فرمایا: بیٹا تم معشوقی قبول کرو اور عاشقی ہرگز قبول نہ کرنا۔ عاشقی کا کوچہ بہت دشوار گذار ہے۔ تمہارے جد حضرت امام حسین علیٰ جدہٖ علیہ السلام نے اس عاشقی کے کوچہ میں کیا کیا مصائب اور شدائد جھیلے۔ تمام خاندان کو قتل کروا دیا۔ خود بھی تین دن کے بھوکے پیاسے شربت شہادت پی کر جنت کو روانہ ہوئے۔

چنانچہ جب ملکوت سمٰوات سے حضرت غوث پاک کو خطاب محبوب سبحانی کا ملا تو تمام اولیائے روئے زمین کے کانوں میں یہ صدا پہونچی اور سب کو اس کا علم ہو گیا۔

جیسا کہ خطاب محی الدین کا تذکرہ اوپر گذرا خاندان امام حسن علیٰ جدہٖ علیہ السلام میں حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کو محبوب سبحانی کا خطاب ملا۔ اور خاندان امام حسین علیٰ جدہٖ علیہ السلام میں حضرت سلطان الاولیاء میر سید اوحد الدین والدنیا مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ کو عالم ملکوت سے خطاب محبوب یزدانی کی ندا جب فرشتوں نے آسمان پر بلند کی تو تمامی اولیائے روئے زمین پر اس کا اعلان ہو گیا۔ جیسا کہ اوپر اس کا ذکر ہوا۔ قصیدۂ غوثیہ میں حضرت غوث پاک نے فرمایا ہے۔

وکل ولی لہ قدم و انی   علی قدم النبی بدر الکمال

اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ جتنے اولیاء اللہ دنیا میں ہوتے ہیں سب قدم بہ قدم ایک ایک نبی کے پیدا کیے جاتے ہیں۔ چنانچہ حضور غوث الثقلین قدس سرہٗ نے فرمایا کہ سارے اولیاء اللہ قدم بہ قدم ایک ایک نبی کے پیدا ہوتے ہیں اور میں اپنے جد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے قدم بہ قدم پیدا کیا گیا ہوں۔

چنانچہ ایک دن حضرت محبوب سبحانی اپنے وعظ میں انگشت شہادت اٹھا کر یہ ارشاد فرماتے تھے کہ قسم خدا کی یہ انگلی عبدالقادر کی نہیں ہے۔ یہ انگلی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی ہے۔

حضرت قاضی رفیع الدین اودھی کو اس کے جاننے کی بڑی بے چینی تھی کہ حضرت محبوب یزدانی کس نبی کے قدم بہ قدم پیدا ہوئے ہیں اور کس برگزیدہ رسول کے مشرب میں فائز المرام ہوئے ہیں۔ اس قلق کو دفع کرنے کے لئے حضرت محبوب یزدانی کی خدمت میں عرض کیا۔

فرمایا کہ مجھ کو ایک عرصۂ دراز تک اس بارے میں شبہ تھا کہ میں کس نبی کے قلب پر ہوں بالآخر حضرت شیخ نجم الدین اصفہانی کی طرف میں نے رجوع کیا اور تنگر قلی ترکی کو انکی خدمت میں بھیجا کہ جو کچھ وہ فرمائیں اس کی خبر مجھے بیان کرو۔ جب حضرت تنگر قلی منزلوں کی راہ طے کر کے حضرت شیخ نجم الدین اصفہانی کی خدمت میں مکہ معظمہ پہونچے اور ان کی شرف ملازمت سے مشرف ہوئے۔

فرمایا کہ خوب آئے۔ تمہاری پیشانی میں اس آفتاب پرست کا نور روشن دیکھ رہا ہوں، اور سورج کے ہمسایہ کا ظہور تمہارے چہرہ میں ظاہر پاتا ہوں۔ تمہارا آفتاب پرست اچھا ہے۔

حضرت تنگر قلی نے اس بات کو سن کر اپنے دل کی حالت غیر پائی۔ چوں کہ حضرت محبوب یزدانی کا حکم تھا لہٰذا تعمیل حکم میں کہا کہ اچھے ہیں اور آپ کی ملاقات کا اشتیاق ہے۔

پھر حضرت شیخ نجم الدین نے فرمایا کہ تمہارا آفتاب پرست کس کام میں ہے؟

حضرت تنگر قلی کہتے ہیں کہ چوں کہ حضرت محبوب یزدانی کی توجہ نظر سے ہم بہرہ مند تھے، سمجھ گئے توجہ الی اللہ کی نسبت دریافت فرماتے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ نور آفتاب کو مختلف رنگ کے شیشوں میں اور چہرۂ خورشید کو مختلف جواہر کے آئینہ میں دیکھتے ہیں۔

فرمایا کہ اگر آنکھیں خیرہ نہیں ہیں تو اس کو آسمان پر کیوں نہیں دیکھتا اور آئینہ میں اگر زنگ نہیں ہے تو کیوں ان باتوں کو آفتاب ہی میں نہیں دیکھتا۔

حضرت تنگر قلی نے جب اس بات کو سنا تو حضرت محبوب یزدانی کی طرف چلنے کا رخ کیا

اور بعد قطعِ منازل خدمت اقدس حضرت محبوب یزدانی کے مژدہ رساں حاضر ہوئے۔

حضرت نے دریافت فرمایا کہ انھوں نے کیا کہا ہے؟

عرض کیا کہ شیخ نجم الدین نے جب مجھ کو دیکھا تو فرمایا کہ تمہارا آفتاب پرست کیا کرتا ہے۔

میں نے جواب دیا جو اوپر لکھا ہے۔

حضرت محبوب یزدانی کے چہرۂ انور اور پیشانی منور پر آثار خوشی کے ظاہر ہوئے اور فرمایا الحمدللہ کہ اللہ تبارک وتعالےٰ نے مجھ کو قدم عیسیٰ علیہ السلام تک رسائی فرمائی ہے اور میرے کام کو قلب عیسوی پر انجام دیا۔

حضرت شیخ ابوالوفا خوارزمی فرماتے تھے کہ حضرت محبوب یزدانی کی عادت اور کرامات سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ آپ عیسوی المشرب ہیں۔ کیوں کہ مردہ کو زندہ کرنا اور اندھے اور کوڑھی کو تندرست کرنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا معجزہ تھا، بعینہٖ حضرت محبوب یزدانی کی کرامتوں سے ظاہر ہوا ہے۔

حضرت محبوب یزدانی فرماتے تھے کہ 'غوث' لوگوں کی نگاہوں سے کبھی پوشیدہ رہتا ہے اور کبھی ظاہر ہوتا ہے۔ اور ممکن ہے کہ غوث کی دعا سے دوسرے کو مرتبۂ غوثیت مل جائے چنانچہ حضرت غوث الثقلین شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی غوث کی دعا سے عہدۂ غوثیت پر مشرف ہوئے۔

نقل ہے ابوسعید عبداللہ ابن محمد ابن عبداللہ ابن علی ابن عمر تمیمی شافعی سے انھوں نے کہا کہ جوانی کی عمر میں طالب علمی کے لئے بغداد میں گیا۔ اور ابن سقار ان دنوں میرا دوست تھا اور سلسلۂ تعلیم مدرسۂ نظامیہ میں عبادت اور تعلّم اور بزرگوں کی زیارت میں کیا کرتا تھا۔ اور ان دنوں میں بغداد میں ایک شخص تھے جن کو لوگ غوث کہتے تھے۔ جب وہ چاہتے نگاہ سے پوشیدہ ہو جاتے اور جب چاہتے ظاہر ہو جاتے۔ تو میں نے اور ابن سقار اور شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ نے اس غوث کی زیارت کا ارادہ کیا۔ ابن سقا نے کہا کہ آج ان سے وہ سوال کروں گا جس کے جواب سے وہ عاجز ہو جائیں گے۔ اور میں نے کہا کہ ایک ایسا مسئلہ پوچھوں گا دیکھو کیا جواب دیتے ہیں۔ حضرت غوث الثقلین نے فرمایا کہ خدا کی پناہ کہ میں ان سے کچھ

پوچھوں۔ میں تو ان کے پاس ان کی نظر کی برکتوں کا منتظر رہوں گا۔

جب ہم تینوں ان کے یہاں گئے تو ان کو نہ پایا۔ تھوڑی دیر کے بعد کیا دیکھا کہ اسی مقام پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ ابن سقار پر جلال کی نگاہ ڈال کر فرمایا کہ :

تجھ پر افسوس ہے تو مجھ سے ایسا سوال کرنا چاہتا ہے کہ جس کا جواب میں نہ جانتا ہوں؟ تیرا سوال یہ ہے اور اس کا جواب یہ ہے۔ پھر ابن سقار کی طرف رخ کر کے کہا کہ اے ابن سقار میں تجھ میں کفر کی آگ دیکھ رہا ہوں کہ بھڑک رہی ہے۔ پھر مجھ پر نظر کی اور فرمایا کہ :

اے عبد اللہ! تم چاہتے ہو کہ مجھ سے مسئلہ پوچھو اور منتظر رہو کہ میں اس میں کیا کہتا ہوں۔ تمہارا سوال ایسا ہے اور اس کا جواب ایسا ہے۔ بے ادبی کی وجہ سے تم دنیا میں کان کی لو تک غرق ہو گئے۔

اس کے بعد شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہٗ کی طرف نگاہ کی اور اپنے پاس بلایا اور بڑی عزت کی اور فرمایا کہ اے عبد القادر تم نے اللہ اور رسول خدا کو راضی کر لیا۔ اس خوبیٔ ادب پر جو تم میں دیکھتا ہوں تم بغداد میں منبر پر آؤ گے اور علانیہ کہو گے :۔

قدمی ھذہٖ علی رقبۃ کل ولی اللّٰہ۔

اور میں دیکھتا ہوں کہ اس وقت تمام اولیاء روئے زمین اپنی گردنیں جھکاتے ہیں یہ فرمایا اور پھر فوراً وہ ہم لوگوں سے غائب ہو گئے پھر ان کو نہ دیکھا۔

تھوڑی مدت میں بزرگیوں کی نشانی شیخ عبد القادر جیلانی میں بہ عنایت الٰہی ظاہر ہونے لگیں۔ ان کی ولایت پر خاص و عام نے اجماع کر لیا اور ایک دن وہ منبر پر چڑھے اور فرمایا :۔ قدمی ھذہٖ علی رقبۃ کل ولی اللّٰہ۔ اور اس وقت کے تمام اولیاء اللہ نے آپ کی بزرگی کا اقرار کیا۔

اور ابن سقار نے اس قدر علوم شریعت حاصل کیا کہ اکثر علمائے زمانہ سے مناظرہ کرتا اور جمیع علوم میں بڑھ گیا اور مشہور ہو گیا۔ اس کی تقریر بڑی فصیح تھی اس کے بیان میں بڑا لطف آتا تھا۔ سلطان نے ملک روم میں ان کو اپنا ایلچی بنا کر بھیجا۔ شاہ روم نے جب دیکھا کہ وہ صاحب علوم اور فنون ہے اور عجیب فصاحت رکھتا ہے، تو نصاریٰ کے

درویشوں اور علماء کو جمع کیا تاکہ وہ ایک دوسرے سے بحث کریں اور خود اس کا نظارہ کرے
جب دونوں کی بحث پوری ہوگئی اور تقریر ختم ہوئی، ابن سقار نے بحث میں زورِ دلیل سے سب کو الزام دیا اور دلائل قویہ سے سب کو عاجز اور بے چین کر دیا۔ شاہِ روم کے دربار میں اس کو بڑا مرتبہ حاصل ہوا۔ یہاں تک کہ اس کی نگاہ شاہ روم کی لڑکی پر پڑی اور فریفتہ ہوگیا۔

شعر

مبتلا اس دم ہوئی جان شریف　　دیکھا جب اس ماہ کا حسن لطیف

اور بادشاہ سے درخواست کی کہ وہ لڑکی اس کو دے دے۔ شاہ روم نے کہا کہ میں اس کو لڑکی نہ دوں گا مگر اس وقت کہ وہ نصرانی ہوجائے۔ حضرت عشق کی عجیب کرامت ہے۔ جس کے دل میں گذر گیا کفر اور اسلام سے اس کو تعلق نہ رہا۔

قطعہ

دین و دنیا پھر کہاں اس دل میں جو　　شہر یارِ عشق کا ایواں ہوا

ملک دل میں عشق ہے اک بادشاہ　　غل مچا جب حکمراں سلطاں ہوا

بادشاہِ عشق کو کب زوال　　پر تو خورشید جب پنہاں ہوا

اس لڑکی کو جب مانگا اور غوث پاک کی بات یاد آئی اور یقین کر لیا کہ اس بے ادبی کا نتیجہ ہے۔

مثنوی

بے ادب ہوتا نہیں ہے رستگار　　آسماں کا ہے ادب ہی سے وقار

گر ادب سے باندھے حلقہ نہ سانپ　　ہو خزانہ پر وہ کیسے پہرہ دار

آخر نتیجہ یہ ہوا کہ ابن سقار نے اس لڑکی کے عشق میں مذہب نصاریٰ اختیار کیا اور کافر ہوگیا۔

راوی کہتا ہے کہ میں دمشق میں گیا۔ مجھ کو سلطان نورالدین شہید نے طلب کیا۔ اور ازراہِ کرم اوقاف کی حکومت مجھ کو دی۔ دنیا نے مجھ پر بہت توجہ کی اور غوث کا کہنا

ہم سب پر صحیح اور درست آگیا۔

حضرت محبوب یزدانی سے حضرت نور العین نے عرض نیازمندانہ کیا آپ فرماتے تھے کہ انھیں دنوں میں غوث زمانہ دنیا سے انتقال فرمائے گا۔

فرمایا کہ چند مہینے کے بعد معلوم ہو گا کہ بعد چند روز کے یہ نوبت کس کے دروازے پر بجائی جاتی ہے۔

قطعہ

کون ہے در پر بجاتے جس کے ہیں　　کوس دولت حسب فرمان خدا
کون ہے جس کو حریم خاص سے　　ہے ندا آتی کہ میرے پاس آ

اتفاقاً انھیں دنوں حضرت محبوب یزدانی کو سفر درپیش ہوا۔ حضرت کبیر نے عرض کیا کہ کئی مرتبہ عاجزانہ اور نیازمندانہ گوش مبارک تک یہ درخواست پہونچائی کہ بندے کو اپنے ہمراہی سے مشرف کریں لیکن نصیب نہ ہوا۔ اس مرتبہ مجھے امید ہے کہ ہمرکابی سے محروم نہ رہوں اور سرکے بل خدمت میں چلوں۔

فرمایا کہ بات یہی ہے کہ بغیر تمہارے مجھ کو بھی سفر میں مزہ نہیں آتا۔ لیکن اس ولایت اسلامی کی مقامی نگرانی کے خیال سے ضرورت پڑتی ہے کہ تم کو چھوڑ جاؤں

شعر

مجھے بھاتی نہیں ہے تیری فرقت　　مگر مجبور کرتی ہے ضرورت

مگر اس مرتبہ جو آپ کے دل کی آرزو ہے ایسا ہی ہو گا کہ تم ساتھ چلوگے۔ فقرا ہمراہی معہ علم اور خیام صوبہ گجرات کی طرف روانہ ہوئے۔ کیوں کہ اطراف دکن اور نواحی گلبرگہ حضرت محبوب یزدانی کو بہت پسند آتا تھا۔ اس طرف کی آب و ہوا مزاج اقدس کو بہت موافق تھی۔

شعر

نہ چرخ دیکھا نہ یک لالہ زار　　کہ گلبرگہ کی طرح ہو لالہ زار

حضرت محبوب یزدانی کو ولایت گلبرگہ بہت پسند تھی آپ اس کو گلبرگہ فرمایا کرتے تھے۔

منزلوں کو طے کر کے جب بلادِ دکن میں تشریف لائے اور معہ نشانِ جہانگیری قلندران ہمراہی حضرت بندہ نواز سید محمد گیسو دراز کی خانقاہ میں اترے حضرت کی عادت کریمہ سے یہ بات تھی کہ سفر اور حضر میں اکیلے اور تنہا سب سے علاحدہ اپنے خیمہ میں رہتے تھے۔ خدام اور اصحاب اور قلندران ہمراہی کے لئے جداگانہ خیمے نصب کرتے تھے اور ایک مضبوط اور عمدہ خیمہ حضرت کے لئے علیحدہ کھڑا کرتے تھے۔

شعر

رہیں گھر یا کریں وہ سیر اطراف ۔۔۔ تھے عنقا کی طرح باشندۂ قاف

حضرت محبوب یزدانی اپنے اصحاب ولایت مآب کو مقررہ وقتوں میں اپنے حریم خلوت میں طلب فرمایا کرتے تھے۔ کبھی کبھی حضرت نور العین اور حضرت کبیر کو آدھی رات کے وقت اور صبح کو اپنے پاس بلاتے تھے اور حقائق اور معارف بیان فرماتے۔

ایک رات حضرت شیخ الاسلام گجراتی کو شرف حضوری سے مشرف فرمایا۔ کچھ وقت گزرا تھا کہ حضرت محبوب یزدانی پر ایسی حالت پُرجوش طاری ہوئی کہ جس کی شرح ہو نہیں سکتی تھی، اور عجیب و غریب اضطراب اور انقلاب پیدا ہوا جس کا بیان کرنا غیر ممکن ہے۔ حضرت محبوب یزدانی کی یہ حالت دیکھ کر حاضرین پر ہیبت کا ایسا غلبہ ہوا کہ خیمہ کے اندر نہ ٹھہر سکے۔ بے اختیار باہر نکل پڑے اور خیمہ کے باہر بیٹھ گئے۔ دیکھتے ہیں کہ حضرت بے خودی کے عالم میں وجد فرمارہے ہیں ایک پہر رات تک اسی حالت میں گذری۔ جب بے خودی فرو ہوگئی فرمایا کہ الحمدللہ یہ نعمت مل گئی۔

حضرت نور العین اور حضرت شیخ کبیر اور حضرت شیخ الاسلام نے اس بات کو سن کر اور اس حالت کو دیکھ کر گریبانِ حیرت میں سر ڈال دیا اور دریائے فکر میں غوطہ کھانے لگے کہ آخر یہ کیسا عجیب و غریب واقعہ ہے کہ حضرت محبوب یزدانی بے قراری اور حیرت کی انگیٹھی میں مشتعل تھے اور آخر میں زبان مبارک شکر الٰہی سے رطب اللسان ہوئی۔ کسی میں یہ ہمت نہیں تھی کہ اضطراب کی وجہ دریافت کر سکے۔ اور باہم کہتے تھے کہ بھلا یہ قوت کس میں ہے کہ حضرت سے سوال کرے۔ مگر ناز پروردۂ دولت جہانگیری حضرت نور العین نے بکمال دلیری

اپنی عادت کے موافق جرآت کر کے عرض کیا اور جب کوئی اہم معاملہ ہوتا تھا تو حضرت نور العین ہی حضور سے دریافت کرتے تھے۔ گذارش کی حضرت کی بے چینی اور بے قراری کا کیا سبب تھا فرمایا کہ آج کی رات یکم ماہ رجب [illegible]ھ ہے۔ غوث زمانہ اور قطب یگانہ کو کہ جن سے جبل الفتح پر مشرف ہوئے تھے۔ اللہ تعالےٰ صحرائے شہادت سے بیابان غیب الغیب میں لے گیا ہے اور ان کی سرمایۂ وجود کو عالم محسوس سے نکال کر دنیائے معقول کے گھر میں رکھ دیا ہے اور سارے بزرگان اور مقتدایان زمانہ اس کی امید رکھتے تھے اور پوری کوشش کر رہے تھے کہ یہ بزرگ عہدہ اور مبارک منصب ہمارے سپرد ہو۔ کسی بدن پر یہ قیمتی لباس اور کسی سر پر یہ تاج عظمت ٹھیک نہیں اترا۔

شعر

تھے کوشش کے میدان میں سارے گئے　　گر گیند کو سب نہیں لے گئے

اللہ تعالےٰ نے بے انتہا لطف اور غیر متناہی کرم سے فقیر کے سر کو اس تاج کے لئے اور فقیر کے بدن کو اس لباس کے لئے تجویز فرمایا:

ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم ۝

بے چارہ مجذوب شیرازی نے کیا خوب کہا ہے۔

شعر

شکر خدا کہ ہر چہ طلب کردم از خدا　　بر منتہائے ہمتِ خود کامراں شدم

تمام اصحاب اور احباب نے اس مژدۂ جانفزا کو سن کر خوشی کا نقارہ بجایا اور میخانۂ ارم میں جام دولت و کامیابی نوش کیا۔

مثنوی

جب ندا پردے سے آئی پُر ز شوق　　صوفیٔ گردوں کو آیا وجد و ذوق

مژدہ کیا آیا حریم خاص سے　　جس کو سن کر رقص سب کرنے لگے

قطعہ

وجد میں آگئے غلام شہ سمنانی　　یوں لگے کہنے میرا شاہ شہنشاہ ہوا

قطب اقطاب بنا سر پہ دھرا تاج غوث　　خازن گنج خدا پر حق آگاہ ہوا

سارے دنیا کے ولی ہو گئے زیر فرماں　　نائب ختم رسل عاشق اللہ ہوا

آج سے درجہ ولایت کا عہدہ دینا اور معزول کرنا اس فقیر کو عطا ہوا ہے اور دورۂ عالم کو میرے سپرد کیا ہے۔

شعر

جو چھوڑے تخت کوئی شاہ ذی جاہ　　تو بیٹھے کون اس پر جز شہنشاہ

اس وقت جب مجھ کو حالت پر جوش پیدا ہوئی میں چشم زدن میں غوث کے جنازے پر پہونچ گیا اور ان کی تجہیز و تکفین کے بعد ہم نے ان کی نماز جنازہ کی امامت کی اور ان کے جنازہ کے چارپایہ کو اس فقیر نے اور دو امامان ماتحت غوث عبدالرّب و عبدالملک اور ایک اوتاد نے اٹھایا تھا اور ان کے مقام پر ان کو دفن کیا۔

حضرت محبوب یزدانی فرماتے تھے کہ اس عہدہ کی سپردگی سے پہلے یہ فقیر امامان میں تھا اور مجھ کو عبدالملک کہتے تھے اور میری جگہ تخت غوث کے بائیں جانب تھی۔ جب اس فقیر کی جگہ مقام غوثیت ٹھہری تو عبدالرّب جو تخت کے داہنے جانب تھے، بائیں طرف میری جگہ پر آئے اور عبدالملک ان کا نام ہوا۔ اور داہنی طرف چار مردان اوتاد سے ایک ترقی پاکر عبدالرّب کی جگہ پر آیا اور زمرۂ اوتاد میں ایک مرد گروہ ابدال سے ترقی پاکر داخل ہوا اور ابدال میں ایک مرد گروہ اخیار سے ترقی پاکر آیا اور اخیار میں ایک مرد ابرار سے داخل ہوا اور ابرار میں ایک مرد گروہ نجبار سے داخل ہوا اور نجبار میں ایک مرد نقبار سے آیا اور نقبار میں عام اہل ایمان سے آکر ایک مرد مخصوص ہوا۔ اس مرتبہ اس فقیر کے کہنے سے فرزند تنگر قلی کو گروہ نقبار میں داخل کیا ہے۔

حضرت محبوب یزدانی فرماتے تھے کہ ممکن ہے کہ کسی کافر کو بجائے اس مسلمان کے مشرف بہ اسلام کرکے ان میں داخل کریں چنانچہ طبقات الصوفیہ میں ہے کہ حضرت غوث الثقلین کے ایک مرید کا بیان ہے کہ میں آپ کی خدمت میں مشغول تھا اور اکثر راتوں کو جاگتا رہتا تھا۔ ایک رات حضور غوث الثقلین گھر سے باہر تشریف لائے۔ پانی کا لوٹا میں سامنے لے گیا۔ توجہ نہ فرمائی اور مدرسہ کی طرف رخ کیا۔ دروازہ کھل گیا تو آپ باہر نکل آئے اور میں بھی آپ کے پیچھے

پیچھے اس طرح جا رہا تھا کہ حضرت کو میرے خیال میں اس کی خبر نہ تھی کہ میں ہمراہ ہوں۔ جب بغداد کے شہر پناہ کے دروازہ پر پہونچا آپ باہر چلے گئے اور میں بھی باہر چلا آیا۔ تھوڑا راستہ طے کیا تھا کہ پھر سامنے ایک دروازہ شہر پناہ نظر آیا اور شہر کے اندر حضرت کے ہمراہ پہونچا جس کو میں نہیں جانتا تھا کہ کہاں ہے۔ آپ مسافر خانہ میں تشریف لائے۔ وہاں چھ آدمی بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ سامنے آئے اور حضرت کو سلام کیا۔ میں ایک پایہ کے اوٹ میں چھپ گیا۔ مسافر خانہ کی طرف سے رونے کی آواز آرہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد رونے کی آواز بند ہوگئی۔ ناگاہ ایک شخص آیا اور اس طرف گیا جہاں سے رونے کی آواز آتی تھی پھر باہر آیا اور ایک شخص کو کاندھے پر ڈالے ہوئے لایا اور ایک دوسرا شخص آیا۔ ننگے سر اور مونچھیں بڑھی ہوئی۔ شیخ کے سامنے بیٹھ گیا۔ شیخ نے اس کو کلمۂ شہادتین پڑھایا اور چوٹی اور مونچھ کے بال جو بڑھ گئے تھے تراش دیئے اور اس کو تاج پہنایا اور محمد نام رکھا۔ ان چھ آدمیوں سے فرمایا کہ مجھے حکم ہوا ہے کہ اس شخص کو اس میت کا جانشین کر دوں۔ سبھوں نے کہا ہم خوشی سے تیار ہیں۔

پھر شیخ باہر آئے اور ان سب کو چھوڑ دیا۔ میں بھی شیخ کے پیچھے پیچھے باہر آیا۔ اور تھوڑی راہ میں چلا تھا کہ بغداد کے دروازہ پر پہونچ گیا۔ دروازہ جیسے پہلے کھلا تھا تو خود بخود کھل گیا۔ جب مدرسہ کے دروازہ پر پہونچا وہ بھی کھل گیا۔ حضرت اپنے گھر میں تشریف لے گئے۔

جب صبح ہوئی تو شیخ کی خدمت میں بیٹھا تھا کہ سبق پڑھوں مگر مجھ پر ہیبت کا اس قدر غلبہ ہوا کہ میں کچھ پڑھ نہیں سکتا تھا۔

شیخ نے فرمایا فرزند پڑھو۔

میں نے عرض کیا کہ جو کچھ میں نے رات کو دیکھا تھا۔ اس کی حقیقت مجھ سے بیان فرمائیے

فرمایا کہ وہ شہر نہاوند تھا اور وہ چھ آدمی ابدال تھے۔ اور جس میت کے لئے وہ رو رہے تھے وہ ان کا سردار تھا۔ اور وہ شخص جو باہر ایک شخص کو کاندھے پر لئے ہوئے آیا وہ خضر علیہ السلام تھے۔ وہ مردہ کو باہر لائے تاکہ اسکی تجہیز و تکفین کا انتظام کریں۔ اور جس کو میں نے کلمۂ شہادتین پڑھایا تھا وہ ایک آتش پرست ساکن قسطنطنیہ تھا۔ مجھے حکم ہوا تھا کہ اس آتش پرست کو اس مردہ کا خلیفہ بناؤں لہٰذا اس کو میرے پاس لائے اور وہ میرے ہاتھ پر مسلمان ہوا۔

اب وہ بھی انھیں ابدال میں داخل ہوا۔ جس طرح حضرت محبوب سبحانی قطب ربّانی سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ غوث الوقت کی دعا سے مرتبۂ غوثیت پر پہونچے، اور آپ کے ظہور سے پہلے قطب الوقت شیخ عقیل نے مکہ معظمہ میں یہ خوش خبری سنائی کہ جس وقت میں جو غوث زمانہ ہیں وہ لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ رہتے ہیں مگر قریب زمانہ ہے کہ ایک جوان عجمی غوث ہوگا اور اس کی شان غوثیت مثل آفتاب روشن کے ساری دنیا میں ظاہر ہوگی اور ہر خاص و عام ان کو غوث جانیں گے اور مانیں گے۔

یہ اشارہ اور بشارت حضرت جدی و مولائی حضرت غوث الثقلین سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کی نسبت تھی۔

یہ مضمون کتاب "بہجۃ الاسرار" مؤلفہ حضرت شیخ عبدالحق محدّث دہلوی قدس سرہٗ کو منقول ہے۔ اسی طرح طبقات الصوفیہ سے حضرت مولانا نظام الدین یمنی نقل کرتے ہیں کہ حضرت شیخ محی الدین ابن عربی طواف خانۂ کعبہ میں مشغول تھے کہ آپ نے دیکھا ایک شخص نہایت تیز روی کے ساتھ طواف خانۂ کعبہ کر رہا ہے۔ اور جب آدمیوں کے ہجوم سے گزرتا ہے بغیر کسی کو ہٹائے ہوا کی طرح نکل جاتا ہے اور آگے بڑھ جاتا ہے۔

مجھ کو حیرت ہوئی کہ اس شخص کے جسم ہیں یا محض روح بشکل جسم نظر آتی ہے۔

جب طواف کر چکے تو میں نے ان کو سلام کیا۔ انھوں نے سلام کا جواب دیا۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ آپ حضرت ابابکر سبطی ہیں۔

میں نے پوچھا کہ آپ کو معلوم ہے کہ اس وقت غوث زمانہ کون ہیں؟

فرمایا کہ میں ہوں۔ اور میرے بعد سید جلال ہوں گے اور ان کے بعد سید اشرف ہونگے۔

حضرت محبوب یزدانی اپنے مکتوبات میں تحریر فرماتے ہیں کہ میرے جد حضرت سید شمس الدین محمود نور بخشی قدس سرہ، حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی چشتی قدس سرہ کے زمانہ میں ہندستان کی سیر کو تشریف لائے اور سلطان شمس الدین التمش کے گھر مہمان ہوئے۔ سلطان موصوف جو قطب صاحب کے مُرید اور خلیفہ تھے۔ ان سے تعریف کی کہ میرے گھر ایک مہمان سید عالی خاندان ملکِ ایران کے رہنے والے تشریف لائے ہیں۔ وہ مرتبۂ ولایت میں نقباء کے درجہ

کو پہونچے ہوئے ہیں۔

قطب صاحب نے فرمایا کہ ایسے مہمان عظیم الشان کو تم نے اپنے گھر میں ٹھہرالیا۔ ان کو ہمارے گھر ٹھہرانا چاہیئے تھا۔ میں تو ان کو خواجگان چشت سے سمجھتا ہوں۔

دوسرے دن حضرت سید شمس الدین محمود حضرت قطب صاحب کے گھر مہمان ہوئے حضرت قطب صاحب نے ان سے فرمایا کہ میں آپ کو خوش خبری سُناتا ہوں کہ آپ کی ذریت میں ایک غوث جہانگیر پیدا ہوں گے اور وہ میرے سلسلے کو جاری کریں گے اور خطہ پورب جس کو اودھ کہتے ہیں۔ اس میں پچھم حدود قصبہ جائس اور سڑک سے لے کر پورب دریائے کوسی تک اس کے میان میں ان کا ظہور کامل ہوگا اور رسالہ غوثیہ میں حضرت خواجۂ خواجگاں خواجہ معین الدین ولی الہند چشتی اجمیری نے تحریر فرمایا ہے کہ میرے سلسلہ میں ایک غوث جہانگیر پیدا ہوگا اور وہ ترقی کے ساتھ میرے سلسلہ کو جاری کرے گا۔

غرض کہ جس طرح حضرت غوث الثقلین محبوب سبحانی قطب ربانی کے زمانہ ظہور سے پہلے آپ کی ظہور کی بشارت مشائخ ماسبق فرماتے تھے۔ اسی طرح حضرت محبوب یزدانی کے ظہور سے پہلے اولیاء ماسبق نے آپ کے ظاہر ہونے کی پیشین گوئی فرمائی تھی اور آپ کے پیر برحق حضرت شیخ علاؤ الدین گنج نبات قدس سرہٗ نے بھی حضرت محبوب یزدانی کو خوش خبری سنائی تھی کہ تم غوث زمانہ ہوگے اور اسی طرح حضرت مخدوم جلال الدین بخاری جہانیاں جہاں گشت قدس سرہٗ نے مژدہ حصول مراتب غوثیہ اور قطبیہ حضرت محبوب یزدانی کو پہونچایا تھا۔

قطعہ

بشارت جن کے آنے کی ولی اللہ دیتے ہیں   یہ خاصانِ خدا کی شان عالی وہ معظم ہے
وہ حصہ خالق اکبر کی ہر نعمت سے لیتے ہیں   ہوئے مقبول درگاہِ الٰہی جو ازل ہی سے

حضرت شیخ مبارک نیازمندانہ حضرت محبوب یزدانی کی خدمتِ عالی میں عرض کیا کہ قیاس کا یہ تقاضا ہے کہ غوث کے دائیں جانب والا امام غوث کا قائم مقام ہو نہ کہ بائیں جانب والا کیوں کہ دائیں کو بائیں پر شرف ہے نہ کہ بائیں کو دائیں پر۔

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا بائیں طرف والا امام عالم اجسام اور دائرۂ خلق و انام

کا نگراں رہتا ہے اور دائیں طرف والا امام عالم ملکوت کا مشاہدہ کرنے والا ہے۔ تو عالم انسانی کے ناظر کا رتبہ عالم رُوحانی کے ناظر سے اعلےٰ اور بالا ہوتا ہے۔ بائیں جانب والا علماً غوث کے مقام پر جاتا ہے۔

حضرت شیخ اصیل الدین سپید باز نے فرمایا کہ میں نے ایکدن حضرت مخدوم زادہ شیخ نور نوراللہ مرقدہ کی قطبیت کی نسبت بات چھیڑی اور حقیقت دریافت کی۔

حضرت محبوبِ یزدانی نے فرمایا حضرت سیّدی ومخدومی ومرشدی کی ملازمت اور خدمت کے زمانہ میں آپ نے مجھ سے فرمایا تھا کہ فرزندا شرف جب اللہ تعالےٰ آپ کو شرف تاج غوثیت سے مشرف فرمائے تو اپنے بھائی فرزند نور کے لئے قطبیت کی کوشش کرنا۔

شعر

بجا لے کردں گا یہ بسر وچشم میں ادا ۔۔۔۔ ہے فرض میری ذات پر فرمان آپ کا

حضرت مخدومی کے انتقال کے بعد ایک مدت گذر گئی کہ ولایتِ بنگالہ کا قطب انتقال کر گیا اور میں نے سرہنگان بارگاہ سبحانی اور سرداران درگاہ ربانی اہل خدمات کو جمع کیا تاکہ باہمی اتفاق سے مرشدزادہ حضرت نور کو تاج قطبیت سے مشرف کریں۔ بعض دانش مندوں نے قطب کی دلیل طلب کی۔ اس فقیر نے حضرت مخدوم زادہ سے کہا کہ ان کی درخواست پوری کیجئے اور کلمے کی انگلی سے پہاڑ کو اشارہ کیجئے کہ چلا آوے۔

بابا حسین خادم کا بیان ہے کہ حضرت محبوب یزدانی کے منہ سے اتنی بات نکلی تھی کہ پہاڑ آپ کی طرف چلنے لگا۔

فرمایا کہ اے پہاڑ ٹھہر رہ کہ میں اپنے پیرزادہ کو تعلیم کر رہا ہوں۔

اس کے بعد حضرت محبوب یزدانی کے فرمانے کے موافق مخدوم زادہ نے پہاڑ کی طرف اشارہ کیا کہ یہاں آ۔ پہاڑ جلدی سے چلنے لگا۔ لوگوں نے اپنی آنکھوں سے اس کو دیکھا ادب سے سر کو زمین پر رکھ دیا۔

مثنوی

لگے کہنے یہ دل سے سب زبانی ۔۔۔۔ کہ اس سے بڑھکے کیا ہوگی نشانی

جو قطبیت کی ہو ایسی علامت   تو پھر کیا چاہیئے برہان و حجت

حضرت محبوب یزدانی فرماتے تھے کہ حضرت مخدومی کی ہر وصیت کو میں بجا لایا۔ صرف ایک وصیت رہ گئی ہے۔ انشاء اللہ تعالےٰ اس کو بھی پوری کروں گا۔ بعض بزرگوں نے اس طرح بوجھ اٹھانے اور عہدہ دار ہوکر زندگی بسر کرنے سے کنارہ کشی کی ہے۔ اپنی حالت کے ساتھ جوان کی مشغولی ہی نہیں چاہتے کہ اس میں مخلوق کا بار بھی داخل ہو۔ لیکن انسان کی حاجت روائی اور عالم کے گرانی کے اٹھانے کو بہت بزرگوں نے حاجت روائی کو مقدم رکھا ہے۔

جس وقت کہ حضرت مخدوم زادہ کو قطبیت کا عہدہ عطا ہو رہا تھا بارگاہ خداوندی کے بعض نوابوں کی رائے تھی کہ شیخ شرف الدین رحمۃ اللہ علیہ کو اس شرف سے مشرف کریں مگر شیخ شرف الدین کو عجیب بے قراری ہوئی۔

ایک رات خانقاہ میں پھرتے تھے اور اس پر ہمت اور کوشش قائم کی کہ اگر اس مرتبہ اس بار کو دوسرے پر ڈالیں تو بہتر ہو۔ ایک ساعت کے بعد ان کی بے چینی فرو ہوئی۔ بعض اصحاب نے بے چینی کے ساتھ ٹہلنے کی وجہ پوچھی۔

فرمایا کہ آج کے دن عہدۂ قطبیت کو بعض لوگ چاہتے تھے کہ میرے سپرد کریں۔ اور میں اس سے الگ رہنا چاہتا تھا۔ الحمد للہ کہ بھائی نور قطب عالم نے اس بار کو اٹھالیا۔

حضرت محبوب یزدانی فرماتے تھے کہ غوث کا جسم جس قدر بیان کریں اس سے زیادہ لطیف ہوتا ہے۔

حضرت محبوب یزدانی کی ملازمت میں دیکھا گیا کہ بعض سلاطین نے حضرت کو شاہی مکانوں میں ٹھہرایا جیسے ان کے مکان محفوظ ہوتے ہیں۔ بارہا دیکھا گیا کہ آدھی رات کو حضرت باہر تشریف لاتے اور کہیں چلے جاتے تھے اور دروازہ قلعہ کا اسی طرح بند رہتا تھا۔

حضرت مولانا نظام الدین یمنی جامع لطائف اشرفی کبھی حضرت کے ہاتھ پاؤں دباتے تو آپ کا جسم ان کے ہاتھ میں نہ آتا اور کبھی آپ کی کمر دباتے تو اس طرف سے اس طرف ہاتھ نکل جاتا اور جسم مبارک بالکل ہاتھ میں نہ آتا اور کسی وقت جسم مبارک ہاتھ میں محسوس ہوتا مگر اس قدر نرم اور لطیف کہ بیان نہیں ہوسکتا۔ یہ بڑی نعمت عظمےٰ اور دولت کبریٰ ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے

خاص بندوں کو نصیب کرتا ہے۔

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ امین ماتحت غوث جو عبدالرّب اور عبدالملک کے نام سے موسوم ہیں۔ ان کے ماتحت چار اوتاد ہوتے ہیں۔ پورب، پچھم، اتّر، دکھّن، چہار حد دنیا کی نگرانی ان کے تعلق ہے۔ نہ ان میں کم ہوتے نہ زیادہ ہوتے۔ ایک پورب میں حد دنیا پر رہتا ہے اور اس کا نام عبدالحیّ ہے۔ دوسرا جو پچھم دنیا کے کنارہ پر رہتا ہے۔ اس کا نام عبدالحلیم ہے۔ تیسرے دکھن کنارۂ دنیا پر ان کا نام عبدالقادر ہے۔ چوتھے اتر کنارہ پر ان کا نام عبدالمرید ہے۔

شعر

کیا جب غوث نے خیمہ کو آباد طناب میں چاروں اس کی چار اوتاد

اللہ تعالیٰ ہفت اقلیم کی چاروں جہتوں کی حفاظت اوتاد سے فرماتا ہے۔ وہ نگاہ لطفِ الٰہی کے محل اور مقام ہیں۔ جس طرح پہاڑ زمین کے ساکن ہونے کی علّت ہیں۔ اوتاد تمام دنیا اور آبادی کے قیام کے سبب ہیں۔ قرآن حکیم میں ان کی تعبیر پہاڑ سے کی گئی ہے۔

اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهَادًا وَّ الْجِبَالَ اَوْتَادًا

لیکن ابدال وہ سات ہیں۔ اور جس کسی نے اس قوم سے سفر کیا ان کی جگہوں سے اور چھوڑ گیا ایک جسم کو اپنی صورت پر یہاں تک کہ کوئی نہیں پہچانتا کہ وہ غیر موجود ہیں تو وہ بدل ہے بغیر وہ قلب ابراہیم علیہ السّلام پر ہیں۔

شعر

طناب خیمہ کی ہیں چرخ میں بیخ تن ابدال اس میں سات ہیں میخ

بعض مشائخ سے منقول ہے تعدادِ ابدال چالیس سے زیادہ ہیں۔ اور بعضوں نے چالیس تن کو ابدال کہا ہے۔

حضرت محبوب یزدانی فرماتے تھے سرتاج سلسلہ چشتیہ اور تاجدار شجرۂ بہشتیہ حضرت شیخ ابو احمد ابدال تھے۔ منجملہ ان چالیس حضرات کے جو پہاڑوں کی چوٹیوں میں آرام فرماتے رہے۔ آپ کے آباؤ اجداد کرام و شہر فار اور سلاطین سے تھے۔ آپ کی ایک بہن تھی۔ نہایت

بزرگ۔ ان کے گھر میں کبھی کبھی شیخ ابو اسحاق شامی تشریف لاتے تھے۔ جب خواجہ ابو احمد بیس برس کی عمر کو پہونچے' اپنے والد کے ساتھ شکار کے لئے پہاڑ کی طرف گئے۔ اسی اثنائے شکار میں اپنے والد اور نوکروں سے جدا ہو گئے اور پہاڑ کے وسط میں پہونچ گئے جہاں چالیس حضرات اہل اللہ ایک پتھر پر کھڑے ہیں اور حضرت شیخ ابو اسحاق شامی ان کے درمیان میں ہیں۔ حضرت شیخ ابو احمد پر بہتر حالت طاری ہوئی اور گھوڑے سے اتر کر حضرت شیخ ابو اسحاق شامی کے قدموں پر گر پڑے اور گھوڑا اور ہتھیار جو کچھ تھا سب چھوڑ دیا۔

شعر

جو دیکھا کان کو گوہر نے پرسنگ　　　تو پٹکا شیشۂ عزت بے ننگ

اور کملی اوڑھ لیا اور ان کے ساتھ روانہ ہوئے۔ ہر چند کہ والد اور ان کے نوکروں نے تلاش کیا نہ پایا۔ کچھ دنوں کے بعد خبر آئی کہ وہ شیخ ابو اسحاق کے ساتھ پہاڑی مقامات سے فلاں موضع میں رہتے ہیں۔ ان کے والد نے کچھ لوگوں کو بھیجا کہ آپ کو لے آویں۔ ان لوگوں نے ہر چند پند و نصیحت کی لیکن آپ کو لوٹا کر نہ لا سکے۔

ہنر سے ہنرمند باعقل نہ ہو　　　نصیحت سے دیوانہ عاقل نہ ہو

کہے اس کو عاقل جو فرزانہ ہو　　　کہے جو کہ دیوانہ دیوانہ ہو

ابدال کو اپنی اپنی شکل بدل لینے کا بھی اختیار ہوتا ہے۔ اقوال اور افعال اسی شکل میں کر گزرتے ہیں۔ آدمی جانتے ہیں کہ وہ جسمانی صورت پر ہر کام کر رہا ہے۔ اور کہتے ہیں فلاں شخص کو ہم نے دیکھا ہے کہ ایسا ویسا کرتے تھے۔ حالاں کہ وہ شخص اس فعل سے بری ہے

حضرت محبوب یزدانی فرماتے تھے کہ کتاب کشف المحجوب سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابدال سات شخص ہیں۔ چنانچہ مصنف کہتے ہیں تین سو وہ ہیں جن کو اخیار کہتے ہیں اور چالیس وہ ہیں جن کو ابرار کہتے ہیں اور سات وہ ہیں جن کو ابدال کہتے ہیں۔ اور چار وہ ہیں جن کو اوتاد کہتے ہیں۔ اور تین وہ ہیں جن کو نقبا کہتے ہیں۔

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ غوث العالم اور قطب الکبیر اور قطب الدائرہ اور انسان کامل اور جہانگیر اور عبداللہ یہ سب خطاب ذات واحد جن کو غوث کہتے ہیں۔ اور

قطب الاقطاب کا مرتبہ باطن خاتم النبوّت سے رکھتا ہے۔

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ میرے رب نے مجھے مرتبۂ غوثیت عطا کیا ہے۔ مردان امامین اور اوتاد اور ابدال اور نقبا اور نجبا وغیرہ تمام اولیائے روئے زمین میرے مطیع اور فرماں بردار ہیں۔ سب کا افسر ہوں۔ تمام اولیاء روئے زمین سے میں نے اس بات کا عہد لیا ہے کہ ایک وقت خاص میں تمام اولیاء روئے زمین میرے آستانۂ روح آباد پر مجتمع ہوا کریں۔ اور ان گروہ اولیاء اللہ میں جب ایک انتقال کرے کہ دوسرے اپنے قائم مقام کو وصیت کرے کہ آستانہ روح آباد کی حاضری کبھی ترک نہ کرنا۔ سب نے اس کو قبول کیا اور اراضئ آستانہ روح آباد میں تقسیم کر کے جائے قیام ہر طبقۂ اولیاء اللہ کے لئے مقرر کر دیا کہ وقت خاص پر سرہنگان درگاہ الٰہی مجتمع ہوا کریں۔ یعنی یہ مجمع خواص شب ۲۷ رجب المرجب کو مقرر فرمایا۔

قطعہ

امیداست بہم حریفان من بوند تا قیامت منازل گرائے

اشرف از خدا خواستہ ایں مراد خدا داد براو کردم شائے

ایک بار یہ گروہِ اولیاء اللہ روئے زمین ۲۷ ماہِ رجب میں حاضر ہوا کریں گے۔

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ قطب الاقطاب اور غوث الوقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے اس فقیر تک اُنیس آدمی گزرے ہیں۔ اور حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ حضرت شیخ عماد الدین اسماعیل ابن شیخ صدر الدین اسدی قریشی جو کہ بعد حضرت شیخ رکن الدین صاحب سجادہ ملتان میں ہوئے، فرماتے تھے مزار غوث کا سوا غوث کے غیروں کی نظروں سے پوشیدہ رہتا ہے۔ مگر قبر اس درویش اشرف کی اور قبر حضرت غوث الثقلین قدس سرہٗ کی مع دیگر چند مردان غوث نہ پوشیدہ ہوئی اور نہ ہوگی کہ قیامت تک بندگان خدا کو ان سے فیض حاصل ہوا کرے۔ اور اہل حاجت اپنی مراد کو پہونچیں۔ بمنہ وکرمہ حضرت شیخ اصیل الدین سپید باز نے نیاز مندانہ عرض کیا کہ:

رجال الغیب کی طرف متوجہ ہونا اور مردانِ خدا کا وسیلہ لانا کس طرح مناسب ہے۔

اور مہینوں اور دنوں کی کس تاریخ کو وہ کہاں ہوتے ہیں اور ان کی جائے قیام کس طرح معلوم ہو۔

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ ان کا مقام معلوم کرنا اور ان کی جانب توجہ کرنا اس گروہ کے لئے بہت ضروری امر جیسا کہ فتوحات میں ہے کہ جماعت صوفیہ رضوان اللہ تعالےٰ عنہم نے ابدال کی جائے قیام کی سمت کا جاننا لازمی طور پر ضروری خیال کیا ہے۔ اور جس نیت سے کہ ان کا وسیلہ کوئی لائے اور دل میں ان کی موجودگی کا خیال کرے وہ کام ضرور برآوے۔ اور جو کام پیش آوے مردان ابدال سے مدد اور اعانت طلب کرے اور ہر موقع پر ان کو دل کے روبرو تصوّر کرکے بیٹھ پیچھے رکھے اور اپنا پشت پناہ جانے۔ اور بالخصوص سفر کے وقت اور زمانۂ جنگ میں ان کے مقابل میں نہ جائے۔ جنگ میں روبرو ہوتے سے بچے۔

چنانچہ حضرت محبوب یزدانی کے ایام سلطنت رانی میں ایک غنیم نے دارالسلطنت پر حملہ کیا اور بڑھتا چلا آتا تھا۔ حضرت نے اپنی فوج کو جنگ اور مقابلہ کا حکم نہیں دیا کیونکہ رجال الغیب کا سامنا ہوتا تھا۔ جس تاریخ کو حضرت کے لشکر کی پشت پر رجال الغیب ہوئے آپ نے جنگ کا حکم دیا۔ چنانچہ حضور کے لشکر کو فتح ہوئی اور غنیم کا سر کاٹ کر دربار شاہی میں حاضر کیا۔

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ یہ فتح بہ برکت مردان رجال الغیب کے ساتھ اللہ تعالےٰ نے مجھ کو نصیب کی۔

حضرت نور العین نے حضرت محبوب یزدانی سے عرض کیا کہ رجال الغیب کی پابندی کا طریقہ براہ کرم بیان فرمائیے۔

فرمایا کہ صبح کے وظیفوں کو ادا کرنے کے بعد ان کے دائرے میں نظر کرے۔ جس طرف وہ ہوں کھڑا ہو کر ان کی طرف متوجہ ہو۔ اور دل کو ان کی طرف رجوع کرے۔ اور کہے:۔

یَا اَرْوَاحَ الْمُقَدَّسَۃِ یَارِجَالَ الْغَیْبِ اَعِیْنُوْنِیْ بِقُوَّۃٍ وَّانْظُرُوْنِیْ بِنَظْرَۃٍ۔

پورے طور سے ان کی طرف متوجہ ہوکر پڑھے اور اخیر میں ان کی طرف پشت کرکے اپنا پشت پناہ جانے۔ متوجہ ہونے اور خیال کرنے میں ایسا سمجھو کہ گویا کسی پر میں نے بھروسہ کیا ہے اور اسی اعتماد پر اپنے کو کچھ نیچا کرے اور اسی طرح پابندی کرے۔ جس نیت سے کرے گا وہ برآئے گی۔ یہاں تک کہ بادشاہوں کے محلوں اور سلوک کی مجلسوں اور قاضیوں کے مدرسوں اور دعوت اسمائے عظام کے موقعوں وغیرہ پر اس معائنہ دائرہ کا خیال رکھے۔

فقیر اشرفی جامع رسالہ ہٰذا نے کتاب مکتوباتِ اشرفی میں دیکھا ہے کہ حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ صبح و شام دونوں وقت بعد فجر اور بعد مغرب موافق دائرۂ رجال الغیب مردان غیب کی طرف متوجہ ہوکر اس عمل کو پڑھے۔ اور اوّل آخر اس کے اس درود شریف کو سات مرتبہ پڑھے:۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ النُّجُوْمِ فِي السَّمٰوٰتِ وَبِعَدَدِ اَلطَّافِكَ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ كَذٰلِكَ۔

اور وہ دائرہ یہ ہے جو اصل میں مدوّر تھا۔ کاتب نے بخیال صاف ہونے ارکان ہشت گانہ کو بشکل مربع بنا کر لکھا ہے تاکہ جلد سمجھ میں آجاوے۔

گردش دورۂ رجال الغیب کے متعلق حضرت محبوب یزدانی بحساب ابجدان اشعار کے درمیان بغرض آسانی طالبوں کے سمجھنے کے لئے منظوم فرمایا۔

اگر خواہی کہ بدلا را بدانی از رہے قطباں ۔۔۔ حساب ابجد از حرفش شماری کن یقیں می داں

ا ط یو کد باگنی داں ٭ ز ید کب کط بشرقستاں ٭ وکا کح رایداں

۱ ۹ ۱۶ ۲۴ ۔۔۔ ۷ ۱۴ ۲۲ ۲۹ ۔۔۔ ۶ ۲۱ ۲۸

ایساں ٭ وح یہ کج ل شمالستاں ٭ ہ یج ک جانب بائب ٭

۸ ۱۵ ۲۳ ۳۰ ۔۔۔ ۵ ۱۳ ۲۰

دیب یط کز بغربستاں ٭ ب ی یز کہ سوئے نیرت ج یا یح کو جنوبستاں

۴ ۱۲ ۱۹ ۲۷ ۔۔۔ ۲ ۱۰ ۱۷ ۲۵ ۔۔۔ ۳ ۱۱ ۱۸ ۲۶

زاشرف مرجع ایشاں شنو از ضابطہ آساں ۔۔۔ اگر در کار بر بندی برآید کامت از یزداں

نقشہ رجال الغیب

۳-۱۰-۱۷-۲۵	غرب ۴-۱۲-۱۹-۲۷	۵-۱۳-۲۰
جنوب ۱۱-۱۸-۲۶	دائرہ رجال الغیب	شمال ۷-۱۴-۲۲-۲۸
۲-۹-۱۶-۲۴	۱-۸-۱۵-۲۳ [illegible]	۶-۱۳-۲۱

حضرت محبوب یزدانی جس تاریخ سے حضرت شیخ علاؤ الحق والدین گنج نبات سے شرف ارادت حاصل کیا سفر و حضر میں کبھی مرشد کے شہر کی طرف پیر نہیں پھیلائے اور نہ کبھی اس طرف رخ کرکے تھوکا۔ اگرچہ سرحد ولایت مغرب میں دو ہزار کوس کی مسافت طے کی ہوتی تاہم لحاظ شہر مرشد ملحوظ خاطر رکھتے تھے۔ بارہ برس متفرق طور سے درگاہ عالم پناہ حضرت مخدومی مرشدی میں قیام فرمائے تھے مگر کبھی سرزمین شہر جنت آباد عرف پنڈوا شریف میں پاخانہ پیشاب کو نہیں گئے۔

حضرت محبوب یزدانی چند ہمراہیوں کے ساتھ ایک راستے سے گذرے۔ آپ کی نظر مبارک ایک کتے پر پڑی جس کو مثل سگ اصحاب کہف سمجھتے تھے اور فرمایا غالباً یہ وہی کتا ہے کہ جس کو میں نے حضرت مخدومی و مرشدی کے آستانہ پر دیکھا تھا۔ کمال آرزو سے زبان مبارک سے کتے کی طرف رخ کرکے فرمانے لگے۔ آؤ، آؤ۔

جب کتا قریب آیا اور آپ کے ساتھ ہو لیا۔ جب اپنی قیام گاہ پر پہونچے کچھ کھانے کی قسم سے اپنے پیراہن مبارک کے دامن پر رکھ لیا اور کتے کو کھلانے لگے۔

مرشد کے نام سے یہ عشق تھا کہ ان کے گلی کے کتے کی یہ عزت کرتے تھے کہ تو تو کہہ کر نہیں پکارا۔ سچ ہے عشاق سے کب یہ ادائے مخالف ظاہر ہو سکتا ہے۔

شعر

ملک خصال پری وش فرشتہ رو کہتا   مجرم تجھے جو سگِ یار کو میں تو کہتا

حضرت محبوب یزدانی اور حضرت حاجی چراغ ہند ظفر آباد میں جامع ظفر خاں میں باہم جلوس فرماتھے۔ ایک گروہ ڈاکوؤں کا آیا اور سب نے عرض کیا کہ حضرت ہم مرید ہوں گے لیکن اپنے اطوار ڈاکہ زنی کو نہ چھوڑیں گے۔

حضرت محبوب یزدانی نے بعد اظہار انکسار ان لوگوں کو حضرت حاجی صاحب کے سامنے پیش کیا کہ آپ ان کو مرید کیجیے۔

انھوں نے فرمایا کہ بیعت عبارت توبہ کرنے سے ہے۔ جب یہ اپنے فعل قزاقی کو نہیں چھوڑتے تو میں مرید کس طرح کروں۔

بعد اصرار بسیار جب حاجی صاحب انکار ہی کرتے رہے تو حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ جب ہم جواں مردانِ راہ خدا سے ہیں تو سائل کو محروم نہیں کرتے۔ آؤ ہم تم کو مرید کرتے ہیں۔ اس گروہ مذکور نے جس وقت کہ حضرت محبوب یزدانی کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا۔ ان پر ایسی ہیبت چھائی کہ بدن کانپنے لگا اور خود بخود اپنے جرائم سے توبہ کرنے لگے۔

حضرت محبوب یزدانی نے بعد مقراض رانی تاج فقران کے سر پر رکھا۔ حضور کے شرف ارادت کی وجہ سے اللہ تعالےٰ نے ان کو توفیق سلوک عطا فرمائی ولی کامل فضیل زمانہ ہو گئے اور ان کو شرف خلافت سے مشرف کر کے واسطے ہدایتِ بندگان خدا کے اذن عام عطا فرمایا۔

حضرت محبوب یزدانی فرماتے تھے کہ میں کسی کو مرید نہیں کرتا جب تک کہ نام اس کا لوح محفوظ پر نہ دیکھتا کہ یہ بخشا ہوا ہے۔ بعض مریدوں کی نسبت فرماتے تھے کہ تم کو اور تمہارے فرزندوں کو تین پشت تک میں نے اپنے ارادت میں قبول کیا۔

جامع لطائف اشرفی ابوالفضائل مولانا نظام الدین یمنی فرماتے تھے کہ جزائر فلسطین میں میں حضرت کے ہمراہ تھا۔ بعض کفار پوشیدہ طور سے بخوف نصاری حضرت کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوئے۔ اور بیعت کی مہربانی سے ان کے حق میں فرمایا کہ تم کو اور تمہاری اولاد کو میں نے اپنی بیعت میں قبول کر لیا۔

نظم

میانِ ما و شما عہد در ازل رفت است ۔ ہزار سال برآید ہماں نخستینی
مرا یقین است کہ بر تختۂ عقیدہ خویش ۔ بجائے مہر رخ من دگر تو نگذینی

حضرت محبوب یزدانی تقریباً اپنے اصحاب و احباب کے نسبت وقت جذبات سلوک فرماتے تھے کہ اشرف جہانگیر ہوں میں شیخ جاگیر سے کم نہیں جو انھوں نے فرمایا ہے۔ نہیں مرید کیا میں نے کسی کو جب تک نام اس کا لوح محفوظ میں اپنے مریدوں کے گروہ میں لکھا ہوا نہیں دیکھا۔ اور یہ بھی فرمایا کہ دی گئی ہے مجھ کو ایک تلوار کہ جو حد مغرب سے مشرق تک پہونچے اشارہ کروں پہاڑوں کی طرف تو گر پڑیں پہاڑ۔

بابا حسین خادم اور مولانا عزیزالدین شجرہ نویس اور شیخ یحییٰ کلاہ دار یوم عید رمضان ۸۰۰ھ مقام روح آباد میں تھے کہ ایک جماعت کثیرہ اطراف و جوانب قریب دس ہزار آدمیوں کے حضرت محبوب یزدانی کے دست مبارک پر شرف ارادت سے مشرف ہوئے تمام مریدوں کے نام حسب دستور دفتر میں لکھے جاتے تھے۔ جب دفتر مریدوں کا بہت ہوگیا۔ غلام والا نے عرض کیا کہ کثرت دفتر مریدان و خلفاء اس قدر ہے کہ اس کی محافظت مشکل ہوتی ہے۔

فرمایا کہ مریدوں کا دفتر اٹھا لاؤ۔

لوگوں نے حاضر کیا۔ حضرت نے اپنے دست مبارک میں دفتر کو اٹھایا اور ایک ایک ورق پانی میں دھونے لگے اور فرمایا کہ میں نے نامۂ اعمال گناہوں کے ان کے دھو دئے اور دفتر مغفوراں میں ان کے نام لکھے گئے۔ حق تعالےٰ سے میں نے خواہش کی ہے کہ کوئی شہر اور کوئی زمین اور کوئی جنگل پورب پچھم اتر دکھن میں نہ ہوگا کہ مریدان و خلفائے اشرف وہاں نہ دیکھے جائیں۔ مگر دوزخ میں کوئی نظر نہیں آئے گا۔ یہ استدعا میری حق تعالےٰ نے اپنی عنایت و کرم سے قبول فرمائی۔

شعر

ہر آنچہ از خدا خواستم زیں قیاس ۔ خدا داد و مہر داد و کردم سپاس

حضرت محبوب یزدانی فرماتے تھے کہ جب یہ فقیر اپنے شیخ اور مرشد مولانا علاء الحق والدین گنج نبات

طیب اللہ ثراہ وجعل الجنۃ مثواہ کی خدمت عالی میں فیضان اور برکات ظاہری اور باطنی اور طے منازل سلوک سے مشرف ہوا۔ حضرت شیخ کے پاس علاوہ اپنے مرشد کے تبرکات کے اور ملبوس جو مشائخ زمانہ سے ملے تھے وہ سب مجھ کو عنایت فرمائے اور میں نے حضرت شیخ کا خرقہ اپنے پاس رکھا اور باقی تبرکات کو حضرت کے خلفاء اور مریدان با اختصاص کو تقسیم کرنا شروع کیا بعض لوگ حسد سے کہنے لگے کہ اولیاء اللہ کے لباس کوئی اس طرح سے پاتے دیر نہیں ہوئی دوسروں کو اسی وقت تقسیم کیا کرتا ہے۔

یہ بات حضرت مرشد کے گوش مبارک تک پہونچی۔ آپ نے فرمایا کہ فقیر کوئی کام نہیں کرتا جو بے معنیٰ ہو سید سے دریافت کر لو۔

لوگ مجھ سے پوچھنے لگے۔

میں نے کہا: جامہ عین مرشد ہے یا غیر۔ اس واسطے کہ جامہ بمنزلہ عرض کے ہے تو غیر ہوا۔ اور پیر کی نظر غیر پر نہیں ہے۔ مرید تابع صفات پیر ہے۔ اگر اس فقیر نے عوارضات پر میل کیا اور اکتساب صفات پیر کیا۔ کیوں کہ جس نے اکتساب صفات پیر کیا ہو اس کو پیر کے ساتھ کیا خاص نسبت ہے۔

جب یہ گفتگو باہمی پھر حضرت شیخ کے گوش مبارک تک پہونچی نسبت محبوب یزدانی کلمات تحسین اور آفریں فرمائے اور آپ کے حق میں دعا کی کہ دولت اشرفی کا شہرہ اور شوکت شنگرفی کا آوازہ مشرق سے مغرب تک پہونچے۔

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ یہ شان ہر خرقہ پوش کی نہیں۔ مجھ جیسا لینے والا اور حضرت مخدومی سا دینے والا ہو۔ عموماً اگر کوئی شیخ سے خرقہ پائے تو بجان و دل اس کو اپنی حفاظت میں رکھے۔

حضرت محبوب یزدانی فرماتے تھے کہ جب میں سفر کالوراسے لوٹا تو راستہ میں ایک بزرگ سے ملاقات ہوگئی۔ بڑے صاحب جذب تھے۔ دیار ہندستان میں ان سے بڑھ کر درویش قوی جذبہ میں نے نہیں دیکھا۔ اس زمانہ میں قدم بقدم انبیاء کے چلنے والوں میں ان سے بہتر کوئی نہیں ہے۔ اور شان مشائخ پوری ان میں دیکھی گئی حضرت محبوب یزدانی

کو اپنی نعمتوں سے سرفراز فرمایا اور اپنی گدڑی جو اگلے بزرگوں سے آپ کو ملی تھی حضرت کو عنایت فرمائی اور فرمایا کہ آپ ہی ہیں جو خزانۂ شیخ علاؤ الحق والدین آج لوٹ لائے اور ان کے بستان استعداد کو خشک کر دیا۔

حضرت محبوب یزدانی کا گذر ایک شہر اطراف سیلان میں ہوا وہاں کا بادشاہ بکمال نیازمندی پیش آیا اور عرض کیا کہ اس موسم برف میں حضور چندے یہاں قیام فرمادیں حضرت نے درخواستِ بادشاہ قبول فرمائی۔ محل شاہی میں ٹھہرانا چاہتا تھا۔ حضرت نے فرمایا کہ فقرار کے واسطے مسجد میں ٹھہرنا بہتر ہے۔ جامع مسجد جو مقام سردی سے محفوظ تھا اور صحن بھی اس کا وسیع تھا وہیں قیام فرمایا۔ اور جب مستقل ارادۂ قیام ہوا تو قصر توڑ دیا۔ فرمایا کہ جب چندے یہاں قیام کرنا ہے تو حجرۂ مسجد میں چلّہ کی نیت سے بیٹھ جاؤں۔

اصحاب نے عرض کیا حضور مالک ہیں جو مرضی ہو۔

وقت افطار خدامِ حضرت ایک روٹی لاکر پیش کرتے یہاں تک کہ چلہ پورا ہو گیا۔ جب وہاں سے سفر کی تیاری کی اور اسباب سفر باندھنے لگے۔ لوگوں نے دیکھا کہ چالیس روٹیاں جو روزانہ پیش کرتے تھے بدستور رکھی ہیں۔

حضرت محبوب یزدانی فرماتے تھے کہ ایک بار حضرت غوث الثقلین سیدی محی الدّین عبدالقادر جیلانی نے عہد کیا تھا کہ کھانا خود نہ کھاؤں گا جب تک کوئی لقمہ میرے منہ میں نہ ڈالے گا اور پانی نہ پیوں گا جب تک کوئی دوسرا شخص نہ پلائے گا اور چالیس روز آپ بے آب و دانہ رہے۔ اس کے بعد ایک شخص آیا اور کھانا لاکر سامنے رکھ دیا اور چلا گیا۔ قریب تھا کہ بتقاضائے نفس ہاتھ کھانے پر پڑتا۔ مگر دل میں خیال آیا کہ میں نے عہد کیا ہے کہ بغیر کھلائے نہ کھاؤں گا بھوک کے غلبہ میں جو خدا سے عہد کیا ہے نہ توڑوں گا۔ میں نے سنا میرے باطن سے آواز فریاد آتی تھی الجوع الجوع۔ یکایک میرے مرشد شیخ ابوسعید مبارک المخزومی قدس سرّہٗ میرے پاس تشریف لائے۔ آواز باطنی میری سن کر فرمایا۔

عبدالقادر یہ کیا ہے

آپ نے عرض کیا کہ یہ آواز اضطراب نفس کی ہے لیکن روح میری برقرار ہے خدا کے

مشاہدہ میں۔

حضرت شیخ اٹھے اور غوث پاک سے فرمایا کہ میرے گھر چلو اور یہ کہہ کر چلے گئے۔

میں اپنے دل میں کہتا تھا کہ باہر نہ جاؤں گا۔ یکایک حضرت ابوالعباس خضر علیہ السلام تشریف لائے اور کہا کہ اٹھو اور شیخ ابوسعید کے سامنے جاؤ۔ جب میں گیا دیکھا کہ حضرت شیخ دروازہ پر میرے انتظار میں کھڑے ہیں۔ فرمایا اے عبدالقادر جو میں نے کہا تھا کیا تمہارے لئے کافی نہ تھا کہ حضرت خضر علیہ السلام کے کہنے پر آئے۔

مجھ کو گھر کے اندر لے گئے اور جو کچھ کھانا منگوایا تھا لقمہ لقمہ میرے منہ میں رکھا۔ یہاں تک کہ میں آسودہ ہو گیا۔ اس کے بعد حضرت شیخ نے مجھ کو اپنا خرقہ پہنایا اور اپنے فیض صحبت سے مشرف کر کے مجھ کو اجازت اور صداقت عطا فرمائی۔ جس طرح سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم بقدم حضرت غوث الثقلین قدس سرہ تھے۔ اور آپ کو روح پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد ہوا کہ بغداد میں بہ زبان عربی وعظ کہا کرو۔ توجہ روحانیہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت غوث پاک اس فصاحت کے ساتھ زبان عربی میں وعظ فرماتے کہ ہر ایک اہل عرب عش عش کر جاتے۔ انھیں ولی العجمی کے اسمائے گرامی تو دو نہ نام حضرت بندہ نواز سید محمد گیسودراز قدس سرہ سے بزبان عربی جمع کئے ہیں وہ یہ ہیں :۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

عبدالقادر، مرید، کریم، عظیم، شریف، ظریف، امام، ہمام، ناسک، مومن، موقن، منعم، مکرم، طیب، مطیب، جواد، منقاد، قائم، صائم، دائم، عابد، زاہد، ساجد، واجد، جلی، حنبلی، تقی، نقی، کامل، باذل، ذکی، صفی، جمیل، جلیل، ناصر، سعید، رشید، سخی، وحی، باز، ستار، نقیب، نجیب، خاضع، خاشع، صاحب، ثابت، وارث، حارث، وارع، بارع، فائق، لائق، راسخ، شامخ، ولی، صفی، طاہر، ظاہر، مطیع، منیع، لبیب، حبیب، شاہد، راشد، مراد، قائل، نصیر، منیر، سراج، تاج، فاتح، مقرب، مہذب، خلیل، دلیل، صادق، حاذق، سلطان، برہان، حسنی، حسینی، عالم، عادل، حاکم، مبین، معین، متین، مصباح، مفتاح، شاکر، ذاکر، ملاذ، معاذ، صالح، ناصح، واضح، ولد رسول اللہ

وصلی اللہ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین الی یوم الدین۔

یہ اسمائے پاک غلامان سلسلۂ عالیہ قادریہ بطور وظیفہ کے روزانہ پڑھنے میں عجیب و غریب برکات اور فیضان سے مشرف ہوتے ہیں اور محض آپ کے نام نامی کے ذریعہ سے جو التجائیں کرتے ہیں ان کی مرادیں پوری ہوتی ہیں۔ اس جامع رسالہ ھٰذا کو بعض بزرگوں سے اجازت ملی ہے کہ جو کوئی بعد نماز عشار کسی حاجت اور مراد کے لیے ہر شب ایک سو گیارہ مرتبہ پڑھے۔ یا شیخ عبدالقادر شیئاً للہ اول آخر درود قادریہ گیارہ گیارہ مرتبہ پڑھے اس کے بعد بارگاہ الٰہی میں بوسیلہ حضرت غوث پاک دعا مانگے انشاء اللہ چلہ ختم ہونے سے پہلے مقصد حاصل ہوگا۔ اجازت شیخ سے پڑھنا با اثر ہوتا ہے۔ درود غوثیہ یہ ہے :۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ مَّعْدِنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ مَنْبَعِ الْحِلْمِ وَالْحِکَمِ وَاٰلِہٖ وَسَلِّمْ

حضرت محبوب یزدانی کو حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت قدس سرہ نے خرقہ حضرت محبوب سبحانی کا پہنایا جو آپ کو حضرت خواجہ عبید غیشی رحمۃ اللہ علیہ سے ملا۔ ان کو حضرت شیخ فاضل بن عیسٰی سے عطا ہوا اور ان کو حضرت قطب الیمن ابو الغیث ابن جمیل قدس سرہٗ سے اور ان کو حضرت شیخ علی افلح قدس سرہٗ ان کو حضرت شیخ علی حداد قدس سرہ اور ان کو حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے ملا تھا۔ اور حضرت محبوب یزدانی بھی سراپا شان حضرت محبوب سبحانی کی پائی تھی۔ چوں کہ محبوب سبحانی قدم بقدم نبی العربی کے تھے لہٰذا ان کو اسمائے پاک بھی عربی زبان میں حضرت سید محمد گیسو دراز رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ نے جمع کیا۔ چوں کہ مردان غوث کے نو دو نہ نام ہوتے ہیں۔ حضرت محبوب یزدانی اول تو آپ کی خواہر عفیفہ بی بی نصیبہ کی اولاد سے تھے، دوئم صورت اور شمائل اور خوارق و عادات سے بھی آپ ولی العجمی حضرت محبوب سبحانی کی شان میں پیدا کیئے گئے اور نشانی ولی العجمی سراپا ظاہر ہے ان کا نام زبان عجمی میں وظیفہ زبان مریدان خاندان رہتا ہے۔ اور حضرت محبوب یزدانی کے بھی نو دو نہ نام ہیں جو سلسلۂ عالیہ اشرفیہ کے مریدان کے ورد زبان رہتا ہے بزبان فارسی جمع کیا :۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الٰہی بحرمت سید اشرف، میر اشرف، جہانگیر اشرف، مخدوم اشرف، حاجی

اشرف، حاجی الحرمین اشرف، غازی اشرف، محبوب اشرف، محبوب یزدانی اشرف، تاج محبوبان اشرف، شیخ اشرف، شیخ الاسلام اشرف، قطب اشرف، قطب الاقطاب اشرف، غوث اشرف، غوث العالم اشرف، ہادی اشرف، شیخ الاسلام اشرف، ہادی اللہ اشرف، کریم الطرفین اشرف، فرزند فاطمۃ الزہرا اشرف، اولاد علی المرتضیٰ اشرف، نبیرہ احمد مجتبےٰ اشرف، نواسہ محمد مصطفےٰ اشرف، کلام کنندہ درگاہ یزداں اشرف، شنوندہ کلام سبحان اشرف، عاشق اشرف، عاشق عاشقان اشرف، نہنگ اشرف، نہنگ ہفت دریا اشرف، شاہ اشرف، شاہ شاہان اشرف، فقیر اشرف، فقیر الفقرا اشرف، غریب اشرف، غریب الغربا اشرف، مسکین اشرف، مسکین مسکینان اشرف، سلطان اشرف، سلطان سلطانان اشرف، مقبول اشرف، مقبول درگاہ اشرف، جہاں گشت اشرف، روشن ضمیر اشرف، رہنما اشرف، حضرت اشرف، حضرت قدوۃ الکبریٰ اشرف، عنایت اللہ اشرف، شکر اللہ اشرف، محبوب اللہ اشرف، اولیاء اللہ اشرف، نعمت اللہ اشرف، اسرار اللہ اشرف، عاشق اللہ اشرف، عالمگیر اشرف، برہان الدین اشرف، جمال اشرف، جمال اللہ اشرف، جلال اشرف، جلال اللہ اشرف، کمال اشرف، کمال اللہ اشرف، عابد اشرف، زاہد اشرف، ولی اشرف، بادشاہ اشرف، امیر اشرف، عالم حقانی اشرف، عارف ربانی اشرف، مرشد ثقلین اشرف، خادم الفقرا اشرف، مرشد اشرف، دستگیر اشرف، صاحب کونین اشرف، کامل اشرف، عالم اشرف، عال الطریقت اشرف، سرحلقہ ذکر ذاکراں اشرف، تاج الدین اشرف، گنج اسرار اشرف، کبیر اشرف، امام الدین اشرف، فاضل اشرف، ذکر اللہ اشرف، فنا الحقیقت اشرف، فنا فی اللہ اشرف، کریم اشرف، رحیم اشرف، بصیر اشرف، علیم اشرف، سمیع اشرف، ستار اشرف، اوّل اشرف، آخر اشرف، ظاہر اشرف، باطن اشرف، غفار اشرف، کارساز اشرف، کارساز از ہمہ نیاز اشرف باخدا ہمراز اشرف، اغثنی فی قضاء حاجتی یا قاضی الحاجات بحق سیدنا محمد وآلہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین وصلی اللہ علی خیر

خلقہ سیدنا محمد والہ اجمعین الی یوم الدین

اور اس خاندان اشرفیہ میں جس میں نسبتیں سلاسل چشتیہ اور قادریہ دونوں شامل ہیں۔ جس طرح حضرت محبوب سبحانی قدس سرہ کے نام نامی کا وظیفہ کرنے سے مراد مندوں کی مراد حاصل ہو جاتی ہے۔ اسی طرح یہ شعر حضرت حاجی عبد الرزاق نورالعین کا فرمودہ ہے کہ مواظبت سے طالبوں کی مرادیں پوری ہو جاتی ہیں۔ مجھ کو اپنے بزرگان خاندان سے اس کی اجازت دو سو مرتبہ بعد عشا پڑھنے کی ملی ہے۔

اے اشرف زمانہ زطفے مدد نمائی　　　　درہائے بستہ راز کلید کرم کشائے

اول آخر اس کے درود شریف گیارہ مرتبہ پڑھنا چاہیئے۔ اس کے بعد اپنی حاجت مراد کی دعا مانگے۔ میں اس کی اجازت عام طور سے اپنے مریدان اور محبان برادران اسلام کو بخوشی بخش دیتا ہوں۔ اس میں کسی طرح کا پرہیز وغیرہ نہیں ہے صرف پابندی وقت عشا ر کی ہے۔

حضرت محبوب یزدانی کے فضائل مخصوصہ کا بیان کچھ آسان نہیں۔ محض بغرض استفادہ طالبین خاص خاص فضائل لکھے گئے کہ ناظرین اس فیض سے محروم نہ رہیں اور جامع رسالہ ہٰذا الفقیر اشرفی کے لئے دعائے آمرزش کریں کہ حق تعالےٰ بہ طفیل اپنے خاص بندوں کے انجام بخیر کرے اور دنیا سے باایمان لے جائے۔

آٹھواں صحیفہ

حضرت محبوب یزدانی کے عجائب وغرائب حالاتِ سفر کے بیان میں

قال الاشرف مارأیت من غرائب الموجودات وعجائب المخلوقات لوکشفتها لایصدق بعضهم۔

قطعہ

شاہ اشرف کے سفر کا واقعہ مختصر لفظوں میں آتا ہی نہیں
یاں نظر ہے اپنی سوئے اختصار بحر کوزہ میں سماتا ہی نہیں

ناظرین پر یہ بات پوشیدہ نہ رہے کہ حضرت محبوب یزدانی قدس سرہ نے پورے تیس سال تک ساری دنیا کا سفر کیا اور جو جو حیرت انگیز واقعات آپ کے مشاہدوں میں آئے ان کا تحریر میں لانا اور بیان کرنا ممکن نہیں۔ اگر ان کو کامل طور پر لکھا جائے تو ایک دفتر طویل ہو جائے۔ تاہم انتخاباً کتاب لطائف اشرفی یعنی ملفوظات اشرفی سے مختصر حالات عجیبہ کا عطر کھینچ کر ہدیۂ ناظرین کیا جاتا ہے یقین ہے کہ اس کی عطر بیز خوشبو سے اپنے دل و دماغ کو معطر فرمائیں گے۔

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ ہم ایک دریا کے ٹاپوں میں پہونچے۔ تھوڑے آدمی ساتھ تھے۔ جزیرہ کے دامن کوہ میں ایک درخت تھا جس کو شجرۃ الوقواق کہتے ہیں اور اکثر لوگ عجائب الآفاق کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ اس کے پتے مثل خوان کے چوڑے تھے۔ وہ نہایت تناور درخت تھا اور اس کی شاخیں بہت دور تک پھیلی ہوئی تھیں۔ شاخوں کی نوکوں پر آدمی پھلے ہوئے تھے ان کی ناف سے شاخیں لگی ہوئی تھیں وہ حرکت

کرکے ایک شاخ سے دوسری شاخ پر بیٹھ جاتے تھے اور وہ آپس میں ایسی باتیں کرتے تھے کہ ہماری سمجھ میں نہیں آتی تھیں۔ ایک دن اس درخت کے نیچے قیام کیا کہ دیکھیں یہ لوگ کیا کھاتے ہیں۔ جب شام کا وقت آیا عجیب و غریب صورت کے پرندوں نے اس درخت پر بسیرا کیا جو اپنی چونچوں میں کچھ میوے لئے ہوئے آئے اور درخت کے شاخوں پر بیٹھ کر کھانے لگے اور درخت کے بڑے بڑے پتے تھے جو میوہ ان کی چونچ سے گرتا وہ پتوں پر ٹھہر جاتا اور وہ آدمی جو درختوں پہ چلے ہوئے تھے اٹھا اٹھا کر کھاتے۔ اس میں سے کچھ میوے درخت کے نیچے گرے۔ دیکھا تو وہ عمدہ قسم کے انگور تھے۔ سبحان اللہ! خداوند تعالیٰ کی کیا رزاقی ہے کہ ہر شخص کو ہر مقام پر روزی پہونچاتا ہے۔

قطعہ

زہے حکیم و رحیم و کریم آں قادر
کہ خلق کرد عجائب غرائبِ آفاق

بخوان برگ نہادہ زمیوہ رزق دہد
بہ پیشِ مردمِ اشمارِ شجرۃ الوقواق

اس دیار کے رہنے والوں سے دریافت کیا کہ یہ لوگ کس طرح مرتے ہیں۔ تو انھوں نے بیان کیا کہ جب ان کی ناف سے شاخ علاحدہ ہو جاتی ہے تو وہ مردہ ہو کر گر پڑتے ہیں۔۔۔۔۔

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ میں جزیرۂ صحف میں پہونچا جو بہت وسیع تھا اور اس کا میدان طرح طرح کے ثمردار اشجار سے بھرا ہوا تھا۔ میں نے وہاں ایک مکان پایا جو صاف ستھرا تھا لیکن متاعِ دنیا سے خالی تھا۔ ایک ساعت اس مکان میں بیٹھا۔ ایک گروہ سیاہ پوشوں کا پہونچا۔ ہر چند ان سے بات چیت کی مگر جواب نہ دیا۔ نہایت کوشش کے بعد یہ جواب دیا کہ سیاہ پوشوں کے اسرار شہر مدھوشان میں معلوم ہوں گے۔ یہ ارادہ سفر کمر باندھ کر شہر مدھوشان کی طرف روانہ ہوئے۔ دس منزل راہ طے کر کے اس شہر میں پہنچے دیکھا کہ اس شہر کے سب آدمی مثل چاند کے حسین تھے اور ان کے رخسار ایسے خوب صورت تھے جیسا کہ حضرت نظامی گنجوی نے کتاب ہفت پیکر میں شرح کی ہے۔ میں نے چاہا کہ اس

شہر میں کچھ قیام کریں مگر نورالعین نے نہیں جانے دیا۔ ان عجائب میں سے جو دیکھا وہ یہ ہے کہ جو کوئی وہاں کے لوگوں کی ملاقات سے مشرف ہوا وہ دولت عشق سے بہرہ مند ہو کر آیا۔

رُباعی

دیدن روئے دوست ہر کس را　　اثرے وارد از کم و بسیار
ہم چوں آں نافۂ کہ نفحہ خوشش　　می دہد بہرہ یمین و یسار

★ حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ میں نواحی ایلاق میں پہونچا تو اس شہر کے کنارے ایک دریا جاری ہے۔ دریا کے کنارے پر شہر آباد ہے۔ ایک عمدہ طور پر بنا یا گیا ہے۔ جب ہم اس شہر میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ اس شہر کے رہنے والی سب عورتیں تھیں۔ دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ اس شہر میں مرد کا وجود ہی نہیں۔ جس کی قسمت میں اولاد ہوتی ہے وہ عورت بعد ایام حیض دریا میں غسل کرتی ہے اور خدا کی قدرت سے حاملہ ہو جاتی ہے۔ جب بچہ پیدا ہوتا ہے سوائے لڑکی کے لڑکا نہیں پیدا ہوتا۔

قطعہ

چہ خالقے کہ وجود از عدم ہویدا کرد　　بیافرید بہر گونہ از اناث و ذکور
اگرچہ واسطہ خلق مرد و زن آمد　　ولے بجائے کہ جز زن نمی شود منظور

★ حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ سفر راہ سیلان میں ایک جگہ ٹھہرے جہاں تین دن تک کوئی آنے جانے والا دکھلائی نہ دیا جس سے کہ راستہ کا پتہ دریافت کیا جائے۔ جب ہمراہیان بھوک و پیاس سے بے حد پریشان ہوئے۔ درخت کے نیچے اترے اور یاروں نے اپنے اسباب اتارے۔ ایک ساعت بیٹھے تھے کہ ایک چیونٹی چوہے کے برابر آئی اور حضرت کے نزدیک بیٹھی اور اس کے اور حضرت کے درمیان کچھ باہمی اشارے ہوئے ہمراہیوں کو گمان ہوا کہ اشاروں میں کچھ باتیں ہو رہی ہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد چیونٹی چلی گئی۔ حضرت محبوب یزدانی معمولی طور سے جلوس فرما تھے۔ ایک پہر کے بعد چیونٹی آئی اور

حضرت کی طرف اشارہ کیا۔ آپ معہ ہمراہیان روانہ ہوئے۔ تھوڑی دور چل کر جس درخت کے نیچے چیونٹی کا مسکن تھا' چالیس ڈھیر مٹھائی کے چنے ہوئے تھے۔ ایک ڈھیر بڑا تھا جس پر حضرت کو بٹھایا اور باقی سب ڈھیر برابر تھے۔ ہر ہمراہی کو ایک ایک ڈھیر پر بٹھایا اور حضرت نے ہر شخص کو کھانے کی اجازت دی۔ سب لوگ شوق کے ساتھ کھانے لگے۔ جب کھا چکے چیونٹی نے التماس فاتحہ کیا۔ بعد پڑھنے فاتحہ کے اپنے مقام کی طرف روانہ ہوئے۔ چیونٹی حضرت کے ہمراہ آپ کی قیام گاہ تک پہونچانے آئی۔ حضرت نے اس کو قیام گاہ سے رخصت کیا جب چیونٹی چلی گئی حضرت نورالعین نے پوچھا۔

حضرت نے فرمایا یہ چیونٹی چیونٹیوں پر بادشاہی کرتی ہے۔ ایک روز ایک امیر اس جنگل میں شکار کے لئے آیا اس کے پاس کھانے کا توشہ بہت تھا۔ اس مقام پر ٹھہر اکھانے کے بعد جو کچھ مٹھائی بچی تھی چیونٹیوں کے سوراخ پر ڈال دی۔ چیونٹیوں کے بادشاہ نے سب مٹھائی جمع کر رکھی اور دل میں یہ ارادہ کیا کہ یہ مٹھائی محفوظ رکھوں جب کوئی مہمان عظیم الشان یہاں آئے تو اس کی ضیافت مورانہ کروں۔ حق تعالےٰ نے جماعت فقراء کو یہاں پہونچایا چیونٹی نے ضیافتِ مورانہ کی جیسا کہ دیکھا گیا۔

شعر

دیکھئے لطف لطفِ یزداں کا   کام چیونٹی کرے سلیماں کا

★ حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ جب ہم جبل الفتح میں پہونچے ایک جماعت درویشوں کی پائی کہ متوکل رہتے تھے اور تیس برس سے متوکلانہ بسر کرتے تھے۔ ایک چلہ کرنے کا اتفاق ہوا جب خدا کے کرم سے چلہ پورا ہو گیا اس جماعت کے لوگ ملاقات کو آئے اور بہت کچھ بشارتیں دیں اور ان لوگوں کے درمیان شیخ ابوالغیث نے کہ اس جماعت کے پیشوا تھے حضرت کو ایک پتھر ہدیہ پیش کیا۔ اس کی صفائی ایسی تھی جو کسی جواہر میں نہ ہو گی اور اس پتھر کے خواص کا بیان حد سے زیادہ کیا۔ ایک یہ کہ اگر کوئی مسافر کمر میں باندھے ہرگز ہرگز ماندہ نہ ہو اور پیاس کی حالت میں اگر منہ میں رکھے تو تسکین ہو جائے۔ اور اسی طرح بھوک کی حالت میں منہ

میں رکھنے سے بھوک نہ رہے اور اسی طرح بہت سے خواص بیان کئے۔ حضرت نے بپاس خاطر ان کی لے لیا۔ جب آستانۂ روح آباد میں تشریف لائے وہ پتھر اپنے خلیفہ خاص حضرت ملک الامراء ملک محمود ساکن بھڈونڈہ کو عنایت فرمایا۔ بعض اصحاب نے اس پتھر کے واسطے حضرت سے التماس کیا حضرت نے فرمایا کہ جس کو عنایت کیا گیا اس کے مناسب تھا۔

حضرت محبوب یزدانی نے وہاں کے اور معائنات کا ذکر کیا کہ جبل الفتح کے دامن کوہ میں تین درویش رہتے تھے۔ وقت افطار دس روٹی ایک جام شربت غیب سے آتا تھا۔ اگر کوئی مہمان آگیا تو اسی روٹی میں سے ان کو بھی تقسیم کرتے۔ ایک آدمی ان میں سے حضرت کے ہمراہ آیا اور بہت کچھ خدمت کی۔ طرح طرح کے مقاماتِ فقر سے مشرف ہوا۔ وجہ التسمیہ جبل الفتح یہ ہے کہ جس درویش کو راہ فقر میں کامیابی نہیں ہوئی جبل الفتح میں چند مدّت اعتکاف کر کے کامیاب ہوا۔

★ حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ ایک جزیرہ کے جنگل میں جاتے تھے کہ ایک پیر والے آدمیوں کی جماعت دکھائی دی۔ نہایت تیزی کے ساتھ چلتے تھے ہماری جماعت کو نہایت تعجب کی نظر سے دیکھتے تھے۔ ان کی زبان سمجھ میں نہیں آتی تھی۔ آخر ان کے اشارے اور کنایہ سے معلوم ہوا کہ کمال تعجب سے یہ پوچھتے تھے کہ آپ لوگ دو پیر سے کیونکر چلتے ہیں۔ آخر ان کے دین و مذہب کے بابت دریافت کیا گیا کہنے لگے کہ ہم میں دین و مذہب نہیں ہے اور نہیں جانتے کہ دین و مذہب کیا چیز ہے لیکن اس قدر جانتے ہیں کہ ایک کاریگر زمین و آسمان کا پیدا کرنے والا ہے۔ اور وہ اکثر جنگل کے پھلوں پر بسر کیا کرتے تھے ان کی اولاد کی پیدائش ہم لوگوں کی طرح تھی۔ بعض لوگ اس گروہ کو نسناس کہتے ہیں۔ لیکن فی الحقیقت نسناس وہ لوگ ہیں جو خدا کو نہیں پہچانتے۔

رُباعی

اگرچہ ثمرۂ وفواق راخلق بعالم مردم نسناس گویند
ولیکن در حقیقت اے برادر نہ نشناسی خدا نسناس گویند

★ حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ دکھن کے سفر میں جب شہر گلبرگہ میں گذر ہوا اس دیار کے دامن کوہ میں ایک عزیز گوشہ نشین تھا۔ دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ سات سَو برس کی عمر رکھتے ہیں۔ اگلے زمانہ کی عجائب و غرائب باتیں کرتے تھے۔ ان کے پاس ایک انگوٹھی تھی۔ اس کا عجیب خاصہ تھا کہ جب اس کے نگینہ کو اپنی طرف کرتے لوگوں کی نظر سے غائب ہو جاتے اور جب نگینہ اس کا باہر کی طرف کرتے آپ ظاہر ہو جاتے۔ وقت رخصت ایک شغل کی تعلیم فرمائی کہ جس کے فوائد شرح و بیان سے باہر ہے۔ اور وہاں کے آدمی نہایت خوب صورت تھے۔ فرزند عبداللہ ان میں سے ایک خوب رو پر عاشق ہو گئے یہاں تک کہ چالیس روز تک ان سے کھانا پینا چھوٹ گیا۔ دوسرے سفر میں جب وہاں جانا ہوا ان کو اس دام محبت و عشق سے خلاص کیا۔

رُباعی

ہر کہ دریں سلسلہ زنجیر شد　　　　بر سر او رنگِ جہاں میر شد
شیر صفت باید کوہ بگسلد　　　　سلسلہ را کہ جہانگیر شد

اس دیار میں ہر جگہ عمدہ باغات اور نفیس کیاریاں بکثرت تھیں۔ حضرت محبوب یزدانی گلبرگہ کو گلبرکہ فرمایا کرتے تھے۔

★ حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ بیت المقدس میں جب مقابر و مقامات متبرکہ کی زیارت سے مشرف ہو چکا تو جو فیض کہ وہاں ارواح الانبیاء علیہم السلام سے پایا کہیں میسر نہ ہوا کیوں کہ اکثر انبیاء علیہم السلام اس سرزمین میں مدفون ہیں۔ بالخصوص زیارت مقبرہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ صلوٰۃ اللہ علیہ وسلامہ وہاں جا کر حاصل کی۔ آستانہ حضرت خلیل اللہ علیہ السلام پر لنگر جاری رہتا ہے جو فقراء کو تقسیم ہوتا ہے فائدہ۔

فقیر اشرفی جامع رسالہ ہٰذا کہتا ہے کہ سنہ ۱۳۲۰ھ میں جب میں بیت المقدس حاضر ہوا وہاں سے گھوڑا گاڑی پر سوار ہو کر معہ عزیزی حاجی سید نثار حسین صالح پوری دو پہر کے عرصہ میں مقام قصبہ خلیل الرحمان میں پہونچا۔ عجیب بابرکت بافیض جگہ تھی۔ علاوہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی زوجۂ مقدسہ بی بی سارا اور ان کے فرزند حضرت اسحاق

اور ان کی زوجۂ مقدسہ اور حضرت یعقوبؑ معہ زوجہ و حضرت یوسف علیہم السلام کے مزارات ہیں یہ سب ایک ہی مسجد میں واقع ہوئی ہیں۔ اس مسجد میں ایک غار ہے جس کو غار انبیاء کہتے ہیں اس کے اندر بارہ ہزار پیغمبروں کے مزارات ہیں۔ یہ غار ہر طرف سے بند ہے۔ ایک روزن میں ایک موم بتی کی لالٹین جلا کر لٹکاتے ہیں اس وقت مزارات کی زیارت ہوتی ہے۔ اس مسجد میں پہاڑ سے ایک چشمہ لا کر جاری کیا ہے۔ یہ قصبہ خلیل الرحمٰن ایک آباد اور پر فضا مقام ہے۔ بیرون قصبہ میوہ جات کے باغات بکثرت ہیں۔

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ طوافِ مسجد اقصیٰ میں ہزار مرتبہ نزول رحمت الٰہی ہوتا ہے۔ جو کوئی وہاں کے شرف طواف سے مشرف ہوا انسان ایسا پاک ہو جاتا ہے کہ جیسے آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔ **فائدہ۔** وسط حرم میں صخرہ شریف جس کو سنگِ معلق کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے زمانہ تک وہ پتھر بے لاگ زمین سے ڈھائی گز اونچا معلق تھا۔ سلطان عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں شاہزادی زیارت کے لئے صخرہ شریف کے پاس نیچے گئیں اس خوف سے کہ میرے اوپر یہ پتھر نہ گر پڑے اس کا حمل ساقط ہو گیا۔ سلطان مذکورہ نے سنگ معلق کے گرد ایک پتلی سی دیوار چنوادی جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ پتھر اس دیوار پر رکھا ہوا ہے۔ جب میں نے بغور دیکھا تو دو تین انگل ہر طرف دیوار سے علیحدہ ہے۔ اور یہ پتھر داہنی پشت ہے۔ اس کے بیچ میں ایک ایسا گول سوراخ ہے جس سے ایک آدمی نکل سکتا ہے۔ اس کو دیکھنے سے معلوم ہوا ہے کہ اس کی دبازت قریب ڈیڑھ گز کی ہو گی اور صخرہ شریف کے نیچے محراب داؤد علیہ السلام کے ہاتھ کی بنائی ہوئی ہے۔ اور مقام عبادت حضرت ابراہیم علیہ السلام اور مقام عبادت حضرت خضر علیہ السلام کی جگہ واقع ہے۔ کہتے ہیں کہ صخرہ شریف کے نیچے جب واسطے نفل ادا کرنے کے رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے گئے تو جس وقت فرمایا السلام علیک یا صخرۃ اللہ تو سنگ صخرہ شریف میں سے ایک زبان سنگ سفید مثل سنگ مرمر کے نکل آئی اور جواب دیا وعلیک السلام یا حبیب اللہ اب تک وہ زبان سنگ مرمر کی ظاہر ہے اور بعد ادائے نوافل اسی راستہ سے جو صخرہ شریف کے بیچ میں مدوّر سوراخ ہے بطرف آسمان عروج فرمایا۔ اور اس سوراخ کے سامنے نیچے

زمین میں بیرالارواح کے نام سے ایک مدوّر سوراخ ہے پشت صخرہ شریف پر نشان قدم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور نشان سم براق اب تک موجود ہے۔ صخرہ شریف کے شمال کو اندر احاطہ حرم مزار سلیمان علیہ السلام ہے اور مسجد اقصیٰ صخرۃ اللہ سے سمت جنوب تہہ خانہ میں واقع ہے۔ اس میں زیارت مہد عیسیٰ علیہ السلام کی ہوتی ہے اور اکثر انبیاء علیہم السلام کی عبادت کی محراب اس میں بنی ہیں۔ ایک ستون اس مسجد کا میں نے دیکھا ہے جو چار آدمیوں کے حلقہ میں نہ آسکے اور ایک ڈال پتھر دس گز کا لانبا تھا۔ خدام حرم نے بتلایا کہ اس پتھر کو ایک دیو تی اٹھا لائی تھی اور سلیمان علیہ السلام سے عذر کیا کہ میں اس وقت بوجہ حاملہ ہونے کے کمزور ہوں ورنہ اس سے بھاری پتھر لاتی۔

اس مسجد کے اندر ایک محراب سمت کعبہ شریف جس کو قبلتین کہتے ہیں بنی ہوئی ہے اس محراب میں کعبۃ اللہ شریف کی طرف شب معراج میں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت نماز نفل ادا کی اور تمام انبیاء نے اقتدا کی

صخرہ شریف کے اوپر سلطان عمر بن عبدالعزیز نے ایک قبہ عالیشان بنوا دیا ہے اس قبہ کے اندر حنفیوں کی اوقات خمسہ میں جماعت ہوتی ہے۔ وسط صحن حرم میں بالائے کوہ ابراہیم علیہ السلام کی دعا سے ایک چشمہ جاری ہوا۔ اب تک لوگ اس کا پانی پیتے ہیں۔ شہر کے اندر ایک مسجد کے بغلی کمرہ میں داؤد علیہ السلام کے مزار کی زیارت ہوتی ہے۔ بالائے کوہ جو طور کے نام سے مشہور ہے۔

اسی شہر کے کنارے پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصائے مبارک کا نشان زیارت گاہ ہے اور ایک جانب قمیر علیہ السلام نبی کا مع ان کی ذرّیت کے مزار ہے۔ اس مسجد اقصیٰ کی چھت پر بزمانۂ خلافت حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جامع مسجد سمت کعبہ شریف بنائی گئی ہے اور اسی مسجد میں مذہب شافعی والوں کی جماعت اوقات خمسہ میں ہوتی ہے۔ اور نماز جمعہ کی امامت امام مذہب حنفی کرتا ہے۔

نشان عصائے موسیٰ علیہ السلام کے قریب نشان قدم عیسیٰ علیہ السلام کی زیارت بھی ہے اور اسی مقام پر بی بی رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا کا مزار ہے۔ اور اسی مقام پر مزار سید محمد علی

عیسیٰ ولی اللہ کا مزار ہے۔ اسی جگہ حضرت مریم علیہا السلام کی زیارت ہوتی ہے جو احاطۂ حرم کے دروازہ میں ہے اور اسی قبہ کے متصل ایک طلائی گرجا شاہ روس کا بنایا ہوا ہے۔ حرم شریف سے جنوب کی طرف اندرون شہر حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبندی علیہ الرحمہ کا تکیہ ہے۔ اہل بخارا اور سمرقند اس تکیہ میں آکر ٹھہرتے تھے۔ سلطان روم کی طرف سے یہاں لنگر جاری رہتا ہے۔ اس تکیہ سے سمت مغرب وجنوب تکیہ فریدی حضرت فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ صحن تکیہ میں ایک مسجد ہے اور حجرہ کے تہہ خانہ میں حضرت بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کے چلہ کشی کی جگہ بنی ہوئی ہے۔ یہاں بھی مساکین وغربار کے لئے سلطان کی طرف سے لنگر جاری رہتا ہے۔ کچھ جائداد اس تکیہ کے لئے وقف ہے۔ متولی تکیہ ہمیشہ ایک ہندی آدمی مقرر کرتا ہے۔ جب یہ فقیر جامع رسالہ ہٰذا معہ برادرم سید حاجی نثار حسین صاحب پوری وہاں جاکر قیام پذیر ہوا۔ ایک دن متولی کی جانب سے پرتکلف دعوت ہوئی اور اسی شہر میں مقام صلیب عیسیٰ علیہ السلام کی زیارت ہے۔ دروازہ کے اندر داخل ہوتے ہی عیسیٰ علیہ السلام کی فرضی قبر بنی ہے اور احاطہ کے اندر ایک کوٹھری ہے جس کو بیت النور کہتے ہیں۔ اس مقام پر جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائے تھے تو آسمان سے نزول انوار ہوا تھا۔ اس سے آگے بڑھکر ایک عالیشان بلند دالان ہے جس میں تصویر عیسیٰ علیہ السلام کی اس صورت سے بنائی ہے کہ ایک یہودی سر کے بال پکڑے ہوئے عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر چڑھا رہا ہے اور آپ کی والدہ حضرت مریم علیہا السلام سر پر ہاتھ رکھے ہوئے حسرت کی نگاہوں سے آنکھیں پھاڑکر کھڑی دیکھ رہی ہیں اس مقام پر کیسا ہی کوئی سنگدل جائے بے اختیار اس کو رقت آجاتی ہے۔ **فائدہ**۔ قصبہ خلیل الرحمٰن سے دو پہر کے راستہ پر حضرت نوح علیہ السلام کا مزار ہے لیکن فقیر جامع رسالہ ہٰذا وہاں نہ جاسکا اور بیت المقدس سے تین کوس کے فاصلہ پر ایک قصبہ بیت لحم ہے۔ یہاں نصاریٰ بکثرت آباد ہیں۔ وسط قصبہ میں زیارت مقام پیدائش حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہے۔ یہ مقام بھی عجیب با برکت پایا گیا۔

بیت المقدس سے پندرہ کوس کے فاصلہ پر مزار حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقع ہے آپ کا مزار تقریباً چار گز لمبا ہے اور اس پر سبز غلاف ریشمی پڑا رہتا ہے اور اس پر بخط عربی

سنہرے حروف میں لکھا ہے ھٰذا قبر موسیٰ علیہ السلام۔

حسن اتفاق سے فقیر جامع رسالہ ہٰذا جس روز وہاں پہونچا وہی دن حضرت کے عرس کی تاریخ کا تھا۔ صدہا دنبوں کا گوشت اور سیکڑوں من چاول کی بریانی پکواکر عام طور پر سلطان روم کی طرف سے حاضرین دربارِ موسیٰ علیہ السلام کو تقسیم کرتے تھے۔

آپ کے مزار کے ملحق ایک مسجد ہے اور صحن روضہ کی ایک عمارت ہے جس کے نیچے تہ خانہ میں بارش کا پانی جمع رہتا ہے۔ زمانہ عرس میں وہی پانی صرف ہوتا ہے۔ مبارک مزار کے قرب و جوار میں ایک سیاہ رنگ کا پتھر ہوتا ہے جو لکڑی کی طرح جلتا ہے لیکن اگر اس کو وہاں سے کسی دوسری جگہ لے جایا جائے تو نہیں جلتا۔

آپ کے مزار سے ایک میل کے فاصلہ پر حسن راعی کا مزار ہے مگر بوجہ کوہستان اور سنگلاخ زمین ہونے کے وہاں حاضر نہ ہو سکا۔ غالباً یہ حسن راعی وہی بزرگ ہیں جن کا قصہ مولانا رومی نے اپنی مثنوی میں لکھا ہے۔

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ مسجد جامع دمشق تعمیر اس کی عبداللہ امیہ نے کی۔ ستر اونٹ مال لاد کر عمارت مسجد مذکور میں صرف کیا۔ بارہ سو محراب اس مسجد میں واقع ہیں ہر محراب میں ایک ایک قندیل روشن ہوتی ہے۔ تین محرابوں میں نماز ہوتی ہے۔ ہر طرف اور صحنِ مسجد میں چشمے رواں جاری ہیں۔ یہ مسجد بے نظیر ہے۔ **فائدہ**۔ فقیر غلام درگاہ اشرفی جامع رسالہ ابو احمد المدعو محمد علی حسین ۱۳۲۰؁ھ میں جب جامع دمشق میں حاضر ہوا متصل محراب حنفی ایک ضریح مزار سیدنا یحییٰ علیہ السلام کا ظاہر دیکھا اور دیگر مزاراتِ انبیا علیہم السلام اب مخفی ہیں۔ اس مسجد کے باب شمالی پر مقبرہ سلطان صلاح الدین رحمۃ اللہ علیہ فاتح بیت المقدس معہ ان کے وزیر کے زیارت گاہِ انام ہے۔ سلطان روم کی طرف سے ہمیشہ لنگر جاری رہتا ہے۔

بالائے کوہ مزار حضرت ذوالکفل علیہ السلام کا قبہ ہے۔ مزار حضرت ذوالکفل علیہ السلام میں اختلاف ہے۔

فقیر نے جب عراق کا سفر کیا تھا تو درمیانِ کربلا معلیٰ نجف اشرف کے ایک موضع جو کفل

نام سے موسوم ہے دیکھا وہاں آپ کا قبہ مزار مبارک ہے۔ وہاں یہود بکثرت آباد ہیں العلم عند اللہ۔

محلہ صالحیہ دمشق دامنِ کوہ میں مزار حضرت شیخ محی الدین قدس سرہ کا واقع ہے یہاں بھی سلطان کی طرف سے لنگر جاری رہتا ہے۔ ایک محلہ کردیہ میں قبہ مزار حضرت سید محمد ایوب کردی ہے جو سات سو برس کے شہید ہیں۔ بایاں قدم آپ کا قبر سے باہر نکلا ہوا نظر آتا ہے۔ یہ قبر زمین کے اوپر سے نقش مبارک کے گرد ایک گز اونچی دیوار ہے۔ اس مزار میں تختہ نہیں ہے ڈھنکی ہوئی روئی اوپر تک بھری ہے۔ فقیر نے بچشم خود دیکھا ہے۔ پائے مبارک معہ انگشتان ظاہر ہے جیسے کسی لاغر آدمی کا پیر ہوتا ہے۔ اس مزار کے گرد اکثر اہل حاجت کی عرضیاں مختلف زبانوں میں لکھی ہوئی لٹکی ہیں۔ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْیَاءٌ۔ الآیۃ ــــ کے مصداق یہ قدم مبارک مثل زندہ آدمیوں کے پیر کی طرح ظاہر ہے۔ آپ کے مزار کے قریب مزار حضرت سید صالح کردی آپ کے بھائی کا ہے اسی طرح بلا تختہ روئی کے پردہ میں ہے۔ ان کے اعضا ظاہر نہیں ہوتے۔

اسی پہاڑ پر چہل ابدال کا مقام ہے اور محلہ میدان میں زیارت مزار حضرت صہیب رومی رضی اللہ تعالےٰ عنہ صحابی رسول صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے مشرف ہوا۔ جن کے حق میں حضرت نے فرمایا تھا: صُهَيْبٌ مِنَّا وَاِنْ كَانَ رُوْمِيًا وَّبِلَالٌ مِنَّا وَاِنْ كَانَ حَبَشِيًا

دمشق کے قبرستان قدیم میں مزار حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالےٰ عنہ معہ مزار حضرت عبد اللہ ابن جعفر طیار رضی اللہ تعالےٰ عنہ ایک قبہ میں ہے اور مزار حضرت عبد اللہ ابن مکتوم مؤذن صحابی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا قبہ بھی ہے اور بہتّر سر شہدائے کربلا کا مدفن بھی اسی قبرستان میں ایک احاطے کے اندر ہے۔ اسی احاطے میں حضرت سیدنا عبد اللہ ابن سیدنا زین العابدین علی جدہٗ وعلیہ السلام کا مزار ہے۔ اور حضرت بی بی کلثوم خواہر امام حسین علی جدہٖ وعلیہ السلام کا مزار اسی قبرستان میں ایک خانہ کے اندر معہ مزار حضرت بی بی سکینہ بنت امام علی جدہٖ وعلیہ السلام ہے۔ اور ایک مختصر احاطہ کے اندر مزار سلاطین بنی امیہ بھی اسی قبرستان میں ہے۔ مگر فقیر جامع رسالہ ہٰذا کو ان مزارات کی زیارت کی فرصت نہیں ملی۔

بنی ہاشم اور وہ بنی امیہ پھر مجھ کو ان مزارات سے کیا نسبت خصوصیت حاصل تھی۔ اور مزار حضرت ام المؤمنین امّ حبیبہ و امّ سلمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہما کا بھی اسی قبرستان میں ہے۔ اور حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی خادمہ حضرت میمونہ کا قبہ مزار بھی اسی قبرستان میں ہے۔

دمشق سے چار کوس کے فاصلے پر قریۂ زینب ہے۔ وہاں روضۂ مبارک معہ مسجد و حمام حضرت بی بی زینب رضی اللہ عنہا خواہر امام علی جدہ و علیہ السلام ہے۔ فقیر جب وہاں حاضر ہوا عجیب برکات اور فیضان سے مشرف ہوا۔ شہر دمشق کو در حقیقت دنیا میں نمونہ جنّت کا کہنا چاہیئے۔ سات چشمے پانی کے پہاڑ سے جاری ہیں۔ سکنائے شہر سے کسی کا گھر ایسا نہیں جس کے اندر نہر نہ ہو۔ شہر کی صفائی ایسی کہ دنیا میں اور کہیں کم ہوگی۔ جس طرف نکلئے ایک نیا بازار اور نئی قسم کی عمارت نظر آئی۔ اس شہر میں حضرت مولانا بدرالدین محدّث جن کو حدیث بالمواجہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل ہوئی تشریف فرما ہیں۔ آپ کی زیارت سے جب فقیر مشرف ہوا کمال اخلاق سے ملے اور دعوت ماحضر چائے و بسکٹ مع دیگر تفکہات پیش کئے۔ آپ کے سامنے جنگ طرابلس کا قصہ بیان ہو رہا تھا کہ ایک شخص بول اٹھا میں جنگ طرابلس میں جاکر شریک ہونا چاہتا ہوں۔

فرمایا کہ زمانہ ظہور مہدی علیہ السلام قریب ہے۔

حاضرین میں سے ایک شخص نے پوچھا: کب تک ظہور ہوگا؟

آپ نے فرمایا: الغیب عند اللہ۔

آپ کی خدمت میں دیار عرب و شام کے طلبا بواسطے تکمیل حدیث کے بکثرت رہتے ہیں۔ جامع مسجد بنی امیہ میں ہر جمعہ کو آپ وعظ حدیث فرماتے تھے۔ صحاح ستہ کے حافظ تھے۔ وعظ میں یہ خوبی کہ ائمۂ اربعہ کے مسائل معہ دلائل بیان فرماتے تھے جس میں ہر مذہب اربعہ والے استفادہ حاصل کرتے تھے۔ اس شہر کے اندر تین سو (۳۰۰) جامع ہیں مگر سب میں بڑی مسجد جامع بنی امیہ ہے جس کو جامع یحییٰ بھی کہتے ہیں۔ آپ عیسیٰ علیہ السلام کے حوارئین میں سے ایک نبی تھے جن کو یوحنّا کہتے ہیں۔ یہود نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو

شہید کیا۔ آپ کا سر دمشق میں آیا جس کا مدفن اندر مسجد جامع متصل مصلیٰ حنفی ہے۔ اور ہاتھ آپ کا جامع مسجد بیروت میں مدفون ہے اور دھڑ آپ کا بیروت کے کسی گاؤں میں ہے اس کا نام صیدا ہے۔ وہاں فقیر نہیں پہونچا۔

صحن مسجد سے مشرق کی جانب مکان خزانۂ یزید پلید کا تھا اور اس کے متصل سمت جنوب دربار یزید تھا اور اسی مکان میں سمت شمال کو ایک کوٹھری ہے جس کا طول و عرض تین گز سے زیادہ نہ ہوگا اسی میں اسیران اہل بیت رسالت کو مقید کیا تھا۔ زمین سے آدھ گز اونچا ایک خوب صورت مینار بنا ہوا ہے اس پر غلاف زردوزی پڑا رہتا ہے۔ وہاں کے خدام سے معلوم ہوا کہ یزید نے اسی مقام مینار پر سر مبارک امام علی جدہ وعلیہ السلام کا دربار یزید میں سونے کے طشت میں رکھا گیا تھا۔ اس لئے یہ مینار بنا دیا گیا کہ کوئی اس مقام پر قدم نہ رکھنے پائے۔ بنی عباس کے زمانہ میں کسی بادشاہ نے وہ سر مقدس یزید کے خزانہ سے اٹھا کر دارالسلطنت مصر یعنی شہر قاہرہ میں جاکر دفن کیا اور وہاں ایک عمارت عالیشان تیار کی اس لئے شہر دمشق اور مصر دونوں مقام پر مدفن سر امام علی جدہ وعلیہ السلام کی زیارت ہوتی ہے۔ اس مکان میں ایک طاق بنا ہوا ہے جس پر زردوزی کا پردہ پڑا رہتا ہے۔ کہتے ہیں کہ ایک شب سر امام علی جدہ وعلیہ السلام اس طاق پر رکھا گیا تھا۔ اس لئے یہ بھی زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ اس مسجد کے جنوب و مشرق کے گوشہ پر ایک بلند مینار ہے جس کو مینار بیضہ کہتے ہیں صحیح خبروں سے معلوم ہوا کہ بزمانہ ظہور امام آخرالزماں علیہ السلام اسی مینار پر نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ہوگا۔ مسجد کے اندر جابجا پہاڑ سے چشمہ جاری نکالا ہے۔ کہیں کہیں حوض بھی ہے صحن مسجد میں بھی چشمہ جاری ہے۔ یہ مسجد اتنی وسیع ہے کہ مع صحن قریب پچاس ہزار آدمیوں کے نماز پڑھ سکتے ہیں۔ اور بیرون شہر قبرستان جاتے ہوئے کسی شخص کے مکان کی دیوار کے نیچے اینٹ اور پتھر کا ڈھیر ہے۔ جو کوئی ادھر سے جاتا ہے اس ڈھیر پر پتھر مارتا ہے۔ دریافت سے معلوم ہوا کہ اس مقام پر یزید پلید کی قبر ہے جو آنے جانے والے ہمیشہ اس کو سنگسار کیا کرتے ہیں۔

ایک ہمارے مرید نے پتھر نہیں مارا تو ایک عرب شامی نے اس خیال سے کہ شاید یہ

مذہب خارجی رکھتا ہے گھور کر غصہ سے دیکھا۔ فی الفور ہمارے مُرید نے پانچ پتھر مارے۔ اور اس فقیر نے بھی چند پتھر سے مزار کو سنگسار کیا۔

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ کوہ لبنان بہشت کے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ ہے۔ اکثر دریاؤں کا منبع یہی پہاڑ ہے۔ اس پہاڑ میں چالیس محرابوں سے چشمے جاری ہیں۔ پانی کی روانی سے اکثر آواز تلاوت قرآن سننے میں آتی ہے۔ اس پہاڑ میں اکثر اولیاء اللہ جاکر چلہ کش ہوتے ہیں تو ان کا کشود کار ہو جاتا ہے۔ اور بہت سے مشائخ نے اس پہاڑ پر تکملہ سلوک کیا ہے۔ حضرت محبوب یزدانی نے اس پہاڑ پر دس روز اعتکاف فرمایا ہے۔ فائدہ ۔ جامع رسالہ ہٰذا جب حامہ اور حلب سے معاودت کر کے زیر دامن کوہ لبنان شہر بیروت میں ٹھہرا اور جامع مسجد بیروت میں بروز جمعہ بعد ادائے نماز زیارت مدفن دست مبارک حضرت یحییٰ علیہ السّلام سے مشرف ہوا۔ اس شہر میں مولانا اسماعیل نبہانی جن کا لقب حسّان ثانی ہے، فضائل اور محامد رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم میں آپ کی تصانیف کثیرہ مصر، عرب اور شام میں شائقین با خلاص پڑھتے ہیں۔ یہ شہر کوہ لبنان کے نیچے آباد ہے۔ بالائے کوہ اس زمانے میں قوم نصاریٰ بکثرت آباد ہیں۔ گھوڑے کی ٹرام گاڑی بیروت سے بالائے کوہ لبنان تک جاتی ہے۔ یہاں کے رہنے والے نہایت حسین اور صاحب جمال ہوتے ہیں۔ عوام اس پہاڑ کو پرستان کہتے ہیں۔ بعض مشائخ نے فرمایا ہے کہ مردان چہل ابدال کا مقام بعد گشت دنیا کے یہاں ہی ہوا کرتا ہے۔

دمشق سے ریاق ہو کر حمص میں جانا ہوتا ہے۔ یہاں جامع مسجد میں حضرت سیف اللہ وسیف الرّسول خالد بن ولید رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی ضریح مبارک ہے۔ آپ کے سرہانے تلوار اور ڈھال لٹکی رہتی ہے۔ آپ کے مزار کے پاس حضرت عبدالرحمٰن ابن خالد رضی اللہ عنہما کی ضریح مبارک ہے اور اسی مسجد کے گوشہ شمال ومشرق میں مزار حضرت عبیداللہ ابن عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہم کا واقع ہے۔ اور اندر شہر کے زیارت مزار حضرت سیّدنا سعد بن وقاص من العشرۃ المبشرہ صحابی حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ اور حضرت وحشیؓ اور حضرت ثوبان اور حضرت ذوالکلع اور حضرت عمر بن معدی کرب اور سیّدنا ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ

تعالےٰ عنہم کے مزار مقدسہ کی زیارت ہے اور بیرون شہر زیارت قبہ مزارات حضرت عمر ابن عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ اور حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہوتی ہے۔ مشہور ہے کہ حمص میں قریب تین سو صحابی شہدار کے مزارات ہیں۔ اس شہر کی آبادی مدوّر ہے اسّی ہزار آدمیوں سے آباد ہے۔ بیس ہزار نصاریٰ دس ہزار نورباف ریشمی کپڑے بننے والے ہیں اور پچاس ہزار مختلف قوم مسلمانوں کی ہیں۔

اس شہر میں شیخ مصطفےٰ صافی صاحب طریقہ نقشبندیہ کردیہ خالدیہ کے ایک مرد عالم صاحب طریقت ہیں ان کے پاس شیخ مولانا صالح صافی شافی نقشبندی اشرفی نے شام سے ایک خط روانہ کر دیا تھا اور مولانا صالح صافی نے فقیر علی حسین اشرفی سے اجازت و خلافت حاصل کی۔

حمص کے آگے چند منزل شہر حامہ شریف ہے جس میں حضرت حام بن نوح علیہما السلام کا مزار ہے۔ حامہ شریف میں زیارت مزار شریف سید سیف الدین یحییٰ کا ہے جو اول بغداد شریف سے ہجرت کر کے حامہ شریف تشریف لائے اور زیارت حضرت سید شمس الدین محمد الگیلانی الحموی اور زیارت سید علاؤ الدین علی اور زیارت سید بدرالدین حسن اور زیارت سید ابوالعباس احمد جیلانی الحموی کی ہے جن کے بیٹے سید عبدالغفور حسن جیلانی تھے اور ان کے بیٹے سید عبدالرزاق نورالعین قدس سرہ جانشیں سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ ہوئے۔

یہ شجرہ کتب قدیم حماۃ شریف میں لکھا تھا۔ فقیر نے جا کر اپنا نسب نامہ ملایا اور سید عبدالجبار صاحب طریقت خاندان قادریہ کی زبانی معلوم ہوا کہ سید عبدالغفور حسن جیلانی کی اولاد حیدرآباد دکن میں بھی موجود ہے نہیں معلوم کہ وہ حضرت نورالعین کی اولاد ہیں یا ان کے کسی بھائی کی اولاد سے ہیں اور اس شہر کے سمت شمال ایک پہاڑ پر قبہ مقام امام زین العابدین علیہ السلام کا بنا ہوا ہے یہ وہ مقام ہے جہاں قیدیان اہل بیت و سر شہدائے کربلا نے شام کے راستہ میں ایک شب مقام کیا تھا۔ اول سید صالح آفندی ابن حضرت سید مرتضیٰ آفندی نقیب الاشراف رزاقی القادری کی ملازمت سے جب فقیر مشرف ہوا۔ قبل ملازمت دل میں یہ خیال گذرا کہ اگر حضرت صالح آفندی مجھ کو خرقۂ خلافت اور شجرۂ ارشاد سے مشرف فرماتے

توخوب تھا ملاقات کے بعد بلا استفسار شجرہ بیعت ارشاد میں میرا نام لکھ کر عنایت کیا اور شب کو خلوت میں بعد تلقین خاندان قادریہ ایک تاج خرقۂ خلافت میرے سر پر رکھا اور فرمایا کہ وقت حلقۂ ذکر اس کو سر پر رکھ لیا کرنا اور ہنس کر فرمایا قلب کے اندر ایک باریک سوراخ ہوتا ہے اس سے سب کچھ نظر آتا ہے اور اس کے بعد حضرت سید عبدالجبار شیخ طریقت حامہ شریف نے فقیر کو شجرہ ارشاد آبائی عنایت کیا جس میں آپ کے نام سے امام حسن علی جدہ علیہ السلام تک برابر عن ابیہ سب کو اپنے باپ سے سلسلہ پہونچا۔ اس سلسلہ کو سلسلۃ الذہب کہنا چاہیئے علاوہ ان دونوں حضرات کے آستانۂ حامہ شریف میں کئی بزرگوار صاحب سلسلہ اور صاحب طریقت پائے گئے ان حضرات کے قصر ایوان ایسے آراستہ ہیں جیسے والیان ملک کے مکان ہوتے ہیں۔ ایک نہر پہاڑ سے ان حضرات کے مکانوں کے درمیان سے جاری ہے جس کی شاخیں ہر صاحبزادوں کے مکانوں پر پہونچی ہوئی ہیں کہ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ کی کیفیت نظر آتی ہے۔

حلب ایک عظیم الشان شہر ہے۔ قوم نصاریٰ اور یہود بکثرت آباد ہیں اور آبادی مسلمانوں کی بھی بہت زیادہ ہے۔ جامع مسجد حلب میں زیارت مزار زکریا علیہ السلام کی ہے۔ اور بروایت قوم یہود بیرون شہر اور چند انبیاء بنی اسرائیل کے مزارات ہیں۔ بصرہ یہاں کے نخلستان میں عمدہ کھجوریں ہوتی ہیں۔ اور مزار طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما اور حضرت حسن بصری اور شیخ زین العابدین رضی اللہ تعالےٰ عنہما اسی مقام پر ہے۔ **فائدہ** فقیر اشرفی جامع رسالہ ہذا ۱۳۲۳ھ میں جب بشوق زیارات عتبات عالیات حضرات اکابرین عراق بمبئی سے کراچی بندر اور مسقط و بوشہر اور بحرین و بندر فوہ اور بندر محمرہ کے سامنے گزرتا ہوا دریائے دجلہ کے کنارے اتر کر مقام علی میں فروکش ہوا۔ یہ وہ مقام ہے جہاں جنگ جمل میں حضرت مولا علی کرم اللہ تعالےٰ وجہہٗ خیمہ زن تھے۔ یہاں ایک مسجد نمازیوں سے آباد دیکھی۔ پشت مسجد پر ایک مکان زیارت خانہ جہاں حضرت کا خیمہ نصب ہوا تھا بنا ہے زائرین وہاں جاکر اس زمین کو بوسہ دیتے ہیں اور یہاں سے دو تین کوس کے فاصلہ پر بصرہ جدید آباد ہے اور بصرہ قدیم بالکل ویرانہ پڑا ہے۔ صرف جامع علی جس میں بزمانۂ سابق سات منار اذان کے تھے اب اس مسجد شکستہ میں صرف

ایک منار باقی رہ گیا ہے۔ اس مسجد سے نصف میل کے فاصلہ پر ایک احاطہ ہے اس کے اندر مسقف قبر حضرت طلحہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا ہے۔ بصرہ جدید سے یہ بصرہ دو تین کوس کے فاصلہ پر ہوگا اور بصرہ ویرانہ سے دو کوس کے فاصلہ پر بسمت جنوب ایک قریہ زبیر کے نام سے مشہور ہے۔ یہاں ایک جامع مسجد کے گوشہ مغرب میں مزار حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا ہے۔ جمعہ کی نماز فقیر نے اس مسجد میں پڑھی۔ سکنائے قصبہ قریب دو تین سو کے آدمی مجتمع تھے۔ اول اذان کے بعد سب کے سب سورۂ کہف اور سورۂ مریم کی تلاوت بآواز بلند بصری لہجہ میں کرتے تھے۔ یہ لہجہ بھی ایسا سادہ اور دل پسند تھا کہ قلب کو عجیب لطف حاصل ہوتا تھا بیرون قریہ مزار حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالےٰ عنہ ایک قبہ میں واقع ہے۔ آپ کے مزار کے پائیں مزار ابن سیرین امام المعبرین کا ہے اور اس قبرستان میں مزار حضرت شیخ زین العابدین رضی اللہ عنہ کا قبہ ہے اور یہاں سے دو کوس کے فاصلہ پر مزار حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا ہے۔ اور نقیب اشراف بصرہ سید رجب آفندی ہیں جو سید احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد سے ہیں۔ آپ کے اکثر اجداد کرام اس قریہ زبیر میں آسودہ ہیں۔ بعد زیارت مزار حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالےٰ عنہ آپ کی شان میں بطور غزل فقیر نے یہ اشعار لکھے تھے۔

غزل

شاہ باعز و شاں حسن بصری — آسمان آستاں حسن بصری
مرشدِ مرشداں حسن بصری — قبلۂ انس و جاں حسن بصری
خاک بصرہ نہ کیوں ہو کحل بصر — جلوہ گر ہے یہاں حسن بصری
ابن سیریں ہے تیرے زیرِ قدم — کیا شرف ہو بیاں حسن بصری
مرشدِ سالکانِ راہِ خدا — ہادیٔ گمرہاں حسن بصری
ان میں ظاہر ہے شان مرتضوی — ہیں علی کے نشاں حسن بصری
شاہد خلوت جمال ازل — دلبرِ عاشقاں حسن بصری
نائب خاص مرتضیٰ ہیں یہی — مقتدائے جہاں حسن بصری

کشتی پہونچے گی اس کی ساحل پر — جس کے ہوں باد باں حسن بصری
کیوں نہ ہو سر حق عیاں مجھ پر — دل میں ہیں جب نہاں حسن بصری
اشرفی کے لئے ہر عالم میں — بحر فیض رواں حسن بصری

بندر فوہ سے بندر بصرہ تک دو رویہ دریائے دجلہ کے کنارے باغات نخلستان ہیں اس قدر کثرت سے کھجوریں پیدا ہوتی ہیں کہ ملک یورپ اور امریکہ کے جہازات یہاں سے کھجوریں لاد کر لے جاتے ہیں۔

بغداد: یہاں مزار حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالےٰ عنہ اور حضرت معروف کرخی اور حضرت جنید بغدادی قدس سرہٗ اور حضرت سری سقطی قدس سرہ رضی اللہ عنہ اور مثل ان بزرگوں کے بہت مزارات واقع ہیں۔ **فائدہ۔** فقیر اشرفی جامع رسالہ ہذا جب بصرہ سے چھوٹے جہاز پر سوار ہو کر بغداد شریف روانہ ہوا۔ راستہ میں لب دریا قبہ مزار حضرت عزیر نبی علیہ السلام کی زیارت کی۔ قبہ شریف کے گرد دو منزلہ بالاخانہ میں قوم یہود مع اہل وعیال کے بکثرت رہتے ہیں اور کچھ دور آگے بڑھ کر بندر عمارہ ملتا ہے۔ یہاں سے دس کوس کے فاصلہ پر زیارت مزار سید احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے اور بغداد شریف سے سات کوس کے قریب بندر سیرہ ملتا ہے۔ یہاں سے تھوڑے فاصلہ پر شہر مدائن نظر آتا ہے جہاں نوشیرواں کا تخت گاہ تھا۔ وہ دیوار محل نوشیرواں جو زمین سے سو گز اونچی تھی اور معجزہ نبی کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے شق ہو گئی تھی اب تک موجود ہے۔ اور مزار حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی زیارت بھی اسی مقام پر ہے۔ شہر بغداد میں حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا مزار مبارک مثل مدینہ منورہ آپ کا قبہ سبز گوشہ مسجد میں زیارت گاہ انام ہے۔ پشت مسجد پر سمت جنوب ایک مختصر قبرستان جنت البقیع کے نام سے مشہور ہے۔ صحن روضہ مبارک کے گرد ہر طرف عمارت عالیشان ہیں۔ نیچے درویشوں کے قیام کے واسطے حجرے ہیں اور ان کے اوپر صاحبزادگان اولاد حضرت محبوب سبحانی کی نشستگاہ کے واسطے بالاخانہ بکمال خوبی آراستہ ہیں۔ بیرون شہر بغداد سمت شمال قبہ زیارت امام غزالی آپ کے روضۂ مبارک کے صحن میں کنواں ہے۔ اس کے پانی سے غسل کر کے بیمار اچھے ہو جاتے

ہیں اور مزار شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ ہے جو قریات و دیہات حضرت غوث پاک نے بزمانۂ حیات اپنی خرید کیے تھے اب تک آپ کی اولاد کے قبضہ میں ہیں اور عموماً حضرت کے خاندان میں سب عالم اور مفتی دیکھے گئے۔ مخصوص سید عبدالرحمٰن نقیب الاشراف علوم ظاہری و باطنی میں عدیم النظیر دیکھے گئے اور آپ کے بھائی سید سلیمان کے پوتے سید ابراہیم ہیں جن کی قصر میں ایک قطعہ میں لکھا تھا۔ وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلًا ٥ یہ فقیر چالیس روز تک آپ ہی کا مہمان تھا۔ آپ کی ذات بھی زیور علوم ظاہری و باطنی سے آراستہ پائی گئی۔ یہ سب حضرات حضرت سید عبدالعزیز ابن حضرت غوث پاک کی اولاد سے ہیں۔ اولاد سید عبدالرزاق ابن حضرت غوث پاک سے صرف ایک صاحب سید مصطفےٰ ملے تھے جن کے قبضہ میں کنجی قبہ مبارک حضرت غوث پاک کی ہمیشہ رہتی ہے آپ بھی علوم ظاہری و باطنی سے آراستہ و مالا مال دیکھے گئے۔ میرے فرزندان مولوی محمد یوسف فقیہ شافعی اور عبدالرزاق فقیہ ساکنان قصبہ بھیڑی، ضلع تھانہ (   ) ہمراہ تھے۔ اس فقیر نے ایام حاضری آستانہ مبارک حضرت محبوب سبحانی میں یہ قصیدۃ التجاۓیہ لکھ کر مزار فائز الانوار پر عرض کیا تھا۔

اے نورِ نظر سلطانِ امم غوث اعظم شاہ جیلاں
سرچشمۂ فیض و بحر کرم غوث اعظم شاہ جیلاں

اے حیدر شیر نر کے پسر اے بنتِ رسولؐ کے لختِ جگر
واقف ہے شرف سے تیرے عالم غوث اعظم شاہ جیلاں

اے راحتِ جان حسین و حسن تازہ ہے تجھی سے علی کا چمن
دنیا میں ہے جنت تیرا حرم غوث اعظم شاہ جیلاں

ہر فضل و کمال میں ہو یکتا اور بذل و نوال میں بے ہمتا
کیا کوئی کرے اوصاف رقم غوث اعظم شاہ جیلاں

بغداد میں ہند سے آیا ہوں اور بارگنہ لئے آیا ہوں
اس عاجز پر ہو نگاہ کرم غوث اعظم شاہ جیلاں

دامانِ مُراد مرا بھر دو انجام بخیر مرا کر دو
آسان ہو منزلِ ملکِ عدم غوث اعظم شاہ جیلاں

دم میں رہزن ابدال بنا اس عاجز و مسکیں کو بھی شہا
کر دیجئے عطا عرفانِ اتم غوثِ اعظم شاہ جیلاں

کہلاتا ہوں میں تیرا خادم ہوں اپنے گناہوں سے نادم
حاضر ہوں حضور میں سر کئے خم غوثِ اعظم شاہِ جیلاں

روضہ میں ترے اگر ہر دم ہر شام و سحر گلگشتِ حرم
دکھلاتا ہے لطفِ باغِ ارم غوث اعظم شاہِ جیلاں

میں بن کے گلِ باغ جیلاں خرسند ہوں تیرے در سے شاداں
خوشبو سے مری مہکے عالم غوث اعظم شاہ جیلاں

ترا نام ہو ایسا وِردِ زباں کھل جائیں سارے رازِ نہاں
بن جائے مرا دل جامِ جم غوث اعظم شاہ جیلاں

سارے دشمن پامال رہیں سب دوست مرے خوشحال رہیں
ہو عمر بسر بے رنج و غم غوث اعظم شاہ جیلاں

کسی اہلِ دنیا سے نہ کبھی کروں کوئی حاجت پیش اپنی
نہ سنوں میں کسی کا لاؔ و نعَمؔ غوث اعظم شاہ جیلاں

نہیں عالم میں اپنا ماویٰ پڑھ کر اس در سے ترے شاہا
تیرے ہی درِ دولت کی قسم غوث اعظم شاہ جیلاں

یا غوث مری امداد کرو غمگیں ہوں مرا دل شاد کرو
یہ عرض ہے با چشمِ پرنم غوث اعظم شاہ جیلاں

اے محبوبِ سبحانی گر ڈال دو مجھ پر اپنی نظر
کافور ہوں سارے دردو الم غوث اعظم شاہ جیلاں

جب نسل مِری رزاقی ہے کیوں فکرِ معیشت باقی ہے
کر دیجئے عالم سے بے غم غوث اعظم شاہ جیلاں

میں غریب مسافر ہوں تیرا میرا حامی دہر میں تیرے سوا
نہ تو مونس ہے نہ کوئی ہمدم غوث اعظم شاہ جیلاں

حاضر ہوں در دولت پر مرا حال نہیں مخفی تجھ پر
شیئاً للہ قطبِ عالم غوث اعظم شاہ جیلاں

یاغوث کرو میری تسکیں تشویش میں میری جان حزیں
مسرور ہو مرا دل پُرغم غوث اعظم شاہ جیلاں

تِری ذات مقدس ہے یکتا اے نور نگاہ حبیب خدا
تو فخرِ نسلِ بنی آدم غوث اعظم شاہ جیلاں

شیئاً للہ شیئاً للہ ہے اشرفیؔ مسکیں کی صدا
دے دیجئے کچھ از راہ کرم غوث اعظم شاہ جیلاں

شہر بغداد کے بیچ میں دریائے دجلہ رواں ہے۔ آدھا شہر سمت شمال ہے۔ جہاں حضور غوث پاک کا آستانہ ہے یہاں سے تھوڑے فاصلہ پر سمت مغرب مزار شیخ الفی کی زیارت ہوتی ہے۔ آپ ہر شب میں ہزار رکعت نفل پڑھا کرتے تھے اور حضور غوث پاک کے روضہ کے جنوب کچھ فاصلہ پر امام مرجان کا قبہ زیارت ہے اور دریا کے اس پار دوسرے حصہ شہر بغداد میں زیارت مزار حضرت یوشع پیغمبر علیہ السلام اور مزار حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ ہے۔ آپ کے قبہ کے سامنے لکھا ہے اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مُفْتِیَ الثَّقَلَیْنِ۔ اور حضرت ابوبکر شبلی اور حضرت معروف کرخی اور حضرت بہلول دانا۔ اور حضرت حسین ابن منصور حلاج اور حضرت بی بی زبیدہ خاتون وغیرہا کے مزاراتِ کثیرہ ہیں۔

شہر بغداد سے دو کوس کے فاصلہ پر مغرب کی طرف جہاں مزار حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کوفی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا ہے قصبہ معظم کے نام سے مشہور ہے۔ آپ کے آستانہ پر

ایک مدرسہ ہے جہاں دور دور کے طلبا فیوض علمی حاصل کرتے ہیں۔ اسی قصبہ میں مزار حضرت حبیب عجمی اور حضرت حسن نوری اور حضرت شیخ حماد دباس رحمۃ اللہ علیہم اجمعین مع دیگر مزارات متبرکہ واقع ہیں۔

قصبہ معظم سے دریائے دجلہ کشتیوں کے پل سے عبور کرکے ایک کوس کے فاصلہ پر کاظمین شریفین کی زیارت ہے بالکل گنبد مع کلس تانبہ پر سونا چڑھا ہوا سنہرا مغرق نظر آتا ہے۔ دو گنبد اسی طرح کے ہیں۔ ایک میں مزار حضرت امام موسیٰ کاظم علی جدہ وعلیہ السلام کا ہے اور دوسرے قبہ میں آپ کے پوتے حضرت امام محمد تقی علیٰ جدہ وعلیہ السلام کا مزار ہے۔ صحن روضہ میں دو چھوٹے قبہ بنے ہیں۔ ایک میں مزار سید ابراہیم ابن موسیٰ کاظم علی جدہ وعلیہ السلام ہے۔ اور دوسرے میں مزار سید اسماعیل ابن موسیٰ کاظم علی جدہ وعلیہ السلام ہے۔ یہ دونوں صاحبزادے شاگرد امام اعظم ابو حنیفہ کوفی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کے ہیں۔ بوجہ تلمذ اعظمی اہل تشیع آپ کے مزار کی زیارت نہیں کرتے۔ اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کا مزار حرم شریف سے بالکل باہر نکل کر ایک قبہ میں مع مسجد کے واقع ہے۔ آپ کے قبہ کے دروازہ پر لکھا ہے

اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِیَاءِ

فقیر نے بعد زیارات مزارت متبرکہ کاظمین شریفین کے جو اشعار التجائیہ عرض کئے تھے وہ یہ ہیں :۔

ایہا الموسیٰ ابن جعفر تقی ابن الرضا	اے امام ابن الامام الا تقیاء
از جہاں رفتی بحالِ بے کسی و رنج و غم	لیک عالم را رہانیدی زقید رنجہا
عرض حاجت می کنم در پیش شاہ کاظمین	جملہ حاجاتم شود از حضرت پاکت روا
جبہ سائے آستانت جن و انسان و ملک	ذات پاک انبیا بذات تو فخر الانبیاء
خاک روبی جنابت ہر کہ کرد از صدق دل	درج شد نامش بدفترہائے نام اولیاء
حد امکان من مسکیں نباشد وصفِ تو	وصف تو داند خدا یا خاص خاصان خدا

آرزوہائے دل ایں اشرفی خاکسار
جملہ بر آور طفیل حیدر مشکل کشا

کاظمین شریفین سے سُر مَن رّا جاتے ہوئے ایک شہر ویرانہ ہے جس کا نام اروا تھا۔ قریب راستہ قبہ مع احاطہ مزار شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ آپ اکثر عتبات عالیات پر حاضر ہوتے تھے۔ اسی مقام پر آپ نے انتقال فرمایا۔ یہیں آپ کا مزار بنا۔ مقام سامرہ میں ایک قبہ کے اندر مزار امام علی نقی اور امام حسن عسکری علی جدہ و علیہ السلام کی زیارت گاہ خاص و عام ہے آپ کے احاطۂ حرم روضہ کے باہر سمت مغرب جامع عسکریہ کے نام سے ایک مسجد مشہور ہے اس مسجد کی بیچ کی دیوار پانچ گز سے کم چوڑی نہ ہوگی۔ اس دیوار کے نیچے تہہ خانہ ہے۔ زینہ سے اتر کر ایک کوٹھری ہشت پہل ملتی ہے۔ اس کے اندر شرقاً غرباً قریب سات گز کے ایک لانبا دالان ہے اس دالان کی دیوار میں عمدہ عمدہ اشعار فارسی مناقب ائمہ اہل بیت میں لکھے ہوئے ہیں اس دالان کے شرقی حصہ میں ایک مربع کوٹھری ہے اس کے بیچ میں ایک تنگ و تاریک غار ہے جس کا منہ تنور کے برابر ہے۔ کہتے ہیں کہ امام مہدی آخر الزماں علی جدہ و علیہ السلام اسی غار سے غائب ہو گئے۔ مشائخ نے یہ فرمایا کہ سید محمد مہدی جن پر امام مہدی آخر الزماں کا گمان کرتے ہیں، مرتبۂ ابدال کو پہونچ کر چشم خلائق سے مخفی ہو گئے اور امام موعود مہدی آخر الزماں علی جدہ و علیہ السلام امام حسن علی جدہ و علیہ السلام کی اولاد سے ہوں گے۔

شہر پناہ سامرہ سے باہر جامع مسجد سمت شمال بنی عباس کے زمانے کی شکستہ ویران پڑی ہے سید طٰہٰ مزور جب فقیر کو لے گئے اس مسجد کے مینار پر میرے ساتھ خود بھی چڑھے اس قدر بلند تھا کہ میرے پیر کانپنے لگے میں اسی مقام پر بیٹھ گیا اور سید طٰہٰ سے کہنے لگا کہ اب آگے جانے کی میری ہمت نہیں ہے اور یہ مینار اس قدر بلند ہے کہ کئی کوس سے دکھائی دیتا ہے۔ وہاں سے شہر سُر من رّا جس میں چودہ شاہان بنی عباس کا تخت گاہ تھا نظر آتا ہے۔ دریائے فرات سے اس شہر کے نیچے ایک نہر لائے تھے جس سے اہل شہر سیراب ہوتے تھے۔ مگر امیر تیمور نے اس نہر میں سیسہ پلوا کر بند کرا دیا تاکہ یہ شہر ویران ہو جائے۔ جس شہر کے سلاطین، ائمہ اہل بیت کے مخالف تھے ایسے شہر کا آباد رہنا بادشاہ کو پسند نہیں آیا۔ چنانچہ اس شہر میں انسان تو کیا حیوان بھی بوجہ قحط آب نہیں رہتے۔

سید طٰہٰ نے بالائے مینار سے قصر ہارون دکھلایا اور ایک بلند مکان جس کا نام قصر عاشق

تھا بیان کیا کہ ہارون رشید کی لڑکی کسی شخص پر عاشق تھی اس لیے یہ بلند مکان بنایا تھا اپنے گھر سے نظارۂ جمال معشوق کیا کرے۔ اور ایک ڈھیر مٹی کا زمین سے سوگز کے قریب بلند دکھائی دیا سید صاحب نے بتلایا کہ ایک دن ہارون رشید نے اپنے سواران لشکر کو حکم دیا کہ جس کا گھوڑا جس قدر دانہ کھاتا ہو اسی قدر تول کر مٹی ہر سوار لشکر اس جگہ پر ڈال دے سیکڑوں برس تئیں کہ پر گذر چکیں اب بھی اتنا بلند ہے کہ خدا جانے کس قدر اس کے سواران لشکر تھے کہ جس کے گھوڑوں کی ایک دن کی خوراک کے ہم وزن مٹی کا اتنا بڑا ڈھیر موجود ہے۔ اسی مینار کی بلندی کے سرمن را کی جانب جنوب ایک پہاڑ کو بتلایا جس کا نام گوبر ہے کہا کہ یہی مقام اصحاب کہف ہے جو نظر عوام سے پوشیدہ ہے اور وہاں جانے میں اس قدر خوف معلوم ہوتا ہے کہ کوئی نہیں جاتا فقیر نے بعد زیارت سامرہ شریف یہ اشعار التجائیہ عرض کیے تھے۔

اے نقی و عسکری ابن بتول پارسا — حاجت این بندہ را ز لطف خود فرما روا

اے امامین غریب بیکس و بیکس نواز — علم و عرفان خدا را کن بایں بیکس عطا

انچہ آں حجۃ اللہ مہدی آخر زماں — سینہ ام روشن شود از نور ذات کبریا

با صد جانم فدائے قبۂ ہر دو امام — ایں علم قرباں و چشم فرش راہ ایں دو تا

در جناب ایں کریما کے رسیدے اشرفی — گر نبودے لطف شاں ہر لحظہ پیشش رہنما

بغداد شریف سے گھوڑا گاڑی پر کربلائے معلّٰی جانا ہوتا ہے۔ راستہ میں لب دریائے فرات ایک بستی پڑتی ہے جس کا نام مسیب ہے۔ اسی بستی کے ایک میل فاصلہ پر دو سبز قبوں میں تن بے سر فرزندان مسلم علی جدہ وعلیہ السلام کے مزار کی زیارت ہے۔ کربلائے معلّٰی سے تین فرسخ پورب حضرت عون شہید کربلا کا مزار ہے۔ آپ کربلائے معلّٰی سے لڑتے لڑتے تین فرسخ پورب چلے آئے تھے یہاں آکر شہادت پائی تھی۔ کربلائے معلّٰی ایک بڑا شہر ہے۔ اس کی آبادی وسیع ہے۔ وسط شہر میں قبہ مزار حضرت امام حسین علی جدہ وعلیہ السلام ہے جو بالکل مغرق سنہرا ہے۔ آپ کی ضریح مبارک کے پائیں دو چھوٹی ضریحوں میں آپ کے صاحبزادگان حضرت علی اکبر اور حضرت علی اصغر کے مزار ہیں۔ قبہ کے اندر سمت گوشۂ مشرق و جنوب ایک کوٹھری کے اندر گنج شہیداں ہے جس میں اٹھارہ بنی ہاشم مدفون ہیں۔ کوٹھری کا دروازہ مقفل رہتا ہے بوقت زیارت خاص

کھلتا ہے۔ سمت جنوب دالان میں جس کو رواق کہتے ہیں مزار صحابی رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت حبیب ابن مظاہر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی زیارت ہے جو حضرت امام حسین علی جدّہ وعلیہ السلام کے ساتھ شہید ہوئے تھے۔ اس مقام پر ایک منبر رکھا رہتا ہے۔ اکثر اہل ایران بزبان فارسی ذکر شہادت امام حسین علی جدّہ وعلیہ السّلام بیان کرتے ہیں۔ اسی رواق کے گوشۂ مغرب وجنوب میں ایک گنبد کے اندر چند زینہ اتر کر مشہد امام علیٰ جدّہ وعلیہ السلام ہے جہاں آپ کا سر مبارک شمر ملعون نے تنِ اقدس سے جدا کیا تھا۔ مقام مشہد امام علیٰ جدّہ وعلیہ السّلام سے تین سو قدم کے فاصلے پر مقام خیمہ گاہ اہل بیت کی زیارت ہے۔

کربلائے معلےٰ سے تین فرسخ پچھم حضرت حر کے مزار مبارک کی زیارت ہے جو لڑتے لڑتے دشمنوں کو بھگاتے وہاں جاکر شہید ہوگئے۔ حضرت امام حسین علےٰ جدہ وعلیہ السلام کے قبۂ مبارک سے سمت مشرق نصف میل کے فاصلہ پر لب نہر علقمہ حضرت عباس جرار علم بردارِ لشکر امام حسین علی جدّہ وعلیہ السّلام کا مزار چینی کے قبہ میں ہے۔ یہیں آپ نے شہادت پائی تھی اب اس نہر کا پتہ بھی نہیں۔ پٹ گئی اور اس پر شہر آباد ہوگیا۔ ایک بادشاہ نے بیرون شہر کربلائے معلےٰ دریائے فرات سے ایک نہر کھود کر جاری کی ہے جس سے اہل شہر پانی پیتے ہیں۔ عموماً ہر شخص کے مکان میں کنواں ہے۔ مگر پانی کھاری ہے۔

فقیر نے بماہ شعبان ۱۳۲۳ھ کربلائے معلیٰ میں بعد زیارت مزار امام حسین علی جدّہ وعلیہ السّلام یہ اشعار حسرت آمیز عرض کیے تھے۔

اشعار

رہبر سالکاں نگاہِ حسین	راہ دین است شاہراہ حسین
شامیان جفا شعار بظلم	نہ نمودند عزّ و جاہ حسین
وائے آں جاہلاں ندانستند	کہ بلند است پایگاہ حسین
تشنہ لب داشتند تا سہ روز	بیں چہ شد حالت تباہ حسین
آفریںہا کہ پیش سرورِ دیں	فدیہ کردند جاں سپاہ حسین

چوں ہمہ ہمرہاں شہید شدند — بے کسی بود خود گواہ حسین
پسر نوجواں چو گشت شہید — رفت سوئے فلک نگاہ حسین
آں زماں گشت عالمے تاریک — قتل گردید خود چو شاہ حسین
روح سلطان انبیاء بگریست — در غم قتل بے گناہ حسین
دیدہ از خود بگریہ می آید — چوں بیائی بقتل گاہ حسین
غیر حرّ جری بہ لشکر شمر — نہ کسے بود خیر خواہ حسین
یابم ار مثل جان خود صد جان — فدیہ اش می کنم براہ حسین
اے خدا حبّ اہل بیت بدل — کالحجر نقش کن بجاہ حسین
اشرفی جملہ مدعا یابی — بر تو افتد اگر نگاہِ حسین
سیّد و شاہ دیں پناہ حسین — بیکساں ست را دستگاہ حسین
بود شاہے بعز و جاہ حسین — مظہر قوتِ الٰہ حسین

رُباعی

شاہ شہدا ر کے کربلا میں پہونچا — تسلیم کو مرکز رضا میں پہونچا
دربار حسینی میں ملا بار مجھے — صد شکر کہ درگاہ خدا میں پہونچا

کربلائے معلّٰی سے ایک دن میں گھوڑا گاڑی نجف اشرف پہونچاتی ہے۔ اثناء راہ میں ایک موضع کفل کے نام سے مشہور ہے۔ یہاں بکثرت یہود آباد ہیں۔ وسط موضع میں قبہ مزار حضرت ذوالکفل علیہ السّلام معہ مسجد اور مینار نظر آتا ہے۔ نصف راہ نجف اشرف گذرنے پر راستہ سے کچھ فاصلہ پر علاحدہ تل نمرود ایک اونچا مینار ہے۔ اس کے اندر سے اوپر چڑھنے کے واسطے ایک زینہ بنا ہے۔ نمرود مردود جو خدائی کا دعویٰ کرتا تھا یہ ظاہر کیا کہ میں اس راستہ سے آسمان پر جاتا ہوں اور خدائی کرتا ہوں۔ حق تعالےٰ کے حکم سے ایک مچھر نے اس کا کام تمام کیا۔ اس کی نشانی اب تک تل نمرود موجود ہے۔

کربلائے معلّٰی سے شاہ نجف تک اکثر ریگستان اور میدان ہے۔ دو چار کوس جب

نجف اشرف باقی رہتا ہے اور حضرت مولا کا قبہ معہ مینار سنہرا نظر آتا ہے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک آفتاب آسماں پر طالع ہے اور ایک خورشید زمین پر لامع ہے۔ آستانہ نجف اشرف کے گرد شہر پناہ ہے اور شہر پناہ کے متعدد دروازے ہیں۔ وسط شہر میں حضرت مولا کا حرم قبہ شریف، وسط صحن میں حضور کا گنبد ہے مع رواق۔ یعنی چہار طرف کے گنبد کے دالان وسیع بنا ہوا ہے۔ مزار مبارک پر ضریح فولادی رکھی ہوئی ہے۔ قبر شریف پہ ایک ڈھال اور تلوار رکھی رہتی ہے۔ اور ایک قندیل کے اندر قبہ شریف میں ایک تاج مکلّل بجواہرات شاہ عباس صفوی کا نذر کیا ہوا رکھا ہے۔ اور جناب مولا کی ضریح مبارک کے اوپر ایک قندیل جواہرات سے جڑی ہوئی ہے جس کی قیمت کا تخمینہ بڑے بڑے جوہریوں سے نہ ہو سکا..... ضریح مبارک میں ایک چھوٹا سا دروازہ بنا ہوا ہے۔ وقت زیارت مخصوص وہ دروازہ کھلتا ہے۔ عموماً زائرین ضریح شریف کی جالی سے روزانہ زیارت کرتے ہیں۔ یہ قبہ اور مینار شاہ عالی جاہ امیر تیمور کا بنایا ہوا ہے۔ تمام قبہ شریف کے اوپر سونے کی اینٹیں لگائی گئی ہیں۔ اور دونوں مینار بھی سنہرے ہیں۔ ایک مسجد جامع علویہ کے نام سے احاطۂ روضۂ مبارک سے ملی ہوئی ہے جس کا دروازہ حرم کے اندر کی طرف کا مقفل رہتا ہے۔ جمعہ کے روز کھلتا ہے۔۔

بقول یہود جہاں حضرت کا مزار ہے سابق سے نوح علیہ السلام اور دیگر انبیا کرام کا مدفن ہے۔ اور وادیٔ نجف میں ایک قبہ کے اندر مزار حضرت صالح و ہود علیہما السلام زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ فقیر نے عرض حال اپنا سرکار حیدر کرار کی جناب میں بطور غزل نظم میں اس طرح کہا تھا۔

غزل

کھڑا ہوں مشکل کشا کے در پر کہ میری مشکل کشائی کیجئے
اسیر ہوں دام نفس بد میں حضور جلدی رہائی کیجئے
مسیح مُردوں کو تھے جلاتے مگر دلِ مردہ کو ہمارے
حضور فرما کے قُم جِلا کر ظہور شانِ خدائی کیجئے

ہوا ہوں جس آرزو سے حاضر جناب پر ہے وہ بات ظاہر
یہی ہے مقصود عرض شاہا کہ میری حاجت روائی کیجئے
غبار سے زنگ سے بھرا ہے مجھے نہیں کچھ بھی سوجھتا ہے
شہا مرے دل کے آئینہ کی کرم سے اپنے صفائی کیجئے
حضور باب علوم نبوی عطا کریں مجھ کو علم عرفاں
اٹھا کے پردہ دوئی کا دل سے مری خدا تک رسائی کیجئے
غلام ہندی ہوں بے سلیقہ کروں میں کس طرح عرض حاجت
ادب یہ کہتا ہے ہاں سمجھ کر کبھی نہ ہرزہ درائی کیجئے
پھرے زمانہ میں چار سو ہم نہ پایا مقصود دل تو آخر
کہا یہ دل نے در علی پر تو چل کے مدحت سرائی کیجئے
جناب آقا جناب مولا جناب عالی جناب اعلیٰ
نگاہ لطف و کرم سے اپنی ہماری عقدہ کشائی کیجئے
نصیب سے مشہد مقدس خدا نے ان آنکھوں سے دکھایا
جھکاؤ سر ہے یہ باب حیدر یہیں پہ اب جبہ سائی کیجئے
بغیر حب علی ہے مشکل کہ ہو کسی کو کمال حاصل
ہزار ہو تجھ میں زہد و تقویٰ ہمیشہ گر پارسائی کیجئے
کہوں میں کیا اشرفی کہ مجھ سا نہ ہوگا کوئی ذلیل و رسوا
در علی پہ یہ جوش آیا کہ آج کچھ خود ثنائی کیجئے

دیگر غزل

ہوں مبتلائے رنج و الم یا علی مدد — آیا ہے غم سے ناک میں دم یا علی مدد
فکر وصال و بیم نصیب و ہجوم یاس — ایک میں ہوں اور جہان کا غم یا علی مدد
پابند انتہا نہیں سب دل کی کلفتیں — باہر ہے سب کا حد سے قدم یا علی مدد

مرہون وقت کیوں نہیں اب میرے کل امور — کب تک سہوں یہ جور و ستم یا علی مدد
آمادۂ جفا ہیں فلک بن کے مدعی — پہونچاتے ہیں الم پہ الم یا علی مدد
دنیا کی دشمنی میں مخالف ہیں دین کے — ہے کشمکش میں حق کا بھرم یا علی مدد
مارج ہیں کار خیر کے سب بانیان شر — تیغ حسد کئی ہیں علم یا علی مدد
کرتا ہوں پیش پیشِ خدا ساتھ دیجئے — رہ جائے شرم دیدۂ نم یا علی مدد
بے فکر یاد حق میں رہوں محورات دن — آئے نہ پیش کوئی بھی غم یا علی مدد
مامون ہر جفا سے رہے تا حیات دل — مشکل پڑے نہ کوئی اہم یا علی مدد
بہرِ حسن برائے حسین پئے بتول — ہو جائے اشرفی پہ کرم یا علی مدد

نجف اشرف سے دو فرسخ کے فاصلہ پر مسجد کوفہ ہے۔ راستہ میں قبر حضرت کمیل ابن زیاد خلیفہ حضرت مولا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی زیارت سے مشرف ہوا۔ شہر کوفہ کو امیر تیمور بادشاہ نے کھدواکر پھینکوا دیا اور بالکل ویران کر دیا۔ امیر تیمور کا کہنا تھا کہ جہاں خاندان نبوت کا خون بہایا گیا ہے میں ایسے شہر کو آباد دیکھنا نہیں چاہتا۔

کوفہ میں صرف مکان خلافت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ قائم ہے اور پشت مسجد پر ایک فرسنگ کوں جائے غسل میت جناب امیر علیٰ نبیہ وعلیہ السلام قائم ہے۔ اس مسجد کے اندر بارہ زیارتیں ہیں۔ اول محراب مسجد میں زیارت مقام مشہد علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہے اس محراب کے اوپر جالی آہنی لگادی ہے۔ جالی کے اندر لوگ ہاتھ ڈال کر بوسہ دیتے ہیں اور اس محراب کے پچھم مقام عبادت حضرت نوح علیہ السلام کی زیارت ہے اور زیارت مقام امام زین العابدین علی جدّہ وعلیہ السلام ہے اور اس کے پورب زیارت مقام جبرئیل علیہ السلام ہے۔ اس کے پورب زیارت مقام حضرت آدم علیہ السلام ہے۔ اس کے پورب زیارت مقام حضرت امام جعفر صادق علےٰ جدّہٖ وعلیہ السلام ہے۔ اور مقام جبرئیل علیہ السلام سو سمت شمال ایک چبوترہ مع محراب کے بنا ہے۔ اس پر ایک ستون مدوّر قدآدم سنگ مرمر کا کھڑا ہے اس پر یہ کندہ ہے مقام محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم۔ اس ستون سے جانب شمال اس صحن میں ایک غار مدور ہے۔ وہاں ایک پتھر پر یہ کندہ ہے مقام سفینہ

نوح علیہ السلام۔ شاید اس مقام پر حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی تیار کی گئی ہوگی۔ اس غار کے پورب مقام حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہے اور اس کے شمال مقام حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زیارت ہے۔ اس کے پورب مقام زیارت حضرات حسنین علی جدّہما و علیہما السلام ہے۔ اس مسجد کے صحن میں ایک دروازہ ہے۔ شرق رویہ اس دروازہ سے باہر نکل کر سمت جنوب قبہ زیارت حضرت مسلم بن عقیل علی جدّہما و علیہما السلام ہے۔ اور سمت شمال زیارت قبر ہانی ابن عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔ اور یہاں سے سمت مشرق ایک میل کے فاصلے پر دریائے فرات ہے اور لب دریا کچھ آبادی بھی ہے۔

مصر ایک عظیم الشان شہر ہے۔ شہر کے اہل پیشہ کے غوغا کی صدا دس کوس تک پہونچتی ہے۔ کوہ بے ستون جس کو فرہاد نے شیریں کے عشق میں کھودا تھا اس کے آلۂ کوہ کنی کا دستہ انار کی لکڑی کا تھا۔ کہتے ہیں کہ فرہاد تو پہاڑ کھودتے کھودتے مرگیا مگر اس کے آلۂ کوہ کنی کے دستہ سے انار کا درخت پیدا ہوا۔ بعض پھل میں انار کے دانے خون آلودہ ہوتے ہیں بعض پھل معمولی انار کی طرح ہوتے ہیں۔ **فائدہ**۔ فقیر اشرفی جامع رسالہ ہٰذا بعد سفر حلب و حمص و دمشق و بیت المقدس وغیرہ کے بندر بوسعید جس کو اب پورٹ سعید کہتے ہیں، پہونچا۔ وہاں سے بسواری ریل دار السلطنت مصر شہر قاہرہ میں پہونچے۔ ڈاکٹر نور محمّد ہمارے فرزند در نجف حاجی بیت الشرف مولانا ابوالمحمود سید احمد اشرف کے مرید پنجابی سے ملاقات ہوگئی۔ انھوں نے موٹر کرایہ کر کے عجائب مقامات مصر اور زیارت مزار صحابہ و اولیاء اللہ سے مشرف کرایا۔

بیچ شہر میں ایک پہاڑ کی چوٹی پر سلاطینِ مصر کا پرانا قلعہ تھا اس کے وسط میں ایک رفیع الشان جامع مسجد بنی ہے۔ مسجد کے ایک گوشہ میں محمد علی پاشا کا مزار ہے۔ اس مسجد کی فصیل کے اوپر سے سارا شہر نظر آتا ہے۔ اتنا بڑا شہر ہے کہ شہر کے کنارے تک نگاہ نہیں پہونچتی۔ اس قلعہ کے اندر عالیشان شاہی مکانات ٹوٹے پھوٹے نظر آتے ہیں۔ سمت مشرق اسی قلعہ میں وہ کنواں ہے جس میں حضرت یوسف علیہ السلام قید تھے۔ اس میں اتنی وسعت ہے کہ سو آدمی رہ سکتے ہیں۔ اس کنویں کی صورت یہ ہے کہ اس کی گولائی میں مدوّر زینہ پانی

تنگ بنا ہوا ہے۔ اس کے وسط میں ایک مدور دالان ہے جس میں حضرت یوسف علیہ السلام قید کئے گئے تھے۔ اس دالان میں ایک قبر بھی ہے کہتے ہیں کہ یہ مزار حضرت یوسف علیہ السلام کے ہمراہی کا ہے۔ پہاڑ پر یہ کنواں اتنا گہرا ہے کہ اگر اوپر سے پانی کی طرف جھک کر دیکھا جائے تو ایک سفید نگینہ کی طرح پانی چمکتا نظر آتا ہے۔ منتہائے آب چاہ تک ان زینوں سے پہونچنا کمزور آدمی کا کام نہیں۔

وسط شہر میں زمانۂ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی ایک وسیع جامع مسجد ہے مگر غیر آباد ہے۔ اس مسجد کے گوشہ میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا مزار ہے۔ دریائے نیل کے قریب زیارت مزار سیدنا عبدالرحمٰن یعنی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی اور آپ کے صاحبزادہ سیدنا یحییٰ رضی اللہ عنہ کی ہے۔ اور محلہ سیدنا حسین علےٰ جدّہ وعلیہ السّلام میں ایک عالیشان عمارت کے اندر مدفن سر امام علی جدّہ وعلیہ السّلام کی زیارت ہے۔ فقیر نے جب شرف زیارت حاصل کیا تو دیکھا کہ مثل کربلائے معلّٰی کے شبانہ روز زائرین طواف کیا کرتے ہیں۔ اگرچہ کتب سیر اور تواریخ سے ثابت نہیں ہے مگر بروایت عام مشہور ہے کہ خلفاء بنی عباس میں سے ایک خلیفہ نے جب یزید کے خزانہ پر قبضہ پالیا تو وہاں یہ سر مقدس اس کو ملا۔ شاہ مصر کی طرف سے اس آستانہ پر شبانہ روز لنگر جاری رہتا ہے۔

ایک محلہ بنام ستی زینب مشہور ہے۔ وہاں مزار حضرت بی بی زینب کی عمارت سنگ مرمر کی ہے اور فرش قالین استنبولی وشیشہ آلات سے آراستہ وپیراستہ ہے۔ یہ بی بی شائد ائمہ اثنا عشرہ میں سے کسی امام کی صاحبزادی ہوں گی۔ کیوں کہ بی بی حضرت زینب خواہر امام حسین علےٰ جدّہ وعلیہ السّلام کے مزار کی زیارت دمشق سے چار کوس کے فاصلہ پر قریہ زینب میں حاصل کی تھی۔

شہر مصر میں اکثر امام زادوں اور امام زادیوں کے مزارات کی زیارت ہوتی ہے چنانچہ محلہ کرکول میں زیارت مزار امام زین العابدین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی مشہور ہے اور آپ کا مزار شہر مدینہ قبۂ اہل بیت میں ہے۔ شاید آپ کے کسی صاحبزادے کا مزار ہو اور اس مزار کے پاس سیدنا زید شہید کا بھی مزار ہے۔ اور عمارت مزار بی بی سکینہ بنت حضرت امام حسین علیٰ جدّہ

وعلیہا السلام مصر میں بھی ہے۔ اور فقیر نے دمشق کے تہہ خانۂ قبرستان میں حضرت بی بی کلثوم خواہر حضرت امام حسین علی جدہما وعلیہما السلام کے پاس آ کے زیارت کی ہے۔ مصر میں زیارت قبہ حضرت سیدتنا رقیہ بنت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی اور زیارت قبہ سیدنا محمد مرتضیٰ ابن حضرت علی جعفر بن سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالےٰ عنہم کی اور زیارت قبہ مزار مبارک حضرت بی بی سیدتنا عاتقہ بنت عبد المطلب عمہ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی اور زیارت سیدتنا بی بی نفیسہ بنت سید حسن الانوار ابن سیدنا زید بن سیدنا امام حسن علےٰ جدہم وعلیہم السلام کی کی۔ یہاں ایک یہودی اندھا آیا تھا اس کی آنکھ روشن ہوگئی اور وہ مسلمان ہوگیا۔ یہ مقام فیض ہے اکثر اندھے یہاں آکر اچھے ہو جاتے ہیں اور زیارت قبہ مزار امام لیث ابن سعد یافعی رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔ اور ان کے فرزند سیدنا شعیب رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی کی۔ اور قبہ مزار حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی زیارت کی۔ اور اسی قبہ مزار میں ملکہ شمس بنت سلطان العادل اور محمد الکامل خلف سلطان العادل اور سلطان عبد الحکیم کے مزارات کی زیارت کی اور اسی قبہ کے قریب قبۂ مزار اولاد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہم واقع ہے۔ اور حضرت بی بی عائشہ بنت حضرت امام جعفر صادق علیٰ جدہما وعلیہما السلام کے مزار کی زیارت واقع ہے۔

ایک پہاڑ میں قریب چار سو گز اندر ایک تہہ خانہ ہے جس میں مزار حضرت کشکوس سلطان ترکی عرف عبد اللہ مغاوری کا ہے۔

اس شہر میں ایک مدرسہ جامع ازہر کے نام سے مشہور ہے جس میں دس ہزار طلبہ کو تعلیم دی جاتی ہے۔ علاوہ علوم دینیات مخصوص علم قرأت کی ایسی تعلیم دی جاتی ہے کہ جس کی نظیر روئے زمین پر نہیں ہے۔ سات سو سے زائد علمار جید علوم فنون مختلفہ کا درس دیتے ہیں اس مدرسہ کا قدیم کتب خانہ ہر علم کی کتابوں سے بھرا ہوا ہے تعلیم دینیات میں یہ مدرسہ دنیا میں اپنا نظیر نہیں رکھتا۔

شہر کے کنارے دریائے نیل رواں ہے۔ دریا پر پل بندھا ہوا ہے۔ دریا کے پار دامن کوہ میں سات اہرام مصری تھے ان میں سے دو اہرام کو انگریزوں نے کھدوایا۔ اس کے اندر

سیکڑوں سنگ سماق کے تابوت میں نعشیں نکلیں وہ نعشیں مع تابوت سنگی عجائب خانہ میں لاکر رکھی ہیں اور بہت سی نعشیں انگریزوں نے فروخت کردیں جو عجائب خانہ جرمن فرانس وغیرہ میں رکھی گئی ہیں۔ انھیں میں سے ایک عورت کی نعش جے پور کے عجائب خانہ میں آئی ہے۔ مگر فقیر کو عجائب خانۂ مصر میں اس فرعون کی نعش تک نہیں پہونچایا جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں تھا۔ یہ شہر نہایت وسیع اور خوش قطع آباد ہے۔ بارہ ہزار روپیہ یومیہ کا صرف سگریٹ یہاں بکتا ہے اور بارہ ہزار روپیہ ٹرام گاڑی کا کرایہ آتا ہے۔

یہاں سے تین گھنٹے کے راستہ پر سواری ریل شہدلے بہنسا کی زیارت ہے اس مقام پر حاضر ہوکر اکثر اولیاء اللہ نے فیض حاصل کیا ہے۔ شہر سے دو شاخیں ریل کی گئی ہیں۔ ایک مقام سوئز نہر کو گئی ہے اور دوسری پورٹ سعید کو۔ یہاں اکثر مشائخ صاحب خانقاہ سلسلۂ شاذلیہ اور سلسلہ رفاعیہ اور سلسلۂ سمانیہ کے پائے گئے ہیں۔ اسکندریہ جہاں آئینہ سکندری ہے شرح اس کی یہ ہے کہ سکندر نے تیس گز کا آئینہ بنایا تھا اور ایک بلند منارہ پر اس کو لگایا تھا قوم فرنگی راتوں کو اور دن میں کشتی پر سوار ہوکر دریا کے راستے سے آکر شہر میں ڈاکہ مارتے تھے۔ اس آئینہ کے لگانے سے ان کی کشتیوں کا عکس اس آئینہ میں نمودار ہوتا تھا اور اہل شہر مع اسلحہ کے پہلے سے جنگ کے واسطے تیار ہوجاتے تھے اور فرنگیوں کو مار کر بھگا دیتے تھے۔

حجاز

طائف: یہاں کی آب و ہوا نہایت خوش گوار ہے۔ ہر سمت بیرون شہر باغات کی کثرت ہے اور ایک باغ سے دوسرے باغ میں چشمہ جاری ہے۔ اس وقت یہاں سات نہریں جاری ہیں جن کا پانی سب باغوں میں پہونچتا ہے اور اہل شہر اس سے نفع اٹھاتے ہیں۔ بازار مثل قصبات کے مختصر ہے۔ انگور، انار، نیز ہر فصل میں میوہ جات بکثرت ملتے ہیں۔ اوّل زیارت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما کی ایک مسجد کے گوشہ

شمال میں واقع ہے اور اس قبہ کے اندر مزار حضرت طیبؒ اور حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرزندان نبی کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سمت شمال واقع ہے اور اسی قبہ کے اندر مزار حضرت امام محمد حنیف ابن حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہما اور مزار حضرت عبدالرحمٰن اور حضرت عیسیٰ ابن عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہم ہیں اور قبر زبیدہ خاتون کے بھائی کی اور اس کے برابر شریف عون کی قبر جو مسموم شہید ہوئے واقع ہے۔ اور سید رشید پاشا کی قبر اور ایک قبر کسی درویش عالم طریقہ نقشبندیہ کی ہے ان کا نام مولانا سید ملک بخاری نقشبندی ہے۔ عرض وطول قبہ شریف کا دس گز حسب فرمائش مولوی مقصود علی ابن مولوی سید یعقوب علے مرحوم میرٹھی متحقق ہوا ہے۔

دوسری زیارت مزار سیدنا عکرمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا ہے جو طائف سے چھ میل کے فاصلہ پر موضع وحط جو دامن کوہ میں واقع ہے اسی موضع کے کنارے پر زیارت ہے یہ صحابی رسول کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے بڑے عاشقوں میں تھے۔ بعد اس زیارت کے مسجد زبیر دامن جبل کوع کی زیارت کی جس کے جنوب کے گوشہ میں نشان کہنی مبارک حضرت سرور عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا ہے۔ اس پہاڑ کے نیچے ایک پتھر معلق کھڑا ہے جس میں حضور اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا سر اقدس کا نشان ہے۔ اس مقام پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروز تھے کفار بنی ثقیف کے کئی سو آدمی پہاڑ کے اوپر چڑھ گئے اور ایک بڑے بھاری پتھر کو بغرض ایذا رسانی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لڑھکایا۔ جب وہ پتھر سر مبارک کے قریب پہونچا معلق ٹھہر گیا۔ اب تک وہ پتھر مثل سائبان بے ستون کے کھڑا ہے۔ جہانتک سر مبارک سے مس ہوا تھا وہ پتھر مثل موم کے نرم ہو گیا اور نشان سر مبارک اب تک قائم ہے۔ فقیر اشرفی جامع رسالہ ہٰذا نے اس نشان مقدس سے اپنے سر کو مس کیا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى هٰذَا النِّعْمَةِ الشَّرِيْفَةِ۔

اس کے بعد زیارت مسجد عداس رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی کی جس کے سامنے ایک چشمہ جاری ہے جو کہ ایک باغ میں ہے۔ یہ وہ صحابی رسول ہیں جنہوں نے حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو وقت غلبہ کفار اپنی باغ میں امن دی۔ یہ حضرت عداس ایک نصارا کے غلام

تھے جس کا نام ربیعہ تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ پیاس سے نہایت پریشان حال ہیں۔ عرق انار وانگور نچوڑ کر پلایا۔ حضرت نے دریافت فرمایا کہ اے عداس تم کہاں کے رہنے والے ہو۔؟

انھوں نے عرض کیا کہ نینوا بستی کا رہنے والا ہوں۔

حضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ وہ بستی حضرت یونس علیہ السلام کے پیدائش کی جگہ ہے۔

عداس کہنے لگے کہ یہ حال حضور کو کیوں کر معلوم ہوا۔

آپؐ نے فرمایا کہ وہ بھی نبی تھے۔ اور میں بھی نبی ہوں۔

عداس نے کہا کہ بجز نبی کے کوئی نہیں جان سکتا بے شک آپ نبی ہیں۔ اور وہ آپ پر ایمان لائے۔

اس کے بعد زیارت بیر نفلہ کی ہے۔ یہ مقام طائف سے ایک میل کے فاصلہ پر ہے۔ یہاں ایک مسجد بنی ہے۔ اس کنویں کا پانی اول شور تھا حضرت نے اپنا لعاب دہن مبارک اس کنویں میں ڈالدیا شیریں ہوگیا جواب تک بدستور شیریں ہے۔ اس کنویں کے گرد مختصر سی آبادی بھی ہوگئی ہے۔

بیرون شہر طائف ایک پہاڑ جبل مجر الشانۃ کے نام سے مشہور ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب اس کے اوپر چڑھ گئے تو عمامہ شریف کھل گیا۔ دور سے کفار طائف دیکھ کر اس پہاڑ پر چڑھ گئے کہ حضرت اس پہاڑ پر موجود ہیں۔ جوں جوں اوپر چڑھتے تھے حضرت کے معجزے سے جہاں آپ بیٹھے تھے وہ پہاڑ شق ہوتا جاتا تھا جب کفار اوپر پہونچ گئے آپ پہاڑ شق شدہ سے نیچے اتر آئے چوں کہ حضور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اللہ تبارک وتعالےٰ کی نگہبانی میں تھے کون آپ کو تکلیف پہونچا سکتا تھا۔

مسجد ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قریب حضرت سعید بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور حضرت عرفطہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عبد اللہ بن ابی امیہ ابن مغیرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم اور حضرت عبد اللہ ابن حارث ابن ربیعہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم اور حضرت سائب رضی اللہ عنہ اور حضرت ثابت بن الجذع رضی اللہ عنہما اور جلیبہ ابن عبد اللہ رضی اللہ عنہما اور حضرت

حارث ابن سہیل ابن ابی صعصعہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم اور حضرت ابن زید رضی اللہ عنہ اور حضرت منذر ابن عبد اللہ رضی اللہ عنہما اور حضرت قیم ابن ثابت ابن ثعلبہ رضی اللہ عنہم اور حضرت ابن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ کے مزارات کی زیارت کی۔ اور بیرون شہر طائف زیارت مزار حضرت زید ابن ثابت رضی اللہ عنہ کی کی جنہوں نے حضرت امام المفسرین عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کو قرآن شریف پڑھایا تھا۔

تاریخ طائف میں لکھا ہے کہ حق تعالےٰ نے آپ کو وہ تصرف عطا فرمایا ہے کہ آپ کی مزار پر اکثر بیماروں کو چارپائی پر اٹھا کر لائے اور آپ کے تصرّف سے وہ ایسے اچھے ہو گئے کہ اپنے پیروں سے چلے گئے۔ مکہ معظمہ کعبہ شریف کے حرم محترم میں سات مینار مختلف اطراف میں اذان کے لئے بنے ہیں۔ بیچ میں خانہ کعبہ شریف ہے۔ گرد صحن ڈیڑھ سو دالان بنے ہوئے ہیں۔ چودہ سو قندیل ہر محراب میں ایک ایک قندیل روشن ہوتی ہے۔ حطیم کے اندر میزاب رحمت کے نیچے مزار حضرت بی بی ہاجرہ امّ اسماعیل علیہما السّلام کا بے نشان بتلایا جاتا ہے۔ گوشۂ رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان موافق مضمون رسالہ خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ ڈھائی سو انبیاء بنی اسرائیل کی قبریں ہیں۔ مصلائے حنفی کے سامنے دالان حرم میں ایک سرخ ستون ہے۔ کہتے ہیں کہ اس ستون سے مل کر بارہ برس کامل حضرت غوث پاک سیّد عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ اس مقام پر عبادتِ الٰہی میں مشغول رہے۔ سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السّلام نے یہیں مسجد بنائی تھی جو طوفانِ نوح علیہ السّلام میں بے نشان ہو گئی تھی۔ حجر اسود جو بہشت کا پتھر کعبہ شریف کے گوشہ میں لگا ہوا تھا اس کو جبل ابو قبیس میں اٹھا کر امانتاً رکھ لیا تھا جب حضرت ابراہیم علیہ السّلام کو مسجد آدم یعنی کعبہ شریف تعمیر کرنے کا حکم بارگاہِ الٰہی سے ملا تو آپ نے عرض کیا کہ خداوندا مسجد آدم علیہ السّلام طوفان نوح علیہ السلام میں ایسی منہدم ہو گئی کہ اب اس کا نشان نہیں۔ میں کہاں مسجد بناؤں غیب سے ایک ابر کا ٹکڑا نمودار ہو کر سایہ فگن ہوا۔ حکم ہوا کہ جہاں تک اس کا سایہ ہے وہیں تک عمارت کعبہ کی بناؤ۔

حضرت ابراہیم علیہ السّلام معماری کا کام کرتے تھے۔ دیوار چنتے اور ان کے صاحبزادے حضرت اسماعیل علیہ السلام پتھر اور مصالحہ پہونچاتے۔ ایک پتھر پیش دروازۂ کعبہ شریف

مقام ابراہیم (علیہ السلام) میں رکھا ہوا ہے جس پر آپ کے قدم مبارک کا نشان ہے۔ اسی پتھر پر کھڑے ہو کر دیوار کعبہ شریف کے پتھر چنتے جاتے تھے۔ جب بلندی کا کام ہوتا تو وہ پتھر جس پر آپ کھڑے رہتے خود بخود بلند ہو جاتا اور پستی کے کام میں وہی پتھر نیچا ہو جاتا۔

جبل ابوقبیس پر اندر مسجد میں وہ نشان جہاں سے حجر اسود نکالا گیا اب تک موجود ہے جبل ابوقبیس کے آدھے راستہ میں ایک مسجد عبادت گاہ حضرت غوث پاک محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ کی اب تک موجود ہے۔ کعبہ شریف میں داخل ہونے کے چالیس دروازے ہیں۔ صحن کعبہ میں یہ وسعت ہے کہ لاکھوں آدمی وہاں نماز پڑھ سکتے ہیں۔ ایک دروازہ باب الصفا ہے۔ وہاں سے نکل کر زیر جبل صفا بہت سعی کر کے جبل مروہ تک سات مرتبہ کلمات طیبات پڑھتے ہوئے آتے اور جاتے ہیں۔ اور درمیان میلین اخضرین دوڑ کر چلتے ہیں۔ ان دونوں پہاڑوں کے درمیان چار سو قدم سے کم فاصلہ نہ ہوگا۔

حق تعالیٰ نے حجر اسود میں قوتِ سلبِ گناہ بخشی ہے۔ جو کوئی اس کے سامنے سے گذر جاتا ہے ایسا ہو جاتا ہے گویا آج ہی ماں کے پیٹ سے پاک پیدا ہوا۔

اس مقدس مکان کی شان میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا :۔

مَنْ دَخَلَہٗ کَانَ آمِنًا جو اس میں داخل ہوا امن میں ہو گیا۔

صحیح خبر سے ثابت ہے کہ جو کوئی سات مرتبہ طواف کعبہ شریف کا کرتا ہے اس کو دو رکعت نفل کا ثواب ملتا ہے۔ مگر یہ دو رکعت نفل ایسی ہے کہ طواف کرنے والے کے نامۂ اعمال میں دو لاکھ رکعت کا ثواب لکھا جاتا ہے۔ اور جو کوئی ایک روپیہ خیرات کرے وہ لاکھ روپے کا ثواب پائے۔ جو کوئی ایک نیکی کرے لاکھ نیکی اس کے نامۂ اعمال میں درج ہوں۔ اور اسی طرح جو کوئی ایک گناہ کرے اس کے نامۂ اعمال میں لاکھ گناہ لکھا جاتا ہے۔

باب کعبہ کے سامنے چاہ زمزم ہے اس کا پانی اگر بھوک کی حالت میں پیوے تو بھوک جاتی رہتی ہے اور پیاس کی حالت میں پیوے تو پیاس بجھ جاتی ہے اور جس حاجت اور جس مراد کی غرض سے چاہ زمزم پر کھڑا ہو کر پانی پیوے اور نظر کعبہ شریف پر رکھے اللہ تعالیٰ وہ مراد پوری کرتا ہے۔

اندر شہر مقام مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور مولد مرتضیٰ علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ اور مولد فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا اور چکی جناب سیدہ کی زیارت ہوتی ہے۔

مولا علی تو خانۂ کعبہ میں پیدا ہوئے لیکن آپ کی والدہ ماجدہ نے خانۂ کعبہ سے ان کو اٹھا کر جس جگہ لا کر ان کو رکھا اور ان کی ناف کاٹی اور غسل دیا وہ جگہ مولد علی رضی اللہ عنہ کہلاتی ہے۔ اور مکان ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے تھے وہاں زیارت کے لئے جائیے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ابھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہاں تشریف رکھتے تھے اور ابھی کہیں اٹھ کر چلے گئے ہیں۔

ایک گلی میں نشان معجزہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوں ظاہر ہے کہ آپ اپنے دولت خانہ فیض کاشانہ سے حرم شریف میں نماز پڑھنے تشریف لے جاتے تھے۔ راستہ میں ابلیس لعین ملا اس نے کہا آپ حرم میں نماز پڑھنے جاتے ہیں۔ سب لوگ انتظار کرتے کرتے نماز پڑھکر چلے گئے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حیرت سے دیوار میں کہنی ٹیک کر کھڑے ہو گئے۔ حکم خدا سے دوسری مقابل کی دیوار میں پتھر سے ایک زبان نکلی اور بزبانِ فصیح عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حرم شریف میں سب لوگ آپ کا انتظار کرتے ہیں تشریف لے جائیے۔ یہ شیطان ہے دھوکا دیتا ہے۔

اب تک حضرت کی کہنی مبارک کا نشان دیوار میں موجود ہے اور اس کے سامنے کی دیوار میں جو پتھر نے کلام کیا تھا اس میں گائے کی زبان سی اب تک موجود ہے۔

اور جبل ابو قبیس پر معجزہ شق القمر کی زیارت ہوتی ہے اور جبل نور پر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت گاہ کی زیارت ہے۔ اور جبل ثور پر اس غار کی زیارت ہوتی ہے جہاں حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ وقت ہجرت تشریف فرما ہوئے تھے۔

بیرون شہر مکہ معظمہ قبرستان جنت المعلیٰ میں قبہ زیارت ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا اور قبہ زیارت بی بی آمنہ خاتون رضی اللہ عنہا اور بی بی حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا اور قبہ

حضرت عبدالمطلب اور ابوطالب اور حضرت عبدالرحمٰن ابن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالےٰ عنہما اور بہت سے مقابر متبرکہ کی زیارت ہے اور منیٰ میں زیارت مقام قربانی حضرت اسماعیل علیہ السلام ہے جو ایک پتھریلی زمین ہے۔ اور جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کی چھری نے اسماعیل علیہ السلام کی گردن نہ کاٹی تو آپ نے جھنجھلا کر ایک پتھر پر چھری ماری جو ایک گز سے زیادہ موٹا تھا وہ دو ٹکڑے ہو گیا اور چھری نے بحکم رب العالمین ابراہیم علیہ السلام سے کلام کیا کہ جب میں نے اتنے بڑے پتھر کو کاٹ ڈالا تو آپ کے صاحبزادے کی گردن کاٹنا کیا مشکل تھا مگر کیا کروں حضرت اسماعیل علیہ السلام کی گردن کاٹنے کو خدا کا حکم نہ تھا۔ ان کی پیشانی میں نور نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم چمکتا ہے اور ان کی ذریت میں خاتم الانبیاءً محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سید الانبیاء پیدا ہوں گے۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ بی بی ہاجرہ اس مقام سے قریب ایک پہاڑ کے درہ میں بیٹھی ہوئی دعا مانگ رہی تھیں کہ اے خدا میرے بیٹے اسماعیل کو ثابت قدم رکھنا نہایت خوشی سے تیری راہ میں قربان ہو جائیں اور یہ قربانی تیری درگاہ میں قبول ہو جائے اس مقام کی بھی زیارت ہوتی ہے اور مسجد کوثر منیٰ میں ہے جہاں سورۂ اِنَّآ اَعۡطَیۡنٰکَ الۡکَوۡثَرَ نازل ہوئی ہے۔ یہاں حجاج کرام حاضر ہو کر دوگانہ نفل ادا کرتے ہیں، اور زیارت مقام نزول سورۃ وَالۡمُرۡسَلٰتِ متصل منیٰ دامن کوہ میں واقع ہے اور ایک چھوٹی سی مسجد ہے اور مقام منیٰ میں ایک مسجد عظیم الشان مسجد خیف سے موسوم ہے۔ جہاں سرورِ عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے نماز پڑھی ہے۔ اور حجاج کرام وقت قیام منیٰ عرفات جاتے ہوئے اور عرفات سے واپسی میں جو تین دن ٹھہرتے ہیں اور قربانیاں کرتے ہیں، پانچوں وقت اسی مسجد میں سب لوگ نماز باجماعت پڑھتے ہیں۔

آٹھویں تاریخ ذی الحجہ کو تمام قافلہ حاجیوں کا منیٰ میں آکر ٹھہرتا ہے۔ نویں ذی الحجہ کو بعد نماز فجر وادی عرفات کو روانہ ہوتے ہیں جہاں بہشت سے نکلنے کے بعد حضرت بابا آدم اور اماں حوا علیہما السلام کی ملاقات ہوئی۔ اس میدان عرفات میں مسجد آدم علیہ السلام ہے جو مسجد نمرہ کے نام سے موسوم ہے۔ یہاں ایک اذان دو اقامت کے ساتھ

جمع تقدیم ظہر اور عصر کی نماز ایک ساتھ یکے بعد دیگرے باجماعت پڑھی جاتی ہے۔ اس کے بعد قاضی خطیب منبر پر کھڑے ہو کر خطبۂ حمد الٰہی اور نعت رسالت کے بعد فضائل اور مسائلِ حج بیان کرتے ہیں۔ بعد اختتام خطبہ قاضی اونٹنی پر سوار ہو کر وسط جبل عرفات تک چڑھ کر ایک مقام مسطح پر بجائے خطبہ حزب الاعظم کی ساتوں منزلیں پڑھتے ہیں۔ جب ایک منزل ختم ہو جاتی ہے اور قاضی صاحب لبیک کہتے ہیں تو ایک شخص اونٹنی کے سامنے جھنڈی ہلا دیتا ہے۔ تمام حجاج وادی عرفات سے سب لبیک کہتے ہیں اور اپنا اپنا رومال ہلا دیتے ہیں اس میدان عرفات میں جو کوئی ۹ ذی الحجہ کو قبل غروب آفتاب پہونچ جاتا ہے حاجی ہو جاتا ہے۔ بعد غروب آفتاب قاضی صاحب اونٹنی پر سوار پہاڑ کے نیچے اترتے ہیں اور فرماتے ہیں :۔ فرقوا یاجماعت المسلمین

اسی وقت تمام قافلہ حاجیوں کا مقام مشعر الحرام میں جس کو مزدلفہ کہتے ہیں جو مابین منیٰ اور عرفات تین کوس کے فاصلہ پر واقع ہے یہاں جمع تاخیر یعنی نماز مغرب وعشاء ایک اذان اور دو اقامت کے ساتھ یکے بعد دیگرے ایک ساتھ باجماعت ادا کرتے ہیں۔ صبح کو بعد نماز فجر کے خطیب پشت مسجد الحرام یعنی رو بقبلہ ہو کر خطبہ منبر پر چڑھ کر پڑھتے ہیں۔ حمد اور نعت کے بعد فضائل ومسائل حج بیان فرماتے ہیں۔ اس کے بعد کہتے ہیں :۔

فرقوا یاجماعت المسلمین۔

اور تمام حجاج پشت مسجد پر اونٹوں پر سوار تیار رہتے ہیں۔ اسی وقت منیٰ کو روانہ ہو جاتے ہیں۔ رات کو تمام حجاج ہر شخص اونچاس ۴۹ کنکریاں اپنی اپنی چادر احرام کے گوشہ میں باندھ لیتے ہیں اور جو مقام منیٰ میں پہونچکر تین دن دسویں، گیارہویں اور بارہویں تک جمرۃ الاولیٰ جمرۃ الوسطیٰ جمرۃ الاخریٰ تینوں مقام پر شیطان کو کنکریاں مارتے ہیں اور مشعر الحرام اور منیٰ کے درمیان وادی فیل آتی ہے جہاں اصحاب فیل بارادہ انہدام کعبہ شریف آرہے تھے اور وہیں بحکم رب جلیل ابابیلوں نے کنکریاں لے کر اوپر سے ان پر پھینکنا شروع کیا سب کے سب غارت ہو گئے۔

دسویں تاریخ منیٰ میں جب حجاج کرام پہونچتے ہیں قربانی کرتے ہیں۔ سر منڈاتے

اور احرام کھولتے ہیں اور غسل کر کے اپنے معمولی کپڑے پہنتے ہیں۔ تیسرے روز کعبہ شریف میں آتے ہیں اور تین دن کے درمیان کعبہ شریف حاضر ہو کر طواف الزیارت کر کے منیٰ واپس چلے جاتے ہیں۔ بعد تین روز کے جملہ حجاج منیٰ سے مکہ معظمہ کو آتے ہیں۔

سفر مدینہ منوّرہ

مکہ معظمہ سے اثنا راہ منزل اول میں حضرت ام المومنین میمونہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کا قبہ مزار ہے کہتے ہیں کہ اسی مقام پر جہاں کہ آپ کا مزار ہے رسول کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کا نکاح بھی ہوا تھا۔ اور جب مدینہ منورہ تین منزل رہ جاتا ہے مقام جدیدہ میں زیر دامن کوہ ایک چھوٹا سا سبز قبہ ہے اس میں زیارت مزار حضرت عبدالرحیم برعی عاشق رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی ہوتی ہے۔

جب مدینہ منورہ سات کوس باقی رہ جاتا ہے راستہ میں کوہ مفرح کے اوپر سے روضۂ مبارک نبی کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا گنبد خضرا نظر آتا ہے۔ فقیر جامع رسالہ ہذا جب اس مقام پر پہونچا تھا اپنے جوش قلبی سے یہ غزل لکھی تھی۔

غزل

جب کوہ مفرح سے وہ روضہ نظر آیا — تسکین دلِ زار کا نقشہ نظر آیا

وہ روضۂ شاہنشہ طیبہ نظر آیا — یا جنّت ماویٰ کا بھی ماویٰ نظر آیا

عشاق چلو روضۂ محبوب خدا میں — لو دور سے وہ قبۂ خضرا نظر آیا

آنکھوں میں چکا چوند ہے کیوں تاڑو کہدو — کیا سب کی نگاہوں سے مدینہ نظر آیا

یہ قبۂ خضرا ہے سرِ راہ مدینہ — وہ مسجد عالی کا منارہ نظر آیا

آنکھوں نے کسی کی نہیں جو خواب میں دیکھا وہ قدرتِ خالق کا تماشہ نظر آیا
اے اشرفیِ زار کہوں تجھ سے میں کیوں کر ان آنکھوں سے اس دم مجھے کیا کیا نظر آیا

جب تین کوس کے قریب مدینہ منورہ رہ جاتا ہے تو مقام مسجد علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی زیارت ہوتی ہے۔ اس کے بعد جب ایک میل مدینہ منورہ رہ جاتا ہے تو ایک قبہ قبۂ خضرا کے نام سے ملتا ہے۔ کہتے ہیں کہ جب زائرین دربار رسالت کا گذر اس راستے سے ہوتا ہے تو مردان صاحب جذب اور صاحب کرامت کی حالت کو حضرت خضر علیہ السلام اسی مقام پر سلب کر لیتے ہیں۔ جس میں ارباب جذب اور صاحب کرامت سے عالم بے خودی میں کسی قسم کی بے ادبی دربار رسالت میں واقع نہ ہو اور جب وہ لوگ رخصت ہوتے ہیں تو حضرت خضر علیہ السلام دو چند نعمتیں ان کو عطا کر کے رخصت کرتے ہیں۔

بیرون شہر پناہ مدینہ کے قریب مسجد غمامہ ایک وسیع میدان میں ہے جہاں زائرین کے قافلے اونٹوں سے اتر کر دروازہ شہر پناہ سے اندر داخل ہوتے ہیں۔ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک شمالی دروازہ باب مجیدی کے نام سے مشہور ہے۔ اور سمت مشرق دو دروازے ایک باب النساء دوسرا باب جبرئیل علیہ السلام واقع ہے اور سمت مغرب ایک دروازہ عالیشان باب السلام جس میں سے پہلے زائرین دربار عالی کی زیارت کے واسطے داخل ہوتے ہیں ایک دوسرا دروازہ باب الرحمۃ نامی باب السلام سے کچھ شمال کو ہٹ کر غرب رویہ واقع ہے۔ مسجد نبوی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم بارہ درجہ کی بنی ہوئی ہے۔ محراب النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ڈیڑھ گز سمت مغرب ستون حنانہ کے دفن کا مقام ہے محراب النبی اور منبر شریف سے سمت مشرق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا گنبد خضرا ہے۔ اس میں اول حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مزار ہے اور حضورؐ کے دوش مبارک کے مقابلہ پر مزار حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا ہے اور ان کے دوش مبارک کے مقابل حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مزار ہے۔ ان تینوں مزاروں پر صندل کی ضریح رکھی ہوئی ہے۔ اس پر سبز غلاف ہے۔ جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دو سو ایک اسمار مبارک مع درود شریف سفید حروف میں بنے ہوئے ہیں۔

اس قبہ اقدس میں ایک کھڑکی سمت شمالی حجرۂ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالٰی عنہا سے ملی ہوئی لگی ہے۔ اس حجرہ میں آپ کے مزار فائز الانوار کی زیارت ہوتی ہے۔

حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ سے ایک دیوار درمیان محراب تہجد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم واقع ہے۔ صحن روضہ میں ایک چھوٹا سا باغیچہ ہے۔ جناب سیدہ کے نام سے ہے اور کنواں بیئر کوثر کے نام سے متصل باغیچہ مشہور ہے۔ صحن مسجد سے سمت مشرق ایک حصہ مسجد شریف میں لکڑی کی جالی لگی ہوئی ہے۔ جس میں عورتیں آکر نماز پڑھا کرتی ہیں اور حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار اقدس سے مغرب کی طرف اندر شہر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد سیدنا عبداللہ ابن عبدالمطلب کے مزار کی زیارت ہے اور مدینہ منورہ سے سمت شمال بیرون شہر زیر دامن کوہ احد ایک مسجد میں زیارت مزار سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ تعالٰی عنہ، عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہوتی ہے۔ حضرت سید الشہداء کی مزار پر یہ حالت نظر آتی ہے جیسے ایک دولہا نوشاہ آرام فرماتا ہو اور اس قدر روحی فیض کی بوچھار ہوتی ہے جیسے باران رحمت کا نزول ہوتا ہے اور اس مقام سے سمت شمال کچھ دور آگے بڑھ کر مقام شہادت دندان مبارک حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور قریب نصف میل سمت شمال پہاڑ کے اوپر جہاں جنگ احد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جا کر جلوس فرمایا تھا اس مقام کی زیارت ہے اور اسی صحرا میں گنج شہدائے احد کی زیارت ہے۔ اور اس مقام سے سمت مغرب زیارت مزار سیدنا حضرت علی عریضی ابن امام جعفر صادق رضی اللہ عنہما کی ہے۔

مدینہ منورہ سے گوشہ شمال ومشرق میں زیارت مسجد عثمان رضی اللہ تعالٰی عنہ۔ اور زیارت بیئر رومہ ہے جس کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ایک یہودی سے خرید فرمائکر واسطے اہل اسلام وقف کر دیا تھا اور اس خدمت کے صلے میں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی خوش خبری اس طرح سنائی ہے کہ تم نے اس کنوئیں کو نہیں خرید کیا بلکہ جنت کو مول لے لیا ہے اور اس مقام سے سمت جنوب تھوڑے فاصلے پر مسجد قبلتین کی زیارت ہے۔ اور مدینہ منورہ سے دکھن کی طرف مسجد قبا کی زیارت ہے جہاں اوّل رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام فرمایا تھا۔ اس مسجد سے حضرت کو کعبۃ اللہ شریف بے حجاب نظر آتا تھا۔ اس مسجد

میں جو کوئی دو رکعت نماز نفل پڑھے اس کو بموجب حدیث عمرہ کا ثواب ملتا ہے۔ اسی مسجد کے متصل مقام چکی حضرت سیدتنا فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالےٰ عنہا کا ہے۔ اور مقام قیام حسنین رضی اللہ تعالےٰ عنہما کی زیارت ہے اور بیر تفلہ کہ جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب دہن ڈال دیا جس سے اس کا کھاری پانی میٹھا ہو گیا' کی زیارت ہے اور مسجد بنی نجار کی زیارت ہے جس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام فرمایا تھا اور پشت مسجد نبوی پر زیارت محل نشست گاہ حضرات عشرہ مبشرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم کی ہے جس کو دار الشوریٰ کہتے ہیں اور مسجد عالی سے سمت مشرق وجنوب مکان پشت مسجد نبوی مشہد عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ کی زیارت ہے اور قریب باب البقیع اندرون شہر متصل دیوار فصیل یعنی شہر پناہ کے قبہ مزار سیدنا اسماعیل عارج ابن سیدنا امام جعفر صادق علیہما السلام ہے جو حضرت محبوب یزدانی سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ کے مورث اعلیٰ ہیں جن کو قوم بوہرہ اور خوجہ اپنا ساتواں امام مانتے ہیں۔ اور امام موسیٰ کاظم ابن امام جعفر صادق رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے لے کر امام حسن عسکری رضی اللہ تعالےٰ عنہ تک کو اپنا امام نہیں مانتے۔

باب البقیع کے باہر بیرون شہر پناہ درمیان قبہ مزار صفیہ بنت عبد المطلب عمہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ احاطہ جنت البقیع میں اکثر مزارات صحابہ اور اہل بیت کے ہیں۔ کنارہ جنت البقیع پر قبہ مزار حضرت عثمان ذو النورین رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہے۔

منقول ہے کہ جب حضرت عثمان ذو النورین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو حضرت علی مرتضیٰ اور حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین اور حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہم نے غسل میت دے کر کفن پہنا کر بعد ادائے نماز جنازہ بیرون شہر دفن کیا۔

ایک صحابی نے عرض کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ میرے اور عثمانؓ کے درمیان جنت ہے۔

حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر پہلے سے مجھ کو اس حدیث کی اطلاع ہوتی تو اور زیادہ دور لے جا کر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو دفن کرتا جس میں جنت کی اور زیادہ وسعت ہوتی۔

مابین قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے جو احاطہ قبرستان ہے وہی جنت البقیع مانا جاتا ہے۔ اسی احاطہ کے اندر قبۂ اہل بیت میں مزار سیدنا حضرت عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ عمّ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور مزار حضرت امام حسن علےٰ جدّہ وعلیہ السلام، اور مزار امام زین العابدین اور مزار امام محمّد باقر علےٰ جدّہما وعلیہما السلام اور مزار حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالےٰ عنہم اجمعین ہے۔ یہ پانچوں مزار بروایت صحیحہ ثابت ہے۔

اور ایک روایت میں اس قبہ کے اندر سیدتنا فاطمہ زہرار رضی اللہ تعالےٰ عنہا کا مزار اور سر اقدس امام حسین علےٰ جدّہ وعلیہ السّلام کا مدفن بھی آیا ہے۔

قبۂ اہل بیت کے پائیں ایک بادشاہ کا مزار ہے۔ اس قبر پر ایک پتھر پر یہ کندہ ہے

وَيَقُولُونَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ ؕ

لوگ کہتے ہیں کہ وہ پانچ ہیں چھٹا ان کا کتا ہے۔

اس قبہ شریف کے دکھن کی طرف قبۂ بیت الحزن ہے جہاں جناب سیدہ فاطمہ زہرار رضی اللہ عنہا بعد رحلت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آپ کی مفارقت میں جاکر رویا کرتی تھیں۔ اسی احاطہ کے اندر قبۂ اولادِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور قبۂ بنات نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اور قبۂ ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور قبۂ حضرت عقیل برادر حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہما کی زیارت ہے اور زیارت قبۂ مزار سیدنا نافع شیخ القرار اور امام مالک رضی اللہ عنہ اور مزارات بارہ صحابی اور شہدار بقیع رضوان اللہ تعالےٰ عنہم اجمعین کی ہیں۔

متصل مزار حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مزار حضرت قطب الدین شیخ یحییٰ مدنی شیخ الطریقۃ چشتیہ رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کا ہے اور مزار حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے جانب شرق ایک شاہراہ کے بعد ایک نخلستان ہے اس میں مزار حضرت ابا سعید خدری رضؓ راویٔ حدیث صحابی کا ہے۔

مدائن صالح: مدینہ منورہ سے چل کر ریل کے راستہ میں ایک اسٹیشن مدائن صالح ملتا ہے جہاں کافروں نے ناقۂ صالح علیہ السّلام کو قتل کیا تھا۔ ان لوگوں نے مکان اپنے پہاڑوں

میں کھود کھود کر بنائے تھے۔ جب اس قوم پر بوجہ قتل ناقۃ اللہ خدا کا قہر نازل ہوا۔ اور ملائکہ نے اونچی چوٹی کے پہاڑوں کو کفار پر گرایا۔ نہ مکان ان کا باقی رہا نہ مکین رہے۔ اب تک ریل جو اس راستہ سے ہو کر جاتی ہے تو کچھ کچھ علامتیں در و دیوار زمین مغضوبہ پر نظر آتی ہیں۔

ریل مقامات تبوک و باغ فدک ہوتی ہوئی معان جنکشن کو جاتی ہے۔ ایک ریل دمشق تک اور دوسری بندر جیفا تک جاتی ہے۔

محبوب یزدانی فرماتے تھے کہ مدینۃ الاولیار نواحیٔ عراق میں ہے۔ وجہ تسمیہ اس کی یہ ہے کہ سوائے اولیار اللہ کے کوئی دوسرا یہاں سکونت نہیں کرتا۔ جب حضرت علی ثانی میر سید علی ہمدانی مدینۃ الاولیار میں تشریف لے گئے۔ فقیر اشرف بھی ایک جماعت فقرار کے ساتھ گیا ان کی تمام جماعت میں سے صرف چالیس اولیار سزاوار اس شہر میں جانے کے تھے باقی باہر ٹھہر گئے، فقیر مع سید ہمدانی داخل مدینۃ الاولیار ہوا۔ اور ان کے اکابر کی ملاقات سے مشرف ہوئے جس میں دو سو مشائخ ولی اللہ رہتے تھے جنہوں نے وہاں کی سکونت اختیار کی تھی حق تعالیٰ نے اس سرزمین کو یہ شرف بخشا ہے کہ سوائے اولیار اللہ وہاں کوئی دوسرا نہیں رہتا۔

حضرت محبوب یزدانی نے ایک چلہ تک وہاں قیام کیا تھا۔ اور حضرت شیخ عبداللہ جو سرحلقہ اس جماعت کے تھے حضرت کے حال پر کمال نوازش فرماتے تھے اور ایک عجیب تحفہ عنایت کیا کہ اس کی شرح عجیب تھی۔

گازرون اس مقام پر اولیاء اللہ کا مدفن بکثرت ہے۔ یہاں کے عجائبات سے یہ ہے کہ حضرت خواجہ ابو اسحاق گازرونی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ نے اپنے حجرۂ تاریک میں جو چراغ کہ روشن کیا تھا تا حیات آپ کے روشن رہا اور بعد رحلت اس حجرہ میں آپ کا مزار ہوا۔ اس چراغ کو حضرت محبوب یزدانی نے جب زیارت مزار کو تشریف لے گئے بچشم خود روشن دیکھا اور فرماتے تھے کہ یہ چراغ قیامت تک روشن رہے گا۔ بموجب شعر:۔

اگر گیتی سراسر باد گیرد　　　چراغ مقبلاں ہرگز نمیرد

منقول ہے کہ جب شاہ شیراز آپ کے مزار پر آیا اور چراغ کو منہ سے پھونکا۔ بقدرتِ الٰہی خود بخود چراغ روشن ہوگیا۔ چند روز نہ گذرے تھے کہ اس کا بیٹا جان سے

ملا گیا۔

سچ ہے کہ جس نے اولیاء اللہ کے دربار میں گستاخی کی وہ کسی نہ کسی عذاب میں ضرور مبتلا ہوتا ہے کیوں کہ یہ لوگ مظہر شان جمال و جلال الٰہی ہوتے ہیں جس نے آداب و حفظ مراتب اولیاء ملحوظ رکھا۔ شان جمالی سے فیض یاب ہوا اور جس نے ذرا بھی گستاخی اور بے ادبی کی اس پر باثر شان جلالی بلا نازل ہوتی ہے۔

حضرت مولانا روم فرماتے ہیں :۔

پیش ایں الماس بے اسپر میا　　　کز بریدن تیغ را نبود حیا

کوہ قاف

یہ پہاڑ زبرجد کا ہے جو ساری دنیا کے گرد ہے۔ آسمان مصفا مثل آئینہ کے ہے اسی پہاڑ کے عکس سے نیلگوں نظر آتا ہے۔ جب حضرت محبوب یزدانی سدِ سکندری پر پہونچے دیکھا کہ سات سو کوس تک دیوار ہشت دھات کی بنائی ہوئی ہے۔ اور لوگ لکھتے ہیں کہ قوم یاجوج ماجوج صبح سے شام تک اس دیوار کو چاٹتے ہیں تو دیوار باریک رہ جاتی ہے مگر صبح تک پھر بدستور ہو جاتی ہے۔ (واللہ اعلم بحقیقۃ حالہ)

مقام خصلان میں حضرت اسماعیل عطار رہتے تھے۔ بڑے صاحب جذبہ قویہ تھے۔ جب حالتِ پر جوش پیدا ہوتی دو تین روز تک قوالی سنتے۔ بڑی وسیع خانقاہ بنائی تھی جس کے دونوں گوشوں میں بیس حجرے بنے تھے۔ جب کوئی مسافر آتا تھا انھیں حجروں میں ٹھہرتا تھا۔

اس شہر کے آدمی نہایت خلیق تھے۔ حسین لونڈیاں مہمانوں کی خدمت کو بھیجتے تھے۔ اگر مسافر نے از راہ تقویٰ ان کی طرف توجہ نہ کی تو اس کے بڑے معتقد ہوتے اور اسکی خدمت سے کرتے۔ اگر بہ نیت بد دست درازی کرتا تو وہ لونڈی اپنے آقا کو خبر کرتی۔ لونڈی کا

مالک صبح کو بیس گز کپڑا لے کر مسافر کے پاس آتا تو وہ مسافر فوراً مر جاتا۔ اسی کپڑے میں کفن دے کر دفن کر دیتے۔ ان مسافروں کے لئے ایک قبرستان الگ بنا رکھا ہے۔

جبلُ الابوابْ

اس پہاڑ کی چوٹی پر ایک قلعہ ہے جس میں ڈاکوؤں کا مسکن تھا۔ اس قلعہ کو سوائے سکندر ذوالقرنین کے کسی نے فتح نہیں کیا۔ اس پہاڑ کے گوشہ میں ایک بزرگ گوشہ نشین تھے جس کی دعا سے سکندر کی فتح ہوئی تھی۔ اسی درہ کے حجرہ میں ان بزرگ کا مرقد منورہ ہے۔ جو کوئی مسافر درویش وہاں جا کر معتکف ہوتے ہیں بے فیض نہیں جاتے۔

جزیرہ طلسم

ایک عجائب یہ دیکھا گیا جب کشتیٔ سکندر ذوالقرنین اس مقام میں پہونچی، ہر چند کوشش کرتے تھے مگر کشتی اپنے مقام سے جنبش نہیں کرتی تھی۔ بالآخر حکیم دانا بلیناس کشتی سے اترا اور جزیرہ میں آیا اور سکندر سے کچھ سامان طلب کیا اور چند روز میں ایک طلسماتی صورت آدمی کی بنائی اور نقارہ اس کے سامنے رکھ دیا اور تصویر طلسمی کے ہاتھ میں چوب دے دی اور اس صورت نے نقارہ بجانا شروع کر دیا اور بلیناس حکیم جلدی کشتی پر سوار ہو گیا۔ اسی وقت کشتی روانہ ہو گئی خدا نے اس مہلکہ سے نجات بخشی۔

حکیم بلیناس سے لوگوں نے پوچھا کہ سبب خلاصی کیا ہوا؟

حکیم نے کہا بجز عنایت الٰہی اور کیا کہوں لیکن ظاہری سبب یہ ہوا کہ بحر محیط میں ایک مچھلی نے جو ساری سمندر کی مچھلیوں سے بڑی ہے جب نقارہ کی مہیب آواز سنی اپنی جگہ سے اچھل پڑی اور زور سے چلی۔ اس کی حرکت سے پانی میں جنبش ہوئی۔ اس کی تیزی سے کشتی بھی چل نکلی۔

بعض کہتے ہیں کہ کشتیٔ سکندر ذوالقرنین ایک تیز پر مرغ کی ہوا سے روانہ ہو گئی۔ مگر اوّل صحیح ہے۔

جزیرہ بحر محیط

حضرت محبوب یزدانی فرماتے تھے کہ ہماری کشتی بھی جب بحر محیط میں پہونچی محض بہ عنایت الٰہی نکل گئی۔ اگرچہ وہ طلسمی نقارہ بھی کام کرتا تھا۔ جب جزیرہ بحر محیط کے کنارے اترے ایک چڑیا عجیب وغریب شکل کی دیکھنے میں آئی۔ اس کی صفت اس طرح فرماتے تھے کہ دونوں بازو اس کے زمرّدی تھے اور دونوں پیر اس کے ایسی وضع کے تھے جیسے جڑاؤ تھے اس کی چونچ کا رنگ چمکدار طلائی تھا۔ سینہ بھی ایسا ہی تھا۔ اس قسم کی چڑیا تمام عمر میں نے نہیں دیکھی تھی۔

اس جزیرہ میں تین بزرگوار نظر آئے۔ سفید داڑھی والے بدن ایسا چمکدار معلوم ہوتا تھا کہ گویا مثل آئینہ صافی کے ہے۔ آدمیوں کا سا ان کا لباس نہ تھا۔ فقیر کی حالت پر نہایت عنایت فرمائی اور اجازت عمل نادِ علی عطا فرمائی اور بعض حقائق معرفت اور فوائد راہ سلوک عارفانہ طور سے فرمایا۔ جو اس طائفہ صوفیہ کے لئے مفید ہو۔

جب بحر محیط سے تھوڑے راستے طے کئے تھے مقام یدجا عل سکندری نظر آیا۔ اور بعنایت الٰہی اس سے آگے بڑھے۔ اگرچہ اس سفر بحری میں سخت پریشانی حاصل ہوئی مگر فائدہ بھی حاصل ہوا۔

ولایت جھنکر: حضرت محبوب یزدانی فرماتے تھے کہ نواحی دکن میں ایک ولایت ہے جس کو جھنکر کہتے ہیں۔ جب ہم وہاں پہونچے عموماً وہاں کے آدمی حسین نظر آئے مخصوص عورتیں وہاں کی نہایت صاحب جمال تھیں مگر وہاں کی ایک رسم بد ایسی تھی کہ کہیں نہ ہوگی۔ یعنی شام کے وقت تمام عورتیں اپنا محرم یعنی انگیا اتارکر بیرون شہر ایک مقام پر لٹکا دیتیں اس کے بعد مردوں کا مجمع وہاں جاتا جس کے ہاتھ جو محرم آتا اسی محرم والی عورت کے ساتھ شب باش ہوتا۔ چاہے وہ اس کی ماں ہو یا بہن ہو۔

اس رسم بد سے حضرت محبوب یزدانی کے خاطر مبارک بے حد منغص ہوئے وہاں کا راجہ حضرت کی زیارت کے لئے آیا اور کمال ادب وتعظیم سے ملا۔ جب اس کی آمد ورفت

زیادہ ہوئی تو حضرت محبوب یزدانی نے اس کو نصیحت کرنا شروع کیا۔

اس نے عرض کیا کہ اے حضرت کیا کروں یہاں یہ رسم ہو گئی ہے اس میں میرا کیا اختیار ہے۔ آخر ایک پچھلا قصہ عرض کیا کہ ہمارے بزرگوں میں ایک صاحب نے چاہا تھا کہ یہ رسم بند کر دیں اور حکم کر دیا کہ کوئی عورت شام کو نہ نکلے۔

ایک مہینہ کے قریب اس حکم کو گذرا کہ بلائے وبا آئی اور سب لوگ ہلاک ہوئے۔ اراکین ریاست آئے اور عرض کرنے لگے کہ ہم نے اس رسم کے بند کرنے کی رائے نہ دی تھی۔ آخر ایک بلا آئی۔ القصہ حکم دے دیا گیا کہ برسم قدیم شام کو سب عورتیں نکلیں اور جیسا کرتی تھیں کریں۔ جب وہ رسم بد جاری ہوئی اسی روز وبا دفع ہو گئی۔

جب حضرت محبوب یزدانی سے عرض کیا فرمایا:۔

سچ ہے کوئی تقدیر الہٰی پر مطلع نہیں ہے اور اسباب قدرتِ الہٰی نہیں سمجھ سکتا۔ خدا جانے اس میں کیا حکمت رکھی تھی۔

حضرت محبوب یزدانی فرماتے تھے کہ دشت قفچاق میں قوم ترک آباد ہیں۔ اس قوم کو قفچاق کہتے ہیں۔ یہاں کے مرد اور عورتیں نہایت حسین ہوتے ہیں۔ ان میں یہ رسم ہے کہ ان کی عورتیں منہ کھول کر چلتی پھرتی ہیں۔ جب سکندر ذوالقرنین کا لشکر یہاں پہونچا تو سکندر کو یہ خیال آیا کہ ان عورتوں کی بے پردگی رفع کرنا چاہیئے۔ آخر الامر سکندر ذوالقرنین نے وہاں کے بزرگوں کو بلایا اور نصیحت کی کہ تمہاری عورتیں منہ نہیں ڈھاکتی ہیں۔

ان لوگوں نے جواب دیا کہ ہم کو خلاف رسمِ قدیمانہ کرنا جان دینے سے بد تر ہے۔

ہر چند بہت کچھ فہمائش کی مگر ان لوگوں نے قبول نہیں کیا۔

جب سکندر ذوالقرنین نے دیکھا کہ یہ ہمارا حکم نہیں مانتے تو عقلائے ہمراہی کی طرف متوجہ ہو کر یہ خواہش کی کہ ایسی ترکیب کرو کہ عورتیں اپنا منہ چھپائیں۔

ہمراہیوں نے عرض کیا کہ چند روز حضور یہاں قیام فرمائیں۔ بعض سامان اور آلات ہم کو بہم پہونچائیں۔

اس نے یہ حکم کر دیا کہ جو کچھ ہمارے عقلاء طلب کریں بہم پہونچاؤ۔

ایک مہینہ کے عرصہ میں ایک طلسمی تصویر سنگ سیاہ کی بنائی اور اس پر ایک چادر سفید رخام سے پہنائی اور جس راہ سے عورتیں گذرتی تھیں وہاں اس تصویر کو لٹکا دیا جو عورت اس راستے سے آتی اور اس صورت طلسمی کو دیکھتی اپنا منہ چھپالیتی۔ اسی طرح تمام عورتیں اس راستے سے گذر کر سب منہ چھپانے لگیں۔

جب مرد عاقل وزیر سے سکندر نے استفسار کیا تو انھوں نے جواب دیا کہ اس میں ایک حکمت ہے۔ دوسرے جب عورتوں نے صورت سنگین کو روپوش دیکھا تو ان کے دل میں اثر پیدا ہوا جب سنگین صورت منہ چھپاتی ہے تو ہم کیوں نہ چھپائیں۔ پتھر کی نصیحت ان سنگین دلوں پر اثر کر گئی۔

ولایت قفچاق میں ایک بزرگ تھے خواجہ احمد یسوی کے خلفاء میں سے اور جب حضرت محبوب یزدانی رخصت ہونے لگے آپ سے خرقہ طلب کیا۔ آپ نے حسب خواہش ان کو خرقہ عطا کر کے سرفراز فرمایا۔

تھوڑی راہ وہاں سے طے کر کے آگے بڑھے۔ دامن کوہ میں ایک درویش بڑی عمر والے رہتے تھے۔ لوگ ان کی عمر پانچ سو برس بیان کرتے تھے اور بعضے تین سو برس کی عمر کہتے تھے۔ جب حضرت محبوب یزدانی کو دیکھا بہ تعظیم تمام پیشوائی کو آئے اور اپنے مقام پر لے گئے۔ تین روز تک آپ کی ضیافت کی تیسرے روز فرمایا کہ اے فرزند اشرف تمہاری ایک امانت میرے پاس ہے جس کے لئے حکم کیا گیا ہے اور بھائی خضر علیہ السلام خوش خبری لائے ہیں کہ وہ تم کو سپرد کروں۔

حضرت نے کہا کہ نہایت مہربانی ہوگی۔

گوشۂ حجرہ میں گئے اور ایک تاج اپنے سر پر رکھے ہوئے برآمد ہوئے۔ اس تاج کو اپنے سر سے اتار کر کہا کہ یہ تاج مجھ کو اپنے اگلے بزرگوں سے سلسلہ بہ سلسلہ ملا ہے اور یہ تاج شیخ ابوسعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ اب مجھ کو غیب سے بشارت ہوئی کہ تم کو دوں، قبول کرو۔ اور یہ فرمایا کہ رباعی جو ابوسعید ابوالخیر سے منسوب ہے جو کوئی ہمیشہ اس

کو پڑھا کرے البتہ نام اس کا دفتر اولیاء اللہ میں لکھا جائے گا۔ خبردار خبردار! اس رباعی کا وظیفہ اپنا کرنا اور اپنے اصحاب کو بھی اس کے پڑھنے کی رغبت دلانا اور جس پر کمال مہربانی رکھتے ہو اس کو یہ رباعی تلقین کرنا۔ اس رباعی کے فوائد اس درجہ ہیں کہ شرح اس کی نہیں ہو سکتی

من بے تو دمے قرار نتوانم کرد   احسان ترا شمار نتوانم کرد
گر برتن من زبان شود ہر موئے   اک شکر تو از ہزار نتوانم کرد

اور یہ دوسری رباعی بھی تلقین کی اور نہایت تعریف اس کی فرمائی۔ بیان فرمائے کہ جس بیمار کو یہ دوسری رباعی لکھ کر تعویذ بنا کر پہنائیں یا طشتری پر لکھ کر دھو کر پلائیں انشاء اللہ تعالےٰ اس کو صحت ہو جائے گی۔ یہ رباعی بھی حضرت ابو سعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب ہے

حورا بنظارۂ نگارم صف زد   رضواں زتعجب کف خود بر کف زد
یکے خال سیہ بر رخ آں مطرف زد   ابدال زبیم چنگ در مصحف زد

یہ دونوں رباعیاں حضرت محبوب یزدانی کو تلقین فرما کر بہت خوش خبری فرمائی۔

جبل القرون

یہ پہاڑ نواحی ملک عراق میں ہے۔ اس پہاڑ میں حضرت شیخ عبداللہ رہتے تھے پچاس برس سے اسی دامنِ کوہ میں گوشہ نشین تھے۔ خوارق اور کرامات آپ کے اس دیار میں مشہور تھے جو مسافر وہاں جاتا تھا آپ سے استفادہ حاصل کرتا تھا آپ کی ملاقات میں وہ اثر تھا کہ بیان میں نہیں آسکتا۔

جب حضرت محبوب یزدانی نے آپ کی ملازمت کا شرف حاصل کیا تو بہت کچھ باتیں درمیان میں آئیں۔ وقت رخصت فرمایا کہ رباعی حضرت شیخ ابو سعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ کی البتہ یاد رکھنا کہ حضرت شیخ فرماتے تھے کہ جو کوئی اس رباعی کو کسی مریض کی عیادت میں جا کر پڑھے گا اور وقت عیادت یہ رباعی یاد آجائے تو مریض کو صحت کی امید ہے

وہ یہ ہے :-

فتنہ انگیزی و دامن در کشی　　تیر اندازی کماں پنہاں کنی

با تو نتواں گفت ایں کن واں مکن　　بادشاہی ہر چہ خواہی آں کنی

اس پہاڑ میں حضرت شیخ جمیل الدین قیام پذیر تھے۔ تین سو برس کی عمر رکھتے تھے۔ بہت کچھ اسرار حقائق اور معارف سے حضرت محبوب یزدانی کو بہرہ مند کیا۔

ان کے یہاں ایک بندر پلا تھا اس کی عجیب کرامات نقل کرنے لگے۔ حضرت محبوب یزدانی فرماتے ہیں کہ میں نے جو کچھ دیکھا وہ یہ ہے کہ حضرت شیخ کے پاس جوگیوں کی ایک جماعت پہونچی۔ تھوڑی دیر تک آپ ان سے ہم کلام رہے۔ ان میں ایک مسلمان، جوگیوں کے لباس میں تھا۔ بندر آیا اور تمام جوگیوں پر ہگتا ہوا چلا گیا۔ مگر ایک شخص پر نہیں ہگا۔ حضرت شیخ نے فرمایا غالباً یہ شخص مسلمان ہے۔

شعر

بہت جیواں بزرگوں کے کرم سے　　سمجھ لیتے ہیں رنگ کفر و ایماں

جبل البہ

اس پہاڑ میں ایک بزرگ معتکف تھے نہایت صالح اور عابد۔ جب حضرت محبوب یزدانی کو دیکھا آپ کو ٹھہرایا اور نہایت اخلاص کے ساتھ خدمت کرتے۔ جب عرصہ تک حضرت نے وہاں قیام فرمایا وہ درویش آپ سے فیضیاب ہوئے جب آرزوئے خلافت کی۔ حضرت نے بہ عطائے خرقہ شرف خلافت سے مشرف کیا اور خلافت نامہ لکھ کر عطا فرمایا۔

وہ درویش نقل کرتے تھے کہ اس ولایت کا راجہ فقیروں سے محبت رکھتا ہے اور مسافر نواز ہے۔ اس بات کی آرزو رکھتا ہے کہ حضرت محبوب یزدانی کی زیارت کرے۔

حضرت محبوب یزدانی نے انکار فرمایا۔

جب نہایت الحاح خوشامد اس درویش نے کی اجازت حاضری کی پائی۔ فرمایا:
اچھا حاضر ہووے۔

جب راجہ حاضر ہوا اور حضرت کی زیارت کی۔ حد سے زیادہ ضیافت اور خدمت گذاری میں مشغول ہوا۔ جب کسی قدر حضرت کو اپنے طرف مخاطب پایا، حضرت سے دعا کی درخواست کی

فرمایا کہ تو منکر خدا ہے تیرے لئے کیا دعا کردوں۔

عرض کیا کہ بادشاہان دہلی میرے ملک کے لینے کا میل رکھتے ہیں۔

فرمایا کہ جب تو شرائط خدمت شاہانِ دہلی کرے گا تجھ کو کوئی نقصان نہ پہونچے گا۔ امید ہے کہ بادشاہوں کا قدم تیری سلطنت لینے کے لئے اس زمین پر نہ آئے گا۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔



نواں صحیفہ

حضرت محبوبؒ یزدانی کی بعض کرامتوں کے بیان میں

قال الاشرف التصرف فی الحقیقۃ من اللہ تعالےٰ لان الکمال فی ان یصدر الافعال کلہ بارادتہ واختیارہ اذا صدورہ بلا اختیار وارادۃ نقص والکمال فی ان یکون سمیعاق بصیرا متکلما موجدا الی سائر صفاتہ الذاتیۃ والفعلیۃ والکمال فی ان یکون جمیع صفاتہ دائمۃ الثبوت ازلا وابدا اذا تخلف عن واحدۃ منہا وقت ما نقص

حضرت محبوب یزدانی سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ نے فرمایا کہ تصرف درحقیقت اللہ تبارک وتعالےٰ کی طرف سے ہے اس واسطے کہ کمال اس میں ہے کہ تمام کام صادر ہوں ساتھ ارادت اور اختیار اس کے واسطے ظہور افعال بلا اختیار اور ارادہ کے نقصان ہے۔ اور کمال اس میں ہے کہ ہو سننے والا دیکھنے والا بولنے والا پیدا کرنے والا مع تمام صفات ذاتی اور فعلی کے۔ اور کمال اس میں ہے کہ ہوں تمام صفات اس کے ہمیشہ قائم بے ابتدا اور بے انتہا کے جس وقت کہ باز رہے ان میں سے کسی ایک سے کسی وقت پر نقصان ہے

وقال الاشرف الکرامۃ ھی خارق العادۃ تصدر عن ھذہ الطائفۃ علی حسب المراد والغیر۔

فرمایا سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ کرامت خلاف عادت ہے کہ ظاہر ہوتی ہے اس گروہ سے اوپر موافق ارادہ اور غیر ارادہ کے۔

حضرت محبوب یزدانی کی کرامات اور خوارق عادات اس قدر ہیں کہ شمہ اس سے بیان ہو سکے۔ سن شریف حضرت کا سو برس سے زیادہ ہوا تھا۔ تین بار ساری دنیا کا سفر کیا۔ پھر اگر غور کیا جائے تو اس مدت میں بحالت سفر و حضر آپ سے کس قدر کرامتیں ظاہر ہوئی ہوں گی۔ کتاب لطائف اشرفی سے بعض کرامتیں انتخاب کر کے اس غرض سے لکھتا ہوں کہ ناظرین بالمکین اس نعمت سے بے بہرہ نہ رہیں۔ بر سبیل تیمن و تبرک بعض کرامات مخصوصہ کا ذکر کیا جاتا ہے۔

مثنوی

ان کے فضل و کمال کی حالت	کوئی کیا لکھے یہ محال ہے بات
تھے وہ غوث جہاں بعد کمال	پیشوا اولیاء با اجلال
خاندان حسینی الحسنی	ہر صفت میں کیا خدا نے غنی
خواہر پاک شاہ گیلاں سے	نسب مادری بھی جن کا ملے
کیا کوئی ان کی کر سکے تعریف	کیا کوئی ان کی لکھ سکے توصیف
دہر میں جتنے تھے ولی اللہ	سب کے سردار تھے وہ حق آگاہ
اشرفی خاص ہے انھیں کا غلام	جن کو ان سے ملا ہے فیض تمام

کرامت ۱:- کتاب سنوات الاتقیا جو تصنیف شیخ ابراہیم سرہندی ہے اس کو جناب حاجی مولانا سید اسماعیل حسن صاحب قادری مارہروی نے فقیر اشرفی جامع رسالہ ہذا کو دکھلایا۔ اس میں لکھا ہے کہ ایک دن قاضی شہاب الدین ملک العلماء خدمت عالی حضرت محبوب یزدانی میں اس خیال سے حاضر ہوئے کہ حضور مجھ کو میرے لائق خطاب عطا فرمائیں اور وہ چیز کھلائیں جو میں نے کبھی نہ کھائی ہو۔ جیسے ہی خیمہ مبارک کے قریب آئے طناب خیمہ سے الجھ کر قاضی صاحب کی پگڑی گر پڑی۔

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا: ملک العلماء دستار سر پر رکھو۔

جب خدمت عالی میں بعد شرف پا بوس مؤدب دو زانو ہو بیٹھے حضرت نے باورچی

سے فرمایا کہ طعام ماحضر قاضی صاحب کے لئے لاؤ۔

باورچی نے ایک پیالہ کھیر کا قاضی صاحب کے سامنے پیش کیا۔

قاضی صاحب دل میں سوچنے لگے کہ کھیر کوئی نایاب کھانا نہیں۔ میں نے بارہا کھیر کھائی ہے۔

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ فقیر کے ساتھ گائے بھینس نہیں رہتی ہیں جہاں فقیر جاتا ہے جنگل کے ہرن، نیل گاؤ آکر دودھ دے جاتے ہیں۔ بھلا ایسی کھیر آپ کو کب میسر ہوئی ہوگی۔

یہ سن کر قاضی صاحب دل ہی دل میں پشیمان ہوئے۔

شعر

کشف ہوتا ہے ولی پر حال غیب　　　منکر ولاؤ نہ اس میں شک و ریب

کرامت ۲:

لطائف اشرفی میں مذکور ہے کہ حضرت محبوب یزدانی مقام پنڈوہ شریف سے جب رخصت ہو کر چلے اور خطۂ جونپور میں قیام فرمایا۔ قاضی شہاب الدین ملک العلماء دولت آبادی خدمت عالی میں تین باتوں کا خیال کر کے حاضر ہوئے۔ ایک تو یہ کہ اپنا جوٹھا عنایت فرمائیں۔ دوسرے ایسا تحفہ دیں جو کہ نادر العصر ہو۔ تیسری وہ بات کریں کہ آپ کی طرف سے گمان شیعت کا میرے دل سے اٹھ جائے۔ جس وقت حاضر خدمت ہوئے محبوب یزدانی وضو کر رہے تھے جیسا کہ طریقہ اہل سنت کا ہوتا ہے۔ جب قدم مبارک دھوئے قاضی صاحب کی طرف ہنس کر فرمایا:

ظن المؤمنین خیرا۔ مسلمانوں کی طرف نیک گمان کرنا چاہیئے۔

ہندستان کے آدمی عجیب قسم کے شبہ کرنے والے ہوتے ہیں۔ بقیہ آب وضو اوّل حضرت نے خود پیا۔ تھوڑا سا بچا ہوا پانی قاضی صاحب کو عنایت فرمایا کہ پی جاؤ اور اس میں آب زمزم ہے۔

جب حضرت نے رخصت کیا تو کتاب ہدایہ جو ولایت سے تصحیح کر کے ہمراہ لائے تھے

اوراس پر حاشیہ قلم مبارک مولانا برہان الدین مرغینانی ہروی کا تھا اور بعض حاشیہ حضرت محبوب یزدانی نے اپنی طرف سے اس پر لکھا تھا قاضی صاحب کو عنایت کیا' اور فرمایا کہ اس راہ کا علم مشکل ہے۔ کم سے کم برادر شہاب الدین کے علم کے برابر ہونا چاہیئے....

شعر

آئینہ ہوتا ہے اہل دل کا دل۔ کشف ہو تجھ پر کسی کامل سے مل

کرامت نمبر ۳:

جب حضرت محبوب یزدانی کے مرشد نے فرمایا کہ فرزند اشرف تم کو معلوم ہے کہ تمہارے قبر کی جگہ کہاں ہے تم ولایت جونپور کی طرف جاؤ وہاں ہی اسی جوار میں تمہارا مقام اور جائے قبر ہے۔

حضرت محبوب یزدانی نے عرض کیا کہ آپ مجھ کو خطہ جونپور کی طرف بھیجتے ہیں اور مجھ کو اپنے کشف سے معلوم ہوا ہے کہ وہاں ایک شیر رہتا ہے۔

آپ کے مرشد نے فرمایا کہ کچھ اندیشہ کی بات نہیں۔ وہاں ایک شیر بچہ تم کو ملے گا وہی اس شیر کے لئے کافی ہے۔ چنانچہ جب حضرت محبوب یزدانی نے مقام پنڈوہ شریف خانقاہ مرشد سے رخصت ہو کر مع حشم وخدم شاہانہ قصبہ ظفر آباد متصل شہر جونپور میں نزول فرمایا اور مسجد ظفر خاں میں اترے۔ اسباب سفر وہاں ہی رکھا گیا۔ حضرت کے ہمراہ اونٹ گھوڑے خچر جو تھے۔ ان کو قلندر ان ہمراہی اندر صحن مسجد کے باندھنا شروع کیا۔ اس خبر کو سن کر چند علماء اور طلباء بغرض استفسار حاضر خدمتِ عالی ہوئے۔ چاہتے تھے کہ کچھ عرض کریں اسی اثنا میں ایک گھوڑے نے گردن سے اشارہ کیا حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ یہ گھوڑا لید کرے گا۔ اشارہ کرتا ہے اس کو مسجد کے باہر لے جاؤ۔ پھر ایک اونٹ نے اشارہ کیا۔ فرمایا کہ یہ پیشاب کرے گا اس کو بھی باہر لے جاؤ۔ غرض کہ اسی طرح چند جانوروں نے اشارے کیے۔

حضرت محبوب یزدانی نے ان لوگوں کی طرف جو حاضر ہوئے تھے متوجہ ہو کر فرمایا یہ جانور پاک ہیں۔ صحنِ مسجد میں ان کا لانا ممنوع نہیں۔ چوں کہ ہمارے جانوران ہمراہی باادب ہیں اپنی حوائج سے خبر کردیتے ہیں تو ایسے جانوروں کا مسجد میں لانا کیا قباحت ہے۔ ہاں مقتضائے ادب یہ ہے

کہ یہ جانور مسجد میں نہ لائے جائیں۔
معترضین نادم اور پشیمان ہو کر چلے گئے۔ جامع رسالہ ہذا نے اس مقام پر ایک غزل لکھی ہے۔

غزل

دلِ اہل دل مرآۃ حق نما ہے ۔۔۔ جمال ان کا عکس جمال خدا ہے
ادھر دل میں گذرا ادھر لب پہ آیا ۔۔۔ انھیں مخبر دل کہیں تو بجا ہے
بھلا ناقصو کیا سمجھ سکتے ہو تم ۔۔۔ یہاں عقل و دانش بھی بے دست و پا ہے
نظر صاف آتا ہے نورِ الٰہی ۔۔۔ یہ دل ہے کہ آئینۂ کبریا ہے
ولی پر ہے مکشوف اسرار غیبی ۔۔۔ جو کچھ ہم پہ مخفی ہے ان پر کھلا ہے
نظر ان کے چہرے پہ کرنا عبادت ۔۔۔ کہ ذات ولی مظہرِ کبریا ہے
فدا اشرفی ان پہ سو جاں سے رہنا ۔۔۔ اگر طالبِ قربِ ربّ العلیٰ ہے

کرامت ۱۴ : اسی مسجد میں حضرت محبوب یزدانی مع خلفا مریدان کلمات سرّ و معرفت الٰہی بیان فرما رہے تھے کہ دس پانچ آدمی ایک زندہ آدمی کو چارپائی پر لٹائے ہوئے اوپر سے چادر اڑھائے لائے اور رو کر عرض کرنے لگے کہ حضرت اس کی نماز جنازہ پڑھا دیجئے۔

یہ لوگ نقال تھے جس کو ہندی میں بھانڈ کہتے ہیں۔ اس غرض سے زندہ آدمی کو مردہ بنا کر لائے تھے کہ جب حضرت اس کی نماز جنازہ پڑھیں تو آدمی چارپائی پر سے اٹھ کر بھاگے جس سے مضحکہ ہو۔

حضرت محبوب یزدانی نے ایک خلیفہ سے فرمایا کہ ادائے نماز جنازہ فرض کفایہ ہے۔ تم جا کر اس کی نماز جنازہ پڑھا دو سب کو جانے کی ضرورت نہیں ہے۔

ایک نقال نے میت کا وارث بن کر نماز جنازہ پڑھانے کی اجازت دی۔

جب حضرت کے خلیفہ نے نماز جنازہ کے لئے تکبیر اولی اللہ اکبر کہکر کان تک ادھر ہاتھ اٹھائے اور اس کی روح قالب خاکی سے چار تکبیر پڑھ کر پرواز کر گئی۔

بعد ادائے نماز جنازہ حضرت کے خلیفہ نے فرمایا کہ میت کو اٹھاؤ اور قبر میں لے جاکر دفن کردو۔

وہ نقال تو اس کے اٹھ کر بھاگنے کے منتظر تھے یہاں اس کی روح پرواز کر گئی۔ سب لوگ اپنی اس حماقت پر پشیمان تھے۔

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ اب کیا ہوتا ہے۔ لیجاؤ اور اسکو سپردِ خاک کردو۔

اشعار

جو ہوا مردانِ حق سے بے ادب — مبتلا ہوتا ہے با رنج و تعب

سامنے خاصانِ حق کے اے خدا — رکھیو ہم کو باادب اور باصفا

مولوئ معنوی نے ہے کہا — بے ادب محروم رہتا ہے سدا

پیش مرداں باش اے دل باادب — بے ادب محروم ماندہ از فضل رب

بے ادب خود را نہ تنہا داشت بد — بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد

بے ادب ہوتا ہے دنیا میں ذلیل — باادب کرتا نہیں کچھ قال و قیل

بے ادب کو مت کہو ہرگز عقیل — باادب پاتا ہے راہ سلسبیل

باادب درگاہِ حق میں تھے خلیل — ہوگئے مقبول درگاہ جلیل

اے خدا بحرِ محمد مصطفٰے — باادب رکھنا مجھے با اتقا

اشرفی مردانِ حق کا تم مدام — رکھنا اپنے دل میں کامل احترام

واللہ اعلم۔ نقالوں کی اس حرکت بد کا باعث کون تھا جس کے سبب سے ان پر غضب الٰہی آیا۔ ایک زندہ آدمی کو حلاوت زندگی سے محرومی ہوئی موت کا زہر قاتل چکھنا پڑا۔

کرامت ۵

حضرت مولانا شیخ محمد کبیر عباسی سرور پوری جو ایک خواب کی بنا پر سرور پور سے ظفر آباد میں حضرت حاجی چراغ ہند کی خدمت میں آئے۔ خواب یہ تھا کہ جس کا سبب یہ پیدا ہوا۔ یعنی جب حضرت مولانا محمد کبیر تحصیل علوم سے فارغ ہوئے آپ کے دل میں شوق پیدا ہوا کہ کسی مرد کامل اور درویش صاحب دل سے

بیعت حاصل کر کے تکمیل سلوک حاصل کریں۔ شب کو یہ خواب دیکھا کہ ایک صاحب نورانی صورت، میانہ قد، ریش مبارک کے بال سرخ تشریف لائے ہیں اور مجھ کو مرید کیا۔ شربت پلایا اور روٹی کھلائی۔ جب خواب سے بیدار ہوئے۔ شوق دل طلب سلوک میں حد کر زیادہ بڑھا۔ دل میں سوچنے لگے کہ اس دیار میں صاحب ولایت حضرت حاجی چراغ ہند ہیں... غالباً یہ انجذاب خواب میں انھیں کی طرف سے ہوا ہوگا۔ اسی خیال سے رواں دواں ظفرآباد پہونچے۔ آپ کے ہمراہ شاگردوں کی بھی ایک جماعت تھی اور وہ سب آپ کے ساتھ بیعت کرنا چاہتے تھے۔ جب حضرت حاجی چراغ ہند کی صورت دیکھی۔ جو شکل خواب میں نظر آئی تھی وہ نہ پائی۔

قطعہ

بدولت دیدہ چوں دیدار دریافت   خیال صورتے کاں دیدہ دریافت
نظر چوں کرد از راہِ بصیرت   بمعنی صورتے از غیر دریافت

جناب شیخ کبیر کو بیعت کرنے میں تامل ہوا اس لئے چند روز متفکر اور متامل وہیں ٹھہرے۔ اسی اثنا میں نسیم ولایتِ جہانگیری عالم میں چلنے لگی اور تجلی خورشید ہدایت چار سمت میں پھیل گئی۔

حضرت محبوب یزدانی مسجد ظفر خاں میں مع اصحاب رونق افروز تھے اور فرماتے تھے کہ میرے دماغ میں ایک دوست کی خوشبو آتی ہے اور تعجب ہے کہ وہ چلا کیوں نہیں آتا۔ جب حضرت کی شہرت عام طور سے ادنیٰ و اعلیٰ کو پہونچی حضرت شیخ کبیر کو بھی اشتیاق قدم بوسی ہوا کہ شرف دیدار حاصل کروں۔

حضرت محبوب یزدانی بعد ادائے وظائف صبح اشراق کی نماز پڑھ کر مجمع یاراں میں بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت شیخ کبیر حاضر ہوئے۔ دور سے جیسے ہی ان پر نظر پڑی حضرت نے فرمایا کہ وہ یار کہ جس کو میں یاد کر رہا تھا آ گیا۔ شیخ کبیر کے آنے سے پہلے خادم کو روٹی اور شربت تیار کرنے کا حکم دے چکے تھے۔

جب شیخ کبیر نے دور سے جمال مبارک دیکھا جو صورت خواب میں دیکھی تھی وہی نظر

اُٹھ۔ آیۂ کریمہ اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ پڑھتے ہوئے سر قدم مبارک پر رکھ دیا اور یہ شعر پڑھا۔

یار در خانۂ ما گرد جہاں می گردم — آب در کوزۂ ما تشنہ لباں می گردم

اور شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ حضرت محبوب یزدانی نے روٹی اور شربت اپنے ہاتھ سے ان کو کھلایا پلایا۔ بعد شرف ادراک ارادت اور تحصیل سعادت بیعت حضرت کے اصحاب سے مصافحہ کیا۔ سب نے مبارکباد دی۔

قطعہ

شرف چوں یافت از راہِ ارادت — ہمہ یاراں مبارکباد کردند

بساط از آمدن نادر حریفے — دل از شاہ و پیادہ شاد کردند

آپ کے مرید ہونے کی خبر جب عام طور سے مشہور ہوئی حضرت حاجی چراغ ہند نے بھی ان کے مرید ہونے کا قصہ سنا یہ بات آپ کے مزاج کے موافق نہ ہوئی کہ ایک آدمی کل میرے پاس ارادت کے داعیہ کا آیا اور وہاں جاکر مرید ہوگیا اس لئے ہر چند کہ آپ کے مناسب حال نہ تھا لیکن بمقتضائے بشریت قدرے مزاج عالی میں تعصب پیدا ہوا اور تجلی اسم الجلال شیخ کے سر میں متجلی ہوئی۔ فرمایا کہ کبیر جوان مرجائے کہ یہاں سے جاکر وہاں مرید ہوگیا۔

چوں کہ حضرت کبیر فیض نظر کیمیا اثر سے کامل ہوچکے تھے حضرت حاجی چراغ ہند کا کہنا آپ پر ظاہر ہوگیا اور حضرت محبوب یزدانی بھی اس حال سے متاثر ہوئے فرمایا کہ اے فرزند کبیر تم غم نہ کھاؤ کہ کبیر تو بوڑھا ہوگا۔ لیکن جنہوں نے تم کو بد دعا دی ہے تو بھی ان کو کچھ کہہ۔ جو تم کہوگے وہی ہوگا۔

کمال عاجزی سے عرض کیا کہ اب میں ان کو کیا کہوں جو کچھ کہ ان کی طرف سے صادر ہوا ہے انھیں کی طرف لوٹ جائے۔

حضرت محبوب یزدانی نے جب یہ معائنہ کیا تو فرمایا کہ درویشوں سے یہ بات آسان

ہے۔ مشیت الٰہی یہی تھی۔ دونوں بزرگوں کی بات اپنی اپنی جگہ پر رہی۔ حضرت کبیر پچیس[۲۵] برس کی عمر میں ایسے بڈھے ہوگئے کہ جیسے پیر صد سالہ ہوتا ہے اور حضرت شیخ حاجی چراغ ہند کا شمعِ ہدایت شیخ کبیر کے انتقال سے پانچ سال قبل گل ہوگیا۔

اس مقام پر یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ ایک ولی کی زبان سے جو کچھ نکل جائے دوسرا ولی اس کو ٹال سکتا ہے۔ مگر حالات مشائخ دیکھنے سے یہ بات ثابت ہوئی کہ سوائے غوث کے دوسرا ولی کسی ولی کی زبان کو ٹال نہیں سکتا ۔ چوں کہ غوث العالم حضرت محبوب یزدانی اولیائے روئے زمین کے سردار تھے اس لئے آپ کے فرمانے سے حضرت کبیر پچیس[۲۵] برس کی عمر میں بوڑھے ہوگئے۔ اب اگر جوان ہوتے تو اسی وقت مرجاتے۔ اسی لئے آپ کی حیات میں اس قدر خدا نے برکت دی کہ حضرت حاجی چراغ ہند ظفرآبادی کے انتقال کے بعد پانچ برس اور زندہ رہے۔

حضرت محبوب یزدانی جناب غوث پاک قدس سرہٗ کے حالات تقریباً نقل فرماتے تھے کہ ابوالمظفر حسن ابن تمیم بغدادی سوداگر حضرت شیخ حماد دباس قدس سرہٗ کی خدمت میں گیا اور عرض کرنے لگا کہ اے حضرت ایک قافلہ شام کو جاتا ہے اور میں بھی سات سو اشرفی کا مال تجارت خرید کر اسی قافلہ کے ساتھ جاتا ہوں۔

شیخ نے فرمایا کہ اگر اس سال تو سفر کرے گا جان سے مارا جائے گا اور مال بھی تلف ہوگا۔

سوداگر شیخ کی خدمت سے نہایت اندوہگیں واپس آیا۔ راستہ میں سیدی اور مولائی شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ ملے۔ یہ جناب غوث پاک کا شروع زمانہ تھا سوداگر نے عرض کیا کہ شیخ سے میں نے یہ گذارش کی انھوں نے یہ جواب دیا۔ مجھ کو سخت رنج ہے کہ کیا کروں آپ نے فرمایا جا سافرت کر۔ جان بسلامت آئے گا اور مال میں نفع آئے گا۔

وَالضمان فی ذالک علی۔

سوداگر بموجب ارشاد شام میں گیا اور بڑے منافع سے مال فروخت کیا اور کچھ جواہر اور سونا خرید کر ہمیانی میں رکھ کر کمر سے باندھا۔ راستہ میں قضائے حاجتِ انسانی کے واسطے

ایک سقادۂ ملک شام میں گیا جو حلب میں تھا۔ ہمیانی زر و جواہر کمر سے کھول کر سقادہ کے طاق پر رکھی جب حاجت سے فارغ ہوا ہمیانی وہیں بھول کر اپنی قیام گاہ پر چلا آیا۔ نیند کا غلبہ ہوا سو گیا۔ خواب میں یہ دیکھا کہ میں راستہ میں جا رہا ہوں اور ڈاکوؤں نے ہمارے قافلہ میں لوٹ مچا دی اور مجھ کو پکڑ لے گئے اور میری گردن پر چھری پھیر دی۔ اس خواب کو دیکھتے ہی چونک گیا۔ کچھ زخم خفیف کا نشان میری گردن پر موجود تھا۔ جب اپنے مال کو تلاش کیا تو کمر میں نہ پایا۔ سقادہ میں جا کر جستجو کی تو بدستور طاق پر رکھا پایا۔ اس وقت ابن تمیم کے دل میں یہ بات پیدا ہوئی کہ بغداد شریف میں پہلے شیخ حضرت حماد کی قدم بوسی کروں یا حضرت غوث پاک کی خدمت میں حاضر ہوؤں۔

جب بغداد شریف کے بازار میں پہونچا حضرت شیخ حماد دباس کو دیکھا۔ ان کے قدم چومنے لگا۔

فرمایا مجھ کو کیا دیکھتا ہے۔ جا اور شیخ عبدالقادر جیلانی پر قربان ہو کہ ان کی دعا سے تو بچ گیا۔ انھوں نے ستر بار خدا کی بارگاہ میں تیرے واسطے دعا کی کہ تیرا خون بیداری سے خواب میں بدل گیا۔ اور تیرا تلف شدہ مال سقادہ کے نسیان میں بدل گیا۔

بعض مشائخ سے منقول ہے کہ ستر بار حق تعالےٰ کے دربار میں حضرت غوث پاک نے اس شخص کے لیے دعا کی تھی۔

دعائے غوث میں حق نے اثر بخشا ہے اے یارو　　دعا سے ان کی تقدیر الہٰی بدل جاتی ہے

وہ راز نہاں ہے جس کو بد مذہب نہ سمجھے گا دعا سے ان کے تقدیر الہٰی بدل جاتی ہے

جب اس قسم کے آثار اور انوار حضرت محبوب یزدانی کے مشہور ہوئے شیخ حاجی چراغ ہند کو اور زیادہ تعصب بڑھا۔

کرامت ۶

ایک دن حضرت محبوب یزدانی مسجد ظفر خاں میں بیٹھے ہوئے تھے اور اصحاب حضرت کے حلقہ میں شامل تھے۔ ایک بار حاضرین کو ایسی سخت گرمی معلوم ہوئی کہ جیسے مسجد میں آگ برس رہی ہو۔ ایک دم سب نے سکوت کیا آخر تاب نہ لا سکے۔ سب نے باری باری مسجد سے باہر نکلنا شروع کیا۔ سامنے کوئی باقی نہ رہا

حضرت محبوب یزدانی نے تبسم فرمایا اور کہا کہ یہ آتش چراغ سے ہے اس کا بجھا دینا آسان ہے۔ تھوڑی ہوا میں سرد ہو جاتا ہے۔ ایک خادم سے فرمایا کہ پانی کا لوٹا لاؤ کہ تم لوگوں کی زحمت جاتی رہے۔

بموجب فرمان، خادم نے زمین پر پانی گرایا۔ حضرت حاجی صاحب پانی میں غرق ہونے لگے۔ اپنے پیر کو یاد کیا اور انھوں نے اپنے پیر کو۔ درجہ بدرجہ یہاں تک نوبت پہونچی کہ رُوحانیت پاک صاحب لولاک صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے یہ فرمان صادر ہوا کہ :۔

"تم کو مناسب نہ تھا کہ مہمان کے ساتھ یہ ادائے مخالفت کرو۔ اگر کچھ نہ تھا تو اتنا تو سمجھتے کہ میرا فرزند تھا اس کی رعایت تم کو کرنی چاہیئے تھی۔ اب اٹھو اور جاؤ اور ان سے معذرت کرو اور قصور معاف کراؤ۔

حضرت حاجی چراغ ہند ادھر اپنے گھر سے نکلے ادھر حضرت محبوب یزدانی کے پاس تمام اکابرین کی روحانیاں تشریف لائیں۔ آپ نے فرمایا کہ میرا خیال ان کی ولایت میں قیام کرنے کا نہیں ہے تمام روحانیہ اکابر سے آپ نے معذرت کی اور یہ فرمایا کہ درمیان خاندان چشت اور سہروردیہاں کہ ہیں ایک حد مقرر کی جاتی ہے۔ بس اب درمیان جانبین دریائے گومتی حد فاصل قرار دی جاتی ہے کہ کوئی اپنی حد سے متجاوز نہ ہو۔

حضرت محبوب یزدانی مسجد سے نکل کر حضرت حاجی چراغ ہند کے پاس جانا چاہتے تھے ادھر سے وہ تشریف لاتے تھے۔ راستہ میں دونوں صاحبوں کی ملاقات ہوئی مصافحہ اور معانقہ ہوا۔

بیت

نہ کدورت رہی رہا نہ ملال   نہ کوئی گفتگو نہ قیل و قال

پھر حضرت حاجی چراغ ہند نے حضرت محبوب یزدانی کی دعوت کی اور انھیں اپنے گھر لے گئے۔

کرامت ۔۔۔

حضرت محبوب یزدانی ایک دن قصبہ چاندی پور بڈھڑ میں بغرض ادائے نماز جمعہ تشریف لے گئے۔ اس قصبہ میں ایک بزرگ شیخ زاہد

نام عابدانہ اور زاہدانہ زندگی بسر کرتے تھے اور ان کی یہ کرامت نہایت مشہور تھی کہ اکثر رات کو حجرے سے باہر نکل جاتے ہیں۔ جب لوگ آپ کو تلاش کرتے آپ کو دریائے سرجو کے پانی پر مصلیٰ بچھائے ہوئے نماز پڑھتے دیکھتے ہیں۔ اسی کرامت کی شہرت سے جوار و دیار کے آدمی ان کے معتقد تھے۔

حضرت محبوب یزدانی بھی شیخ زاہد کی ملاقات کے لئے تشریف لے گئے دیکھا کہ آپ دریا کے درمیان مصلیٰ بچھائے نماز پڑھ رہے ہیں۔ حضرت محبوب یزدانی بھی دریا کے اوپر پیر رکھتے ہوئے شیخ زاہد کے مصلیٰ کے پاس پہونچے اور بمقتضائے شفقت بزرگانہ ان کی بیٹھ پر دست شفقت پھرانے لگے۔ اور فرمایا کہ تجھ پر خدا تعالےٰ کی رحمت ہو کہ عرفان اور آگاہی تم نے اس قدر بہم پہونچائی جیسا کہ بزرگوں کا دستور ہوتا ہے۔

شیخ زاہد بھی اپنی پیری اور زہد پر نازاں تھے وہ بھی حضرت محبوب یزدانی کی پشت مبارک پر ہاتھ پھرانے لگے۔ اور کلمات دعا کہنے لگے۔

حضرت محبوب یزدانی کو ان کی یہ حرکت ناپسند ہوئی۔ فرمایا کہ ہندستان کے آدمی عجیب گستاخ ہوتے ہیں تھوڑی کرامت میں مغرور ہو جاتے ہیں۔ ایسے لوگ چند روز میں گمنام ہو جاتے ہیں۔

تھوڑے دن میں زاہد غائب ہو گیا۔ کسی نے نہ جانا کہ کیا ہوا، کہاں گیا۔ ان کی قبر کا بھی نشان نہ رہا۔

زبان مبارک سے اس وقت حضرت نے یہ بھی فرمایا تھا کہ تیری قبر گدہوں کی چراگاہ میں ہوگی۔ سنا گیا کہ اکثر دھوبیوں کے گدھے جب گم ہو جاتے ہیں تو دھوبی اس طرف تلاش کو نکلتے ہیں جدھر زاہد کی قبر بے نشان تھی۔ اور یہ بات بھی زبان مبارک سے نکلی کہ یہ قصبہ کبھی آباد ہوگا اور کبھی ویران ہو جائے گا۔ یہ بات بھی امتحان لی گئی۔

کرامت نمبر ۸

قصبہ نظام آباد کے قریب ایک گاؤں ہے جس کا نام دو بتیہا ہے۔ اس میں ہندو اور مسلمان دونوں آباد تھے۔ اور اتفاقاً حضرت محبوب یزدانی اس گاؤں میں تشریف لے گئے۔ خود مسلمانوں کی مسجد میں اترے اور ہمراہیوں

کے واسطے بیرون مسجد خیمے نصب ہونے۔ گاؤں چھوٹا تھا اور بازار اس میں نہ تھا۔ وہاں کے مسلمانوں نے کم ہمتی کی حضرت کی دعوت کا کچھ سامان نہ کیا۔ حضرت کے ہمراہی رات کو بھوکے سو رہے جب صبح ہوئی دوسرے فرقہ ہندو میں سے جو غریب تھا ایک شخص کو معلوم ہوا کہ رات کو فقراء نے فاقہ کیا۔ حضرت محبوب یزدانی کے سامنے آکر نہایت عاجزی کیساتھ عرض کرنے لگا کہ اگر تھوڑی دیر حضرت ٹھہر جائیں تو میں کچھ ناشتہ کا سامان کروں۔ حضرت نے اس کی استدعا قبول کی۔ وہ شخص گیا اس کی صرف ایک گائے بھی اور کچھ اس کے پاس نہ تھا۔ حضرت محبوب یزدانی کے سامنے لاکر کہا کہ اس کو ذبح کرا کر ہمراہیوں کے واسطے ناشتہ پکوایئے اور بڑی کوشش اور تردد سے تمام ہندوؤں نے باہم مل کر دو تین من آٹا بھی پہونچایا۔ دودھ دہی گھی مصالحہ بھی لاکر باورچی کو دیا۔

باورچی نے جب کھانا تیار کیا جملہ پانچ سو درویشوں کو تقسیم کیا گیا لیکن کھانا کم نہ ہوا۔ کھانے کے بعد ہندو آیا اور ادب سے کنارے کھڑا ہوا۔

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ فرقہ مسلمان کی دولت ہم نے تجھ کو دی اور تیرے سات بیٹے پیدا ہوں گے۔

تھوڑی ہی مدت میں حضرت کا فرمان ظاہر ہوا۔ جماعت مسلمان بوجہ افلاس اُنکے کے گاؤں چھوڑ کر بھاگ گئے۔

فائدہ: فقیر اشرفی جامع رسالہ ہذا جب ضلع اعظم گڑھ اور اطراف قصبہ نظام آباد میں گیا اور اس گاؤں کے ایک زمیندار سے جس کا نام بیٹی رائو تھا ملا اور کیفیت دریافت کی تو انھوں نے کہا کہ ابھی تک تو ہم لوگ حضرت کی دعا سے بکمال فارغ البالی بسر کرتے تھے مگر اب ہم لوگوں پر ایک خطا کی وجہ سے ادبار آنے لگا وہ یہ کہ جب حضرت محبوب یزدانی ہمارے گاؤں میں ٹھہرے تھے بڑ کی شاخ سے ایک مسواک کی اور اس کو زمین میں دبا دیا اور یہ فرمایا کہ یہ ہماری مسواک تمہارے گاؤں میں ہماری نشانی رہے گی۔ چنانچہ اس مسواک سے ایک عظیم الشان بڑ کا درخت پیدا ہوا اور اس کی شاخوں سے جہاں جہاں ریشہ زمین تک لٹکی اس میں جڑ نکل آئی۔ بڑھتے بڑھتے یہ درخت بارہ

بیگھا کے حلقے میں پھیل گیا۔ ہماری قوم والے اس درخت کے پتے تک نہیں چھوتے تھے۔ اب ہماری قوم والوں نے اس درخت کی لکڑی کاٹنا شروع کی۔ پانچ بیگھا تک کاٹ کر صاف کر دیا اور اس جگہ میں کھیتی کرنے لگے۔ اِس وقت وہ درخت سات بیگھا کے حلقہ میں موجود ہے۔

یہ واقعہ ۱۳۲۶ھ میں فقیر نے اس کی زبان سے سُنا۔ میں نے کہا کہ تم لوگوں سے بڑی غلطی ہوئی جب حضرت نے تم کو گاؤں بخش دیا تو جہاں تک ٹھکلو درخت حضرت کی مسواک کی نشانی تھی اس کو نہ کاٹتے۔

اور اعظم گڑھ میں ایک معتبر شخص کی زبانی فقیر نے سنا کہ اعظم گڑھ کے ایک کنجڑے نے تھوڑی زمین موضع دو بیتھا کی نیلام کے ذریعے سے خرید کی۔ ایک سال بھی گذرنے نہ پایا تھا کہ وہ ایسا تباہ ہوا کہ کہیں اس کے مال و دولت کا پتہ نہ لگا۔

نشان کرامات مردان حق ‏ ‏ ‏ سے لیتے ہیں اہل جہاں سب سبق
جو منکر ہے ان کی ولایت کا یار ‏ ‏ ‏ وہ ہوگا جہاں میں ذلیل اور خوار

کرامت ۹

حضرت محبوب یزدانی خطہ جونپور سے چل کر موضع سرس۔ جو اسٹیشن شاہ گنج کے قریب ہے آئے اور وہاں ایک بزرگ شیخ نصیر الدین سرسی رہتے تھے۔ صاحب کمالات عالی مقام تھے۔ اس جوار کے آدمی آپ کے ساتھ اعتقاد رکھتے تھے۔ انھوں نے ایک خانقاہ بھی بنائی تھی۔ حضرت محبوب یزدانی جب ان کی خانقاہ میں اُٹھہرے کسی قدر حضرت کی خدمت گذاری میں کم توجہی کی جس سے خاطر نازک میں ملال پیدا ہوا۔ فرمایا کہ جس گاؤں میں ایسے درویش رہتے ہیں آگ کیوں نہیں لگتی۔ زبان مبارک سے یہ بات نکلی تھی کہ گاؤں میں آگ لگ گئی اور حضور گاؤں سے باہر تشریف لائے۔ تمام گاؤں جل گیا۔ شیخ سرسی حضرت کے پیچھے دوڑتے ہوئے ایک کوس تک گئے۔ حضرت کے سامنے بہت عاجزی کی اور واپس لائے۔ دو تین گھر جو جلنے سے بچ گئے تھے وہاں ہی حضرت کو ٹھہرایا اور سامان ضیافت کیا۔ تھوڑی دیر میں جب کھانا تیار ہوا اور حضرت کے سامنے دسترخوان بچھایا حضرت کے چہرہ مبارک کے آثار خوشی ظاہر ہوئی۔ شیخ سرسی نے بہت کچھ معذرت کی۔

فرمایا کہ یہ امر اتفاقاً حسب مرضیِ خدا واقع ہوا۔ جس مقام پر آگ لگی ہے وہاں پر کوئی

آباد نہ ہو۔ اس جگہ کو چھوڑ کر دوسرے مقام پر آباد ہوں۔

فائدہ : فقیر اشرفی جامع رسالہ ہذا جب شاہ گنج میں حاجی الٰہی بخش رئیس کے مکان پر فروکش ہوا۔ موضع سرس وہاں سے ایک میل کے فاصلہ پر تھا۔ حضرت شیخ سرسی کے مزار پر فاتحہ پڑھنے گیا۔ آپ کے مزار پر ایک جنگلی درخت جما ہے۔ جس کا پھل نہایت شیریں ہوتا ہے اہل دیہات اس کو تبرکاً کھاتے ہیں۔

وہاں کے لوگوں نے بیان کیا کہ بعد رخصت ہونے حضرت محبوب یزدانی کے حضرت شیخ سرسی نے اپنے مٹی کے بدھنی کو سات ٹکڑے کر کے سات مقام پر ڈالا۔ اس وقت اسی سات مقام پر موضع مذکور کے سات پورے آباد ہیں۔

ولی اللہ میں شان جلال اللہ ہوتی ہے مگر بدمذہبوں کی عقل کب آگاہ ہوتی ہے

کرامت ۱۰

دریا ٹونس کے کنارے ایک چھوٹا سا قصبہ آباد تھا۔ مکانات اور عمارت اس میں ایسے تھے کہ اپنا نظیر نہیں رکھتے تھے۔ اتفاقاً حضرت محبوب یزدانی کا گذر مع قلندران ہمراہی متصل بازار قصبہ نزول ہوا۔ ہمراہیان حضرت ہر گوشہ میں لکڑی برتن جنس کی جستجو میں نکلے۔ بازار میں ایک شخص نے آپ کے ہمراہی قلندروں سے سخت گفتگو کی۔ باہم مار پیٹ کی نوبت آگئی۔ یہاں تک نوبت پہونچی کہ حضرت کے ہمراہی قلندر کے منہ سے چوٹ کھا کر خون نکل آیا۔ جب نظر مبارک حضرت محبوب یزدانی کی اس فقیر کے منہ پر پڑی جنگ و جدل کا سبب دریافت کیا۔ جو کچھ واقعی حال تھا فقیر نے خدمت عالی میں عرض کر دیا۔

فرمایا سبحان اللہ جس مقام میں فقیر کے منہ سے خون نکالا جائے تعجب ہے کہ وہ مقام آباد رہے۔ تھوڑے دنوں میں حضرت کا فرمان ظاہر ہو گیا اور وہ قصبہ ویران ہو گیا۔

اشعار

مولوی معنوی نے ہے کہا شیخ کا فرمان ہے فرمانِ خدا
کان دعائے شیخ نے چوں ہر دعاست فانی است گفت او گفت خداست

کرامت ۱۱ حضرت محبوب یزدانی نے جس وقت بارادۂ سفر دکن تشریف لے جاتے تھے۔ اثنائے راہ میں بمقام کالپی ٹھہرے حضرت کے ہمراہیان کو وہاں کی آب و ہوا پسند آئی۔ عرض کیا کہ حضور چند روز یہاں ٹھہر کر آرام لیجئے۔ حضرت ذان عزیزوں کی خاطر سے چند روز قیام فرمایا۔ آپ کے اصحاب خصوصیت مآب میں ایک شخص کو رعونت پیدا ہوئی اور ان سے ایک ایسا فعل سرزد ہوا جو طریقت سے نکل جانے کا باعث ہوا۔

حضرت نے فرمایا اس نواحی کی عجیب آب و تاب ہے کہ ایسے معتقد اور مخلص سے ایسا فعل سرزد ہو جو طریقت سے نکل جانے کا باعث ہو۔ اس کے بعد زبان مبارک سے نکل گیا کہ جو کوئی اس زمین میں رہے گا اپنے بادشاہ سے بغاوت کرے گا۔

قطعہ

کرے مرید خطا آئے پیر کو جو جلال ۔۔۔ کہیں جہاں یہ خطا کی وہاں پہ آئے زوال

سمجھ میں کچھ نہیں آیا کہ اسمیں تھا کیا راز ۔۔۔ اسے وہ جانے جو ہووے جہاں میں اہل کمال

کرامت ۱۲ حضرت محبوب یزدانی سفر دکن سے لوٹ کر بہ نواحی احمد آباد گجرات قصبہ دمرق میں قیام فرمایا۔ وہاں کی آب و ہوا پسند خاطر ہوئی چند روز قیام فرمایا۔ اس قصبہ کے رہنے والوں میں سے کسی نے حضرت محبوب یزدانی کی نسبت کوئی بات نامناسب کہی۔ جب حضور کے گوش مبارک تک یہ خبر پہونچی تو فرمایا کہ جس مقام پر ایسے آدمی رہتے ہوں تعجب ہے کہ یہاں ہر مہینہ میں آگ کیوں نہیں لگتی یہ بات زبان مبارک سے نکلنا تھی کہ قصبہ میں آگ لگ گئی اور سارا قصبہ جل گیا۔ پھر تو ہر مہینہ میں آگ لگنے کا معمول ہو گیا وہاں کے آدمیوں نے جب یہ واقعہ دیکھا تو سکونت کے واسطے پتھر کے مکان بنانے لگے۔

ولی اللہ بے شک مظہر شان الٰہی ہیں ۔۔۔ جو ان کے منہ سے نکلے عین فرمان خدائی ہیں

کرامت ۱۳ اسی سفر میں حضرت کا نزول قصبہ کونکلی میں ہوا۔ وہاں ہر سال دریا کی طغیانی سے لوگوں کی کھیتیاں خراب ہو جاتی تھیں بخصوص اس سال میں جب حضرت تشریف لے گئے ہیں دریا کی طغیانی حد سے زیادہ ہوئی وہاں کے

مسلمانوں نے خدمت عالی میں عرض کیا کہ ہم لوگ کاشتکار ہیں۔ ہماری کھیتی کا طغیانی دریا سے بہت نقصان ہوتا ہے۔

فرمایا تمہاری کس قدر اراضی غرق آب ہوتی ہے۔

عرض کیا ایک ہزار جریب یا کچھ زیادہ۔

حضرت محبوب یزدانی نے ایک پارہ کاغذ طلب کیا اور اس پر دست مبارک سے لکھا اے آب دریا! عبداللہ اشرف سمنانی کی طرف سے تجھ کو معلوم ہو کہ اگر تیری طغیانی حکم خدا سے ہے چاہیئے کہ بحکم خدا جہاں تک حد مقرر کی جائے اس سے آگے تجاوز نہ کرنا۔

حضور کے ایک خادم نے وہ رقعہ جاکر دریا میں ڈال دیا اور حد پر نشان لگا دیا کہ اللہ تبارک تعالٰے کے حکم سے یہاں سے آگے نہ بڑھنا اور ان حدود پہ لکڑی یا پتھر نشان کے لئے گاڑ دیا۔

تری دریا دلی پر گوہر جاں ہم کریں قرباں — تو ہی ہے بحر لا ساحل فدا تجھ پر جن و انساں

تمامی بحر و بر میں تیرے ہی احکام جاری ہیں — جدھر دیکھو نظر آتے ہیں سارے تابع و فرماں

کرامت ۱۴

پیر علی بیگ ایک مہم کے واسطے لشکر لئے جاتا تھا۔ حضرت سے درخواست دعا کی۔ آپ کی دعا سے اس کو فتح حاصل ہوئی۔

کرامت ۱۵

جب بعد فتح پیر علی بیگ واپس آیا اس کے لشکر میں ایک بوڑھا شخص تھا جو سالہا سال سے گھاس لایا کرتا تھا۔ اس نے نہایت حسرت کے ساتھ یہ کہا کہ آج یوم عرفہ ہے حاجی اپنے کعبۂ مقصود کو پہونچے ہوں گے۔ کیا اچھا ہوتا کہ میں بھی اس دولت سے سرفراز ہوتا۔

حضرت محبوب یزدانی نے یہ سن کر فرمایا کیا تم حج کرنا چاہتے ہو؟

اس نے عرض کیا اگر یہ دولت نصیب ہوتی تو کیا ہی اچھا ہوتا۔

حضرت نے فرمایا آؤ۔

وہ شخص آیا۔

حضرت نے دست مبارک سے اشارہ کیا اور فرمایا کہ جاؤ۔

بفوراس فرمان کے وہ کعبہ شریف پہونچ گیا اور مناسک حج ادا کی اور تین روز تک کعبہ شریف میں رہا۔ اس کو خیال ہوا کہ کوئی شخص مجھ کو میرے وطن پہونچا دیتا۔ اس خیال کے آتے ہی اس نے حضرت محبوب یزدانی کو وہاں دیکھا۔ قدموں پر گر پڑا۔

فرمایا کہ جاؤ۔

سر اٹھایا تو اپنے گھر وطن میں موجود تھا۔ سبحان اللہ کیا تصرف علی الحقیقۃ ہے۔

نظم

شرف حج سے مشرف ہوا کعبہ میں جا | دم میں حضرت کے تصرف سے وہاں جا پہنچا
وہ تو تھا خانہ خدا کا، تھی تمنا جس کی | یہ اگر چاہتے کرتے اسے واصل بخدا

کرامت ۱۶

حضرت محبوب یزدانی جب احمد آباد گجرات میں تشریف رکھتے تھے آپ کے اصحاب ہمراہی تفریحاً سیر کو چلے گئے۔ ایک باغیچہ میں گذر ہوا اس میں حسین معشوقوں کا مجمع تھا۔ اس جماعت میں ایک فقیر نہایت حسین مہ جبین دیکھا گیا۔ حضرت کے ہمراہی اس فقیر کو دیکھنے لگے۔

ایک شخص نے کہا ذرا بت خانہ کے اندر جا کر دیکھو جو نگار خانۂ چین سے ایک ایک حسین تصویر پتھر کی تراش کر بنائی ہیں۔

سب لوگ بت خانہ میں دیکھنے گئے۔ مولانا گلخنی بھی اس جماعت میں تھے جب بت خانہ میں گئے ایک عورت کی تصویر حسین مہ جبین پتھر کی تراشی ہوئی نظر آئی۔ دیکھتے ہی ہزار جان سے اس پر عاشق ہو گئے۔ بت کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہنے لگے کہ اٹھ چل۔

ہر چند یاران صحبت نے نصیحت کی ان پر کچھ اثر نہ ہوا۔

حضرت مولانا روم فرماتے ہیں :۔

عاشقی پیداست از زاری دل | نیست بیماری چوں بیماری دل

حضرت عشق نے جب اپنا اثر دکھایا، صبر و قرار، ہوش و حواس، شرم و حیا سب سے کنارہ کش کر دیا۔ چند روز بے آب و دانہ اس بت نازنین کا ہاتھ پکڑے ہوئے کھڑے

ہے۔ جب اس حالت پر عرصہ گذر گیا حضرت محبوب یزدانی کے خدمت میں ان کی حالت عرض کی گئی۔

فرمایا میں خود جاؤں گا اور اس کو دیکھوں گا۔ جب تشریف لے گئے بہت سے لوگ حضرت کے ہمراہ چلے۔ جب آپ کی نظر مبارک مولانا گلخنی پر پڑی۔ عجیب حالت بیخودی میں دیکھا کہ کسی آدمی پر ایسی مصیبت صدمۂ عشق سے نہ ہو۔

مولانا کی یہ حالت دیکھ کر حضرت محبوب یزدانی رو پڑے اور فرمایا کہ کیا خوب ہوتا کہ اگر اس صورت سنگین میں روح سما جاتی اور زندہ ہو جاتی۔

زبان مبارک سے یہ فرمانا تھا کہ اس صورت میں جان آگئی اور اٹھ کر کھڑی ہو گئی جتنے لوگ اس مجمع میں حاضر تھے سب نے شور سبحان اللہ! سبحان اللہ! بلند کیا اور کہا کہ مُردوں کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام جلا دیتے تھے۔ حضرت کی یہ کرامت اعجاز عیسوی کی مظہر ہے۔

قطعہ

اعجاز مسیحا سے تو جی اٹھتے تھے مُردے — بت سنگین کو جلا دیتے ہیں کیسے
خاصان خدا کی ہے عجب شان نرالی — یہ طرفہ کرامت دکھا دیتے ہیں کیسے

حضرت محبوب یزدانی نے مولانا گلخنی کا نکاح اس بت نازنین سے کر دیا اور ولایت گجرات ان کے سپرد کر کے وہیں ٹھہرا دیا۔

حضرت مولانا نظام الدین یمنی جامع ملفوظ لطائف اشرفی فرماتے ہیں کہ اس بت سنگین سے جو اولاد پیدا ہوتی تھی اس کے ہاتھ کی چھنگلیاں میں ایک گرہ پتھر کی پیدائشی ہوتی تھی۔ یہ علامت نسلِ مادری بچوں میں ہوتی تھی۔

قطعہ

زبان اولیاء اللہ میں تاثیر کامل ہے — جو یہ کہتے ہیں وہ ہوتا ہے آساں انکو مشکل ہے
ہم ان پر جان و دل قرباں کریں یہ شرم آتی ہے — کہ میری جان کیا ہے کس حقیقت کا مراول ہے

کرامت ۱۷۱

حضرت خواجہ امیر خسرو رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ حضرت محبوب الٰہی کے سچے عاشقوں میں سے تھے جن کا لقب سلطان الشعراء تھا۔ آپ کے صاحبزادے شیخ احمد خلیل بھی ملک سخوری کے تاجدار تھے۔ آپکے ایک صاحبزادے نہایت کند ذہن تھے۔ ہرچند ان کی تعلیم میں کوشش کی مگر ان کی طبیعت میں شعر گوئی کی قابلیت نہیں پیدا ہوئی۔ جب حضرت شیخ احمد خلیل نے حضرت محبوب یزدانی کی ضیافت مع جملہ مشائخ شہر کے کھانا کھانے کے بعد حضرت شیخ احمد خلیل نے اپنے بیٹے کو حضرت محبوب یزدانی کے سامنے حاضر کیا اور عرض کیا کہ یہ لڑکا نہایت کند ذہن ہے۔ ہرچند اس کی تعلیم میں کوشش کی مگر ذرا بھی قابلیت اس میں پیدا نہیں ہوئی۔ حضور کی تاثیر نظر کا امیدوار ہوں۔

حضرت محبوب یزدانی تھوڑی دیر خاموش رہے کہ آپ کے چہرۂ مبارک پر اثر حالت نمایاں ہوا۔ فرمایا کہ اس لڑکے کو کند ذہن کون کہتا ہے۔ یہ تو باپ سے بڑھکر قابل نظر آتا ہے یہ بات زبان مبارک سے فرمانا تھا کہ اس لڑکے کو قابلیت شاعری پیدا ہوگئی۔ اہل مجلس کو اس لڑکے کی باتوں سے ثابت ہوگیا کہ اب یہ لائق و فائق ہوگیا۔ پھر حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ جب شعر و سخن کہنا تمہاری میراث خاندانی ہے۔ تم شعر کیوں نہیں کہتے۔ اسی وقت یہ قطعہ صاحبزادہ نے تصنیف کر کے پیش کیا۔

قطعہ

آفریں بر خلیق طبع کزو   گوہر انگیز و جوہر افشانیم
اثر تربیت بود کزوے   ہم سخن گویم و سخن دانیم

اہل مجلس سے ایک شور تحسین بلند ہوا۔ شیخ احمد خلیل نے حضرت محبوب یزدانی کے قدموں پر سر رکھ دیا۔ اس لڑکے نے یہ قطعہ حضرت محبوب یزدانی کی شان میں لکھا۔

قطعہ

زہے نصیب زمانہ کہ مردہ طبعے را   حیات شعر بہ بخشید وہم رواں گوئی

چوں آب خضر کہ از ظلمت طبیعت او   روانہ کرد بہر سو رواں رواں گوئی

یہ قطعہ بھی اسی وقت برجستہ حضرت کی مناقب میں اس لڑکے نے کہا تھا۔

کرامت ۱۸

حضرت محبوب یزدانی جب روم میں تشریف رکھتے تھے ایک شخص آپ کی مخالفت کرتا تھا۔ پس پشت آپ کی غیبت کرتا تھا۔ جب آپ کی مجلس میں آیا تو حضرت شیخ قطب الدین رومی نے اس کی نسبت حکایت فرمائی کہ کل رات میں نے یہ خواب دیکھا کہ بہت سے فرشتے آسمان سے زمین کی طرف ہاتھ میں پھاوڑا لئے ہوئے پکار رہے ہیں "دور رہنا' دور رہنا" اور زمین کی طرف چلے آ رہے ہیں...

میں نے پوچھا کہ آپ لوگ کون ہیں اور کہاں جا رہے ہیں۔

ان لوگوں نے کہا کہ "ہم فرشتے ہیں اور اس شخص کے گھر جاتے ہیں جس نے حضرت محبوب یزدانی کی غیبت کی ہے اور آپ سے انکار رکھتا ہے۔ اور اس لئے جاتے ہیں کہ اس کے ایمان کی جڑ کو زمین اسلام سے کھود کر پھینک دیں اور اس کی حیات کی جڑ کو دنیا سے کاٹ دیں۔" مولانا روم نے مثنوی میں فرمایا ہے :-

مثنوی

گر خدا خواہد کہ پردہ کس درد   میلش اندر طعنۂ پاکاں برد

ور خدا خواہد کہ پوشد عیب کس   کم زند در عیب اہل دل نفس

تیغ براں ست کا نفاس دروں   از دروں براں برآید تا بروں

پیش ایں الماس بے سپر میا   کز بریدن تیغ را نبود حیا

کرامت ۱۹

حضرت محبوب یزدانی سفر گلبرگہ سے لوٹ کر احمد آباد گجرات میں بپاس خاطر بعض احباب مثل حضرت شیخ مبارک و شیخ الاسلام کے ٹھہرے اور مع دیگر احباب چند روز حضرت نے وہاں قیام فرمایا۔

ایک روز حضرت محبوب یزدانی بعد نماز چاشت آرام فرما رہے تھے کہ حضرت شیخ الاسلام و حضرت شیخ مبارک اور دیگر چند اعزہ کے درمیان ایک مسئلہ توحید میں اختلاف بڑھا اور جانبین

سے دلائل اور براہین پیش ہوتے تھے مگر قول فیصل نہیں ہوتا تھا۔ آخر یہ بات قرار پائی کہ حضرت محبوب یزدانی کی خدمت میں حاضر ہو کر مسئلہ حل کرنا چاہیئے۔

قطعہ

پیش آئے کسی کو کب مشکل | جب ہو مشکل کشائے صاحبدل
کیا غرض کوئی غیر سے پوچھے | جب ہو موجود مرشد کامل

ہر ایک احباب اپنی مشکل حل کرانے کے لئے حضرت محبوب یزدانی کی خدمت میں حاضر ہوئے مگر آپ کو خواب میں آرام فرماتے دیکھا سب لوگ انتظار میں خاموش بیٹھ گئے کہ جب حضرت بیدار ہوں گے حضرت سے مسئلہ حل کیا جائے گا۔

یہ حضرات ابھی خاموش بیٹھے تھے کہ دفعتاً محبوب یزدانی کے ہاتھ کی چھنگلیاں کو جنبش ہوئی اور اس مشکل مسئلہ کو اپنی تقریر دل پذیر سے بشرح تمام حل کر دیا۔ سب لوگوں کو تسکین ہو گئی اور حضرت کو خواب سے بیدار کرنے کی ضرورت پیش نہیں آئی۔

شعر

کھلا یہ راز ہم پر تم وجہ اللہ کی آیت سے | ولی کا جسم سارا مظہر شان خدائی ہے
ملا جب قطرہ دریا میں تو پھر دریا بنا قطرہ | وہی سمجھے گا اس کو جس کے دل میں کچھ صفائی ہے

کرامت ۲۰

حضرت محبوب یزدانی جب روم میں مقیم تھے شیخ الاسلام روم کے دل میں خدام والا کی طرف سے مخالفانہ خیال پیدا ہوا اور پس پشت حضور پر نکتہ چینی کی۔ رکاب حضرت اقدس کے ہمراہیاں سے کوئی بات خلاف شریعت نہیں سرزد ہوئی تھی مگر وہ لوگوں سے یہی بیان کرتے تھے کہ فلاں شخص سے ایسی اور ایسی باتیں صادر ہوئیں۔ اکثر اس قسم کی غیبت کی مجلسیں قائم کیں۔ حضرت کے بعض معتقد لوگ اس خبر کو گوشِ مبارک تک پہونچاتے تھے مگر حضور یہی فرماتے تھے کہ خیر کہنے دو بہت جلد تنبیہہ ہو جائے گی۔

ایک دن حضرت محبوب یزدانی نماز فجر پڑھ کر وظیفہ میں مشغول تھے کہ اچانک شیخ الاسلام ننگے سر آئے اور معافی مانگتے ہوئے قدم مبارک پر سر رکھ دیا۔

حضور نے فرمایا کہ یہ تو بتاؤ کہ یہ تمہاری معذرت کس سبب سے ہے۔

عرض کیا حضور پہلے معاف فرمادیں اس کے بعد مجھ پر جو گذرا ہے عرض کروں۔ مجھ پر وہ گذرا ہے کہ خدا نہ کرے کسی مخلوق پر گذرے۔ میں اپنے کوٹھے پر تھا اور جاگ رہا تھا۔ کوٹھا ایسا تھا کہ جس میں چیونٹی کا بھی گذر نہ تھا۔ یکایک دس آدمی ننگی تلواریں لئے ہوئے پہنچے اور میری نسبت کہا یہی وہ شخص ہے جو میرے سید اشرف جہانگیر کی غیبت کرتا ہے۔ ابھی اس کا سر تن سے جُدا کروں گا۔ مجھ کو زمین پر دے مارا اور چھاتی پر چڑھ گئے۔ مجھ کو ذبح کیا چاہتے تھے کہ اسی وقت ایک سفید داڑھی والے بزرگ ایک طرف سے آئے اور مجھ کو ان لوگوں کے ہاتھ سے ہزاروں خوشامدیں کرکے چھڑایا اور فرمایا کہ آپ لوگ چلے جائیں کیوں کہ اس کے گناہ کی معافی میں نے حضرت سید سے مانگ لی ہے۔

وہ لوگ چلے گئے تب وہ بزرگ مجھ پر بہت بگڑے کہ مردان خدا کے متعلق ہرگز ہرگز نکتہ چینی نہیں کرنا چاہیئے۔ فوراً جاؤ اور حضرت کے قدم پاک کو اپنا سرتاج بناؤ۔ میں نے تمہاری خطا کی معافی حضور سے مانگ لی ہے۔

حضرت محبوب یزدانی ہنس پڑے اور فرمایا کہ تیرا دادا مرد با خدا تھا۔ یہ اسی کی روحانیہ دیکھی گئی ہے جس نے تیری سفارش کی۔ اب کبھی کسی درویش کے خلاف خیال نہ کرنا...

مثنوی

چاہتا پردہ دری ہے جب خدا ۔۔۔ طعنۂ پاکاں ہیں کرتے برملا
نکتے ہیں یاں تیغ فولادی سے تیز ۔۔۔ گر نہیں رکھتا سپر کر جا گریز
بے سپر اس تیغ کے آگے نہ آ ۔۔۔ کاٹنے میں تیغ کو کیا ہے حیا

کرامت نمبر ۲۱ حضرت محبوب یزدانی نے حضرات خلفائے راشدین کے مناقب میں ایک رسالہ تالیف فرمایا تھا جس میں حضرت مولا علی مرتضیٰ

رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے مناقب کسی قدر زیادہ تھے۔ کم استعداد علمار کا گمان آپ پر تفضیلی کا ہوتا تھا۔ جب حضرت محبوب یزدانی جانب بنگالہ سے بعد ملازمت حضرت قدوۃ الابرار و زبدۃ الاحرار حضرت شیخ علار الحق والدین گنج نبات قدس سرّہٗ سے واپس ہو کر اتفاقاً قصبہ محمد آباد گہنہ میں نزول فرمایا۔ بیرون قصبہ ایک باغ میں حضور کے خیمے کھڑے ہوئے۔ علمائے قصبہ آپ کی ملازمت کے لئے حاضر ہوئے۔ حضور اسرار معرفت بیان فرمارہے تھے۔ اسی اثنار میں ذکر مناقب خلفائے راشدین درمیان میں آیا۔ حضرت محبوب یزدانی نے مطابق عقائد اہل سنت وجماعت فضائل خلفائے راشدین بیان فرمائے۔ سب نے آفریں اور تحسین کی۔ حضرت نے فرمایا کہ فقیر نے بھی مناقب خلفائے راشدین میں ایک رسالہ تالیف کیا ہے۔ اگر آپ لوگوں کی خواہش ہو تو دکھلاؤں۔

سب نے کمال شوق سے استدعا کی۔

مولانا بابا حسین محافظ کتب خانہ سے رسالہ مذکور منگوایا۔ قاضی سید ظہیر الدین احمد اور بہت سے علمار مطالعہ رسالہ ہذا میں بغور تمام مشغول تھے اور حضرت محبوب یزدانی کی تعریف کر رہے تھے۔ ان میں سے ایک صاحب قاضی احمد تھے جو حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے مناقب پر معترض ہوئے اور حضرت محبوب یزدانی سے بحث کرنے لگے حضرت نے جواب باصواب دئے۔ مگر اپنی نفسانیت سے نہ مانے۔ دیگر علمار ہمراہی بھی ان کے کلام کی تائید کرنے لگے۔ یہاں تک نوبت پہونچی کہ حضرت محبوب یزدانی کی غلطی اور خطا پر استفتار لکھنا چاہتے تھے۔ اور یہ ارادہ رکھتے تھے کہ کل بعد ادائے نماز جمعہ جامع مسجد میں استفتار کے مطابق ملازمان عالی سے تعرض کریں۔ اس خبر سے حضرت کو کسی قدر تردد ہوا۔

دوسرے دن جب جمعہ کا وقت قریب پہونچا اس قدر زور سے بارش بکثرت ہوئی گویا طوفان نوح کا نمونہ تھا۔ سکنائے قصبہ کے گھروں میں سیلاب پہونچ گیا۔ کوئی جامع مسجد میں نہ آسکا اور اس گروہ کی جمعیت میں تفرقہ پڑا۔

مولانا سید خان ایک بڑے فاضل اور سر آمد فضلائے زمانہ تھے۔ انھوں نے شب

کو خواب میں دیکھا کہ اشرف جہانگیر ایسا شخص نہیں ہے جیسا تم نے خیال کیا ہے اور تم اس کے مقابلہ کی قوت نہیں رکھتے۔ اگر اپنے دونوں جہاں کی خیریت چاہتے ہو تو ان کی خدمت میں حاضر ہو کر معذرت کرو اور معافی چاہو۔

صبح کو جب بیدار ہوئے اپنی بیوی سے جو نہایت صالحہ تھی اپنا خواب بیان کیا۔

انھوں نے جواب دیا کہ میں نے بھی یہی دیکھا ہے۔ میں چاہتی تھی کہ بیان کروں مگر آپ نے سبقت کی۔ اب مناسب یہی ہے کہ حضرت کی خدمت میں جاؤ اور معذرت کرو۔ خبردار خبردار شیروں کے مقابلہ میں جانا عقلمندوں کے خلاف ہے۔

اشعار

نہیں اچھے لوگوں کو ہرگز پسند — کریں بن میں شیروں کے غصے بلند

مقابل ہوا شیر کے جو ذلیل — ہوا کب وہ جاں بر مرا بے دلیل

اور جو لوگ حضرت سے مقابلہ کرتے ہیں آپ ان سے علاحدہ ہو کر حضرت محبوب یزدانی کی طرف ہو جائیں۔ شائد اس خواب کی تعبیر جو میں نے دیکھا تھا ان بزرگ سے ظاہر ہو۔

یعنی "کچھ دن ہوئے کہ آپ کی بیوی نے یہ خواب دیکھا تھا کہ ایک سید بزرگ جامع فضائل و کمالات یہاں تشریف لائے ہیں اور میں ان کی زیارت کو گئی۔ انھوں نے مجھ کو چار آم عنایت کئے۔"

بیوی کی بات مولانا سید خاں کے دل میں جم گئی اور حضرت محبوب یزدانی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عرض کیا کہ حضور اپنے خاطر مبارک میں کچھ تردد نہ فرمائیں۔ ان لوگوں کا جواب میں دوں گا۔

آپ کے چہرۂ مبارک پر آثارِ فرحت ظاہر ہوئے۔ فرمایا کہ اے عزیز! فقیر تو جواب باصواب دیتا ہے لیکن اپنی ناانصافی سے وہ لوگ قبول نہیں کرتے۔

عرض کیا کہ اس خادم مخلص نے ایک دوسری تدبیر سوچی ہے۔

حضرت محبوب یزدانی نے خوش ہو کر آم کے چار پھل ان کو عنایت کئے اور فرمایا کہ تم

کو چار بیٹے مبارک ہوں۔ ایک کا نام طاہر، دوسرے کا نام مطہر اور تیسرے کا نام طیب، اور چوتھے کا نام محمّد رکھنا۔ یہ چاروں عالم اور فاضل ہوں گے۔

جب دوسرا جمعہ آیا تو جملہ علمار نے جو مسجد میں حاضر تھے مولانا سیّد خاں کے سامنے استفتار پیش کیا۔ استفتار پڑھ کر مولانا سیّد خاں نے فرمایا تم لوگوں کا اعتراض خطا کا بہ سبب مناقب حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے جو کچھ حضرت نے زیادہ لکھے ہیں یا اور کچھ۔ سب نے تسلیم کیا۔

مولانا سیّد خاں نے کہا غیر سیّد اگر مناقب مولا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ زیادہ لکھے تو قابل اعتراض ہے۔ مگر کوئی سیّد اگر اپنے ماں باپ کی تعریف غلو سے کرے تو کچھ ڈر نہیں ہے۔

علمار نے کہا کہ اپنے کہنے کے مطابق کوئی روایت دکھلائیے۔

مولانا نے کتاب جامع علوم سے نقل کیا:۔ الناس ابناء الدنیا ولا یلام الرجل علی حب ابویہ یمدحھا۔

اس بات کے سننے سے ہر ایک خاموش ہو گیا بموجب فرمان الٰہی جَاءَ الحَقُّ وَزَھَقَ البَاطِل تمام علمار خدمت عالی میں عذر و معذرت کرنے لگے مگر اب کیا فائدہ ہوتا ہے۔ حضرت محبوب یزدانی نے ان علمار کے حق میں دعار خیر کی کہ حق تعالےٰ تم کو اور قاضی حمیدالدین اور ان کی اولاد کو ہر زمانہ میں فضل و کمال عطا فرمائے۔

کیا اچھے نصیب مولانا سیّد خاں کے تھے جو حضرت محبوب یزدانی کی خدمت میں باخلاص حاضر ہوئے اور آپ کی دعا سے ان کو چار اولادیں نصیب ہوئیں۔ چاروں لڑکے سرِ دفتر علمار زمانہ ہوئے۔ فقیر جامع رسالہ ہٰذا جب محمد آباد گوہنہ میں پہونچا عجیب حالت دیکھی کہ وہ عالیشان جامع مسجد کے حوالی میں بالکل حضرات اہل تشیع کی آبادی ہے۔ اندر مسجد تمام تعزیہ بھرے ہوئے تھے۔ صحن مسجد میں گھاس جمی ہوئی تھی۔ اس صحن شکستہ پر فقیر نے مصلیٰ بچھا کر نماز عصر ادا کی۔ قصبہ ہٰذا کے کنارے ایک گروہ شیخ زادوں کا لکان سنی مذہب ہے مع چند سادات آباد ہیں۔ گمان ہوتا ہے کہ یہی لوگ مولانا سیّد خاں کی نسل سے ہیں۔

خدا کی قدرت ہے اے دوستو کہ مسجد جو تھی تعمیر جماعت ہوئی

کرامت ۲۲

حضرت محبوب یزدانی کا معمول تھا کہ نماز جمعہ سفر و حضر میں کبھی ترک نہیں فرماتے تھے جب تک کہ آستانہ روح آباد میں جامع مسجد تیار نہیں کی تھی بمقام قصبہ بھبولی جو آستانہ روح آباد سے سات کوس کے فاصلہ پر تھا نماز پڑھنے جاتے تھے۔ اس قصبہ میں علمار کثرت سے رہتے تھے۔ بعد ادائے نماز جمعہ وہاں کے ملاؤں اور طلبہ میں سے ایک شخص نے حضرت محبوب یزدانی کی خدمت میں مسئلہ علم کلام پیش کیا کہ بندہ اختیار رکھتا ہے کہ بے اختیار ہے۔ اور تیسری بات درمیان میں نہیں۔ اگر بااختیار کہیں تو قدریہ ہوتے ہیں اور اگر بے اختیار کہیں تو جبریہ ہوتے ہیں۔ پس مذہب درمیان جبر اور قدر کے جو کہا ہے وہ کیا ہے ؟

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ یہ مسئلہ اگلے علمار کو بھی مشکل تھا۔ لیکن بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انسان کو اختیار ظاہری ہے اور جبر معنوی ہے۔ جیسا کہ مقدمہ بزدوی میں حضرت امام فخر الاسلام نے فرمایا ہے اختیار بالصورۃ وجبر فی المعنیٰ۔

وہ طالب علم اپنے غرور علم سے دلائل نامعقول پیش کرنے لگا۔ حضرت محبوب یزدانی کے کلام کو نہ سمجھا۔ اس کی مراد اپنی علمی قابلیت ظاہر کرنا تھی اور اس کی بعض باتوں سے حسد کی بو آتی تھی۔ حضرت نے ہر بات کا جواب دیا یہاں تک دلائل اور بحث کھوالت ہوئی کہ اس سے کوئی کلمہ خلاف ادب ظاہر ہوا۔ اور حضرت محبوب یزدانی کے چہرۂ مبارک پر تجلی اسم القہار ظاہر ہوئی۔ فرمایا کہ ابھی تیری زبان کام کر رہی ہے۔

یہ فرماتے ہی اس کی زبان اس کے منہ سے لٹک پڑی پھر بات کرنے کی طاقت نہ رہی۔ تمام حاضرین مجلس اس واقعہ کو دیکھ کر حیرت میں تھے اور حضرت کے سامنے معذرت کر رہے تھے۔ اس طالب علم کی ماں ایک غریب بڑھیا تھی۔ اس خبر کو سن کر حضرت محبوب یزدانی کی خدمت میں حاضر ہوئی اور نہایت عاجزی والحاح سے رو رو کر عرض کرنے لگی۔

حضرت میرے یہی ایک لڑکا ہے۔ اور ہندی زبان میں وہ عرض کرنے لگی : یا میر! پُوت بھیک دے۔

جب اس کی الحاح وزاری حد سے زیادہ گذری تو فرمایا کہ تیر نشانہ پر پہونچا ہوا واپس نہیں آتا۔ لیکن اس کی زبان اس کے منہ کے اندر آجائے گی مگر آثار لکنت اس کی زبان سے نہ جائے گا۔ بلکہ اس کی جو اولاد پیدا ہوگی وہ بھی ہکلی پیدا ہوگی اور کوئی عالم اس قصبہ میں زندہ نہ رہے گا۔

مولانا نظام الدین جامع لطائف اشرفی فرماتے ہیں کہ بعد چند مدت کے میں اس قصبہ میں گیا دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ بے ادب مرگیا۔ اس کا ایک لڑکا موجود ہے اس کی زبان میں لکنت ہے۔ اور جو قصبہ کہ علماء وفضلاء سے بھرا ہوا تھا ویران ہوگیا۔ بعض علماء مرگئے اور بعض کا علم فراموش ہوگیا۔

اللہ تبارک وتعالےٰ ہر شخص کو بزرگان دین کی خدمت میں باادب رکھے۔

شعر

ڈرو صاحبان حق کی شان جبروت جلالت سے　　رہے گر باادب بچ جاؤ گے ہر ایک آفت سے

کرامت ۲۳

ایک دن حضرت محبوب یزدانی کا گذر بازار دہلی میں ہوا۔ آپ عالم کیف میں تھے۔ سامنے سے ایک مست ہاتھی زنجیروں میں بندھا ہوا۔ اور پانچ مادہ فیل پر فیل بان بیٹھے ہوئے اس کے گرد تھے اور برچھی اور گرجبان سے مست ہاتھی کو مار مار کر چلا رہے تھے۔ حضرت عالم کیف میں ہاتھی کے سامنے چلے جاتے تھے۔ فیل بانوں نے شور مچایا مگر آپ کو خبر نہ ہوئی۔ حضرت کے ہمراہیوں پر عجیب خوف کی حالت پیدا ہوئی۔ یہ جرأت نہ تھی کہ حضرت سے عرض کرتے۔ بازار والوں نے ہائے ہائے کر کے شور مچایا یہاں تک کہ حضرت ہاتھی کے پاس پہونچ گئے۔ اسی طرح عالم کیف میں چلے جاتے تھے۔ ہاتھی نے ذرا بھی آپ کی طرف رخ نہ کیا اور آپ بے باک چلے گئے۔ آپ کا یہ تصرف دیکھ کر اہل بازار اور شہر والے متحیّر ہوگئے

قطعہ

میں ایسا ہوں غریق بحر وحدت　　سمجھ کچھ مجھ میں عالم کی نہیں ہے
تصوّر میں تیرے ایساں ہوں ڈوبا　　خبر عالم و آدم کی نہیں ہے

کرامت ۲۴

حضرت محبوب یزدانی فضائل و کمالات شیخ نجم الدین کبریٰ علیہ الرحمہ فرما رہے تھے کہ ان کی نگاہ تصرف سے کتا ولی ہو گیا تھا۔ حضرت کے خلیفہ قاضی رفیع الدین کے دل میں خطرہ گذرا کہ آیا اس زمانہ میں بھی کوئی ایسا ولی ہوگا کہ جس کی تاثیر نظر سے جانور ولی ہو جائیں۔

حضرت محبوب یزدانی کے قلب مبارک پر ان کا خطرہ ظاہر ہو گیا۔ ہنس کر فرمایا کہ شاید اس عالم میں کوئی ہو۔

بیت

نہ فقیروں کو سمجھنا کبھی نظروں میں خار   کیا خبر تجھ کو اس گرد میں کوئی سوار

حضرت کے مرید کمال جوگی کے یہاں ایک بلّی پلی ہوئی تھی۔ کبھی کبھی حضرت محبوب یزدانی کی نظر اس پر پڑ جاتی تھی۔ فرمایا کہ کمال جوگی کی بلّی کہاں ہے میرے سامنے لاؤ۔

جس وقت اس بلّی کو حضرت کے سامنے لائے۔ حضرت محبوب یزدانی کچھ اسرار معرفت بیان فرما رہے تھے۔ کہتے کہتے ایک حالت گرم پر جوش طاری ہو گئی اور چہرۂ مبارک کا رنگ بدل گیا۔ حاضرین پر ایک ہیبت چھا گئی معلوم ہوتا تھا کہ حضور کے قلب مبارک سے روح پرواز کیا چاہتی ہے۔ کمال جوگی کی بلّی کان لگا کر حضرت کے کلمات معرفت کو سن رہی تھی یہاں تک کہ اس کی یہ حالت ہو گئی کہ زمین سے قد آدم اچھل گئی اور بے خود رفتہ ہو گئی۔ ایک پہر تک بیہوش پڑی رہی۔ جب ہوش میں آئی حضرت محبوب یزدانی کے قدموں پر بوسہ دینے لگی اور آپ کے گرد طواف کرنے لگی۔ اس کے بعد جب حضور کچھ کلام معرفت بیان فرماتے حضور کی مجلس میں آکر بیٹھتی اور سنتی اور جب کوئی مہمان خانقاہ عالی میں آتے تو ان کی تعداد کے موافق آواز دیتی۔ باورچی اسی قدر مہمانوں کا کھانا پکاتا اور بی بی گربہ کو باقاعدہ دسترخوان بچھا کر ہر قسم کا کھانا پیش کیا جاتا۔ کبھی حضرت محبوب یزدانی اگر کسی اصحاب کو بلانا چاہتے تو بلّی سے فرما دیتے۔ وہ ان کے مکان پر جا کر آواز دیتی۔ وہ سمجھ جاتے کہ حضرت نے بلایا ہے۔

ایک دن حضور کی خانقاہ میں جماعت درویشان مسافر آئی۔ بلّی نے بعادت معمولہ تعداد درویشاں کے موافق آواز دی۔ مگر کھانا بھیجنے کے وقت ایک شخص زیادہ نکلا۔

حضرت محبوب یزدانی نے بلی کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ آج بلّی نے کیوں کر خطا کی۔ اور ایک مہمان زیادہ کی خبر نہیں کی۔

بلی فوراً باہر گئی ان مہمانوں کی جماعت میں پہونچی، ہر شخص کو سونگھتی تھی اور چھوڑ دیتی تھی۔ ایک شخص اس جماعت کا سر حلقہ تھا جب اس کو سونگھا تو اس کے زانوں پر جا بیٹھی اور پیشاب کر دیا

حضرت محبوب یزدانی نے جب معائنہ فرمایا تو ارشاد کیا کہ غریب بلی کا کچھ قصور نہیں۔ یہ مرد بے گانہ تھا۔ وہ درویش کھڑا ہوا اور حضرت محبوب یزدانی کے قدموں پر گر پڑا۔ اور عرض کرنے لگا کہ بارہ برس سے میں مذہب دہریہ رکھتا ہوں اور مسلمانوں کے لباس میں رہتا ہوں اور بزرگوں کی خانقاہوں میں پھرتا ہوں اس نیت سے کہ کوئی میرا نفاق ظاہر کرے تو میں اس کے ہاتھ پر مسلمان ہو جاؤں۔ آج حضرت کی بلی نے مجھ کو پہچان لیا۔ اب میں توبہ کرتا ہوں اور مسلمان ہو جاتا ہوں۔

سبحان اللہ! کیا فضل و کمال حق تعالےٰ نے حضرت محبوب یزدانی کو عطا فرمایا تھا کہ جس کی تاثیر نظر سے بلّی ولی ہو گئی تھی اور حق و باطل میں فرق کر دیتی تھی۔

حضرت محبوب یزدانی نے اس دہریہ کو کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا اس کے بعد اس کو ریاضت اور مجاہدہ میں مشغول رکھا۔ جب تصفیہ باطن میں کامل ہو گیا تو تاجِ خلافت دے کر بندگان خدا کی ہدایت کے واسطے شہر استنبول بھیج دیا۔ بعد وصال حضرت محبوب یزدانی کے چند سال بی بی گربہ حضرت نور العین صاحب سجادہ مخدوم زادہ کی خدمت میں رہی۔

ایک دن باورچی خانہ میں دیگ میں دودھ گرم ہو رہا تھا اس کی بھاپ جو چھت تک پہونچی ایک کالا سانپ دیگ میں گر گیا۔ باورچی کو اس کی خبر نہ تھی۔ بی بی گربہ بار بار دیگ کے کنارے پھر کر اشارہ کرتی۔ باورچی کہتا کہ جب دودھ تیار ہو گا تجھ کو ملے گا تو کیوں گھبراتی ہے۔ یہاں تک کہ باورچی نے بی بی گربہ کو جھڑک دیا اور سمجھی کہ باورچی میرا اشارہ نہیں سمجھتا۔ اگر یہ دودھ فقرا میں تقسیم ہو گا اس کے زہر سے لوگوں کی ہلاکت ہو گی۔ اس لئے ایک مرتبہ کود کر دیگ میں جا گری اور شہید محبت ہو گئیں۔ جب دودھ پھینکا گیا کالا سانپ نکلا۔

حضرت نور العین نے کہا کہ اس غریب بلّی نے اپنی جان فقیروں پر قربان کر دی۔ اس کو ایک قبر کے اندر دفن کرو اور اس کا روضہ تیار کر دو۔

چنانچہ مزار بی بی گربہ آستانۂ عالیہ سے پورب جانب مقام دارالامان میں موجود ہے اور
ان کی مزار پر یہ تصرف ہے کہ اگر کسی کو جن یا شیطان ستائے اور بی بی گربہ کے مزار پر جائے تو وہ
آسیب زدہ چیختا ہے اور شور کرتا ہے کہ بی بی گربہ مجھ پر پنجہ مارتی ہیں۔ میں توبہ کرتا ہوں اب
پھر اس آدمی کو نہ ستاؤں گا۔

رُباعی

جب جانور بھی تم پہ ہوا کرتے ہیں نثار — انسان کچھ نہیں ہے جو تم پر نہ ہو فدا
حیواں کو تیرے فیض سے وہ مرتبہ ملا — اس کو فرشتے دیکھتے ہیں با خوبیٔ صفا

کرامت ۲۵

حضرت محبوب یزدانی بارادۂ سفرِ حج روانہ ہوئے۔ حضور کے خُدام مصاحبین جیسے حضرت نور العین اور حضرت شیخ ابو الوفا خوارزمی ؒ اور
حضرت خواجہ ابو المکارم اور شیخ الاسلام اور بابا حسین اور تنگر قلی ترکی اور حضرت نظام الدین یمنی
جامع لطائف اشرفی حضور کے ہمراہ تھے۔ بندرگاہ روم میں جب جہاز پر بیٹھے کسی قدر دریا کا
راستہ طے کیا تھا کہ باد مخالف چلنے لگی۔ تین دن ہو گئے اور باد مخالف اسی طرح چلتی رہی حضرت
محبوب یزدانی کو ایک عجیب وغریب حالتِ وجد وحال کی تھی۔ بالکل حواس کی خبر نہ تھی۔ مگر وہ
پنج وقتہ نماز اور وظائف معمولی ادا فرماتے تھے لیکن ہمراہیوں کے دل میں یہ بات جمتی تھی
کہ آپ اپنے میں نماز ادا نہیں فرماتے ہیں بلکہ بے خودی میں۔

جہاز والوں کی بے چینی باد مخالف سے حد سے زیادہ بڑھی۔ حضرت محبوب یزدانی کی
خدمت میں لوگوں نے عرض کیا۔ ہنس کر حضور نے فرمایا مجذوب شیرازی کا شعر پڑھنا چاہیے
اور زبان مبارک سے یہ فرمایا:۔

شعر

کشتی شکستگانیم اے باد شرطہ برخیز — باشد کہ باز بینیم آں یار آشنا را

ابھی یہ شعر زبان مبارک نہیں نکلا تھا کہ ہوا موافق چل پڑی اور جہاز تیزی کے ساتھ چلنے لگا۔
جب جہاز زیادہ راہ طے کر چکا تو حضرت نظام الدین یمنی کے دل میں یہ خطرہ پیدا ہوا کہ
معرفت دل کی شرائط سے ایک شرط یہ ہے کہ دنیا کے ظاہر و پوشیدہ حالتوں سے خبردار ہو۔ یہ بارہا

حضرت محبوب یزدانی کے دل پر کھل چکا ہے۔ لیکن کوئی عارف اس زمانہ میں ایسا ہے جو دریا کے رہنے والوں اور عارفوں کی خبر دے۔

اس خطرہ کے پیدا ہوتے ہی حضرت نے اس خادم کی طرف خطاب فرمایا کہ فرزند نظام الدین اس قدر جان لینا عارفان خدا کے نزدیک گھاس کے جاننے سے بھی کم ہے۔ ہم اسی گفتگو میں تھے کہ دریا کا پانی پھٹا اور ایک مرد ظاہر ہوا۔ اور بولا کہ اے نظام الدین! میں ان مردوں سے ہوں جو دریا میں عبادت کرتے ہیں۔

آپ نے پوچھا کہ تمہارا نام کیا ہے اور کہاں رہتے ہو۔ اور تمہارے طریقے میں مرید اور خلیفہ ہونے کا دستور ہے جیسا کہ خشکی کے اولیاء میں ہے؟ بولا کہ:۔

دریا میں ایک شہر ہے اس کو مدینۃ الاشراف کہتے ہیں۔ اس میں ایک بزرگ ہیں جن کو شیخ دُرّ البحر کہتے ہیں اور اپنے کو کمترین خلفاء اشرفی سے کہلاتے ہیں۔ دس ہزار آدمی ان کے مرید ہیں۔ جو طالبان صادق سے ہیں ان میں سے ایک میں ہوں۔ میرا نام کیکل ہے۔

حضرت نظام الدین یمنی نے کہا کہ تمہارے پیر جن حضرت سے اپنے کو منسوب کرتے ہیں وہ اسی جہاز پر تشریف فرما ہیں۔

اس بات کے سنتے ہی وہ دریا سے نکلا اور ایسا لباس پہنے ہوئے تھا کہ جو پریوں کے لباس سے مشابہ تھا۔ شرف قدمبوسی سے مشرف ہوا۔ حضرت محبوب یزدانی سے بہت سی باتیں کیں۔ قریب ایک پہر کے باہمی گفتگو رہی۔ حضرت کے ہمراہیوں میں سے کوئی بھی ان کی بات نہیں سمجھتا تھا۔

شعر

جس کے خادم زیر دریا بستے ہوں	ہم نے کم دیکھا کسی کے حال میں
زیر دریا بھی ولی کے رستے ہوں	کچھ تعجب کی نہیں یہ میری بات

کرامت ۲۶

حضرت محبوب یزدانی ایک سال رمضان شریف میں شہر دمشق کے محلہ صالحیہ خانقاہ جامع شیخ اکبر میں معتکف تھے اور صوفیہ اور عارفوں کا بہت بڑا مجمع تھا۔ اس قدر ہجوم رہتا تھا کہ قدم رکھنے کی جگہ نہیں ملتی تھی اور اکثر مسافران سیاح

اور علماء اور فضلاء کا گروہ تراویح ادا کرنے میں موافق اس کے کہ "من صلی خلف امام تقی فکانما خلف امام النبی"۔ یعنی جس نے کسی پرہیزگار امام کے پیچھے نماز پڑھی توگویا نبی امام کے پیچھے نماز ادا کی" حضرت محبوب یزدانی کی اقتدا کرتے تھے۔ کبھی ایسا ہوتا تھا کہ رات میں قرآن ختم فرماتے تھے بعض آرام طلب قیام کی تکلیف برداشت نہ کرسکتے۔ ایک معین ختم سن کر باہر آجاتے تھے لیکن جو لوگ مخلص تھے وہ اس قسم کے قیام کو معراج کامل سمجھتے تھے۔ تقریباً ایک سو آدمی ارباب کمال تھے جو اسی جامع میں حاضری دیتے تھے۔ جب عید کے چاند کی رویت ہوئی لوگوں نے اپنے کاروبار کی بنیاد رکھی اور ہر طرف سے ڈنکا اور نقارہ بجانے لگے۔ جیسا کہ شہر والوں کا قاعدہ ہے عام شور و غل پڑ گیا۔ حضرت محبوب یزدانی پر ایک کیفیت پیدا ہوئی اور ایک نعرۂ بلند مارا۔ ایک پہر سر کو گریبان تحیر میں جھکائے رہے اور دریائے فکر میں غوطہ زن رہے۔

تحیر کے دریا میں ڈالا جو سر تفکر کے صحرا سے نکلے بدر

اس حالت سے سر اٹھا کر فرمایا کہ تاریخ بیسویں رمضان سے مجھ کو آپے سے باہر لے گئے اور مشاہدۂ عالم غیب کے صحرا کے دریا میں ڈال دیا۔ بالکل مجھ کو بے خبری تھی۔ مجھے یاد نہیں کہ ان دنوں میں مجھ سے کچھ ادا ہوا ہے یا نہیں۔

ساتھیوں نے عرض کیا اے حضرت کسی نماز کے فرائض و واجبات و سنن آپ سے نہیں چھوٹے۔

فرمایا کہ اللہ کا شکر کہ اشرف کا وقت شیخ اکبر اور سید الطائفہ کے وقت کی طرح محفوظ رکھا۔

شعر

کچھ ایسی حالت تھی میرے نشہ کی کہ تن بدن کی نہ کچھ خبر تھی
مگر تھے محو جمال باری اسی طرف آپ کی نظر تھی

حضرت دُرِّ یتیم نے عرض کیا کہ عالم بے خودی میں کس طرح بشر سے ظاہری افعال ظاہر ہوتے ہیں؟

فرمایا کہ ایک صورت یہ ہے کہ اعمال کے فرشتے اس سے کام کراتے ہیں اور اس کو خبر نہیں ہوتی۔ دوسرے یہ کہ جب اعضاء اور جوارح کسی کام کے خوگر عادی ہو جاتے ہیں کیا تعجب ہے کہ بے خودی میں بھی وہ اپنے وقت پر کام کریں۔

کرامت ۲۷ حضرت محبوب یزدانی کے علم اور نشانوں اور ماہی اور مراتب کا نزول جامع دمشق میں ہوا اور حضور صحن مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک خوبصورت عورت لا چینی ترک بارہ سال کے بچہ کو جس کی صورت نہایت حسین تھی۔

شعر

تھا چہرہ چمکدار سورج سے بھی　　تھی رفتار قد مثل سرو سہی

اکر رونے چلانے لگی۔ جب حضرت محبوب یزدانی نے دیکھا تو اس کی حیات سے ذرّہ باقی نہ تھا فرمایا کہ عجب کام ہے مُردوں کا زندہ کرنا حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کا معجزہ تھا اور مجھ کو ہرگز یہ کام نہیں پہونچتا۔ عورت چوں کہ بے حد بے قرار تھی۔

. کیا نالہ کا اس نے ایسا آغاز　　ہوئی زہرہ فلک سے اس کی ہم ساز

عرض کیا اولیاء اللہ جاں بخشی اور عطائے حیات میں حضرت عیسیٰ اور حضرت خضر علیہما السلام کے مظہر ہیں۔

شعر

رسم جاں بخشی اصول زندگی　　لب کو تیرے خضر و عیسیٰ سے ملی

جب اس کی بے چینی حد سے بڑھ گئی اور مایوسی انتہا کو پہونچی تو حضرت محبوب یزدانی نے دریائے مراقبہ میں سر ڈالا اور صحرائے مشاہدہ کی راہ اختیار فرمائی۔ تھوڑی دیر کے بعد سر اٹھایا اور کیفیتِ وجد کی حالت میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے کھڑا ہو جا۔ کیوں کہ تیری ماں مرے جاتی ہے اس کا لڑکا اٹھ کھڑا ہوا۔ اور چلنے لگا۔ گویا اس کی روح جسم سے بالکل علاحدہ کبھی ہی نہیں اس بات کا شہرہ دمشق میں ہو گیا۔

قطعہ

جو لوگوں نے سن پائی اس کی خبر — تو دیدار کو آیا ہر اِک بشر
زیارت جو کی دیکھا اک ذات میں — ملے وصف خضر و مسیح یک دگر

لوگ ہر طرف سے ٹوٹ پڑے۔ جب ہجوم بڑھ گیا تو آپ نے ہمراہیوں سے فرمایا کہ سامانِ سفر باندھو اور کوچ کرو۔ یہاں رہنے سے ہماری اوقات میں خلل واقع ہوگا۔

قطعہ

اے غوث عالم قطب حق ثنایان شان خیر کم — مدح و ثنا میں آپ کی عقلِ بشر ہوتی ہے گم
کیونکر نہ مردے جی اٹھیں اے عیسی دوراں مرے — جس دم زبان پاک سے ارشاد فرمائیں کہ قم

کرامت ۲۸

حضرت محبوب یزدانی کے ایک مرید جوہر نامی تھے ان کے بدن میں سفید داغ ظاہر ہوا اور سب سے بڑا بیمار سفید داغ والا ہوتا ہے اللہ تعالے ہم کو تم کو اس بلا سے محفوظ رکھے۔ ملک خراسان میں جس کے سفید داغ ظاہر ہوتا اس کو شہر سے باہر نکال دیتے۔ جوہر نے حضرت محبوب یزدانی کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر اجازت ہو تو ان لوگوں کے مجمع سے باہر نکل جاؤں اور عالمِ گمنامی میں چلا جاؤں۔ اگر اٹھارہ ہزار عالم کی بلائیں مجھ پر اترتیں تو آسان معلوم ہوتیں۔ لیکن حضور کے قدموں سے جدائی اور آپ کے کلام لطیف سننے سے محرومی جوہر کے لئے نہایت دشوار ہے۔

شعر

نہیں ہے درد عالم کا مجھے غم — مگر دل تیری فرقت سے ہے برہم

جوہر کے اوپر حضرت محبوب یزدانی نہایت مہربانی فرماتے تھے۔ یہ شخص بڑا قابل شاعر اور شیریں زبان تھا۔ جب اس نے حضرت کے سامنے اپنی بے قراری ظاہر کی تو حضور کے خاطرِ نازک پر اس نے اثر کیا

قطعہ

نکلے گر آہِ قلوب بے قرار — سن کے ہوں سب سننے والے اشکبار

دل ہے کیا اس رنج کا گر ہو گذر ٹکڑے ٹکڑے سنگ کا بھی ہو جگر

حضرت محبوب یزدانی اور آپ کے ہمراہیوں کو جوہر کی آہ وزاری سے رقت آگئی فرمایا تھوڑا سا پانی لاؤ۔ لوگ لے آئے۔ آپ نے لعاب دہن مبارک سے نکال کر اس میں ڈال دیا۔ جوہر نے تھوڑا سا پی لیا اور بقیہ بدن پر ملا۔ اسی وقت سفید داغ مٹ گیا۔ گویا کہ تھا ہی نہیں۔

شعر

فیض روح القدس اب بھی جو مدد فرمائیں دوسرے بھی کریں جو تھے مسیحا کرتے

کرامت ۲۹

حضرت محبوب یزدانی نماز جمعہ ادا کر کے قصبہ سمھولی سے آتے تھے جب موضع سکندرپور پہونچے۔ فرمایا کہ اس گاؤں سے سیادت کی بو آرہی ہے۔ میر سید جمال الدین خورد جو موضع مذکور کے زمیندار تھے حضرت محبوب یزدانی کی زیارت کے لئے آئے۔ فرمایا کہ سیادت کی خوشبو زیادہ آرہی ہے۔ ایک مدت کے بعد بوئے سیادت دماغ میں پہونچی۔ سید جمال الدین خورد کو حضرت محبوب یزدانی کی زیارت سے پوری حسن عقیدت اور اصلی نیازمندی ان کے دل میں جم گئی۔ اکثر اوقات خدمت بارگاہ عالی میں آتے تھے۔ اور سید جمال الدین خورد کی دو تین پشتیں گذر چکی تھیں کہ ہر پشت میں ایک ہی لڑکا پیدا ہوتا تھا۔ اسی بنا پر حضرت محبوب یزدانی سے عرض کیا اور دل میں ارادہ کر رکھا کہ کسی دوسرے بزرگ سے بھی اس حاجت برآری کے لئے عرض کروں گا۔

ایک دن حضرت محبوب یزدانی کو ایک قوی حالت پیدا ہوئی۔ سید جمال الدین خورد ایک پیر پر کھڑے ہوگئے اور نیازمندانہ عرض کیا۔

فرمایا کہ اے میر تم کو مبارک ہو کہ بال بچے بہت ہوں گے۔ آئندہ کسی کے پاس تم نہ جاؤ اور اپنی حالت کسی سے نہ کہو اور مال بھی بہت ہوگا۔

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ سید جمال الدین خورد بالکل ہم شکل حضرت نبی آخر الزماں صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم تھے۔ جو آپ کو دیکھتا گویا کہ زیارت جمال نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے مشرف ہوتا۔

شعر

جن کی صورت پر نظر آئے جمالِ مصطفےٰ
کیوں نہ ہو سو جان و دل سے اس پر اک عالم فدا

کرامت نمبر ۳۰ اسی موضع سکندر پور میں ایک بوڑھی عورت نے اپنے جاں بلب لڑکے کو لا کر حضرت محبوب یزدانی کے قدم پکڑ لئے کہ اس کے سوا میرے کوئی لڑکا نہیں ہے۔ اللہ کی مرضی سے یہ مر رہا ہے۔ یہ لڑکا سب خوبیوں سے آراستہ تھا للہ اس کے لئے دعا کیجئے۔

فرمایا کہ مادر مہربان میں نے اعیان ثابتہ (یعنی لوحِ محفوظ) میں دیکھا ہے تیرے بچے کی عمر کچھ بھی باقی نہیں رہی۔

اس نے کہا اگر میرا لڑکا جی اٹھتا ہے تو خیر ورنہ اپنی جان کو فرزند کے لئے حضرت کی خدمت میں نذر کرتی ہوں۔

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ مجھ کو اللہ تعالیٰ نے ایک سو بیس برس کی عمر دی ہے دس سال اپنی تمام عمر سے تیرے فرزند کو میں دے دیتا ہوں۔ آج کی تاریخ لکھ لے کہ دس برس تک تیرا لڑکا زندہ رہے گا۔ اس کے بعد دنیا سے رحلت کرے گا۔

غزل

وہ اپنی عمر گراں مایہ کرتے ہیں تقسیم
اسی کو کہتے ہیں اہل جہاں سخائے عظیم

جو چاہیں دم میں کریں سائلوں کو اپنے عطا
سخی وہ ابن سخی ہیں کریم ابن کریم

کریں جو مُردوں کو زندہ عجب نہیں اُن سے
ہم ان کو عیسیٰ دوراں ہیں کر چکے تسلیم

انھیں کے فیض کو کامل بنے تھے ابن کبیر
انھیں نے ان کو دیا تھا خطاب دُرِ یتیم

ولی بنائیں اسے اور کامل و اکمل
جو فیض صحبت عالی میں پائے کچھ تعلیم

کسی کے دل میں جو دسواس نفس پیدا ہو
عطا کریں اسے دم میں حضور قلب سلیم

جلائے گر دلِ مُردہ کو اشرفی تیرے
بچھ ان کی ذات سے مشکل نہیں یہ امر عظیم

کرامت ۳۱ حضرت محبوب یزدانی نے زمین شیرواں میں جب گذر کیا تھا اتفاقاً اس کے ایک گاؤں میں اترنا ہوا اور ساتھی لوگ مسجد میں اترے اور برف کی اس قدر بارش تھی کہ جس کی شرح نہیں ہو سکتی۔ کمال جوگی کو رفع حاجت کا تقاضا ہوا۔ رات میں اٹھے اور ایک گوشے میں گئے۔ وہیں برف نے اس قدر سردی پہونچائی کہ بالکل حرکت نہیں کر سکتے تھے۔ ان کی زندگی میں ایک سانس سے زیادہ باقی نہ رہی۔

حضرت محبوب یزدانی تازہ وضو کر رہے تھے اور ابھی وضو سے فارغ بھی نہ ہوئے تھے کہ آپ کو سردی معلوم ہوئی اور اس قدر تیز کہ بیان نہیں کیا جا سکتا۔ ساتھیوں کو بڑی حیرت ہوئی کہ باوجود سامانِ حرارت اور خیمہ اور اونی لباس اور آگ اور فرش عمدہ کے اس درجہ سردی کیوں ہوئی۔ خواجہ ابوالقاسم حضرت کے خلیفہ جو کہ عارفوں کے مشرب سے خوب واقف تھے جان گئے کہ حضرت محبوب یزدانی دوسرے کے رنج سے رنجیدہ ہوئے ہیں۔ مسجد سے نکلے اور ساتھیوں کو تلاش کیا۔ معلوم ہوا کہ کمال جوگی باہر نکلے ہیں۔ ان کی تلاش میں گئے۔ دیکھا کہ برف میں پڑے ہیں۔ ان کو اٹھا لائے اور آگ سے تپایا اور مختلف کپڑے انکو پہنائے جب انھوں نے سردی اور برف کے اثر سے رہائی پائی حضرت محبوب یزدانی بھی اپنی حالت پر آئے۔ گلے لگے۔ جب وہ بالکل اچھے ہوگئے تو آپ پر بھی اثر نہ رہا۔

فقیر اشرفی جامع رسالہ ہٰذا کہتا ہے کہ جب مرید صادق العقیدہ مرتبۂ فنافی الشیخ کو پہونچ جاتا ہے تو اس کے رنج و راحت کا اثر شیخ پر پہونچتا ہے۔

کرامت ۳۲ حضرت شیخ ابوالمکارم فرماتے ہیں کہ ایک بار حضرت محبوب یزدانی کے علم شاہی کا گذر اطراف سیلان میں ہوا۔ اس راستہ میں جا رہے تھے جو سانپوں اور اژدہوں سے بھرا ہوا تھا۔ ساتھیوں نے حضرت محبوب یزدانی سے عرض کیا کہ راستہ پر خطر ہے۔

فرمایا کہ انشاء اللہ تعالےٰ اس کا طے کرنا آسان ہو جائے گا۔

جب حضور کے قلندران ہمراہی کا گذر سانپوں اور اژدہوں پر ہوا، ایک اژدھا ظاہر ہوا جس کا قد و قامت ایسا تھا کہ ساری جماعت کو نگل جائے گا۔

شعر

زمیں پر آکے نکلا اژدر غار　　کہ گویا اژدہا ہے آسماں دار

حضرت محبوب یزدانی نے اپنے عصا کو اشارہ فرمایا جتنے اژدہے اور سانپ تھے سب کو شیر کی شکل ہو کر نگل گیا۔

شعر

عصا کو شاہ نے جب کی اشارت　　کیا سب سانپ بچھو اس نے غارت

قافلہ میں اصحاب تصوف کے منکروں اور مخالفوں کا بھی ایک گروہ تھا۔ اس عجیب کرامت کی خبر پا کر انھوں نے کہا کہ عجیب جادو ہے جو اس گروہ فقرا سے ظاہر ہوتا ہے۔ اور انوکھا مکر ہے جو ان لوگوں سے صادر ہوتا ہے۔

ایک شخص نے یہ بات سن کر حضرت محبوب یزدانی کے گوش مبارک تک پہونچائی۔ فرمایا کہ جنہوں نے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بغیر اتہام جادو اور مکر کے نہ چھوڑا بھلا مجھ کو کس طرح چھوڑیں گے۔ قرآن مجید میں آیا ہے هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ۔ اور جب کہ اس گروہ کو ایسے امر سے منسوب کرتے ہیں جس کی نسبت حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا تھا تو سنت پر اس کا ثبوت سمجھنا چاہیئے۔

کرامت ۴۳ حضرت شیخ اصیل الدین سفید باز فرماتے ہیں کہ حضرت محبوب یزدانی کا ایک مرید تھا پیر علی نام ہزارہ کا رہنے والا سلوک میں شغل رکھتا تھا بہت سے اعلیٰ مقامات اور بلند منازل کو طے کر چکا تھا لیکن ابھی اپنے اعیان ثابتہ کی سرحد تک نہ پہونچا تھا اور اس کے انجام کا نور انوار کے خاتمہ تک نہیں ہوا تھا۔ ایک دن حضرت محبوب یزدانی کے بارہ میں اس کے دل میں ایسا تردّد لاحق ہوا جو بے اعتقادی اور نافرمانی کا سبب اس کے لئے ہو گیا اور کچھ بے ادبیاں بھی اس سے ہوئیں۔ ایک شخص نے اس کو حضور کے کان تک پہونچا دیا کہ پیر علی سے ایسا ناگوار امر ظاہر ہوا ہے۔ فرمایا کہ وہ اس بزرگ خانوادہ اور قدیم سلسلہ سے راندہ ہوا ہے اس کو اس دائرہ سے نکال پھینکیں۔ حضرت محبوب یزدانی کو جس وقت جلالِ قہر و ملال کا ظہور ہوتا تو کسی کی مجال نہیں رہتی کہ بارگاہِ حضور کا محرم ہوتا۔

شعر

اگر شعلہ زن ہو چراغ جلال　　پہاڑوں کی چوٹی ہو آتش مثال

جب پیر علی نے معلوم کیا تو بعض مریدوں سے التجا کی کہ اس بارگاہ عالم پناہ میں میری خطا کی معافی چاہیں۔ ہر چند لوگوں نے کوشش کی تکدّر کے بجائے صفائی نہ ہوئی بالآخر سفر کے لئے کمربستہ ہوا اور ہمدان کی طرف رخ کیا۔ جب حضرت میر سیّد علی ہمدانی کے پاس پہونچا اپنی حالتوں سے مطلع کیا تو فرمایا کہ جس دروازہ کو فرزند سیّد اشرف جہانگیر سمنانی نے بند کر دیا ہے ہم اس کو نہیں کھول سکتے۔ یہاں بھی جب عروس مقصود نے خلوت خانۂ تقدیر سے رونمائی نہ کی تو مایوس ہو کر پلٹا اور جہاں گیا کچھ عزت نہ پائی۔ اور مکہ معظمہ کی طرف متوجہ ہوا محنت وکلفت کی منزلوں اور مرحلوں کو قطع کرنے کے بعد حضرت شیخ نجم الدین اصفہانی کے پاس پہونچا۔ عرصہ تک حضرت شیخ کی خدمت میں مشغول رہا۔ پوری کوشش کرنے پر حضرت شیخ نے فرمایا کہ اے مردود جس دروازہ کو میرے بھائی سیّد اشرف جہانگیر نے بند کر دیا ہے اسے نہیں کھول سکتا۔ آج روئے زمین پر کوئی نہیں ہے جو ان کے سامنے کھڑا ہو سکے

قطعہ

نہیں رُوئے زمیں پر آج کوئی　　جو ہو ان کے مقابل ہے یہ توقیر
نہیں ہمت لگائے سر کو اس سے　　قوی ہے یہ کمند شہ جہانگیر

آخر پیر علی اپنی گردش تقدیر سے پھر خدمت عالی میں بغرض عفو تقصیر نا حاضر ہو سکا اور دنیا سے نامراد روسیاہ گیا۔

کرامت ۳۴ حضرت محبوب یزدانی دار السلطنت روم میں عرصہ تک قیام فرما تھے اور ہمراہیوں کے لئے ایک خانقاہ بنائی تھی اور اس کے پہلو میں ایک خلوت خانہ تیار کر دیا کہ وہاں خود آرام فرماتے تھے۔ ایک دن سلطان ولد کے صاحبزادے نے جو حضرت مولانا جلال الدین رومی کے سجّادہ نشین تھے حضرت محبوب یزدانی کی دعوت کی اور بہت سے مشائخ کو اس دعوت میں بلایا۔ شیخ الاسلام نے جو بڑے عالم وفاضل تھے اور

کسی قدر حضرت کے بارہ میں نقطہ چینی دل میں رکھتے تھے دل میں ٹھان لیا تھا کہ جب حضرت سید سمنانی اس مجلس میں تشریف لائیں تو وہ مشکل مسئلہ ان سے پوچھوں کہ جس کے جواب سے وہ عاجز ہوں۔

جب حضرت کے قدم مبارک نے محفل میں جانے کی راہ اختیار کی اور جب تک حضرت دروازہ پر پہونچیں ناگاہ شیخ الاسلام کی نگاہ میں ایسا نظر آیا کہ ایک صورت حضرت کی شکل میں حضرت کے جسم سے باہر نکلی اور ایک صورت اس صورت سے دوسری پیدا ہوئی۔ اسی طرح مثل حضرت کے ستّر شکلیں شیخ الاسلام کے نظر میں ظاہر ہوئیں۔

قطعہ

ہر وہ دل خالق کا جو ہے آئینہ — لاکھوں شکلوں کی ہر اس دل سے بنا
شکل دنیا کیا ہے اس دل کے لئے — عرش سے تا فرش ہے اس میں چھپا

مخدوم زادہ رُومی استقبال کے لئے دروازہ پر آئے اور بڑی عزت سے آپ کو لیا اور سب سے بلند جگہ ایک تخت پر آپ کو بٹھلایا۔

شعر

مکاں ہوتا ہے اس کا سب سے برتر — کہ جو ہے معدن ہر دُر و گوہر
بنایا جسکا عالی مرتبہ خلاق اکبر نے — جہاں جاتے ہیں سب چھوٹے بڑے تعظیم کرتے ہیں
جلال و ہیبت حق کا اثر پڑتا ہے دل میں — کہ جو منکر ہوں وہ بھی آکر تسلیم کرتے ہیں

شیخ الاسلام کی طرف رخ کر کے حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ ان میں سے کس صورت سے تم مسئلہ پوچھتے ہو۔ اس بات کے سنتے ہی ان میں اس قدر ہیبت کا غلبہ ہوا گویا آسمان اور زمین ٹکر کھا گئے

شعر

پڑی اس طرح ان کی ہیبت میں جان — کہ گویا ہوئے چاک مثل کتان

شیخ الاسلام بے اختیار اٹھے اور حضرت مخدوم زادہ رومی کو اپنا مددگار اور شفیع بنایا اور حضرت کے قدم پر سر ڈال دیا اور عرض کیا کہ عذر خواہ ہوں تقصیر معاف فرمایئے۔
فرمایا چونکہ مخدوم رومی کو درمیان میں لائے ہو تو اب نہ ڈرو ورنہ تمہیں بتا دیا جاتا لیکن اس کے بعد کسی شخص کو اس گروہ کے اور کسی درجہ کے صوفی کو بھی انکار سے نہ دیکھنا۔

غزل

نہ دیکھو ان کو تم با چشم انکار	کجروی کا مستوجب ہے یہ کار
کہو مت یہ کہ وہ تنہا ہیں بیٹھے	کہ ان سے ہیں بہت سے تن نمودار
مظاہر میں ظہور ذات حق کو	اسی تمثیل کا لائق ہے اقرار
نہیں جب ذات میں اسکے کوئی غیر	تو یوں وحدت سے ہے کثرت کا اظہار
اگر تم دوسری تمثیل چاہو	تو آئینہ کو کر بالائے دیوار
ہر آئینہ کا ہو گر مختلف رنگ	مربع مستطیل و دائرہ ... دار
ہر اک آئینہ کے جوہر جدا ہیں	کہ ہے سب سے نئی صورت کا اظہار
اسے تم زنگ سے گر صاف کر دو	ہر آئینہ میں دیکھو صورت یار
جو نصب العین ہو جائے یہ نسبت	شہود اس کو ہیں کہتے اہل اسرار
تم اپنا حسن دیکھو مثل اشرف	مگر اے دل نہ کہنا یہ ہے تکرار

کرامت ۳۵

حضرت محبوب یزدانی کا ایک مرید تھا گوہر علی نام اور وہ حقیقت وہ دریائے شریعت اور ارکان طریقت کا جوہر اور موتی تھا ایک دن اس کو ہری کے بازار میں گذرنا پڑا۔ ہری کی عورتیں بے حد دلفریب ہوتی ہیں تھوڑی دیر ایک عورت سے وہ بھی باتیں کیں جیسا کہ طبیعت بشری کا تقاضا ہے اس سے الگ ہوکر اسی وقت توبہ و استغفار کیا اور حضرت قدوۃ الکبریٰ کی طرف لوٹا اور خدمت میں آکر بیٹھ گیا آپ نے کچھ بھی اس کی طرف توجہ نہ کی۔ کچھ دیر کے بعد نصیحت فرماتے ہوئے جلال میں آگئے اور فرمایا کہ اس نادان کو دیکھو کہ بازار میں پھرتا ہے اور اچھی صورت کا نظارہ کرتا ہے۔

حضرت درِّ یتیم نے کہ لوگوں کی خطاؤں کی سزا ان کے سپرد تھی حضرت قدوۃ الکبریٰ کے حکم سے فرمایا کہ گوہر علی کو مجلس سے باہر کر دو۔ ایک قلندر نے ان کو پکڑ کر مقام حضور سے محروم کر دیا۔ چند روز اسی طرح گذر گئے تو حضرت درِّ یتیم کو مددگار کیا اور حضرت قدوۃ الکبریٰ کی طرف رجوع کی۔ قلندروں کے قدیم رواج کے مطابق جوتوں کی جگہ کھڑا کر کے اس کی گوشمالی کرائی اور سب لوگوں نے اس کی خطا کی معافی طلب کی۔

حضرت محبوب یزدانی فرماتے تھے کہ گمراہوں اور بیکاروں کے پیروں اور رہنماؤں کے لئے ضروری ہے کہ طالبوں کے خطرات دل سے واقف ہوں تاکہ ان کے دل میں شریعت اور طریقت کے خلاف خطرہ نہ آئے اور اس نیت سے جس میں ہمت کی کمزوری ہو علیٰحدہ کر دیں۔

شعر

تھے سر بازار جب گوہر علی — رُوئے خوباں سے نظر ان کی لڑی
یاں شہ سمناں پہ ظاہر ہو گیا — تھا جو کچھ احوال و کیفیت پڑی

کرامت ۳۶

اتفاقاً حضرت محبوب یزدانی کا ایک سفر میں سیلان کے راستہ پر گذر ہوا اور ایسے جنگل میں سابقہ پڑا کہ چند کوس تک بالکل آبادی نہ تھی۔ دو تین دن راستہ کو بے سامان کے طے کیا۔ یہاں تک کہ بعض ساتھی بے قرار ہو گئے۔ حضرت محبوب یزدانی نے دوستوں کی بے چینی سے آگاہ ہو کر فرمایا کہ لوہے کا ٹکڑا لاؤ ایک قلندر کے پاس لوہے کی زنجیر تھی لا کر سامنے رکھ دی۔ آپ نے کچھ دیر اس پر نظر کی تو وہ کھرا سونا ہو گیا۔ بابا حسین خادم کو فرمایا کہ جاؤ یہاں سے پانچ چھ جریب کے فاصلہ پر ایک بازار ہے جس کو سوق المجانین کہتے ہیں۔ اس سونے کو خوردہ کرالاؤ اور ہمراہیوں کی تین دن کی خوراک کے مقدار بیچو اور باقی پانی میں ڈال دو۔

جب بابا حسین سوق المجانین میں آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت درِّ یتیم کھڑے ہیں اور بازار کا نظارہ کر رہے ہیں اور ان کے دست مبارک میں درّہ ہے۔ بابا حسین متحیر ہوئے کہ آپ کو حضرت قدوۃ الکبریٰ ولایت اسلام اور اپنے مقام کی نگرانی سپرد کر کے آئے تھے کس طرح

آپ یہاں آتے اور ہاتھ میں یہ درّہ کیسا ہے ؟

فرمایا کہ چپ رہو اور اولیاء اللہ کو نہ دیکھو کہ ان کا آنا جانا آنکھ جھپکتے کوئی نادرام نہیں ہے۔ حضرت قدوۃ الکبریٰ نے مجھ کو سوق المجانین کا انتظام دیا ہے اس لئے ہاتھ میں درّہ لئے آیا ہوں کہ جو اس گروہ کے طریقے کے خلاف کرے اور ان کی حالت کے خلاف بولے اس کو سزا دوں اور جب کبھی مجھ کو اور اولیاء اللہ کو کھانے پینے کا شوق ہوتا ہے تو اس سوق المجانین میں آتے ہیں اور جو ان کو پسند ہوتا ہے اس کو کھاتے پیتے ہیں۔ تم جس کام کے لئے آئے ہو کرو اور جاؤ کیوں کہ حضرت محبوب یزدانی تمہارے منتظر ہیں۔

بابا حسین کو جو کچھ فرمایا تھا انھوں نے کیا اور حضرت کی طرف متوجہ ہوئے اور عرض کیا کہ تین دن کی خوراک لوگوں کی لے آیا ہوں اور باقی سونا پانی میں ڈال دیا ہے۔ مگر امیر تنگر قلی نے دل میں سوچا کہ سونا کیوں ضائع کیا۔ شاید کسی فقیر کے کام آجاتا۔ اس خطرہ کے آتے ہی حضرت نے ان پر جلال فرما کر فرمایا کہ تجھے کیا واسطہ جو خدا کے کام میں دخل دیتا ہے اور ارحم الراحمین کو بندہ پروری سکھاتا ہے۔ اس درجہ امیر تنگر قلی کے نسبت عنایت فرمایا کرتے تھے کہ بیان نہیں ہو سکتا امیر تنگر قلی شرمندہ اور پشیمان ہوئے۔ محفل شریف کی حاضری سے تین دن معزول رہے۔ آخر حضرت نور العین کو پناہ بنایا اور حضرت محبوب یزدانی کی خدمت میں حاضر ہو کر معافی طلب کی اور قدیم عنایتوں کے مقام پر جلد پہونچ گئے۔

کرامت ۳۷

حضرت محبوب یزدانی بہ ارادۂ سفر مکہ معظمہ زادہا اللہ تعالےٰ تکریماً و تشریفاً آستانہ روح آباد سے روانہ ہوئے۔ ہمراہیانِ حضرت مع خیموں و خرگاہ لاد پھاند کر چلے۔ دو تین منزل طے کرنے کے بعد آبادیٔ خطۂ اودھ میں پہونچے۔ وہاں حضرت مولانا شمس الدین صدیقی فریاد رس اودھی خلیفہ خاص کی خانقاہ میں اترے۔ حضرت شیخ شمس الدین نے مہمان داری کے اہتمام میں حد سے زیادہ پیش قدمی فرمائی۔ حضرت محبوب یزدانی کو شوربہ پسند تھا۔ اس کے پکانے کو خود کھڑے ہو گئے۔ یہاں تک کہ شوربہ پکانے میں ان کا ہاتھ جل گیا اور اس پر پٹی باندھے ہوئے تھے۔ حضرت محبوب یزدانی کی نگاہ جب اس پر پڑی تو دریافت فرمایا۔ بعض خادموں نے عرض کیا کہ حضور کے شوربہ پکانے میں

یہ ہاتھ جل گیا ہے جس پر پٹی بندھی ہے۔

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ فرزند شمس الدین آگے آؤ۔ یہ داغِ ولایت ہے جو تمہارے ہاتھ میں لگا ہے کیا غم ہے۔ اور کچھ مختصر سی دعا زبانِ مبارک سے پڑھ کر اس زخم پر دم کر دیا پھونکتے ہی اچھا ہو گیا۔

حضرت محبوب یزدانی فرماتے تھے کہ پیر کی خدمت میں اگر کوئی سستی کرتا ہے تو مقصد تک نہیں پہونچتا کیوں کہ پیر کی راہ میں اگر جان قربان نہ کر دے تو بے ہمت ہے۔ ایک جان کیا ہے اگر لاکھ جان شیخ پر نچھاور کر دے تو بھی کم ہے۔

فقیر اشرفی جامع رسالہ ہٰذا کہتا ہے کہ حضرت شمس الدین اودھی ایسے ہی شخص تھے جن کے نزدیک مرشد پر جان قربان کرنا آسان تھا۔

مثنوی

بخت یاور تھا جو شمس الدین کا ۔۔۔ دعوتِ شیخ میں ہاتھ ان کا جلا
شیخ نے داغِ ولایت بخشا ۔۔۔ گل مقصود عجب ہاتھ لگا
میں تو اس داغ کے قابل بھی نہیں ۔۔۔ شمس کے ذرہ مقابل بھی نہیں
کاش ہو جائے عنایت شہ کی ۔۔۔ آرزو دل کی میری ہو پوری
مجھ کو گر داغِ غلامی مل جائے ۔۔۔ لالہ سا دل کا شگوفہ کھل جائے
فخر ہو مجھ کو غلامی پہ تری ۔۔۔ ناز کرتی مری تقدیر پھرے
اشرفی اشرف سمناں پر ۔۔۔ فدیہ ہو جاؤ فدائی بن کر

کرامت ۳۸ حضرت محبوب یزدانی کے سامنے ایک شخص حاضر ہوا جو غایت فلاسفہ کا بھید رکھتا تھا اور ظاہر میں مسلمان کی صورت بنا تھا۔ ایک لحظہ حضور کے سامنے بیٹھے ہوئے گذرا تھا کہ حضور نے فرمایا کہ تو مذہبِ فلاسفی رکھتا ہے۔

وہ شرمندہ ہوا اور اسی وقت دل میں اپنے مذہب بد سے توبہ کی اور مذہبِ اہلِ سنت وجماعت میں آگیا۔ فی الفور حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا الحمدللہ کہ اب تو سنی ہو گیا

خبردار اس مذہب سے نہ پھرنا۔

وہ شخص اٹھا اور حضرت کے قدموں پر سر رکھ دیا اور مرید ہو گیا۔

شعر

مُصَفّا مثل آئینہ ولی اللہ کا دل ہے   دلوں کا راز کھل جانا نہیں کچھ انکو مشکل ہے

کرامت ۳۹

حضرت مولانا ابو الفضائل نظام الدین یمنی جامع لطائف اشرفی اپنا حال یوں بیان کرتے ہیں کہ ایک مقام پر میرا گذر رہوا۔ اتفاقاً میری نظر ایک خوب صورت عورت پر پڑی اور میرا دل اس کے عشق میں ایسا گرفتار ہوا کہ مجھے اس کی وجہ سے کھانا پینا چھوٹ گیا۔ یہ راز کسی پر ظاہر نہیں تھا۔ میں جانتا تھا یا میرا دل جانتا تھا۔ جب حسب معمول حضرت محبوب یزدانی کی خدمت میں حاضر ہوا جیسے ہی حضور کی نظر مجھ پر پڑی آپ متبسّم ہوئے اس کے بعد سخنان معرفت آمیز فرمانے لگے اور قصۂ عشق مجنوں زبان پر آیا فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے مجنوں کو عشق حقیقی سے مشرف فرمایا تھا۔ دوسروں کے لئے ایسا عشق مجازی نقصان پہونچاتا ہے۔

حضرت کے فرماتے ہی میرے دل سے میل عشق کا اس عورت کی طرف سے جاتا رہا۔ یہ آپ کے تصرف کا اثر تھا ورنہ آتش عشق فرو ہونا محال ہے۔

رُباعی

جب دام محبت میں کہیں آ کے پھنسا دل   پھر اسکا چھڑانا بھی ہو ہر شخص کو مشکل
یہ اشرف سمناں کا تصرف تھا کہ دم میں   کھینچا جو مجازی سے حقیقت ہوئی حاصل

کرامت ۴۰

حضرت مولانا قاضی محمد رومی کو جب فیض صحبت حضرت محبوب یزدانی حاصل ہوا حضرت محبوب یزدانی کے دست حق پرست پر بیعت کی اور اپنے عہدۂ صدارت اور قضا کو ترک کر دیا اور حضور کی ملازمت میں حاضر ہونے لگے۔ حضرت محبوب یزدانی بظاہر قاضی صاحب کی طرف سے کم توجہی اور تغافل فرماتے تھے۔ سات برس

تک جب حضرت کی نظر قاضی صاحب پر پڑتی ارشاد فرماتے کہ ہماری مجلس سے ان کو نکالدو اور سخت باتیں ان کے حق میں فرماتے کہ قاضی زادہ عجیب پست ہمت ہے کہ وہ روز کھانا کھانے کے لیئے میرے پاس آیا کرتا ہے اور کبھی ایسا اتفاق ہوتا کہ حضرت محبوب یزدانی ایک ڈیڑھ منزل کہیں تشریف لے جاتے تو قاضی محمدؒ رومی آپ کے پیچھے پیچھے روتے چلے جاتے تھے۔ کبھی پیادہ پا چلتے چلتے قاضی صاحب کو ضعف آجاتا تھا اور زمین پر گر پڑتے تھے۔ مگر جب ذوق وشوق دل کا جوش مارتا تھا پھر چل کھڑے ہوتے۔

ایک مرتبہ حضرت قاضی محمد رومی اپنے حجرہ میں منہ لپیٹے پڑے تھے اور اپنے دل میں یہ کہتے تھے کہ اے محمدؒ رومی بہت اللہ کے بندے ایسے ہیں کہ دولتِ ولایت سے محروم ہیں، تو بھی اپنے کو ان میں سے ایک سمجھ لے۔ محنت اور مشقت اس راہ میں جس قدر کرنا چاہیئے تھی کہ اس حالتِ فکر و تردّد میں ایک لحظہ نہیں گذرا تھا کہ آپ کو آدمی کے پیر کی آواز معلوم ہوئی مگر کچھ ملتفت نہ ہوئے۔ یکایک کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت محبوب یزدانی تشریف لائے ہیں اور فرماتے ہیں کہ محمدؒ رومی فراغت سے آرام کرو کہ تمہارے کام درست ہوگئے۔

حضرت قاضی محمدؒ رومی حالت اضطراب میں اٹھ بیٹھے اور دل میں یہ کہنے لگے کہ یا اللہ یہ جو کچھ کہ میں دیکھ رہا ہوں محل بیداری ہے یا عالم خواب ہے کہ اپنے کو اس قدر عذاب کے بعد ایسی نعمت سے مشرف پاتا ہوں۔ پھر جب حسب معمول خدمت محبوب یزدانی میں بہ آرزوئے تمام حاضر ہوئے حضرت نے بکمال توجہ جملہ مقامات ومنازل تصوّف کے ایک چشم زدن میں طے کرادیئے۔

اسی اثنار میں حضرت حاجی الحرمین سیّد عبدالرزاق نورالعین فرزند صاحب سجّادہ حضرت محبوب یزدانی علیل ہوگئے۔ آپ کے جسم مبارک میں کسی مقام پر ایسا درد ہوتا تھا کہ تمام اطبار اس کے علاج سے قاصر رہے۔ اتفاقاً ایک طبیب یونان سے آئے۔ انھوں نے کہا کہ اگر آدمی کا تھوڑا سا گوشت مل جائے تو میں اس سے ایک روغن تیار کروں۔ اس کے استعمال سے صاحبزادہ کا درد جاتا رہے گا۔

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ تم نے ایسی دوا بتلائی ہے جس کو میں کسی طرح بہم

نہیں پہونچا سکتا نہ کسی زندہ کو تکلیف دوں گا اور نہ کسی مُردے کو۔

حضرت قاضی محمد رومی بعد تکمیل معرفت حضرت محبوب یزدانی کے سارے مریدوں میں اعلیٰ مرتبہ رکھتے تھے، یہ بات سن کر چپکے سے جنگل چلے گئے اور حالت جوشِ عشق میں بے تکلفانہ اپنے ہاتھ سے بازو راست کو چھری سے کاٹ کر علیحدہ کیا اور ایک برتن میں رکھ کر ڈھانک کر طبیب کے پاس لائے اور کہا کہ اس میں سے جس قدر گوشت کی ضرورت ہو تراش کر دوا بنایئے اور خود اسی حالت میں اپنے گھر تشریف لے گئے جب وہ حالت آپ کی فرو ہوگئی اور عالم شعور میں آئے تو پھر بدن کو جنبش دینے کی طاقت نہ رہی۔ صاحب فراش ہو گئے۔ حاضری خدمت محبوب یزدانی سے معزول رہے۔ عرض کیا گیا کہ طبیب نے روغن تیار کیا اور صاحبزادہ کی مالش ہوئی اس کے استعمال سے صحت کامل ہوگئی حضرت محبوب یزدانی نے حکیم سے بطریق تجاہلِ عارفانہ پوچھا کہ تم تو کہتے تھے کہ بغیر آدمی کے گوشت کے روغن نہیں بن سکتا پھر بتلاؤ کیوں کر روغن بنا اور کہاں سے گوشت ملا۔

عرض کیا کہ حضور کے خادموں میں سے ایک صاحب اس صورت کے میرے پاس آئے اور آدمی کا ایک ہاتھ کٹا ہوا کپڑے میں لپیٹ کر لائے اور کہا کہ جس قدر گوشت کی ضرورت ہے اس میں سے تراش کر دوا بنایئے۔ میں نے جو اس کو دیکھا تو معلوم ہوتا تھا کہ کسی زندہ آدمی کا ہاتھ ہے کیوں کہ بوٹیاں پھڑک رہی تھیں اور سیلان خون بھی ہو رہا تھا۔

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ یہ کام سوائے قاضی محمد رومی کے دوسرے سے ہونا ممکن نہیں۔ ان کو بلاؤ جب خادم قاضی محمد رومی کو بلانے گیا اور کہا کہ چلئے حضور آپ کو بلاتے ہیں تو قاضی صاحب کے دل میں یہ خیال گذرا کہ بفرمان اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِلٰی آخرہٖ میں نے اپنے ہاتھ پیر اور سارے اعضار کو حضرت محبوب یزدانی کے ہاتھ پر بیع کر دیا تھا اگر حضور مجھ سے سوال کریں گے کہ ہاتھ ہماری ملک میں تھا بغیر ہماری اجازت تم نے اس میں تصرف کیوں کیا اور کاٹ ڈالا، تو میں کیا جواب دوں گا۔ اس فکر میں ہانپتے کانپتے آہستہ آہستہ، خراماں خراماں حضرت محبوب یزدانی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جیسے ہی حضور کی نظر قاضی صاحب پر پڑی افسوس کے ساتھ فرمایا کہ فرزند قاضی محمد رومی تم نے پیر کے ساتھ

عشق و محبت کو بدرجہ انتہا پہونچا دیا۔ افسوس ہاتھ کاٹنے میں تم نے بڑی تکلیف اٹھائی۔ یہ فرماتے فرماتے آپ پر ایک کیفیت پیدا ہوئی اور ارشاد فرمایا کہ حضرت جنید کے بھی مریدانِ باخلاص ایسے ہی تھے جیسے تم ہو۔ اور جب آپ کی حالت پر جوش ہوئی تو فرمایا:۔

"کہاں ہے قاضی زادہ" اور قاضی زادہ سامنے کھڑے ہیں اور آپ اسی طرح اپنی حالت میں پکار رہے ہیں۔

حاضرین نے عرض کیا کہ حضور کے سامنے قاضی زادہ حاضر ہے۔

فرمایا قریب آؤ اور زخم کی پٹی کھلوا کر ایک مرتبہ آیہ کریمہ قَالَ مَنۡ يُّحۡىِ الۡعِظَامَ وَهِىَ رَمِيۡمٌ پڑھ کر دم کر دیا۔ فی الفور قاضی صاحب کے نیا ہاتھ پیدا ہو گیا۔ زخم کا وجود بھی نہ رہا۔

سبحان اللہ! حضرت محبوب یزدانی کی کیا شان تھی۔ ان کے خوارق وطوارق عجائب وغرائب ہوتے تھے۔

غزل

جہاں میں ہے بڑا شہرہ ولایت ہو تو ایسی ہو
ملا یا حق سے لاکھوں کو ہدایت ہو تو ایسی ہو

جہاں جس نے مدد چاہی وہیں مشکل ہوئی آساں
غلاموں پر جو آقا کی عنایت ہو تو ایسی ہو

شہ سمناں تھے پہلے پھر ہوئے کونین کے سرور
ہدایت ہو تو ایسی ہو نہایت ہو تو ایسی ہو

علم ان کی جہاں گیری کا ہر جا سایہ گستر ہے
شہنشاہی کی خاطر شان رایت ہو تو ایسی ہو

کچھ ان کے حسن کا قصہ کوئی عشاق سے پوچھے
تڑپ جاتا ہے دل سنکر حکایت ہو تو ایسی ہو

مریدوں کی قیامت میں رہائی نار دوزخ سے
کریں گے اشرفِ سمناں حمایت ہو تو ایسی ہو

شہ سمناں کی مدحت سے نوید مغفرت پائی
سخن کی اشرفی خستہ غایت ہو تو ایسی ہو

کرامت ۱۴۱

حضرت محبوب یزدانی مسجد جونپور میں نزول فرما تھے اور آپ کی خدمت میں شیخ محمد کبیر عباسی اور حضرت قاضی رفیع الدین اودھی اور حضرت شیخ ابو المکارم اور حضرت خواجہ ابو الوفا خوارزمی یہ سب لوگ حاضر تھے حضرت محبوب یزدانی شطحیات مشائخ بیان فرما رہے تھے۔ اسی اثنا میں آپ پر ایک حالت

پر جوش پیدا ہوئی۔ اسی حالت میں فرمایا :۔

قال الاشرف الناس کلھم عبد لعبیدی۔

یعنی تمام آدمی میرے ایک ادنیٰ خادم کے خادم ہیں۔

حاضرین اس کو سن رہے تھے لیکن اس کا افشا کرنا مناسب نہیں سمجھتے تھے کہ اگر بعض علماء ظاہر جو اسرار باطنی سے مطلع نہیں ہیں سنیں گے تو اعتراض و انکار کریں گے۔ جب اس پر ایک مدت گذر گئی حاجی صدر الدین علماء کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے اتفاقیہ ان کے منہ سے یہ بات نکل گئی کہ حضرت محبوب یزدانی نے ایسا فرمایا۔ حاجی صاحب سے یہ بات سن کر بعض حاسدوں کو حسد پیدا ہوا۔ اور اعتراض کرنے لگے اور کہنے لگے اس کے کیا معنیٰ ہے۔ چنانچہ میر صدر جہاں اور قاضی شہاب الدین اس مجمع میں موجود تھے اس بات کے سنتے ہی قاضی نے فرمایا کہ درویشوں کا حال معلوم نہیں ہو سکتا کہ وہ کس حالت میں تھے جبکہ یہ فرمایا۔ مناسب یہ ہے کہ ہم لوگ اس پر اعتراض نہ کریں اور انکار سے پیش نہ آئیں بلکہ بہتر یہ ہے کہ خود حضور سے دریافت کریں کیوں کہ وہ ایک سید عالی حال صاحب کمال ہیں۔ تصرف تمام رکھتے ہیں۔ کسی کو آج میں نہیں دیکھتا کہ ان کا مقابلہ کرے اور کس کے بازو میں یہ قوت ہے ایک وحشی مزاج شخص کہنے لگا کہ ہمارا شہر علماء سے بھرا ہوا ہے۔ تعجب معلوم ہوتا ہے کہ کوئی شخص ایسی غرور بھری ہوئی اور حیرت انگیز بات کہے اور کوئی اس کے جواب میں اور استفسار میں لب نہ ہلائے۔ ملا محمود ایک جلیل القدر عالم تھے اور بڑے بحاث تھے ان کو سب نے حضرت محبوب یزدانی کی خدمت میں بھیجا کہ استفسار معنیٰ کریں۔ حضرت قاضی شہاب الدین نے فرمایا کہ محمود بھیا آداب مجلس مشائخ نہیں جانتا مبادا ایسی بات کہے کہ باعث گرانی خاطر سید ہو کل میں حضرت سید کی ملازمت میں جاؤں گا اور اس معنیٰ کی تحقیق کروں گا جو اول گذرا اور اس طرح عرض کروں گا کہ حضرت محبوب یزدانی کو ناگوار خاطر نہ ہوگا کیوں کہ حضور کا مزاج بہت نازک ہے۔

حضرت محبوب یزدانی بعد ادائے وظائف معہودہ اپنے اصحاب کے مجمع میں بیٹھے تھے کہ قاضی شہاب الدین تشریف لائے۔ حضرت محبوب یزدانی نے حسب معمول چند قدم ان کا استقبال کیا اور بکمال تعظیم لا کر بٹھلایا۔ چند مسائل فقہ حضرت محبوب یزدانی حل کر کے سب کو

سمجھا رہے تھے رفتہ رفتہ معرفت و تصوف اور لطائف عرفان کی باتیں درمیان میں آئیں جب حضرت محبوب یزدانی معارف حقائق بیان فرمانے لگے تغیر تمام چہرۂ مبارک پر ظاہر تھا نکات صوفیہ اس طرح بیان فرما رہے تھے کہ سامعین کے ذہن میں کوئی بات نہیں آ رہی تھی حاضرین اس قدر متاثر اور مسرور ہوئے کہ اپنے شعور سے بے خود ہو گئے۔ اس قدر مجلس کے حاضرین پر کیفیت وجد اور حال پیدا ہوئی کہ کسی کو شعور نہ رہا۔

حضرت محبوب یزدانی ایک پہر کے بعد عالم شعور میں آئے اور قاضی صاحب سے اخلاق و مدارات کی باتیں کرنے لگے۔ حضرت قاضی چاہتے تھے کہ رخصت ہوں۔ حضرت محبوب یزدانی نے نور باطن سے دریافت کیا اور فرمایا کہ سبب نزول اقدام شریف شاید کسی بات کے استفسار پر مبنی ہو۔

حضرت قاضی کمال دہشت اور ادب سے عرض کرنے لگے کہ ہاں اگر ارشاد ہو تو عرض کروں کہ اس قسم کی باتیں حضرت سید کیا فرماتے ہیں۔

فرمایا کہ اس کا سمجھنا بہت آسان ہے۔ کلمہ الناس کلھم عبید لعبیدی۔ بالف ولام صادر ہوا ہے اور الف لام عہد کے واسطے بھی آیا ہے اس واسطے کہ اکثر زمانے کے آدمی بندۂ ہوا و ہوس ہوتے ہیں اور حق تعالٰی نے ہوا و ہوس کو میرا بندہ اور محکوم بنایا ہے۔ اور چوں کہ اہل عالم محکوم ہوائے نفسانی ہوئے تو میرے بندے کے بندے ہوئے اور میرے محکوم کے محکوم ہوئے۔ باعتبار کثرت احکام نفسانی اس قسم کی بات فرمائی۔

حضرت قاضی نے جب مفہوم حضرت محبوب یزدانی کا سمجھا خوشی خوشی خدمت عالی سے رخصت ہوئے۔ قاضی صاحب کے جانے کے بعد حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ کس سیاہ رو نے اس راز درویشانہ کو مجلس علما میں نقل کیا ہے۔

حاجی صدرالدین بھی مجلس عالی میں بیٹھے ہوئے تھے حضرت کی بات کا اثر ان پر ظاہر ہوا اور ان کا چہرہ سیاہ ہو گیا۔

کرامت ۴۲ حضرت محبوب یزدانی مع اپنے خلفاء اور اصحاب مثل شیخ نجم الدین صغریٰ اور شیخ نجم الدین کبریٰ اور بابا قلی ترک مع دیگر جماعتِ خلفاء اور بعض ساکنان شہر بلخ میں بیٹھے تھے اور اسرار معرفت بیان فرمارہے تھے۔ حاضرین گوش دل سے سن رہے تھے۔ ناگاہ حضرت نے اپنا عصا مبارک اٹھایا اور چند بار غضب کے ساتھ جامع کی دیوار پر مارا۔ اس حالت غریب اور جلالت عجیب کو دیکھ کر اصحاب کو حیرت ہوئی۔ جب یہ حالت فرو ہوگئی تو حضرت نور العین نے سامنے آکر دریافت کیا۔ بہت ٹال بال کے بعد حضرت نے فرمایا کہ اس وقت میدان موصل میں دریا کے کنارے ایک تھوڑی سی رومی فوج اور حبشیوں کی بڑی فوج کے ساتھ مقابلہ ہوگیا اور آپس میں نہایت دلیرانہ لڑائی ہوئی۔ رومی فوج میں اس فقیر کا ایک مرید تھا۔ اس نے مدد چاہی اس فقیر کی ہمت اس کی دستگیر ہوگئی اور فرنگیوں کے ایک سو سوار میدان میں مارے گئے۔ ان میں سے ایک ابلق گھوڑے پر سوار تھا۔ اس کا بایاں ہاتھ تلوار کے ضرب سے کٹ کر گر پڑا۔ حق تعالیٰ نے لشکر روم کو فتح نصیب فرمائی اور دوسرے لشکر کو شکست ہوگئی۔

بعض مریدوں نے تسکین خاطر کے واسطے اس واقعہ کی تاریخ لکھ لی۔ چند روز کے بعد ایک زخمی آدمی اس لڑائی سے نکل کر اس جگہ آیا تو اس ماجرے کی تطبیق اور تصدیق ہوگئی۔ یہ واقعہ بعینہٖ ایسا ہی تھا جیسا کہ یہاں دیکھا گیا۔

غزل

اولیاء اللہ پر احوال غیب — کشف ہوجاتے ہیں بے شک و ریب
ہوئے دنیا میں کہیں جو واقعہ — ان پہ کھلتا ہے بنور ساطعہ
دُور سے کرتے ہیں امدادِ مُرید — انکی خدمت میں جو رہتا ہے سعید
عالم الغیبی کی ان میں شان ہے — ان کا جو منکر ہے وہ شیطان ہے

کرامت ۴۳ حضرت محبوب یزدانی مع اپنے بعض اصحاب مثل حضرت نور العین اور حضرت شیخ ابو القاسم اور شیخ علی سمنانی اور بابا حسین خادم اور مولانا عزیز اللہ

شجرہ نویس کے جنگ صاحبقران گیتی ستاں میں بہادر پہلوانوں کے معرکہ کا تماشہ کرنے کے واسطے تشریف لے گئے۔ ایک پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ کر دیکھا کہ دونوں طرف کے پہلوان باہم مشغول کارزار ہیں۔ جب دونوں لشکروں کے بہادروں نے تلواریں کھینچ لیں تو حضرت نے فرمایا کہ یہ دونوں لشکر میرے ہاتھ میں ہیں جس کو چاہوں فتحمند کروں اور جس کو چاہوں مغلوب کروں۔ یہ کہتے ہوئے آستین مبارک کو جھٹکا دیا اور اپنے دونوں ہاتھ پھیلائے اور سیدھے بازو کو ایک فوج کے مقابل کیا اور دوسرے بازو کو ایک فوج کے مقابل کیا اور جس ہاتھ کے پنجے کو اٹھا دیتے تھے اس طرف کا لشکر غالب ہو جاتا تھا اور دوسری طرف کا لشکر مغلوب ہو جاتا تھا۔ پانچ مرتبہ اسی طرح کیا کہ جس ہاتھ کے پنجے کو اٹھا دیتے تھے اس طرف کا لشکر مظفر و منصور ہو جاتا تھا اور یہ واقعہ نہایت عجیب و غریب تھا۔ حضرت خواجہ زور بھان قدس سرہ نے اس واقعہ کی نسبت یہ رباعی تصنیف فرمائی۔

رباعی

آنم کہ جہاں چو حقہ در دستِ من است ... ایں قوت حق نہ قوت پشت من است

ایں کون و مکاں ہر چہ دریں عالم است ... در قبضۂ قدرت دو انگشت من است

فقیر اشرفی جامع کتاب ہذا نے یہ اشعار حضرت محبوب یزدانی کی شان میں لکھے ہیں۔

غزل

اے اشرفِ سمناں، ہو تم فرزند شبیر کبریا ... زورِ دو بازو سے ترے ظاہر ہے شانِ مصطفےٰ

حسنی حسینی جعفری یہ نسل عیبوں سے بری ... اللہ رے شانِ برتری ذریتِ آلِ عبا

مغلوب غالب ہوتے ہیں ادنیٰ اشارے سے ترے ... بخشا ہے تیرے ہاتھ میں اللہ نے حکم قضا

زورِ کرامت سے ترے مغلوب ہوں اعدا مرے ... حاسد حسد ہی میں مرے غالب ہوں ان پر سدا

دست خدا یہ ہاتھ ہو کیوں کر کہوں دست بشر ... جب فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ ہوا قرآں میں فرمانِ خدا

اب کچھ توجہ کیجئے اس اشرفی کے حال پر

آئینۂ دل ہو صفا عرفانِ حق کیجئے عطا

کرامت ۴۴

حضرت محبوب یزدانی اوّل مرتبہ جب سفر ملک دکن میں تشریف لے گئے اور خانقاہ عالم پناہ حضرت بندہ نواز سید محمد گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ میں قیام فرمایا محمود خان گجراتی جو وہاں کے مشہور امیر و رئیس تھے حضرت محبوب یزدانی کی ملازمت کے لیے حاضر خدمت ہوئے اور خدمتِ عالی سے شرف پایا۔ حضرت ان کی طرف کمال عنایت اور توجہ دلی فرماتے تھے۔ جب حضرت کے فیض صحبت نے اثر کامل ڈالا یکبارگی محمود خان نے تمام مال و اسباب دنیا جو کچھ ان کے پاس موجود تھا سب فقراء کو لٹا دیا یہاں تک کہ قوتِ شبینہ کے محتاج ہو گئے۔ حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ کس قدر خرچ عیال روزمرہ کو چاہیئے ؟

عرض کیا کہ چار اشرفیاں خرچ روزانہ کو کافی ہوں گی۔

فرمایا کہ ایک پہاڑ ہے جو خیال شاہی کے نام سے موسوم ہے۔ اس پہاڑ پر تم ہر روز جانا چار اشرفیاں تم کو ملا کریں گی۔

آپ کے خلیفہ خواجہ ابوالوفا خوارزمی نے جو حضرت کے ہمراہ تھے اس واقعہ کو اس طرح نظم فرمایا :-

قطعہ

چو محمود از عیال خویش شد تنگ — عنایت پیر کردش فکرِ اُو را
کہ ہر روز اے برادر بہر اطفال — بگیر از سیم درّہ چار دینار

کرامت ۴۵

حضرت محبوب یزدانی کو کانورا جانے کا اتفاق ہوا۔ اکثر احباب منع کرتے تھے مگر تقدیر الٰہی وہاں جانے کے لیے تھی۔ فقیر مع گروہ درویشانِ ہمراہی وہاں جا کر ٹھہرا اس وقت وہاں مسلمان بہت کم تھے۔ خوب صورت عورتیں جادوگر بہت تھیں۔ اتفاقاً آپ کے مرید قاضی حجت پر ایک جادوگرنی عورت عاشق ہو گئی۔ حضرت محبوب یزدانی قاضی حجت کو اس طرف توجہ کرنے سے منع کرتے تھے۔ مگر وہ باز نہ آئے۔ جب حضرت محبوب یزدانی نے وہاں سے سفر کی تیاری کی اسی جادوگرنی نے اپنے جادو سے قاضی حجت کو گائے بنا کر پوشیدہ کیا۔ جب حضرت کے ہمراہیوں نے انکو تلاش

کیا اور وہ نہ ملے۔ حضرت محبوب یزدانی کو اپنے کشف سے معلوم ہوا کہ قاضی حجت کو گائے بنا کر ایک جادوگرنی نے پوشیدہ کر رکھا ہے۔ فرمایا وہ عورت سور ہے جس نے میرے فرزند کو گائے بنایا ہے۔ اسی وقت وہ جادوگرنی سور ہو گئی اور اس کی ماں روتی ہوئی خدمت عالی میں آ کر عرض کرنے لگی۔

آپ نے فرمایا کہ میرے فرزند قاضی حجت کو گائے بنالیا ہے۔ تو جا اور قاضی حجت کے اوپر سے جادو اتار۔

جب وہ قاضی صاحب سے جادو اتار کر صورتِ بشری میں کر کے حاضر لائی فرمایا کہ جا اب تیری لڑکی بھی اپنی صورت پر آگئی ہوگی۔ یہ فرماتے ہی وہ جادوگرنی آدمی ہوگئی اس کے بعد ہمیشہ حضرت محبوب یزدانی ملک کا نورو کے سفر کرنے سے نصیحت کرتے تھے۔

کرامت ۴۶

حضرت محبوب یزدانی آستانہ روح آباد میں جب قیام پذیر تھے ایک شخص سید علی قلندر نامی جو از روئے قابلیت علمی ممتاز اور صحبت اولیا زمانہ سے سرفراز تھا۔ پانچسو قلندروں کے ساتھ مع نشان و نقارہ بڑی شان و شوکت کے ساتھ آستانہ روح آباد میں حضرت محبوب یزدانی کی شرف ملازمت سے مشرف ہوا مگر اس میں خود پسندی اور غرور حد سے زیادہ بھرا ہوا تھا۔ بعد ملازمت حضرت محبوب یزدانی کے گفتگو کے درمیان اعتراض حضرت کے خطاب جہانگیری پر کیا کہ یہ خطاب اگر عالم علوی و سفلی اور عالم صوری و معنوی پر ہے تو ایک شخص کو یہ خطاب ملنا تعجب معلوم ہوتا ہے کیوں کہ سارے اولیاء زمانہ حسب مراتب اپنی ولایت کے جہانگیر ہیں۔ آپ کی کیا تخصیص ہے۔

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ تم شیخ الاسلام زمانہ ہو نہ قاضی ہو نہ محتسب اس اسرار درویشی کی تحقیق کرنے سے تم کو کیا فائدہ۔ فقراء کے راز حال دریافت کرنے سے باز آؤ

بیت

بروبکار خود اے واعظ ایں چہ فریاد است | مرا فتاد دل از رہ ترا چہ افتاد است

قلندر نے کہا کہ ہم خدا کا لشکر ساتھ لیے ہوئے تحقیق مقامات درویشاں کے لئے سفر کرتے ہیں۔ جب تک آپ کے خطاب جہانگیری کی تحقیق نہ کریں گے نہ جائیں گے۔ اگر اس خطاب سے

مُرادمیدانِ دنیا ہے پس ہر مشائخ پیشوا ہر مقام کے ہیں جس کی وجہ سے قیام وجود ہے۔ اور جہاں سے مُراد اگر ولایت معنوی ہے پس بطریق اولیٰ ہر ولی اپنی حد ولایت کا محافظ ہے۔

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ یہ فقیر کمینہ ملازمان بارگاہ عالی حضرت مرشد شیخ علاء الحق والدین کا ہے۔ انھوں نے مجھ کو بمقتضائے الالقاب تنزل من السماء جس وقت کہ حضرت کی خانقاہ عالم پناہ کی در و دیوار سے آواز "جہانگیر جہانگیر" بلند ہوئی مجھ کو خطاب جہانگیری سے مشرف فرمایا۔ میں اس قابل نہ تھا۔

اشعار

گو کہ تھا ادنیٰ غلام اس کا ایاز خاکسار ۔۔۔ لطف سے محمود نے سردار اس کو کر دیا

کیا خطا حبشی غلام اپنے کو شہ نے لطف سے ۔۔۔ نامزد کافور کر کے نام اس کا دھر دیا

قلندر نے کہا جس خطاب سے دنیا میں کسی ولی کو مخاطب نہ کیا ہو آپ کے لئے اس خطاب کی کیا خصوصیت ہے اس توقیر کو جو قلندر کے درمیان میں آئی اگر پورے طور سے لکھا جائے تو ورق بھر جائیں۔ اور وہ دلائل علمی جو حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ جہانگیر اس کو کہتے ہیں کہ جو جہانِ وجود پر تصرف رکھتا ہو اور یہ فرماتے ہوئے حضرت کے چہرۂ انور پر آثار غضب ظاہر ہوئے فرمایا کہ دیکھ مرا ہاتھ ایک حس ہے میں اس سے دوسرے حواس سے کام لے سکتا ہوں۔

قلندر نے کہا بغیر آنکھ سے دیکھے ہوئے کیوں کر یقین ہو۔

حضرت نے ایک قاب کھانے سے لبریز منگوائی اور اپنا دستِ مبارک اس میں ڈال دیا۔ آپ کی انگلیوں نے سارا کھانا کھا لیا۔ اس کے بعد فرمایا کہ دیگ میں جس قدر کھانا ہے اٹھا لاؤ۔ اس کو بھی آپ کی انگلیوں نے کھا لیا۔ اسی طرح دیکھنے اور سننے اور سونگھنے اور کلام کرنے کی قوتیں آپ کی انگلیوں سے ظاہر ہوئیں۔

باوجود ایسی کرامات عظیم دیکھنے کے قلندر نے کہا کہ ہاں یہ تصرف دیکھا لیکن یہ خطاب بے ادبی سے خالی نہیں۔ اس کا یہ کہنا تھا کہ آپ کی انگلی نے یہ آواز دی کہ اے گدھے

خطاب جہانگیری پر کیا اعتراض کرتا ہے میں جان گیر ہوں۔

یہ بات جس وقت انگشت مبارک سے نکلی اسی وقت قلندر کے جسم سے روح پرواز کر گئی اور روسیاہ دنیا سے گیا۔ اس کے قلندران ہمراہی نے اس کا گور و کفن کیا۔ حضرت کے بعض خلفاء شیخ کبیر اور قاضی رفیع الدین اور شیخ رکن الدین شہباز اور شیخ اصیل الدین سفید باز اور شیخ جمیل الدین جرہ باز ہر ایک شخص نے اس کرامت کو دیکھ کر دانتوں کے نیچے انگلی دبائی اور حضرت محبوب یزدانی کی ثنا و صفت کرتے ہوئے قدم مبارک پر سر رکھ دیا مجلس عالی میں ایک شور مچ گیا کہ اس قسم کی کرامت آج تک کسی ولی سے ظاہر نہ ہوئی اور نہ سنی گئی۔

سیّد علی قلندر کے ہمراہی جب ان کی تجہیز و تکفین سے فارغ ہوئے تین دن کے بعد جو اُن میں سر حلقہ تھا اس نے حضرت شیخ کبیر و حضرت حاجی عبدالرزاق نور العین کے ذریعہ سے حضرت محبوب یزدانی کی خدمت میں حاضر ہو کر درخواست فاتحہ کی کہ ہمارے پیر کا انجام آخرت بخیر ہو۔ بپاس خاطر ان بزرگوں کے قلندر کی روح پر فاتحہ پڑھی اور دعا بخشائش کی۔

غزل

جہانگیر جاں گیر محبوب یزداں	تمہیں ہو نہر بر نیستان عرفاں
ترے سامنے ٹھہرے روباہ کیونکر	غنیمت ہے گروہ بچا لے چلے جاں
ہوا بے ادب جو حضوری میں تیرے	گرے اس پہ برقِ اجل ہو خروشاں
ترے ذات والا کو سارے جہانیں	علی و نبی کی نمایاں ہوئی شاں
ادب سے رہو اشرفی ان کے در پر	اگر چاہتے ہو ملے نورِ ایماں

کرامت ۴۷ کتاب سنوات الاتقیاء میں حضرت مولانا ابراہیم سرہندی نے لکھا ہے کہ حضرت محبوب یزدانی کے دست مبارک میں کھجور کی گٹھلیوں کے دانہ کی تسبیح تھی۔ ایام تعمیر روضہ مبارک میں ایک دن حضرت محبوب یزدانی عمارت روضہ منورہ ملاحظہ فرما رہے تھے کہ دفعتاً نماز مغرب کا وقت آگیا۔ مؤذن نے اذان کہی۔ حضرت

محبوب یزدانی تیز قدم جماعت کے لئے چلے۔ حضرت کے ہاتھ میں جو تسبیح تھی اس کا ڈورا ٹوٹ گیا۔ دانے منتشر ہو گئے۔ بعد نماز مغرب حضرت کے مریدوں نے تلاش کر کے تسبیح کے دانے جمع کئے۔ جب شمار کیا ایک دانہ کم تھا ان کو ڈورے میں پرو کر گرہ دے دی تھوڑی دیر کے بعد حضرت کے مریدوں میں سے ایک صاحب وہ ایک گم شدہ دانہ بھی تلاش کر کے لائے حضرت نے فرمایا کہ اب تو تسبیح کے دانوں پر گرہ لگ چکی۔ مگر آپ نے اس ایک دانہ کو متصل روضہ مبارک بو دیا اور فرمایا کہ میری تسبیح کی یادگار رہنا چنانچہ اس سے کھجور کا درخت پیدا ہوا۔ جب پھل لانے لگا تو ہر پھل کے گٹھلی میں سوراخ نظر آتا تھا۔ حضرت مولانا ابراہیم سرہندی لکھتے ہیں کہ جب میں آستانہ عالی حضرت محبوب یزدانی پر حاضر ہوا تو دیکھا کہ وہ درخت کھجور موجود تھا اور ہر دانہ کی گٹھلی میں قدرتی طور سے سوراخ ہوتا تھا۔ اور اس کو حضرت کی اولاد اور دیگر معتقدین تبرک سمجھ کر کھاتے تھے۔

معلوم ہوا کہ مصنف سنوات الاتقیا کے زمانہ تک وہ درخت موجود تھا جس کو آج ڈھائی سو برس کا زمانہ گذرا۔

کرامت ۴۸ حضرت محبوب یزدانی کی یہ کرامت عام طور پر مشہور ہے کہ آپ کے آستانہ روح آباد میں ایک درخت بہیڑے کا لگایا تھا اور اپنی خانقاہ جائس میں ایک درخت نیب کا نصب کیا تھا جو کچھوچھہ شریف سے چھ منزل کے فاصلہ پر واقع ہے یہاں بہیڑے میں پھول لگتے۔ وہاں نیب میں بہیڑہ پھلتا۔ جب سے آستانہ عالی درگاہ کچھوچھہ شریف پہ بہیڑے کا درخت خشک ہو گیا تب سے جائس کے نیب میں بہیڑے نہیں پھلتے۔ شاذ و نادر کبھی کبھی ایک دو پھل بہیڑے کے اب بھی نیب میں پھل جاتے ہیں۔ اگر کسی کو اتفاقاً وہ پھل مل جاتا ہے تو شائقین اور معتقدین سو سو دو دو سو روپے دیکر لیتے ہیں۔

فقیر اشرفی جامع رسالہ ہذا جب قصبہ جائس میں اپنے برادر معظم محترم حضرت مولانا شاہ علی حسن اشرفی احمدی جائسی رحمۃ اللہ علیہ کی ملازمت میں حاضر ہوا تو وہاں کے لوگوں نے ایک عجیب واقعہ بیان کیا کہ اسی نیب کے نیچے حضرت محبوب یزدانی کے فاتحہ عرس کے

واسطے ایک مجمع عظیم الشان کے ساتھ لوگ بیٹھے تھے دفعتاً ایک طرف سے ایک کالا سانپ آیا اور نیب کے درخت پر چڑھ گیا۔ درخت کی اس شاخ میں ایک سوراخ تھا جس میں وہ گھس گیا۔ تمام حاضرین پریشان تھے کہ اگر یہ سانپ سوراخ سے نکل پڑا تو ضرور کسی نہ کسی کو کاٹے گا۔ اِدھر لوگ قل پڑھنے میں مشغول ہوئے اُدھر درخت کے اوپر جو دیکھتے ہیں تو وہ سوراخ جس میں سانپ گھسا تھا خود بخود بند ہو گیا۔ حاضرین مجلس میں سے ایک جولاہے کی گود میں ایک تازہ پھل بہیڑہ کا ٹپک پڑا۔ اسی وقت لوگ اس سے خواہش مند ہوئے کسی نے کہا کہ ہم سے ڈیڑھ روپیہ لو اور ہم کو دے دو کسی نے کہا ہم سے چار روپیے لو یہاں تک کہ جب اس کی قیمت بہت بڑھی تو راجہ بھوبنہ نے جو وہاں موجود تھے اس کو زرِ خطیر دیکر خرید لیا اور تبرکاً اپنے گھر لے گئے۔

کرامت ۴۹

حضرت سید مخدومی سید شاہ عماد الدین اشرف عرف لکڑ شاہ رحمۃ اللہ علیہ جو صاحب جذب کامل تھے اور فقیر اشرفی جامع رسالہ ہٰذا کو ان سے تعلیم کسب وجود یہ پہونچی تھی۔ آپ فرماتے تھے کہ ملک دکن کے ایک مولوی حضرت محبوب یزدانی کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا کہ مرید ہونے سے کیا فائدہ ہوتا ہے؟

آپ نے جواب دیا کہ جب قبر میں جاؤ گے اس وقت تم کو خود معلوم ہو جائے گا۔

مولوی نے عرض کیا کہ قبر میں کیا ہوگا نکیرین سوال کریں گے۔ جاہلوں کو جواب دینا مشکل ہوگا۔ عالم کو کیا دقت ہوگی جو ماہر زبان عربی ہے۔

اس بات پر چند سال گذرے کہ ایک دن حضرت محبوب یزدانی وضو فرما رہے تھے آپ وضو ہاتھ میں لے کر ایک طرف چھینٹا مارا اور یوں فرمایا کہ "کیوں نہیں کہتا میں اشرف محبوب یزدانی کا مرید ہوں"۔

یہ حالت دیکھ کر حاضرین کو حیرت ہوئی مگر کوئی دریافت نہ کر سکا۔ مگر نازپروردۂ آغوش دولت جہانگیر حضرت حاجی الحرمین سید ابوالحسن عبدالرزاق نور العین نے عرض کیا کہ حضور نے یہ خطاب کس کی طرف فرمایا اور پانی کیوں چھڑکا۔

فرمایا فرزندتم کو یاد ہوگا کہ ایک مولوی ملک دکن سے آیا تھا اور مجھ سے سوال کیا تھا کہ بیعت کرنے کا مدعا کیا ہے۔ میں نے اس کو جواب دیا تھا کہ قبر میں اس کا حال معلوم ہوگا اس کو اپنے علم کا غرور تھا۔ آج وہ شخص دنیا سے انتقال کر گیا۔ قبر میں نکیرین نے جب سوال کیا اس کا سارا علم بھول گیا اور جواب نہ دے سکا۔ مجھ پر میرے رب نے اس کا حال روشن کر دیا۔ مجھ کو خیال ہوا کہ میرا ملنے والا مبتلائے عذاب ہو اس لئے میں نے اس کے منہ پر آب وضو کا چھینٹا مارا اور کہا کہ کیوں نہیں کہتا کہ میں اشرف محبوب یزدانی کا مرید ہوں جب اس کی زبان سے میرے مرید ہونے کا اظہار ہوا تو ملائکہ نے رحم کیا اور کہا کہ یہ ان کا مرید ہے جن کے واسطے ملکوت سموات پر فرشتوں نے ندا کی تھی کہ اشرف محبوب یزدانی ہے۔ غرض کہ وہ عذاب سے بچ گیا۔

سبحان اللہ! کیا شان اولیاء اللہ کی ارفع و اعلیٰ بتائی گئی ہے۔

غزل اشرفی

غلام اپنا مجھ کو بنا شاہ اشرف — یہی ہے مری التجا شاہ اشرف
کہ ہے موت اور زندگی تیری یکساں — مدد کرتا ہے برملا شاہ اشرف
بسر عمر ہو خدمتِ دین حق میں — نہیں اور کچھ مدعا شاہ اشرف
میں ہوں طالبِ دین و دنیا نہ تم سے — مجھے دے خدا سے ملا شاہ اشرف
مددگار ہر دم تمہیں اشرفی کے — نہیں اس کے مشکل کشا شاہ اشرف

کرامت نمبر ۵۰

حضرت محبوب یزدانی فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ فقیر مع خیمہ و خرگاہ اور قلندران ہمراہی کے ایام سرما میں یمن میں پہونچا۔ ایک مسجد میں اترا اور وہاں کے صلحائے سے ملے اور چندے قیام کیا۔ شب برأت کے وقت ہم سب بیٹھے تھے کہ حضرت ابوالغیث یمنی میرے پاس تشریف لائے اور فرمانے لگے کہ برادر اشرف امسال یمن میں نزول بلیات اور آفات اس قدر ہونے والی ہے جس کی برداشت کسی کو نہیں ہو سکے گی۔

میں نے کہا کہ فقیر کو بھی اپنے کشف سے یہی ظاہر ہوا ہے۔ آپ نے بیان کرنے میں سبقت کی ورنہ میں خود بیان کرتا۔ اور فرمایا کہ ہم اور آپ دونوں محبت کے ساتھ یہ بار اپنے اوپر اٹھالیں۔

کہا بہت خوب۔

دونوں بزرگوں نے بتوجہ باطنی اپنے اوپر بار اٹھالیا۔

قطعہ

چہ مرد انند در راہِ خداوند — کہ بر دارند بارِ بیکراں را
نشستہ بر زمیں از ہمت خویش — بسر گیرند بار آسماں را

صبح کے وقت دونوں بزرگوں کی یہ حالت تھی کہ چہرہ زرد آنکھیں سرخ تین دن تک یہی حالت رہی کہ طاقت جنبش نہ تھی۔

قطعہ

کمال اولیاء اللہ میں یہ کیسی ہمت ہے — کہ وہ بار بلائے خلق اپنے سر پہ لیتے ہیں
دیا ان کو خدا نے وہ تصرف اپنی قدرت سے — جو پائیں طالب صادق کو سب کچھ اسکو دیتے ہیں

کرامت ۵۱

حضرت محبوب یزدانی کا یہ معمول تھا بسبب شب بیداری اخیر وقت میں نماز عشاء ادا فرماتے۔ یعنی نماز ختم کرتے کرتے تہجد کا وقت آجاتا تھا۔ ایک مرتبہ سفر حج میں جا رہے تھے اور اس مرتبہ جہاز میں چھ مہینے کامل گذر گئے ایک دن جہاز طوفان میں آگیا اور تین شبانہ روز طوفان میں رہا۔ ہمراہیان حضرت بیحد پریشان دست بدعا ہو رہے تھے اور حضرت محبوب یزدانی بھی دعا و استغفار میں مشغول تھے۔ آپ کی دعا سے اللہ تعالےٰ نے جب اس طوفان سے نجات بخشی۔ چوتھی شب کو حضرت جب نوافل اور اوراد معمولی بعد مغرب سے فارغ ہو کر ذکر معارف اور حقائق میں تیسرا حصہ رات کا گذر گیا تھا۔ تین شبانہ روز کے جگے ہوئے تھے حضرت کو نیند آگئی تھی یہاں تک کہ صبح

صادق طلوع ہوگئی اور آسمان پر شفق نمایاں ہوگئی۔ جب لوگوں نے حضرت سے عرض کیا کہ صبح ہوگئی۔

آپ نے فرمایا "اللہ تعالٰے اپنے فقیروں کی محنت ضائع نہیں کرتا جہاز کی چھت پر جاکر دیکھو ابھی صبح نہیں ہوئی ہوگی۔" یہ بات زبان مبارک سے نکلتے ہی سب نے جاکر دیکھا کہ تاریکی شب ظاہر ہوگئی۔

حضرت محبوب یزدانی نے اٹھ کر استنجا کیا اور وضو کرکے نماز عشاء پڑھی۔ خدام والا بھی سب کے سب جلدی جلدی وضو کرکے سنت اور فرض اور نوافل مع اوراد معمولی حضرت کے ساتھ ادا کی۔ اس کے بعد حضرت محبوب یزدانی نے کچھ آرام کیا۔ ایک گھنٹے کے بعد صبح صادق طلوع ہوئی۔ سب نے بجماعت حضرت کی اقتدا میں نماز فجر ادا کی۔

بیت

عجب نبود کہ صبح صادق آنست — نفس کم زن کہ صبح صادق آں است

اس روز سے حضرت محبوب یزدانی نے اپنے اصحاب اور خدام سے ارشاد فرمایا کہ آئندہ نماز عشاء تاخیر کرکے کوئی نہ پڑھے۔ اور حضرت نے اس کے بعد ہمیشہ تا حیات اپنی کبھی نماز عشاء میں تاخیر نہیں فرماتے تھے۔

سبحان اللہ! کیا شان اقدس حضرت محبوب یزدانی کی تھی۔ فی الحقیقت مردانِ ابوالوقت کے تابع وقت ہوتا ہے نہ کہ وہ تابع وقت کے ہوتے ہیں ایک پل میں ہزاروں تغیر ظاہر کر سکتے ہیں۔ عوام شانِ مردان الوقت نہیں سمجھ سکتے۔

قطعہ

ہوئے جو باقی باللہ قادر ہیں خدائی پر — بھلا کیا ناقصوں کے عقل میں یہ راز آئے گا
مگر ہاں مرد کامل کی غلامی جس نے کی بیشک — وہی لطفِ خدا سے گوہر مقصود پائے گا

کرامت ۵۲

ایک شخص امرا لاچین سے حضرت محبوب یزدانی سے کچھ انکار رکھتا تھا۔ ایک دن حضرت کی دعوت کی اور دستر خوان پر طرح طرح

کے کھانے چنے گئے۔ ڈو پیالہ میں چوزۂ مرغ پکا ہوا حضرت کے سامنے پیش کیا ایک پیالے میں چوزۂ مرغ جو وجہ حلال سے خرید کر پکوایا تھا اور دوسرے پیالے میں چوزۂ مرغ جو بلاقیمت بظلم وجہ حرام سے لیا تھا۔ آپ نے وہ پیالہ چوزۂ مرغ جو وجہ حلال سے پکا ہوا تھا اپنے سامنے رکھا۔ دوسرا پیالہ جس میں چوزۂ مرغ وجہ حرام سے تھا۔ دعوت کرنے والے کے سامنے بڑھا دیا اور فرمایا کہ یہ تمہارا حق ہے اور تمہارے لئے مناسب ہے۔

شعر

کسے کو راخدا محفوظ دارد   بر دستِ سنگِ جفا ہرگز نہ بارد

حضرت مولانا نظام یمنی جامع لطائف اشرفی فرماتے ہیں کہ حضرت محبوب یزدانی کی خدمت میں بارہا دیکھا کہ جب کسی وقت کسی نے طعام مشکوک کو حضرت کے سامنے پیش کیا تو آپ کے بائیں پیر کی چھنگلیاں خود بخود حرکت کرتی

شعر

زہے ذاتِ شریف سیدِ پاک   کہ پاکش داشت حق ز امیر شر خاک

قطعہ

لگاؤں اپنی آنکھوں سے میں ہر دم   ملے گر مجھ کو ان کی نعل کی خاک
ولائے اولیاء عشقِ خدا ہے   مگر مشکل ہے اس کا سب کو ادراک

کرامت ۵۳ حضرت محبوب یزدانی جس وقت شیراز بغرض زیارت مقابر بزرگان قیام پذیر ہوئے اور قیام گاہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک درویش حضور کی ملازمت کے لئے حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ بارہ برس سے مجاہدہ اور ریاضت میں مشغول رہتا ہوں۔ اور فلاں فلاں بزرگ کی خدمت میں حاضر رہا لیکن مجھ کو کچھ حاصل نہ ہوا۔

مصرع　　　درخت کام ومرادم بہ برمی آید

جب وہ درویش خدمت عالی میں بکمال عجز و نیاز و اظہار انکسار بعد مبالغہ عرض حال کرنے لگا۔

مصرع　　　چو گفت از دل سخن در دل اثر کرد

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا خاطر جمع رکھو اور ان کی کشود کے لئے فاتحہ پڑھا ایک گھڑی بھی نہیں گذری تھی کہ حضرت کی توجہ سے ابتداء سے انتہا تک منازل سلوک اسکے طے ہوگئے اور تمام اسرار معرفت اس پر کھل گئے۔

بیت

آنانکہ خاک را بہ نظر کیمیا کنند　　　آیا بود کہ گوشۂ چشم بما کنند

چنانچہ اس شخص کے اثر حالت سے تمام حاضرین موثر ہوئے۔

ابیات

اے اشرف سمناں اگر مجھ پر بھی ڈالو اک نظر　　　کافی ہے روز حشر تک میرے لئے اسکا اثر

غوث جہانگیر ولی محبوب یزدانی ہو تم　　　اے نور عین مصطفےٰ حیدر کے ہو جان وجگر

کرامت ۵۴

حضرت محبوب یزدانی جب سفر جونپور سے بنارس میں تشریف لے گئے اور اپنے خلیفہ خاص مولانا عبداللہ بنارسی کو سرفراز فرمایا حضرت کا خیمہ ایک بت خانہ کے متصل صحرا میں کھڑا ہوا۔ جماعت کفار بکمال اخلاص بت پرستی کر رہے تھے حضرت محبوب یزدانی کو یہ اخلاص پرستش اُن کا ایسا دل پر اثر پذیر ہوا کہ زبان مبارک سے یہ شعر نکلا۔

شعر

اگر عکس رخ والفت نبودے در ہمہ اشیاء　　　مغاں ہرگز نہ کر دندے پرستش لات وعزیٰ را

ایک دن حضرت محبوب یزدانی بنظر سیر و تماشہ معبد کفار میں سمت بت خانہ تشریف لے گئے۔ تمام گروہ کفرہ حضرت کے زیارت سے مشرف ہوئے۔ اسی درمیان میں تحقیقات

مذہبی کا تذکرہ نکل آیا جس سے اپنے اپنے مذہب کی حقیقت کا اظہار ہونے لگا اور اظہار قوتِ استدراجیہ کرنے لگے۔ حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ اگر بُتِ سنگین ہمارے مذہب اسلام کی تصدیق کریں اور تمہارے مذہب کی تکذیب کریں تو اس صورت میں تم ایمان لے آؤ گے۔ سب نے اقرار کیا۔ حضرت محبوب یزدانی نے ایک بُتِ سنگین کو ہاتھ میں اٹھالیا اور فرمایا کہ اگر مذہب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا حق ہے تو کہہ۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اسی وقت بت نے بزبان فصیح پڑھا۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ایک ہزار ہندو اسی وقت کفر سے بیزار ہو کر مسلمان ہو گئے۔ اور حضرت محبوب یزدانی کے دستِ اقدس پہ بیعت کی۔

قطعہ

پڑھیں کلمہ بت سنگیں مرے شہ کی کرامت سے ۔۔۔ بڑا ہے جو کوئی ایماں نہ لائے اپنی شامت سے
ہوئی بیدار جن کی بخت وہ قدموں پہ سر رکھ کر ۔۔۔ مشرف ہو گئے اسلام میں وہ اپنی قسمت سے

کرامت ۵۵

حضرت محبوب یزدانی محمد آباد گوہنہ سے لوٹتے ہوئے ایک قریہ میں اترے جس کا نام آپ کے نام سے منسوب ہو کر اشرفپور ہوا یہ موضع شہر اعظم گڑھ سے تین کوس سمت شمال واقع ہے۔ اسی موضع کے کنارے دکھن جانب لب سڑک ایک چھوٹا سا چشمہ جاری ہے۔ یہ مقام حضرت کو پسند آیا۔ ایک چلہ قیام کر کے یادِ الٰہی میں مشغول رہے۔ اسی موضع کا زمیں دار راجپوت ہندو تھا۔ اس کا بیٹا ہنکار سنگھ نامی جنگل میں لب چشمہ جہاں حضرت محبوب یزدانی چلہ کش تھے آپ کی زیارت کو آیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کچھ کھائیے گا۔

اس نے عرض کیا کہ اگر آپ کا پرشاد (تبرک) ملے گا ضرور کھاؤں گا۔

حضرت نے ایک جھاڑی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ وہاں جو کچھ کھانا ملے کھالینا۔

وہاں جاکر دیکھا کہ عمدہ عمدہ قسم کے کھانے پلاؤ، زردہ، بریانی، قورمہ، کباب۔ طرح طرح کے کھانے لذیذ چنے ہیں۔ خوب سیر ہو کر کھایا اور یہ کرامت حضرت کی دیکھ کر صدق دل سے ایمان لایا اور مسلمان ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوا۔ جب اپنے

گھر گیا وہاں بھی معمولی گوشت جھٹکے کا پکا ہوا تھا۔ اس کو ناپسند کیا اور کہنے لگا کہ باباجی کے پاس جو سگوتی (گوشت) کھایا یہاں وہ کب میسّر ہو سکتا ہے۔ اس کے گھر والے سب سمجھ گئے کہ یہ باباجی کے پاس کھانا کھا کر مسلمان ہو گیا۔ ان کو حضرت کی طرف سے اس قدر خوف غالب ہوا کہ گھر چھوڑ کر کہیں نکل گئے۔ ہنکار سنگھ نے خدمت عالی میں حاضر ہو کر گھر کا حال عرض کیا حضرت نے فرمایا غم مت کھاؤ یہ موضع تم کو دئے جاتا ہوں۔ آج سے تمہارا نام ہنکار خان ہوا۔ ایک دن ہنکار خان نے خدمت عالی میں عرض کیا کہ یہ چشمہ جو ہمارے موضع کے کنارے جاری ہے۔ بسبب زمین عمیق کے اس کا پانی ہمارے کھیتوں کو سیراب نہیں کرتا حضرت محبوب یزدانی نے اپنا انگوٹھا داہنے ہاتھ کا زمین پہ رکھ کر دبایا۔ وہاں سے ایک قدرتی چشمہ جاری ہوا جو آبپاشی آراضی موضع کے لئے کافی ہو گیا۔ حضرت نے اس کا نام اشرف المار رکھا اب بہ شکل تالاب وہ مقام موجود ہے۔ اس کو گاؤں والے اشرف پوکھری کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔

حضرت محبوب یزدانی نے اپنی مسواک کو زمین میں داب دیا تھا اس سے ایک بڑا درخت عظیم الشان نیم کا پیدا ہوا جو اب تک موجود ہے۔ جو حضرت محبوب یزدانی کے حجرہ چلہ کشی کے دروازے پر واقع ہے۔

ایک بات عجیب اس گاؤں میں حضرت کی دعا سے قائم ہے کہ اولاد پیری حضرت ہنکار خان کے قبضہ میں اب تک وہ گاؤں موجود ہے۔ اگر کوئی اولاد دختری یا اور کسی کو اس موضع کی جائداد دیوے تو اس کو سزاوار نہیں ہوتی۔ تھوڑے دن میں لاولد ہو جاتا ہے اگر کوئی شخص اس گاؤں کی جائیداد خرید کرے تو اس کو بھی سزاوار نہیں ہوتی۔

فقیر اشرفی جامع رسالہ ہٰذا جب اس موضع اشرف پور میں پہونچا تمام خورد و کلاں، مرد و عورت سب اس فقیر کے ہاتھ پر مرید ہوئے۔ میرا اونٹ اس نیم کی پتی کھانے لگا۔ لوگوں نے کہا کہ حضرت اس نیم سے ایام بندوبست میں ایک لالہ جی نے مسواک توڑ کر استعمال کی اسی وقت وہ دیوانہ ہو گیا۔ آپ اپنے اونٹ کو روکئے ایسا نہ ہو کہ کچھ نقصان پہونچے۔

میں نے کہا کہ میرے دادا کا درخت ہے۔ میں ان کا پوتا ہوں۔ اگر میرا اونٹ اس نیم سے پتّی کھائے تو کیا قباحت ہے۔

اس بات کو سن کر گاؤں والے خاموش ہوگئے۔

اس فقیر نے ایک بار مبارکپور ضلع اعظم گڑھ آکر موضع اشرف پور میں سو ڈیڑھ سو مریدان کی جماعت لے کر صحن حجرہ میں حلقۂ ذکر جہر کیا۔ عجیب لطف رُوحانی حاصل ہوا۔ اور کیوں نہ ہو جہاں حضرت محبوب یزدانی نے چلہ کیا ہو وہ زمین برکتوں اور نور سے معمور نہ ہو۔

شعر

برزمیں کہ نشانِ کفِ پائے تو بود   سالہا سجدۂ صاحب نظراں خواہد بود

اشرف المساجد ٹرسٹ کا

مختصر تعارف

حضرت مخدوم میر سیّد اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ غوث العالم آپ کے فیض روحانی سے عالم کا گوشہ گوشہ مستنیر ہے اور اکتساب فیض کے لئے ہر طرف سے لاکھوں کی تعداد میں عقیدت مند عرس شریف کے موقع پر حاضر ہوتے ہیں۔ طالبان حق دراہِ صفا مطلوب تک پہونچتے ہیں۔ رجب شریف کی ستائیسویں تاریخ بڑی ہی اہمیت کی حامل ہے۔ اطراف عالم کے اولیائے کرام آپکے آستانہ پاک پر اکٹھا ہوتے ہیں۔ منزل سلوک کو طے کر کے مدنی تاجدار معراج والے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں قرب خاص سے نوازے جاتے ہیں۔

ایک بار مجھے عرس شریف کے موقع پر اپنی خانقاہ حسنیہ سرکار کلاں میں نماز جمعہ پڑھانے کا اتفاق ہوا۔ نمازیوں کا اژدہام تھا۔ اس وقت موجودہ خانقاہ میں چھوٹی بڑی کوئی مسجد نہ تھی۔ نمازیوں کو ادائے جمعہ میں بڑی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا۔ آستانہ عالیہ پر چھوٹی مسجد ہونے کی بنا پر مسجد بھر گئی نماز قبروں پہ اور قبروں کے سامنے پڑھی گئی۔ دل میں آرزو پیدا ہوئی کاش ایک ایسی مسجد تعمیر ہو جس میں زائرین آستانہ پاک کو ہر طرح کی سہولت پہونچائی جائی اور زائرین اطمینان اور فراغ قلب کے ساتھ خشوع و خضوع سے منہیات شرعیہ سے محفوظ رہ کر پنجگانہ نماز و جمعہ و عیدین ادا کر سکیں اور بس۔ مسجد بنا کر نہ کسی مسجد کا اضافہ اور نہ نام و نمود مقصود اور نہ ہی تعمیری نمائش۔ محض خالصًا لوجہہ الکریم تعمیر کا عزم کیا گیا۔

سلامی پھاٹک کے اندرونی حصہ میں جج صاحبؒ مرحوم کی زمین عم محترم سیّد شاہ [illegible] رف و سیّد شاہ نظام اشرف ایڈوکیٹ و حضرت العلام اخی المعظم المکرم المحترم مولانا سیّد شاہ مجتبیٰ اشرف کے تعاون سے جج صاحب کی اولاد سے اشٹام پر لکھا کر حاصل کی گئی تاکہ شرعی کسی قسم کا کوئی نقص نہ رہے

چنانچہ ۱۹۷۸ء میں معززین خاندانی اور عمائدین قوم وملت کی موجودگی میں حضرت شیخ الشیوخ خلوت نشین زاویہ بیت تارک معاملات زندگانی عامل وظائف اشرفی بقیۃ السلف خاندانی میرے حقیقی خالو جان عابد وزاہد سید شاہ ظہیر الدین اشرف اشرفی جیلانی متعنا اللہ تعالیٰ ببرکات حیاتہ کے مبارک ہاتھوں سے اشرف المساجد ٹرسٹ المعروف مسجد سمناں کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ بنیاد کی تکمیل بدرطریقت عامل شریعت رہنمائے حقیقت حضرت مولانا حکیم سید شاہ قدیر احمد صاحب اشرفی جیلانی کی نگرانی میں ہوئی۔ ملک زادہ محب گرامی محمد عمر صاحب کا عملی تعاون خوب رہا۔ پھر کچھ ایسے نامساعد حالات پیدا ہوئے کہ فقیر سرمایہ کی فراہمی نہ کر سکا، جو جھنے شیر سے کم نہیں۔

پھر غیبی ہدایت کے بموجب روحانیہ پاک حضرت مخدوم اوحد الدین میر سید اشرف جہانگیر علیہ الرحمۃ والرضوان کارفرما ہوئی۔ درحقیقت اشرف المساجد ٹرسٹ غیبی ہدایت کی تصدیق اور تائید ہے محب صادق وکرم مولانا محمد امام الدین صاحب صانہ اللہ تعالےٰ عن شرّ کل حاسد وعین امام وخطیب جامع مسجد بسکھاری جوان سال وجواں ہمت نے رہنمائی کی اور آں موصوف ہی کو تعمیری نگرانی سونپ دی گئی۔ مولانا موصوف کے خلوص نے تعمیر میں نئی زندگی بخش دی۔ بحمدہ تعالےٰ وبکرم حبیبہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم، سلسلۂ تعمیر اب تک جاری ہے اور ابھی مسجد کا کام بہت باقی ہے۔ یہ میرے علم میں نہیں کب جاکر مکمل ہوگی۔ محض اس کی بارگاہ قدس میں رجا وامید کی قوت تمام کا سہارا ہے اور سرکار مخدوم علیہ الرحمہ میں یہ التجا ہے۔ ؎

اے اشرف زمانہ زمانے مدد نما   درہائے بستہ راز کلید کرم کشا

اے سرکار مخدوم علیہ الرحمہ آپ کا نام لیوا آپ کی بارگاہ میں یوں عرض کرتا ہے ؎

یا سید اشرف جہانگیر   دست من زار و ناتواں گیر

اے سرکار مخدوم علیہ الرحمہ آپ کا ہوں، آپ کا کہلاتا ہوں، عرض مدعا ہے ؎

ہر کہ آمد بر درت امیدوار   بر نگردد چوں نیابد مدعا

اے سرکار مخدوم علیہ الرحمہ آپ نے فرزند نور العین کے فرزندوں کی ضمانت لی ہے یہ فقیر عرض کرتا ہے۔ ؎

سرورا شاہا کریما دستگیرا اشرفا   حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے ما

اے سرکار مخدوم آپ کے دربارِ عالی کا ایک دائمی بھکاری ہاتھ جوڑے پیارسے عرض کرتا ہے۔ ؎

اے جہانگیر پیرا اے مخدوم
نرود از درت کسے محروم
بہر اولادِ خویش اے اشرف
حاکم وقت را بکن محکوم

سگِ بارگاہ اشرف

سید حامد اشرفی جیلانی
۱۴ محرم الحرام ۱۴۰۵ھ
مطابق: ۱۱ اکتوبر ۱۹۸۴ء

بمبئی کی سنگلاخ سرزمین پر تشنگانِ علم کے لیئے دینی سرچشمہ

سنی دارالعلوم محمدیہ

باولا مسجد، دلائل روڈ، بمبئی ۴۰۰۰۱۳
مناره مسجد، محمّد علی روڈ، بمبئی ۴۰۰۰۰۳

جہاں سے ــــ ابتک ۷،۳۰ علماء، ۷،۳۱ حفاظ ۱۹۵ قراء، ۴۸ کاتب سند فراغت حاصل کر چکے ہیں

جہاں کے ــــ فارغ شدگان طلباء بمبئی، کوکن، کرناٹک، گجرات اور ملک کے دیگر صوبوں میں دینی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

جہاں کے ــــ فارغ شدگان طلباء بمبئی و اطراف بمبئی کے تقریباً ۱۲۵ مساجد میں خطابت و امامت کے منصب پر فائز ہیں۔

جس کا ــــ فیضان ملیشیا، ہالینڈ، انگلینڈ، سعودیہ عربیہ وغیرہ تک پہونچ چکا ہے۔

جہاں ــــ اس وقت تقریباً ساڑھے تین سو طلباء علوم دین سے فیضیاب ہو رہے ہیں۔

جہاں کا ــــ دارالافتاء قوم کے الجھے ہوئے مختلف شرعی مسائل کا حل پیش کرتا ہے

جہاں ــــ ملک کے انیس ۱۹ اساتذہ تشنگانِ علم کی پیاس بجھا رہے ہیں۔

جو ــــ اٹھائیس ۲۸ سال کی قلیل مدّت میں اپنی دینی خدمات کی بنا پر شہرت کی جس بلند ترین منزل پر پہونچ چکا ہے وہ محتاجِ تعارف نہیں۔

جو ــــ اس وقت تقریباً دس لاکھ کا سالانہ خرچ برداشت کر رہا ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ! یہ مصارف قوم کے تعاون ہی سے پورے ہوتے رہے ہیں ــــ لہٰذا ــــ دردمندانِ قوم سے اپیل ہے کہ ہر خاص موقع پر اپنے اس محبوب ادارہ کو یاد رکھیں۔

زکوٰۃ، فطرہ، صدقات، چرم قربانی و دیگر عطیات سے دارالعلوم کا تعاون فرماتے رہیں

سیّد اطہر علی ناظم

سنی دارالعلوم محمدیہ باولا مسجد، دلائل روڈ، ممبئی ۴۰۰۰۱۳ ـ فون: ۳۰۸۷۶۷۰
سنی دارالعلوم محمدیہ منارہ مسجد، محمّد علی روڈ، ممبئی ۴۰۰۰۰۳ ـ فون: ۳۷۵۴۲۷۰

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَاۤءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ

ترجمہ: سن لو بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ کچھ غم۔

صحائفِ اشرفی

حصہ دوم

محبوب یزدانی کے شجرۂ بیعت ارادی وارشادی اور خلفاء وسفر آخرت اور مزار مبارک سے جاری تصرفات وکرامات کے بیان میں

مرتبہ

اعلیٰ حضرت شیخ المشائخ مولانا الحاج ابو احمد سیّد محمد علی حسین الاشرفی الجیلانی کچھوچھوی (اشرفی میاں)

باھتمام

اشرف العلماء حضرت علامہ الحاج سیّد حامد اشرف الاشرفی الجیلانی کچھوچھوی

ناشر

ادارہ "فیضانِ اشرف" سُنّی دار العلوم محمدیہ، مینارہ مسجد، محمد علی روڈ بمبئی ۳

ادارہ "فیضانِ اشرف" دار العلوم محمدیہ، باؤلا مسجد، دلائل روڈ، بمبئی ۱۳

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ہُمْ یَحْزَنُوْنَ

ترجمہ: سن لو بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے، نہ کچھ غم۔

صحائف اشرفی

حصہ دوم

مُرتّبہ

اعلیٰ حضرت شیخ المشائخ شبیہہ غوث الثقلین مولانا الحاج ابو احمد سید محمد علی حسین الاشرفی الجیلانی کچھوچھوی، سجادہ نشین خانقاہ حسنیہ سرکار کلاں، درگاہ رسول پور کچھوچھہ شریف فیض آباد (یو پی)

باھتمام

نبیرۂ شیخ المشائخ شبیہہ غوث الثقلین اشرف العلماء بانی دار العلوم محمدیہ حضرت علامہ الحاج سید شاہ حامد اشرف الاشرفی الجیلانی کچھوچھوی، خطیب و امام زکریا مسجد۔ بمبئی نمبر ۳ ۰۰۰ ۴۰۰

ناشر

ادارہ "فیضان اشرف" سُنّی دار العلوم محمدیہ مینارہ مسجد محمد علی روڈ بمبئی ۳

ادارہ "فیضان اشرف" دار العلوم محمدیہ باؤلا مسجد دلائل روڈ بمبئی ۱۳

کتاب ________ صحائفِ اشرفی (حصّہ دوم)
مرتب ________ حضرت شیخ المشائخ اشرفی میاں علیہ الرحمۃ
پروف ریڈنگ ________ مولوی حافظ محمد نور الہدیٰ اشرفی زرودرپوری
کتابت ________ شفیق الرحمٰن دیوریاوی
سنہ طباعت ________ ۱۴۱۹ھ م ۱۹۹۸ء
صفحات ________ دوسو (۲۰۰)
تعداد بار دوم ________ ایک ہزار
باہتمام ________ اشرف العلماء حضرت علامہ سید حامد اشرف صاحب اشرفی
ناشر ________ ادارہ "فیضان اشرف" دار العلوم محمدیہ بمبئی نمبر ۱۳ رجسٹرڈ نمبر بی ۲۲۹۹
مطبع ________ رضا آفسیٹ (کیلکو) ۱۲۳ ایم۔ای سارنگ مارگ آف میمن واڑہ روڈ بمبئی ۳
قیمت ________

ملنے کے پتے

۱۔ ادارہ "فیضان اشرف" دار العلوم محمدیہ باؤلا مسجد دلائل روڈ بمبئی نمبر ۱۳۔ فون نمبر ۳۹۷۶۷۰
۲۔ امام وخطیب زکریا مسجد بمبئی ۳
۳۔ امام وخطیب مسجد سنگتراشان ۹۲ ڈمٹمکر روڈ، بمبئی ۸
۴۔ ادارہ فیضان اشرف سنی دار العلوم محمدیہ مینارہ مسجد ۱۴ محمد علی روڈ بمبئی ۳ فون نمبر ۸۵۵۴۲۷

۵۔۔۔ مولانا محمد مستقیم رضوی مرزاپوری اشرفی نوری بکڈپو درگاہ رسول پور، کچھوچھہ شریف، فیض آباد

۶۔۔۔ ذکاءاللہ خاں اشرفی سیکٹر ۳۶ بلاک ۱۲ کوارٹر ۲ بریلی کالونی لانڈھی۔ کراچی ۳۶ پاکستان

۷۔۔۔ حق اکیڈمی مبارکپور، اعظم گڑھ یوپی

۸۔۔۔ مکتبہ نعیمیہ سنبھل مرادآباد۔ یوپی

۹۔۔۔ لطیفیہ بکڈپو، مومن پورہ، ناگپور، یوپی

۱۰۔۔۔ رضوی کتاب گھر، غیبی نگر، بھیونڈی۔ تھانہ

۱۱۔۔۔ اجمیری لائبریری ڈمٹمکر روڈ ناگپاڑہ، بمبئی ۸

۱۲۔۔۔ اشرفی کتب خانہ، مدینہ مسجد، لکشمی باغ۔ سائن۔ بمبئی ۲۲

فہرست مضامین ”صحائفِ اشرفی“

(حصہ دوم)

اعتذار

صحائفِ اشرفی حصہ اول کے منظرِ عام پر آتے ہی اہلِ ذوق وعقیدت کے خطوط مبارکبادی اور حوصلہ افزائی کی صورت میں نظر نواز ہوئے اور عقیدتمندوں کا ذوقِ طلب اتنا بڑھا کہ صحائفِ اشرفیؒ کے بقیہ حصوں کے لئے بھی مطالبات شروع ہو گئے۔ ارادہ وخیال کے ساتھ کوشش تو یہی رہی کہ حصہ دوم کی بھی جلد از جلد طباعت واشاعت ہو جائے اور یہ نسخہ بھی عقیدتمندوں کے دستِ طلب میں پہونچ کر نسخۂ تسکین ثابت ہو جائے۔

مگر ارادہ وخیال کے رفتار کی طرح کام کی رفتار ایک دشوار امر ہے ـــــ دیگر ذمہ داریوں اور مصروفیات سے فرصت کے جو بھی اوقات ولمحات میسّر آئے اصل سے نقل مسودے کی تصحیح ہوتی رہی خوبصورت اور عمدہ کتابت کے بعد بھی یہ سلسلہ جاری رہا تاکہ غلطی کا امکان نہ رہ جائے۔ ویسے تو خطا و نسیان سے مرکب ہے انسان، اس دوسرے حصہ میں بھی ہم اہلِ کرم سے گذارش کرتے ہیں کہ ان عرق ریزیوں اور کاوشوں کے باوجود اگر کوئی غلطی نظر آجائے تو مطلع فرمائیں۔ انشاء اللہ الرحمٰن پوری متانت وسنجیدگی سے غور وفکر کے بعد دوسرے ایڈیشن میں ھدیۂ تشکر کے ساتھ تصحیح کر دیجائیگی

اس حصہ دوم میں بھی حسنِ صحت کے ساتھ کتابت کی عمدگی، طباعت کی شگفتگی، بائنڈنگ کی پختگی، ٹائٹل کی دلکشی وغیرہ کا بے حد خیال رکھا گیا ہے۔ اس حسن وزیبائی کے ساتھ "صحائفِ اشرفی" حصہ دوم شائع کر کے پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ اور اس کے بعد حصہ سوم اور "تحائفِ اشرفی" بھی شائع کرنے کا بلند حوصلہ رکھتے ہیں۔ "تحائفِ اشرفی" جو حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمۃ والرضوان کا دیوان ہے جس میں تصوف اور معرفت کے کیسے کیسے حسین رنگوں سے گلکاریاں کی گئی ہیں، جس کے حصول اور مطالعہ کے بعد آپ ایک روحانی کیف محسوس کریں گے اور فرحت وانبساط سے یقیناً جھوم اٹھیں گے۔

٢۵ رسال سے ذہن کے ایک گوشے میں "دیوانِ اشرفی" کی ایک کڑی محفوظ ہے ملاحظہ فرمائیں

اور محظوظ ہوں۔

آئے بسنت روحُ ریحانٌ　　پھول رہی ہے پھلواری
فی انفسکم کا رنگ بنا ہے　　وحدت کی پچکاری
ہائے کیسوں رنگ جماری

اب "صحائفِ اشرفی" حصہ دوم پیش نظر ہے اس کے متعلق اپنے فکر وخیال سے ہمیں ضرور آگاہ کرنے کی زحمت گوارا کریں گے۔ فقط

والسّلام
نیک دعاؤں کا طلب گار، یکے از سگِ بارگاہِ اشرف
محمّد نور الہدیٰ اشرفی
مدرس دار العلوم محمدیہ بمبئی وخطیب و امام مسجد سنگتراشان بمبئی
یوم دوشنبہ مبارکہ ۱۶ر شعبان المعظم ۱۴۱۱ھ ۴ر مارچ ۱۹۹۱ء

کلماتِ تصدیر

از قلم فیض رقم اشرف العلماء حضرت علامہ مولانا مفتی الحاج سیّد شاہ حامد اشرف صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ نبیرۂ حضور اشرفی میاں، بانی دار العلوم محمدیہ ممبئی، خطیب زکریا مسجد ممبئی

مبسملا و حامدا و مصلیا و مسلما

میرے جد کریم حضور اشرفی میاں رحمۃ اللہ علیہ اپنی ہمہ گیر شخصیت کے لحاظ سے خانوادۂ اشرفیہ میں ممتاز تھے کبھی بھی کسی کو ان کی ذات سے کوئی تکلیف نہیں پہونچی بلکہ آپ اپنے کریمانہ اخلاق سے نوازتے رہتے تھے اور حق جوار میں اس حدیث پاک واللہ لایؤمن واللہ لایؤمن واللہ لایؤمن قیل مَنْ یَا رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الَّذِیْ لَایَامَنُ جَارُہٗ بوائقہ (مشکوٰۃ شریف ص۴۲۲) ترجمہ:۔ قسم خدا کی مومن نہیں، قسم خدا کی مومن نہیں، قسم خدا کی مومن نہیں، عرض کیا گیا کون یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمایا وہ شخص جس کا پڑوسی جس کے ظلم سے محفوظ نہ رہ سکے۔ کا اتنا لحاظ فرماتے تھے کہ پڑوسی کے جور و ستم کو گوارا کر کے خندہ پیشانی سے اس کا استقبال کرتے تھے۔

اَلْمُسْلِمُ اَخُوالْمُسْلِمِ لَا یَظْلِمُہٗ وَلَا یُسْلِمُہٗ ترجمہ:۔ مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے نہ وہ اس پر ظلم کرے اور نہ اسے ظلم پر پیش کرے۔ اس حدیث پاک کے حضور اشرفی میاں رحمۃ اللہ علیہ عملی طور پر کھلی ہوئی تفسیر تھے۔ وَمَنْ کَانَ فِیْ حَاجَۃِ اَخِیْہِ کَانَ اللہُ فِیْ حَاجَتِہٖ جو شخص اپنے بھائی کی حاجت براری میں لگا رہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی حاجت کو پوری کر دیتا ہے۔ اس حدیث پاک کا نمونہ آپ کی زندگی میں بارہا دیکھا گیا۔ چنانچہ ہمارے مکان کے سمت شمال میں جو ہمارے پڑوسی تھے ان کی اہم مشکل بچیوں کی شادی کا معاملہ تھا ــــــ حضرت اشرفی میاں رحمۃ اللہ علیہ

نے ہر طرح کی ان کی ضرورت پوری فرمادی۔

وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً فَرَّجَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرَبَاتِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ (حدیث پاک) ترجمہ:۔ جو شخص کسی مسلمان کی کوئی پریشانی دور فرمادے تو اللہ تعالیٰ اس سے قیامت کے دن کی پریشانیوں کو دور فرمائے گا۔ دیکھا گیا کہ حضور اشرفی میاں رحمۃ اللہ علیہ ہر فرد مسلم کیلئے چاہے وہ خاندانی ہو یا غیر خاندان کا ہو اس کی مصیبت کو اپنی مصیبت سمجھ کر کوشش فرماتے تھے کہ اس کی پریشانی وہ خود لے لیں اور اسے پریشانی سے نجات مل جائے۔

وَسَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (حدیث پاک) ترجمہ:۔ جو کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی پردہ پوشی کرے گا۔ اس حدیث پاک سے دو مفہوم سامنے آتے ہیں ایک تو یہ کہ کسی مسلمان کے عیب کو چھپانا دوسرے مسلمان کی ستر پوشی کرنا۔ یعنی لباس پہنانا۔ پہلے معنی کو دیکھتے ہوئے جب ہم نے حضور اشرفی میاں رحمۃ اللہ علیہ کی ذات کو دیکھا تو اندازہ ہوا کہ کتنوں کی عیب پوشی فرماتے ہوئے ہدایت عطا فرمائی۔

حضور اشرفی میاں رحمۃ اللہ علیہ غالباً دلی میں گلی قاسم جان' محمد احمد مرحوم مہرکن کے یہاں تشریف فرماتے تھے۔ ایک خاطی جس میں متعدد عیب تھے اور ایسے عیب جو گناہ کبیرہ کی حد سے تجاوز کر گئے تھے۔ وہ شرابی بھی تھا، چوری بھی کرتا تھا۔ لوگوں کو دھوکہ بھی دیتا تھا۔ بہر نوع اس نے آکر یہ عرض کیا حضور والا میں آپ کی خدمت میں اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ میرے عیبوں پر پردہ ڈالتے ہوئے مجھے توبہ کرادیں اور میری توبہ ایسی ہوگی کہ میں اپنے کسی فعل بد سے باز نہ آؤں گا تو آپ نے فرمایا پھر تیری توبہ کیسی اس نے عرض کیا کہ حضور میں تو ایسی ہی توبہ کروں گا۔ تھوڑے وقفے کے بعد آپ یہ جواب دیتے ہیں ٹھیک ہے لیکن تم میرے سامنے کوئی اپنا فعل بد نہ کرنا۔ چنانچہ اس نے یہ شرط مان لی آپ نے اسے توبہ کرادیا۔ جب اس کے پینے کا وقت آیا تو اس نے بوتل اٹھائی اور پینا چاہا اچانک اسکی نظر سامنے پڑی تو دیکھا کہ حضور اشرفی میاں رحمۃ اللہ علیہ کھڑے ہیں۔ اس نے تو یہی وعدہ کیا تھا کہ حضرت کے سامنے نہیں پئیں گے۔ بہر تدبیر وہ پینے سے مجبور رہا اس لئے کہ جہاں گیا وہیں اپنے پیر و مرشد کو دیکھا۔ دوسرے دن حضرت کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ حضور آپ نے ایسی توبہ کرائی کہ چھوٹے بڑے ہر گناہ سے اللہ تعالیٰ نے مجھے محفوظ کر دیا۔

حضور اشرفی میاں رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی حیات مبارکہ کے ہر لمحے میں شریعت مطہرہ کی پوری پابندی فرمائی کبھی کوئی لغزش نہیں ہوئی، شرعی طور پر حدود خانقاہ میں محفل سماع کا انعقاد ہوتا۔ آپ فرماتے لاھلہ حلال ولغیرہ حرام اور اگر کسی مسئلہ شرعی میں اختلاف ائمہ کرام ہوتا تو مفتیٰ بہ مسئلہ کو تسلیم کرتے ہوئے احتیاطی پہلو پر عمل پیرا ہوتے مثلاً ماء مستعمل کے سلسلے میں ائمہ کرام کا شدید اختلاف موجود ہے۔ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نجاستِ غلیظہ ہے۔ چنانچہ آپ بوقت وضو پوستین پہن لیا کرتے تھے تاکہ ماء مستعمل سے کپڑہ آلودہ نہ ہو۔

سنن اور مستحبات کی انتہائی پابندی کرتے تھے بوقتِ وضو ہاتھ، پیر کی انگلیوں اور داڑھی کا خلال کرتے۔ عمر کے آخری حصے میں صرف مسوڑھوں پر مسواک پھیر لیا کرتے تھے۔ آپ نے کبھی بھی کسی سائل کے سوال کو رد نہیں فرمایا بر وقت جو کچھ ہوتا اسے دیکر تسکین خاطر کرتے۔ آپ نے کبھی کوئی ایسا لفظ استعمال نہیں فرمایا جو کانوں کو مکروہ معلوم ہو۔ لوگوں سے سُنا ہے کہ حضرت کے اپنی پوربی زبان میں بڑے میٹھے انداز سے "بابو اور بھیّا" کہہ کر پکارتے تھے۔

آپ نے ہمیشہ اپنے دسترخوان کو وسیع رکھا میں اپنی کم عمری کے باوجود دسترخوان کا اہتمام دیکھتا تھا عالم یہ ہوتا تھا کہ چھوٹا، بڑا، کہہ ومہہ سبھی موجود رہتے تھے۔

آپ کے رشد و ہدایت کا عالم یہ تھا کہ ہر قریہ و دیہات میں اونٹنی پر بیٹھ کر تشریف لیجاتے چنانچہ مبارکپور بھی اونٹنی ہی سے سفر فرمایا کرتے۔

آپ نے راہِ سلوک وتقلید مشائخ ولباس خاندانی پر لوگوں کے طعن و تشنیع کو گوارا کرتے اور یہ فرماتے ؎

لوگ مجھے برا کہیں ان کا خدا بھلا کرے
طعنہ زنی عوام کی مجھ کو ہو ناگوار کیوں

بھائی، بندوں کی محبت، مہمانوں کی عزت آپ کے ان خصائص میں سے ہے جس کے رطب اللسان بیگانہ بھی ہیں۔ آپ کے ان صفات عالیہ سے آشنا ہونے کے بعد آپ اللہ تعالیٰ کے ان بندوں میں سے ہیں جن پر رشک کیا جائے۔

حدیث شریف میں ہے ان من عباد اللہ لاناسًا مَّا ھم بانبیآء ولاشھدآء یغبطھم انبیآء وشھدآء یوم القیامۃ بمکانھم من اللہ قالوا

يَارَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ هُمْ قَالَ هُمْ قَوْمٌ تَحَابُّوْا لِرَوْحِ اللّٰهِ عَلٰى غَيْرِ اَرْحَامٍ بَيْنَهُمْ وَلَا اَمْوَالٍ يَتَعَاطَوْنَهَا فَوَاللّٰهِ اِنَّ وُجُوْهَهُمْ لَنُوْرٌ وَاِنَّهُمْ لَعَلٰى نُوْرٍ لَا يَخَافُوْنَ اِذَا خَافَ النَّاسُ وَلَا يَحْزَنُوْنَ اِذَا حَزِنَ النَّاسُ ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْاٰيَةَ الْكَرِيْمَةَ اَلَا اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ○

ترجمہ: بیشک اللہ کے بندوں میں سے کچھ ایسے بندے ہیں جو نہ انبیاء ہیں اور نہ شہداء ہیں لیکن انبیاء اور شہداء روز قیامت ان کی اس منزلت وکرامت کی بنا پر جو اللہ کے نزدیک ہے ان پر رشک کرینگے۔ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ! آپ ہم کو بتلائیے کون ہیں وہ لوگ تو سرکار نے ارشاد فرمایا وہ ایسی جماعت ہے وہ ایسے لوگ ہیں جو ایک دوسرے سے محبت خالصًا لوجہ اللہ کرتے ہیں نہ کسی رشتے کی بناپر اور نہ کسی مال کے لین دین پر قسم خدا کی بیشک ان کے چہرے البتہ نور ہیں اور بیشک وہ لوگ نور پر ہیں جب لوگ ڈریں گے تو وہ نہیں ڈریں گے اور جب لوگ غمگین ہوں گے تو وہ غمگین نہیں ہوں گے۔

اس حدیث کی روشنی میں یقینًا اللہ کے ان مقبول بندوں میں سے ایک مقبول بندہ حضور اشرفی میاں علیہ الرحمہ تھے۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ۔

"صحائف اشرفی" مرتبہ حضور اشرفی میاں رحمۃ اللہ علیہ کا دوسرا حصہ پیش نظر ہے اس کے قلمی مسوّدے کو دیکھنے کے بعد ایسا محسوس ہوا کہ اگر اس کو ایک حصہ میں پیش کیا جاتا تو ضخامت زیادہ بڑھ جاتی۔ لہٰذا اس کو تین حصوں پر تقسیم کیا گیا۔ اول، دوم، سوم چنانچہ ہر ایک کے مضامین کا تعین بھی کر دیا گیا۔ کتابت کے بعد اندازہ ہوا کہ دو جلد میں "صحائف اشرفی" کے تمام مضامین آجائیں گے۔ چنانچہ اب "صحائف اشرفی" دو جلدوں میں مکمل ہو گئی۔ تیسری جلد انشاء اللہ تعالیٰ وہ "صحائف اشرفی" کا ایک "ضمیمہ خاص" ہوگا جس میں اکابر خانوادۂ اشرفیہ کا تذکرہ ہوگا۔ اور کچھ اوراد اشرفیہ اور نقوش خاندانی پر مشتمل ہوگا۔ نیز راقم کچھ اپنے حالات قلمبند کرے گا۔ میرے حق میں دعا فرمائیں مولیٰ تعالیٰ توفیق خیر عطا فرمائے ھذا ما ظھر لی۔ فقط

السید حامد اشرف الاشرفی الجیلانی کچھوچھوی
بانی سنی دار العلوم محمدیہ بمبئی و امام و خطیب زکریا مسجد بمبئی ۳
یوم دوشنبہ مبارکہ مورخہ ۲۵ رجب ۱۴۱۱ھ مطابق ۱۱ فروری ۱۹۹۱ء

دسواں صحیفہ

① حضرت محبوب یزدانی کے شجرۂ بیعت ارادی سلسلہ چشتیہ نظامیہ سراجیہ اور شجرۂ بیعت ارشادی سلاسل عالیہ قادریہ ونقشبندیہ وسہروردیہ وشطاریہ وزاہدیہ ومداریہ وغیرہ کے بیان میں۔

② قال الاشرف سلسلة المشائخ مسلسلة تصل الیٰ شجرة المقصود من ربط عنقه بربقها عتق من رق المتعددة۔

ترجمہ: حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ سلسلہ مشائخ کا مسلسل ہے درخت مقصود کی طرف پہونچتا ہے جس نے کہ باندھا اس کو کسی رسی سے وہ آزاد ہوا غلامی متعددہ سے۔

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ ہر چند اس فقیر کو اس قدر مشائخ کثیرہ سے فیض حاصل ہوا کہ جس کی شرح حد سے باہر ہے۔ لیکن یہ بندۂ خاص پرورش یافتہ خاندان چشتی اور دودمان بہشتی کا ہے۔ تقریباً رباعی حضرت ابو سعید ابوالخیر زبان مبارک پہ لائے

رباعی

من بے تو دمے قرار نتوانم کرد — احسان ترا شمار نتوانم کرد
گر بر تن من زباں شود ہر موئے — یک شکر تو از ہزار نتوانم کرد

اس لئے سب سے پہلے شجرۂ سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ سراجیہ لکھا جاتا ہے۔

③ شجرۂ سلسلۂ عالیہ چشتیہ نظامیہ سراجیہ

④ حضرت محبوب یزدانی کو اول بیعت ارادت اور خرقۂ خلافت واجازت حضرت شیخ علاء الحق والدین گنج نبات قدس سرہ سے حاصل ہوا۔

وھولبس الخرقۃ عن الشیخ اخی سراج الحق والدین آئینۂ ہند قدس سرہ
وھولبس الخرقۃ عن الشیخ سلطان المشائخ سید الشیخ حضرت نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی قدس سرہ
وھولبس الخرقۃ عن الشیخ کبیر حضرت شیخ بابا فریدالحق والدین المعروف بہ گنج شکر قدس سرہ
وھولبس الخرقۃ عن حضرت خواجہ سید قطب الحق والدین بختیار کاکی اوشی چشتی قدس سرہ
وھولبس الخرقۃ عن حضرت خواجہ سید معین الحق والدین حسن سنجری ولی الہند قدس سرہ
وھولبس الخرقۃ عن حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ
وھولبس الخرقۃ عن حضرت خواجہ حاجی شریف زندنی قدس سرہ
وھولبس الخرقۃ عن حضرت خواجہ سید قطب الدین مودود چشتی قدس سرہ
وھولبس الخرقۃ عن حضرت خواجہ سید ابو یوسف چشتی قدس سرہ
وھولبس الخرقۃ عن حضرت خواجہ سید ابو محمد چشتی قدس سرہ
وھولبس الخرقۃ عن حضرت خواجہ شیخ سید ابو احمد ابدال چشتی قدس سرہ
وھولبس الخرقۃ عن حضرت خواجہ ابو اسحاق شامی قدس سرہ
وھولبس الخرقۃ عن حضرت خواجہ ممشاد علو دینوری قدس سرہ
وھولبس الخرقۃ عن حضرت خواجہ ہبیرۃ البصری قدس سرہ
وھولبس الخرقۃ عن حضرت خواجہ حذیفۃ المرعشی قدس سرہ
وھولبس الخرقۃ عن تارک السلطنت حضرت خواجہ سلطان ابراہیم ادہم بلخی قدس سرہ
وھولبس الخرقۃ عن حضرت خواجہ فضیل بن عیاض قدس سرہ
وھولبس الخرقۃ عن حضرت خواجہ عبد الواحد بن زید قدس سرہ
وھولبس الخرقۃ عن حضرت رئیس التابعین خواجہ حسن بصری قدس سرہ
وھولبس الخرقۃ عن حضرت امام المتقین امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم
وھولبس الخرقۃ عن سید المرسلین خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اجمعین



① شجرۂ سلسلۂ عالیۂ قادریہ

حضرت محبوب یزدانی قدس سرہ کو حضرت سید عبد الغفور حسن جیلانی قدس سرہ سے ملا جو حضرت نور العین کے والد تھے۔ ان کو اپنے والد حضرت سید ابو العباس احمد جیلانی قدس سرہ سے۔ ان کو اپنے والد حضرت سید بدر الدین حسن جیلانی قدس سرہ سے۔ ان کو اپنے والد حضرت سید علاء الدین علی جیلانی قدس سرہ سے۔ ان کو اپنے والد حضرت سید شمس الدین محمد جیلانی الحموی قدس سرہ سے۔ ان کو اپنے والد حضرت سید سیف الدین یحیٰ قدس سرہ سے۔ ان کو اپنے والد حضرت سید ظہیر الدین احمد قدس سرہ سے۔ ان کو اپنے والد حضرت سید ابو نصر محمد قدس سرہ سے۔ ان کو اپنے والد حضرت سید عماد الدین ابو صالح نصر قدس سرہ سے۔ ان کو اپنے والد حضرت سید تاج الدین ابو بکر عبد الرزاق قدس سرہ سے۔ ان کو اپنے والد حضرت غوث الثقلین سید محی الدین ابو محمد عبد القادر جیلانی قدس سرہ سے۔ ان کو اپنے والد حضرت سید ابو صالح موسیٰ جنگی دوست قدس سرہ سے۔ ان کو اپنے والد حضرت سید عبد اللہ جیلانی قدس سرہ سے۔ ان کو اپنے والد حضرت سید یحیٰ زاہد قدس سرہ سے۔ ان کو اپنے والد حضرت سید محمد قدس سرہ سے۔ ان کو اپنے والد حضرت سید داؤد قدس سرہ سے۔ ان کو اپنے والد حضرت سید موسیٰ فدس سرہ سے۔ ان کو اپنے والد حضرت سید عبد اللہ قدس سرہ سے۔ ان کو اپنے والد حضرت سید موسیٰ الجون قدس سرہ سے۔ ان کو اپنے والد حضرت سید عبد اللہ محض قدس سرہ سے۔ ان کو اپنے والد حضرت سید حسن مثنیٰ قدس سرہ سے۔ ان کو اپنے والد حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔ ان کو اپنے والد حضرت سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے "زوج فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا" ان کو حضرت سید عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے۔

شجرۂ سلسلہ قادریہ جلالیہ بخاریہ ①

حضرت محبوب یزدانی کو حضرت سید جلال الدین بخاری مخدوم جہانیاں جہانگشت قدس سرہ سے ملا۔
ان کو حضرت شیخ محمد عبید غلتی قدس سرہ سے۔
ان کو حضرت شیخ فاضل بن عیسیٰ قدس سرہ سے۔
ان کو حضرت قطب الیمن ابو الغیث بن جمیل قدس سرہ سے۔
ان کو حضرت شیخ علی افلح قدس سرہ سے۔ انکو حضرت علی حداد قدس سرہ سے۔
ان کو حضرت غوث الاعظم محبوب سبحانی سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ سے۔
ان کو حضرت شیخ ابی سعید مبارک المخزومی قدس سرہ سے۔
ان کو حضرت شیخ ابو الحسن ہنکاری قدس سرہ سے۔
ان کو حضرت شیخ ابو الفرح طرطوسی قدس سرہ سے۔
ان کو حضرت شیخ ابوالفضل عبدالواحد قدس سرہ سے۔
ان کو حضرت شیخ ابوبکر شبلی قدس سرہ سے۔
ان کو حضرت شیخ جنید بغدادی قدس سرہ سے۔
ان کو حضرت شیخ سری السقطی قدس سرہ سے۔
ان کو حضرت شیخ معروف کرخی قدس سرہ سے۔
ان کو حضرت شیخ داؤد طائی قدس سرہ سے۔
ان کو حضرت شیخ خواجہ حبیب عجمی قدس سرہ سے۔
ان کو حضرت خواجہ حسن بصری قدس سرہ سے۔
ان کو حضرت سیدنا مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔
ان کو حضرت سید عالم محبوب خدا احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے۔

① شجرہ سلسلۂ سہروردیہ جلالیہ اشرفیہ

حضرت محبوب یزدانی قدس سرہ کو حضرت سید جلال الدین بخاری مخدوم جہانیاں جہانگشت قدس سرہ سے سلسلۂ ہذا میں خرقۂ خلافت اور اجازت حاصل ہوا۔

ان کو حضرت شیخ رکن الدین ابوالفتح قطب عالم قدس سرہ سے۔

ان کو حضرت شیخ صدرالدین قتال قدس سرہ سے۔

ان کو حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی قدس سرہ سے۔

ان کو حضرت خواجہ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ سے۔

ان کو حضرت شیخ ضیاء الدین ابوالنجیب سہروردی قدس سرہ سے۔

ان کو حضرت شیخ وجیہہ الدین ابوحفص عمر قدس سرہ سے۔

ان کو حضرت خواجہ محمد المعروف عمویہ قدس سرہ سے۔

ان کو حضرت خواجہ ابی احمد اسود دینوری قدس سرہ سے۔

ان کو حضرت خواجہ ممشاد علو دینوری قدس سرہ سے۔

ان کو حضرت خواجہ جنید بغدادی قدس سرہ سے۔

ان کو حضرت خواجہ سری السقطی قدس سرہ سے۔

ان کو حضرت خواجہ معروف کرخی قدس سرہ سے۔

ان کو حضرت خواجہ داؤد طائی قدس سرہ سے۔

ان کو حضرت خواجہ حبیب عجمی قدس سرہ سے۔

ان کو حضرت خواجہ حسن بصری قدس سرہ سے۔

ان کو حضرت سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے۔

ان کو حضرت رسالت مآب جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے۔

① شجرہ سلسلہ حسنیہ و حسینیہ

حضرت محبوب یزدانی قدس سرہ کو حضرت سید جلال الدین بخاری مخدوم جہانیاں جہانگشت قدس سرہ سے۔ ان کو اپنے والد حضرت سید جلال اعظم بخاری قدس سرہ سے۔ ان کو اپنے والد حضرت سید علی ابی المؤید بخاری قدس سرہ سے۔ ان کو اپنے والد حضرت سید جعفر بخاری قدس سرہ سے۔ ان کو اپنے والد حضرت سید محمد بخاری قدس سرہ سے۔ ان کو اپنے والد حضرت سید محمود بخاری قدس سرہ سے۔ ان کو اپنے والد حضرت سید احمد قدس سرہ سے۔ ان کو اپنے والد حضرت سید عبداللہ قدس سرہ سے۔ ان کو اپنے والد حضرت سید علی اصغر قدس سرہ سے ان کو اپنے والد حضرت سید امام حسن عسکری رضی اللہ عنہ سے۔ ان کو اپنے والد حضرت سیدنا امام علی نقی ہادی رضی اللہ عنہ سے۔ ان کو اپنے والد حضرت سیدنا امام محمد تقی الجود رضی اللہ عنہ سے۔ ان کو اپنے والد حضرت سیدنا امام علی موسیٰ رضا رضی اللہ عنہ سے۔ ان کو اپنے والد حضرت سیدنا امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ سے۔ ان کو اپنے والد حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے۔ ان کو اپنے والد حضرت سیدنا امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے ان کو اپنے والد حضرت سیدنا امام زین العابدین علی اوسط رضی اللہ عنہ سے۔ ان کو اپنے والد حضرت سیدنا امام حسین شہید کربلا رضی اللہ عنہ سے۔ ان کو اپنے والد حضرت سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے۔ ان کو حضرت سیدنا و نبینا محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے۔

② حضرت محبوب یزدانی قدس سرہ فرماتے تھے کہ اول مرتبہ جب حضرت سید جلال الدین بخاری مخدوم جہانیاں جہانگشت قدس سرہ کی ملازمت سے مشرف ہوا۔ آپ نے مقامات فقر سے بڑی بڑی نعمتیں عطا فرمائیں۔ اور فرمایا کہ برادرم اشرف تم کو مجھ سے کچھ اور بھی نصیب ہوگا۔

③ پہلی شب کو آپ کے فرمانے کے موافق جب میں خلوت خانہ میں گیا۔ دیکھا کہ ساتوں اعضاء حضرت مخدوم بخاری قدس سرہ کے علاحدہ علاحدہ سات مقام پر پڑے ہیں۔ اور ہر عضو سے تسبیح الٰہی

کی آواز مختلف لفظوں میں جاری ہے یہ حالت دیکھکر مجھکو حیرت ہوئی تھوڑی دیر کے بعد اپنی اصلی حالت میں آئے اور فرمایا کہ برادرم اشرف یہ درجہ میں نے تم کو عطا کیا تم کو مبارک ہو۔

(۱) دوسری رات کو جب خلوت خانہ میں حاضر ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ تجلی بسیط سے آپ کا جسم اتنا بڑھا کہ سارے حجرہ میں بھر گیا دریچوں سے آپ کے بدن کے گوشت کا ٹکڑا باہر آگیا۔ ایک لحظہ کے بعد حالت اصلی میں آئے اور فرمایا کہ برادرم اشرف یہ درجہ بھی تم کو مبارک ہو۔

(۲) تیسری شب جب خلوت خانہ میں گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ آپ کا جسم مثل آئینہ کے ایسا لطیف وصاف ہوگیا کہ ایک ذرہ اگر تلوا کے نیچے ہو تو سر کے اوپر سے نظر آئے۔

مثنوی

چناں صافی شدہ از پائے تا سر کہ گوئی بیضۂ نور است یکسر
زتاب آفتاب ذات یزداں شدہ جسم مبارک او درخشاں
اگر در پا بود یک ذرۂ خاک نماید سوئے سر آں ذرۂ پاک

اس حالت کو دیکھکر مجھ پر ہیبت غالب ہوئی تھوڑی دیر کے بعد حالت اصلی میں آئے اور فرمایا کہ برادرم اشرف مبارک ہو یہ درجہ بھی میں نے تم کو عطا کیا اور چلتے وقت ذکر جہر حلقہ کے ساتھ کرنے کو ارشاد فرمایا اور تعویذ غفوری عنایت کیا اور فرمایا کہ یہ تعویذ ہر کام میں مفید ہے۔ اور فرمانے لگے کہ برادرم اشرف ہمارے اور تمہارے درمیان میں اللہ تعالیٰ نے روز ازل سے محبت پیدا کی ہے اور مجھ کو جو ایک سو چالیس اور چند مشائخ سے نعمتیں ملی ہیں (بزرگوں کا نام لیکر فرمایا) وہ سب میں نے تم کو عطا کیں۔

① ذکر شجرہ سلسلہ کبیریہ اشرفیہ

حضرت محبوب یزدانی کو حضرت شیخ علاء الدولہ سمنانی قدس سرہ سے ان کو حضرت شیخ نورالدین عبدالرحمٰن اسفرائنی کرخی قدس سرہ سے۔ ان کو حضرت شیخ احمد خرہ فانی قدس سرہ سے ان کو حضرت شیخ علی لالہ قدس سرہ سے۔ ان کو حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ ابوالجناب قدس سرہ سے ان کو حضرت شیخ ضیاءالدین ابی النجیب قدس سرہ سے۔ ان کو حضرت شیخ وجیہہ الدین ابوحفص عمر قدس سرہ سے۔ ان کو حضرت شیخ احمد اسود دینوری قدس سرہ سے۔ ان کو حضرت خواجہ ممشاد علو دینوری قدس سرہ سے۔ ان کو حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی قدس سرہ سے ان کو حضرت خواجہ سری السقطی قدس سرہ سے۔ ان کو حضرت خواجہ معروف کرخی قدس سرہ سے ان کو حضرت خواجہ داؤد طائی قدس سرہ سے۔ ان کو حضرت خواجہ حبیب عجمی قدس سرہ سے۔ انکو حضرت خواجہ حسن بصری قدس سرہ سے۔ ان کو حضرت سیدنا مولیٰ علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے۔ ان کو حضرت سیدنا سید المرسلین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔

② شجرہ سلسلہ زاہدیہ اشرفیہ

حضرت محبوب یزدانی قدس سرہ کو حضرت خواجہ بدرالدین بدر عالم زاہدی قدس سرہ سے۔ ان کو حضرت شیخ شہاب الدین زاہدی قدس سرہ سے۔ ان کو حضرت شیخ فخرالدین زاہدی قدس سرہ سے۔ ان کو حضرت شیخ شہاب الدین قدس سرہ سے۔ ان کو حضرت شیخ صدرالدین قدس سرہ سے۔ ان کو حضرت خواجہ عبدالسلام قدس سرہ سے۔ ان کو حضرت شیخ عبدالکریم قدس سرہ سے۔

ان کو حضرت شیخ قطب الدین قدس سرہ سے۔ ان کو حضرت شیخ خواجہ حسن قدس سرہ سے۔
ان کو حضرت شیخ ابو اسحاق قدس سرہ سے۔ ان کو حضرت شیخ عبد اللہ قدس سرہ سے۔ ان کو
حضرت شیخ محمد قدس سرہ سے ان کو حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی قدس سرہ سے۔ ان کو
ان کو حضرت خواجہ شیخ سری السقطی قدس سرہ سے۔ ان کو حضرت شیخ معروف کرخی قدس سرہ سے
ان کو حضرت شیخ داؤد طائی قدس سرہ سے۔ ان کو حضرت خواجہ حبیب عجمی قدس سرہ سے
ان کو حضرت خواجہ حسن بصری قدس سرہ سے۔ ان کو حضرت سیدنا مولیٰ علی رضی اللہ عنہ سے۔ ان کو
حضرت رسالت مآب محمد مصطفیٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے۔

(۱) شجرہ سلسلہ شطاریہ اشرفیہ

حضرت محبوب یزدانی کو حضرت شیخ حاجی محمد بن عارف الفاری قدس سرہ سے۔
ان کو حضرت شیخ خدا قلی قدس سرہ سے۔ ان کو حضرت شیخ محمد ن العاشق قدس سرہ سے۔
ان کو حضرت شیخ خدا قلی ماوراء النہری قدس سرہ سے۔ ان کو حضرت شیخ ابو الحسن خرقانی العشقی
النوری قدس سرہ سے۔ ان کو حضرت مولانا ابو المظفر ترک طوسی قدس سرہ سے۔ ان کو حضرت
خواجہ اعرابی مزید عشقی قدس سرہ سے۔ ان کو حضرت خواجہ محمد مغربی قدس سرہ سے۔ انکو حضرت
حضرت خواجہ بایزید بسطامی قدس سرہ سے۔ ان کو حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ
عنہ سے۔ ان کو حضرت سیدنا امام باقر رضی اللہ عنہ سے۔ ان کو حضرت سیدنا امام زین العابدین
رضی اللہ عنہ سے۔ ان کو حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ سے۔ ان کو حضرت سیدنا امام علی مرتضیٰ
رضی اللہ عنہ سے۔ ان کو حضرت سیدنا و نبینا احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے۔

① شجرۂ عالیہ نقشبندیہ اشرفیہ

حضرت محبوب یزدانی قدس سرہ کو حضرت خواجہ بہاءالدین نقشبند قدس سرہ سے
ان کو حضرت خواجہ امیر کلال قدس سرہ سے ان کو حضرت خواجہ بابا سماسی قدس سرہ سے۔ ان کو
حضرت خواجہ علی رامیتنی قدس سرہ سے ان کو حضرت خواجہ محمود فغنوی قدس سرہ سے۔ انکو حضرت
خواجہ عارف دیوگری قدس سرہ سے۔ ان کو حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس سرہ سے۔
ان کو حضرت خواجہ یوسف ہمدانی قدس سرہ سے۔ ان کو حضرت خواجہ علی فارمدی قدس سرہ
سے۔ ان کو حضرت خواجہ ابوالقاسم گرگانی قدس سرہ سے ان کو حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی
قدس سرہ سے۔ ان کو حضرت خواجہ ابوالمظفر مغلان ترک طوسی قدس سرہ سے۔ ان کو حضرت
خواجہ محمد عثمان مغربی قدس سرہ سے۔ ان کو حضرت خواجہ بایزید بسطامی قدس سرہ سے۔ ان کو
حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے۔ ان کو حضرت سیدنا قاسم ابن محمد قدس سرہ سے
ان کو حضرت خواجہ سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔ ان کو حضرت سیدنا ابی بکر صدیق رضی اللہ
تعالیٰ عنہ سے۔ ان کو حضرت سرور عالم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

② شجرۂ سلسلۂ فردوسیہ اشرفیہ

حضرت محبوب یزدانی قدس سرہ کو عالم ارواح میں بالمواجہہ بمقام بہار شریف حضرت
مخدوم الملک شیخ شرف الدین احمد یحیٰ منیری قدس سرہ سے خرقۂ خلافت وارشاد حاصل ہوا۔
ان کو حضرت شیخ نجیب الدین فردوسی المشہور شیخ نجم الدین صغریٰ قدس سرہ سے۔ ان کو حضرت
شیخ رکن الدین فردوسی قدس سرہ سے۔ ان کو حضرت شیخ بدرالدین سمرقندی قدس سرہ سے۔

ان کو حضرت شیخ سیف الدین باخرزی قدس سرہ سے۔ ان کو حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ قدس سرہ سے۔ ان کو حضرت شیخ ابو نجیب ضیاء الدین سہروردی قدس سرہ سے۔ ان کو حضرت شیخ وجیہ الدین ابوحفص عمر سہروردی قدس سرہ سے۔ ان کو حضرت شیخ احمد اسود دینوری قدس سرہ سے ان کو حضرت شیخ ممشاد علو دینوری قدس سرہ سے۔ ان کو حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی قدس سرہ سے۔ ان کو حضرت خواجہ سری السقطی قدس سرہ سے۔ ان کو حضرت خواجہ معروف کرخی قدس سرہ سے۔ ان کو حضرت سیدنا امام علی رضا رضی اللہ عنہ سے۔ ان کو حضرت سیدنا امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ سے۔ ان کو حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے۔ ان کو حضرت سیدنا امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے۔ ان کو حضرت سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے۔ ان کو حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ سے۔ ان کو حضرت سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے۔ ان کو حضرت سیدنا احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

(۱) شجرہ سلسلہ مداریہ اشرفیہ

حضرت محبوب یزدانی قدس سرہ کو حضرت بدیع الدین مدار قدس سرہ سے۔ ان کو حضرت شیخ عبداللہ شامی قدس سرہ سے خلافت اور اجازت حاصل ہوئی۔ انکو حضرت شیخ عبدالاول قدس سرہ سے۔ ان کو حضرت شیخ امین الدین قدس سرہ سے۔ ان کو حضرت سیدنا امام علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ان کو حضرت سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

دوسرا سلسلہ حضرت سید بدیع الدین مدار قدس سرہ کو حضرت شیخ مکی قدس سرہ سے۔ ان کو حضرت شیخ طیفور شامی قدس سرہ سے۔ ان کو حضرت سیدنا ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ان کو حضرت سیدنا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت سید بدیع الدین مدار قدس سرہ نے حضرت محبوب یزدانی قدس سرہ کو یہ دونوں سلسلہ عنایت کر کے اپنا خرقہ محبت پہنایا اور حضرت محبوب یزدانی نے سلاسل چشتیہ و قادریہ وغیرہ کی اجازت مدار صاحب کو عطا کی اور اپنا خرقہ محبت ان کو پہنایا۔

① شجرہ سلسلۃ تابعیہ خضریہ اشرفیہ

حضرت محبوب یزدانی قدس سرہ کو ایام سلطنت رانی میں حضرت خضر علیہ السلام سے تعلیم و تربیت سلوک حاصل ہوئی اور ان کو بلاواسطہ درمیانی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سلسلہ خلافت وارشاد حاصل ہوا جب حضرت محبوب یزدانی قدس سرہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیکھنے والے سے سلسلہ فقر حاصل کیا تو آپ بلاشبہ تابعین میں داخل ہو گئے۔

② شجرہ سلسلۃ تابعیہ رضائیہ

دوسری نسبت خرقہ تابعیہ حضرت محبوب یزدانی قدس سرہ کو حضرت شیخ ابوالرضا حاجی بابارتن رضی اللہ عنہ سے ملک ہندوستان میں حاصل ہوئی ان کو بلاواسطہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خرقہ خلافت ملا۔ آپ کی درازی عمر کی نسبت ذہبی اور دیگر محدثین مخالفانہ کلام کرتے ہیں۔ کہ اتنی بڑی عمر دراز والا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیکھنے والوں میں ③ کوئی نہیں ہوا۔ کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ بعد ایک صدی کے میرا کوئی دیکھنے والا نہ رہے گا۔ اس اعتراض کی کوئی ضرورت معلوم نہیں ہوتی۔ ایک صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیکھنے والوں میں ابھی حضرت خضر علیہ السلام زندہ ہیں۔ اور اس حدیث کا منشا کہ ایک صدی کے بعد کوئی میرا دیکھنے والا نہ رہے گا۔ مراد اس کی زمین حجاز سے ہے۔ کیونکہ ایک صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ④ کے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی عمر اتنی دراز ہوئی تھی کہ حضرت امام محمد باقر ابن امام زین العابدین ابن امام حسین ابن علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہم کو آپ نے دیکھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

(۱) کی بشارت بیان کی کہ میری ذریت اور اہل بیت میں ایک لڑکا محمد نام کا ہوگا اور آپ نے اپنے منھ کی چابی ہوئی کھجور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو عطا فرمائی تھی اور وہ اس کو کھا گئے تھے حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی تو ایک کھجور اپنے منھ میں چابکر
(۲) انکو کھلائی اور یہ فرمایا کہ یہ امانت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو دی تھی اور حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ کا زمانہ دوسری صدی میں تھا چونکہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ملک حجاز میں
(۳) نہ تھے بلکہ ملک عراق میں شہر بصرہ سے چھ کوس کے فاصلے پر قریب قریۂ زبیر رہتے تھے۔ وہیں آپ کا مزار بھی ہوا۔ اس لئے آپ حدیث کی قید صدی سے بسبب حجاز میں نہ رہنے کے
(۴) باہر سمجھے گئے۔ اور حضرت شیخ ابوالرضا حاجی بابا رتن رضی اللہ عنہ بھی بزمانہ حیات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہندوستان میں چلے آئے تھے جو دوسرا ملک تھا ملک حجاز نہ تھا۔ اس لئے آپ بھی اس قید صدی اول سے مستثنیٰ سمجھے جائیں گے۔

(۵) اور دوسری نسبت حضرت محبوب یزدانی قدس سرہ کی حضرت شیخ علاءالدولہ سمنانی قدس سرہ جو سابق میں آپ کے والد ابوالسلاطین سلطان سید ابراہیم کے وزیر تھے۔ ایک جنگ میں آپ پر جذبۂ سلوک پیدا ہوا اوائل عمر میں ترک وزارت کر کے فقر اختیار کیا۔ آپکو حضرت شیخ نورالدین شیخ عبدالرحمٰن اسفرائنی کرخی سے بیعت وارشاد حاصل ہوئی ان کو حضرت شیخ احمد خرقانی قدس سرہ سے اور ان کو حضرت شیخ علی لالا قدس سرہ سے۔ اور ان کو حضرت شیخ ابوالرضا حاجی رتن رضی اللہ عنہ سے حاصل ہوئی۔ اور شیخ علی لالہ قدس سرہ نے ایک سو چودہ مشائخ سے خرقۂ خلافت وارشاد حاصل کیا تھا۔ آپ کے انتقال کے بعد ایک سو تیرہ مشائخ کے خرقے نکلے اور چودھواں تبرک ایک کاغذ میں لپٹا ہوا ملا جس کے اوپر لکھا تھا۔

ھٰذا امشط من امشاط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصل الیٰ ھٰذا الضعیف من صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھٰذا الخرقۃ وصل من ابی الرضا رتن الیٰ ھٰذہ الفقیر۔ ترجمہ: یہ سرکار کے کنگھوں میں سے ایک کنگھا ہے جو اس ضعیف کو صحابیٔ رسول کے ذریعہ سے پہونچا اور یہ خرقہ ابوالرضا رتن کی جانب سے اس فقیر تک پہونچا۔

جس وقت امیر تیمور گرگانی نے حضرت محبوب یزدانی کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف ملازمت

حاصل کیا اس وقت نسبت درازی عمر حضرت حاجی رتن رضی اللہ عنہ دریافت کیا تو حضرت نے فرمایا کہ بے شک وہ صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے ہیں نے ان سے ارشاد حاصل کیا اور انھوں نے مجھ کو اپنا خرقہ مرحمت فرمایا۔ اور فقیر نے ان سے تصحیح حدیث بھی کی ہے۔ جب ایک ایسا ولی اللہ، قطب الاقطاب، غوث العالم، وارث ولایت محمدیہ اور تمام روئے زمین کے اولیاء اللہ کا سردار ہو اور وہ ان کی صحابیت اور درازی عمر کی تصدیق فرمائیں تو اب علماء ظواہر کو ان کی درازی عمر کی نسبت کلام کرنا مناسب نہیں۔

(۱) سبحان اللہ! کیا شان حضرت محبوب یزدانی کی اللہ تعالیٰ نے بنائی تھی۔ مرتبۂ ولایت میں قطب الاقطاب، غوث العالم، اولیاء روئے زمین کے پیشوا ہوتے۔ ایک مرتبۂ تابعیت کا جس کا حاصل ہونا محال تھا وہ بذریعہ حضرت خضر علیہ السلام اور حضرت شیخ ابوالرضا حاجی رتن رضی اللہ عنہ سے حاصل ہوا۔ ذالك فضل الله يؤتيه من يشآء۔

قطعہ

اے اشرف غوث جہاں تیری مدح میں ہے عقل گم
اے شمع بزم تابعین کونین میں روشن ہو تم
خضر و رتن سے جب ملے مصداق اس کے ہو گئے
ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم

سیر الاولیاء مصنفہ عبداللہ خویشگی ۱۰۵۹ھ کی نوشتہ قلمی میں مذکور ہے کہ حاجی بابا رتن رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو کوئی میری زیارت کے لئے آتے ثواب حج پاتے۔ چنانچہ وہاں لوگ (ساتویں ذوالحجہ سے دسویں ذی الحجہ تک) حاضر ہوتے ہیں اور سر منڈواتے ہیں۔

(۲) فقیر جامع رسالہ ہذا ایام عرس مبارک میں بمقام بھٹنڈا علاقہ ریاست پٹیالہ، بتاریخ ۸ر ذی الحجہ ۱۳۴۳ھ مطابق ۳۰ر جون ۱۹۲۵ء حاضر درگاہ شریف ہوا۔ مجمع کثیر پایا اور صاحبزادہ شیخ ہدایت اللہ صاحب سجادہ نشین درگاہ شریف نے فرامین شاہی دکھائے۔ جن کے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ عہد سلطنت سلطان شہاب الدین غوری میں حاجی رتن کے قائم مقام سجادہ نشین شیخ احمد کے نام فرمان جاگیر مواضعات فیروز پور، رسول پور، علی پور جسوال و موضع تھانہ

مع آراضیات پانصد بیگہ پختہ پرگنہ بھٹنڈا کے تابع ہوا مضمون فرمان سے واضح ہوا کہ حضرت
(۱) حاجی رتن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے زمانہ انتقال سے چھ سال پیشتر حضرت شیخ احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ تابعی کو دستار بندی کر کے اپنا خلیفہ وسجادہ نشین بنایا عبارت فرمان حسب ذیل ہے۔

"بالمشافہ صحت ذات وثبات حال صاحبزادہ والانژاد شیخ احمد را صاحب دستار نمود وبعد از چند سال حضرت بابا در سال ۶۲۲ھ وفات یافت خلیفۃ الرحمن حضرت خاقان مظفر الدنیا والدین مؤید الاسلام والمسلمین برائے عمارت روضہ مقدسہ مطہرہ زادہا اللہ شرفا وتعظیما مبلغ پانزدہ ہزار ہفتصد وہشتاد پنج دام ماسوائے نذر صاحبزادہ گرفتہ وبناء مسجد وچاہ وچار دیواری وروضہ مرتب ساختہ"

(۲) حضرت شیخ احمد کا نسبی سلسلہ ملاحظہ نسب نامہ متولی صاحب سے معلوم ہوا کہ گیارہ پشتوں سے حضرت شیخ احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نسب محمد بن ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما تک پہونچتا ہے۔ قرینہ مقتضی ہوتا ہے کہ حضرت شیخ احمد کے مورث حضرت حاجی رتن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ عرب سے آئے تھے۔ اور بوجہ درازی عمر حضرت حاجی صاحب ان کے سامنے ہی فوت ہوگئے اخیر میں انکی اولاد سے شیخ احمد صدیقی کو اپنے رحلت سے چند سال قبل اپنا قائم مقام وسجادہ نشین مقرر فرمایا۔ فرامین شہاب الدین غوری وجلال الدین اکبر میں نام حضرت حاجی رتن رضی اللہ عنہ بین السطور نہیں لکھا جاتا تھا بلکہ آپ کا نام سرنامہ پرا دبًا وتبرکًا کاغذ کے جانب چپ لکھا جاتا تھا۔

اس طرح .... رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوالرضا بابا حاجی رتن صاحب

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب بادشاہان آپکی صحابیت کے مقر تھے۔ اور حضرت محبوب یزدانی سے حضرت شیخ سلیمان محدث نے بواسطہ حضرت ابوالرضا حاجی رتن رضی اللہ عنہ سند وتصحیح حدیث کیئے۔ عبارت سیر الاولیاء میں یہ ہے۔

"شیخ حاجی رتن رضی اللہ عنہ از مشائخ متقدمین است، وقبر وے در قصبہ بھٹنڈا واقع است، چوں فرمود ہر کہ زیارت من کند ثواب حج یابد۔ بنابر آں اکثر مردم بزیارت وے مشرف می شوند

وسر خود را حلق می نمایند۔

بتاریخ ۷ رذی الحجہ ۱۳۴۳ھ فقیر اشرفی جامع رسالہ ہذا بغرض شرکت عرس شریف بھٹنڈا شریف جارہا تھا۔ باثناء راہ بحالت سفر ریل یہ چند اشعار بطور عرض داشت عرض کئے تھے۔ جس کو آپ کے دربار میں پیش کئے۔

① غزل

اے صاحبِ ختم رسل اے حاجئ بابا رتن
آیا ہے در پہ آپ کے اک خستۂ رنج و محن

تم سے مرے جد کو ملا خرقہ رسول اللہ کا
مجھ کو بھی کچھ کر دو عطا بگڑی مری سب جائے بن

دربار سے اپنے مجھے دامن تہی مت بھیجئے
مٹ جائے دل سے اب مرے سارا خیال ما و من

للہ اس میخانے سے ہو مرحمت وہ جام مئے
مل جائے عرفانِ خدا کھل جائے سب سرِّ علن

ہوں سلسلہ میں آپکے گو ہوں غریبِ بے نوا
ادنیٰ توجہ سے ابھی ہو سکتا ہوں قطبِ زمن

کیونکر ہوں غم سے تپاں میں ہوں ضعیف و ناتواں
درپہ ہے روز و شب مرے آزار پر چرخِ کہن

ہوں مبتلائے دردِ غم اعدا کے دستِ جور سے
گھیرے ہیں چاروں سمت سے حُسّاد کے شر و فتن

درپہ تمہارے اشرفی بجز اشکِ غم کیا نذر دے
ہاں ہو اگر مقبول تو حاضر ہے یہ سب جان و تن

گیارہواں صحیفہ

① حضرت حاجی الحرمین سید ابو الحسن عبدالرزاق نورالعین اولاد حضرت غوث الثقلین کی قبولیتِ فرزندی اور ان کا شجرۂ نسب سادات اور بعض فضائل مخصوصہ کے بیان میں

حضرت محبوب یزدانی جب شرف بیعت قدوۃ الاکابر عمدۃ الاماثر حضرت مولینا شیخ علاء الحق والدین گنج نبات خالدی چشتی نظامی سے مشرف ہوئے اس وقت سن شریف آپ کا ستائیس برس کا تھا۔ طرح طرح کی نعمتوں سے شیخ نے آپ کو سرفراز کیا تھا جس کا ذکر صحیفہ فضائل مخصوصہ میں بیان ہو چکا ہے۔ دوبارہ لکھنے کی احتیاج نہیں۔

② آپ حاضری خدمتِ مرشد میں ریاضت اور ذکر و شغل کے ساتھ بسر کر رہے تھے۔ ایک دن آپ کے مرشد حضرت محبوب یزدانی کے خلوت خانہ میں جو مقابل خانقاہ عالی کے تھا تشریف لا رہے تھے۔ حضرت اس وقت تہبند باندھ رہے تھے۔ اور تہبند کے نیچے لنگوٹ کس رہے تھے اس ارادہ سے کہ خلوت خانہ سے نکل کر حضرت پیر و مرشد کی خدمت میں حاضر ہوں دفعتًا پیر و مرشد کے نعلین مبارک کی آواز کان میں پہونچی۔ جیسے خلوت خانہ کے دروازے پر نکلے شیخ کو وہیں پایا۔ کمال عنایت و کرم سے حضرت شیخ نے پوچھا کہ اے سیدزادہ کس کام میں مشغول تھے۔ آپ نے عرض کیا کہ کمر خدمت باندھ رہا تھا۔ شیخ نے اپنی زبان مبارک سے فرمایا کہ اگر باندھتے ہو تو مضبوط باندھنا کچھ درمیان میں نہ رکھنا آپ نے عرض کیا کہ آرزوئے نفس اپنے درمیان سے باہر کر دی جب تک کہ زندہ ہوں

(۱) فرمایا کہ مبارک ہو۔ جب باہر تشریف لے گئے کسی قدر حضرت محبوب یزدانی کے چہرے مبارک پر تغیر ہوا اس خیال سے کہ جب میں آرزوئے نفس اپنے سے باہر کرنیکا اقرار مرشد کے سامنے کر دیا تو اب میں نہ نکاح کرونگا نہ میرا قائم مقام پیدا ہوگا۔ یہ خطرہ حضرت شیخ پر پوشیدہ نہ رہا۔ تھوڑی دیر گردن جھکا کر آنکھیں بند کر کے خاموش رہے۔ دو تین گھنٹے کے بعد سر اونچا کیا اور کمال بشارت کے ساتھ فرمایا کہ سید مبارک ہو تمھارے فرزندِ دینی کے لئے بارگاہِ پروردگار میں خواہش کی ہے کہ تمھارے واسطے فرزند سرِ حلقۂ سلسلہ اور تمھارے خاندان کا پیشوا ہو۔ اور تمھارا نام زمانہ میں اس فرزند سے روشن ہو اور وہ فرزند تمھارے خاندان کا ہوگا۔ اور یہ قطعہ حضرت شیخ نے پڑھا۔

قطعہ

تارود بر صفحۂ گیتی نشاں — از تقاضائے قضایت لے الٰہ
باد بر روئے زمیں آثارِ تو — در نشانِ جاوداں چوں مہر و ماہ

مثنوی

ملا تم کو حق سے مبارک پسر — جو اہلِ نظر کا ہو نورِ نظر
وہ اولاد میں شاہ جیلاں کے ہے — قرابت میں شاہانِ سمناں کے ہے
وہ فرزند ہوگا بڑا نیک نام — زمانہ کو پہونچائے گا فیض عام
وہ ہے اشرفی سلسلہ کا امام — کرے نام اشرف کا روشن مدام

(۲) حضرت محبوب یزدانی کو فرزند نور العین کی بشارت دینا

حضرت محبوب یزدانی نے بشارت فرزند سن کر شیخ کے قدم پر سر رکھدیا حضرت شیخ اور آپ کے اصحاب سب نے مبارکباد دی۔

قطعہ

مبارک ہو مبارک یہ بشارت — ملا تم کو دُرِ دریائے اسرار
گہر کو کانِ گوہر سے ہے نسبت — کہ ہے وہ تاج شاہوں کے سزاوار

اس کے بعد چند روز آپ خدمت مرشد میں رہے جب خدمت شیخ سے رخصت ہو کر دار السلطنت جونپور میں بموجب ارشاد مرشد تشریف لائے جس کا ذکر صحیفۂ سابق میں ہو چکا ہے۔

بشارت فرزند کے بعد محبوب یزدانی کا سفر عراق وشام

اور وہاں سے سفر عراق کرتے ہوئے مقام حامہ شریف نواحِ شام میں پہونچے جہاں کچھ فرزندان خاندان جیلانی سکونت پذیر تھے۔ وہاں کے تمام سادات بکمالِ عقیدت ومحبت پیش آئے تھوڑی مدت آپ بھی وہاں ٹھہر گئے۔ سید عبد الرزاق ابن سید حسن عبد الغفور سید ابو العباس احمد (۱) جیلانی کو حضرت محبوب یزدانی کی طرف کمال عقیدہ پیدا ہوا۔ اس زمانہ میں آپکی عمر بارہ[۱۲] برس کی تھی۔ سید زادہ کو حضرت محبوب یزدانی کی ملازمت کی آرزو اس قدر زیادہ پیدا ہوئی کہ اس کا بیان ممکن نہیں، ہر چند آپ کے والد بزرگوار اور دیگر رشتہ دار سید زادہ کو فہمائش کرتے کہ حضرت محبوب یزدانی کے پاس زیادہ نہ بیٹھو مگر کسی کی بات اثر نہ کرتی تھی یہانتک کہ شبانہ روز حضرت کے پاس رہنے لگے۔ لوگوں کا منع کرنا اور سمجھانا کارگر نہ ہوا۔

قطعہ

خدا جس کو اپنی طرف کھینچتا ہے　　　　وہ کب روکنے سے کسی کے رکا ہے
ہوا دل جو آشفتۂ زلف دلبر　　　　وہ پابند زنجیر کب ہو سکا ہے

یہ صاحبزادے حضرت محبوب یزدانی کی خالہ زاد بہن کے بیٹے تھے جب آپ کے والد سید عبد الغفور حسن جیلانی نے دیکھا کہ اس لڑکے پر کسی کی نصیحت کارگر نہیں ہوتی۔

(۲) بارگاہ محبوب یزدانی میں حضرت نور العین کو سپرد کرنا

حضرت محبوب یزدانی کی خدمت میں حاضر کر کے عرض کیا کہ اے حضرت بزرگوار میں اپنے لڑکے کو خدا کی راہ میں آپ کے مقدم شریف پر قربان کرتا ہوں اور جو کچھ میرا حق اس کی گردن پر تھا بخش دیتا ہوں۔

بیت

سپردم بہ تو مایۂ خویش را　　　　تو دانی حساب کم وبیش را

اسی طرح سید زادہ کی والدہ معظمہ نے بھی اپنے پیارے فرزند جگر گوشہ کو حضرت محبوب یزدانی کے سپرد کر کے اپنا حق بخش دیا۔

قطعہ

زہے ہمت مادر مہر ور | کہ پرورده بودش بدامان خویش
پسر را کہ پرورده بوده بجاں | بجاندار بسپرد چوں جان خویش

جب صاحبزادے کے والدین نے اپنے حقوق بخش کر خدا کے واسطے حضرت محبوب یزدانی کے سپرد کر دیا حضرت نے بھی دل و جان سے صاحبزادہ کو فرزندی میں قبول کیا اور نسبتیں خاندانِ سیادت اور واسطۂ قرابت کو تازگی بخشی اور سید زادہ کی تعلیم و تربیت میں دریغ نہیں رکھتے تھے۔ صاحبزادہ نے حضرت محبوب یزدانی کی اس قدر خدمت کی کہ کسی بشر سے ہونا ممکن نہیں۔

قطعہ

چناں راہ خدمت سُپردہ بسر | کہ زاں جز نیاید ز نوعِ بشر
اگر کس چنیں خدمت آرد بجائے | چرا زد خویشش نخواند خدائے

حضرت خواجہ نظام الدین یمنی جامع ملفوظ لطائف اشرفی فرماتے ہیں کہ میں تیس ۳۰ برس کامل حضرت محبوب یزدانی کے ہمراہ سفر اور حضر میں حاضر رہا۔ اس مدت میں مجھ کو یاد نہیں کہ حضرت محبوب یزدانی نے اگر کسی کام کے لئے ارشاد فرمایا سوائے صاحبزادہ نور العین کے کوئی سبقت نہ کر سکا۔

(۱) حضرت نور العین پر محبوب یزدانی کی نوازشات

مثنوی

چناں سر بہ سر حکمش نہادہ | کہ از ایراد خود بیروں فتادہ
اگر کارے بخاطر می رسیدش | بکام خاطرش از سر دویدش
سرِ حق اور سروری اولیا | دونوں نور العین کو شہ نے دیا
ہے ازل سے جن کی قسمت میں کمال | ان کو ملتی ہے یہ دولت لازوال

(۱) تھوڑا سا ذکر آپ کی خدمت گذاری کا کیا گیا۔ آپ کی عمر ایک سو بیس[۱۲۰] برس کی تھی بارہ برس کی عمر میں حضرت محبوب یزدانی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور اڑسٹھ[۶۸] برس تک حضرت محبوب یزدانی کی خدمت میں رہے۔ اور چالیس[۴۰] برس تک بعد حضرت محبوب یزدانی کے سجادۂ ہدایت پر رونق افروز رہ کر بندگان خدا کو فیض پہونچاتے رہے۔ اور جمیع علوم معانی منطق فلسفہ حکمت صرف و نحو سب کی تکمیل حضرت محبوب یزدانی سے کی۔

قطعہ

عمر یکہ بخدمت شدہ محبوب تواں داشت — باقی ہمہ بے حاصلی و بوالہوسی بود
سرمایۂ سودائے حیات دو جہانی — جز خدمت دلدار دگر خار و خسے بود

ایک دن حضرت محبوب یزدانی جامع مسجد دمشق میں رونق افروز تھے اور آپ کے چند اصحاب مثل خواجہ ابو المکارم اور شیخ علی اور شیخ تقی الدین اور انکے مثل بہت لوگ حاضر تھے معرفت سلوک اور حقائق کی باتیں انتہا درجہ کی پیش تھیں اسی درمیان میں حضرت نور العین کا ذکر آگیا حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا حق تعالیٰ نے مجھکو دو نعمتیں عطا کیں۔ ایک سرّ اور دوسرے سَر، دونوں کو فرزند نور العین کے اوپر سے قربان کر دیا۔

قطعہ

مرا از جہاں دار دارائے دیں — سرّ بود موہوب و سر بر سرش
ز دریائے وجداں دُر درخشاں — نثار سے شد آں ہر دو بر سرورش

(۲) حضرت محبوب یزدانی کے سامنے بزرگ زادگی کا ذکر آیا فرمایا بزرگ زادے بزرگوں کے طریقہ پر کم پائے جاتے ہیں۔ اور میں ایسا بزرگ زادہ رکھتا ہوں کہ بزرگ زادہ نہیں بلکہ اس کا کام بزرگ پیدا کرنے کا ہے۔ اور لوگ اولاد کو اپنے پشت سے پیدا کرتے ہیں۔ میں نے نور العین کو اپنی آنکھوں سے پیدا کیا ہے۔ باوجودیکہ قرابت کی نسبتیں رکھتا ہوں

قطعہ

ہوتے شاہ سمناں کی آنکھوں سے پیدا — لقب نور العین انکو حضرت نے بخشا
دعا شہ نے دی تیری اولاد میں ہوں — ہمیشہ ولی اور مجذوب یکتا

فدا اشرفی جان و دل سے ہے ان پر   غلامی کا جن کی شرف میں نے پایا

بمقتضائے عالی خاندانی سیدزادہ کو حضرت محبوب یزدانی نے خطاب "نور العین" عطا فرمایا۔

جب حضرت وہاں سے لوٹ کر شہر سمنان میں تشریف لائے تو حضرت محبوب یزدانی کی بڑی بہن جو کمال فضائل سے آراستہ تھیں ان کا دودھ منگوا کر صاحبزادہ کو پلوایا جس میں نسبت ظاہری بھی ظاہر ہو جائے جب دودھ پلا چکے فرمایا کہ مجھکو اس فرزند سے اس سے بڑھکر دوسری نسبت بھی حاصل ہے کہ میری خالہ زاد بہن جو سید عبد الغفور حسن جیلانی کی زوجہ ہیں یہ فرزند اُن سے پیدا ہوا ہے اس وقت میرے اور اس فرزند کے درمیان اور بھی نسبتیں ہیں کہ جس کا بیان نہیں ہو سکتا۔ (از کتاب سنوات الاتقیاء، تصنیف شیخ ابراہیم سرہندی)

نسبتِ خاص حضرت محبوب یزدانی کی خاندان حضرت محبوب سبحانی سے

① ایک نسبتِ خاص حضرت محبوب یزدانی کی خاندانِ حضرت محبوب سبحانی سے یہ بھی کہ آپ نسب مادری سے اولاد حضرت بی بی نصیبہ خواہر حضرت غوث پاک سے تھی۔

قطعہ

چہ حاجت نسبت شیر اے برادر   کہ دارم نسبتِ دیگر بہ از شیر
چو نور واحد از خورشید تابد   دہد از مشرق خاور تباشیر
نہاں نور یست از خورشید رخسار   کہ آں را در حسین و با حسن گیر

سے مسئلہ: بچہ کو دو برس تک دودھ پلایا جا سکتا ہے اس سے زیادہ کی اجازت نہیں۔ دودھ پینے والا لڑکا ہو یا لڑکی، اور جو بعض عوام میں مشہور ہے کہ لڑکی کو دو برس تک اور لڑکے کو ڈھائی برس تک پلا سکتے ہیں یہ صحیح نہیں، یہ حکم دودھ پلانے کا ہے (بہار شریعت) مسئلہ۔ مدت پوری ہونے کے بعد بطور علاج بھی دودھ پینا یا پلانا جائز نہیں (بہار شریعت)

عے شریعت مطہرہ میں مسئلہ رضاعت کا ثبوت اس طور پر کہیں نہیں ملتا اور نہ شریعت اسکی اجازت دیتی ہے لیکن رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سالم جو حضرت ابو حذیفہ کے آزاد کردہ غلام تھے ان کیلئے خاص طور پر رضاعت ثابت فرما دی۔ مندرجہ ذیل حدیث ابو حذیفہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے غالباً حضرت محبوب یزدانی نے بارگاہِ رسالت سے روحانی طور پر حضرت نور العین کیلئے اجازت سمجھی (اشرف العلماء)

حدیث صحیح مسلم و سنن نسائی و ابن ماجہ و مسند امام احمد میں زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کی بی بی نے عرض کی یا رسول اللہ سالم (غلام آزاد کردہ ابو حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما) میرے سامنے آتا جاتا ہے اور وہ جوان ہے ابو حذیفہ کو یہ ناگوار ہے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اَرْضِعِیْهِ حَتّٰی یَدْخُلَ عَلَیْكِ تم اسے دودھ پلا دو کہ بے پردہ تمہارے پاس آنا جائز ہو جائے ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، وغیرہا باقی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے فرمایا مَا نَرٰی هٰذِهٖ اِلَّا رُخْصَةً اَرْخَصَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِسَالِمٍ خَاصَّةً۔ ہمارا یہی اعتقاد ہے کہ یہ رخصت حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خاص سالم کیلئے فرما دی تھی۔ حدیث ابن سعد و حاکم میں بطریق عمرہ بنت عبد الرحمٰن ہے

(۱) اس سفر میں حضرت محبوب یزدانی مسجد صالحیہ دمشق میں سخت علیل ہوگئے۔ اس قدر بے تابی ہوئی کہ ہوش و حواس بر جانہ تھے۔ لوگوں کو امید زیست منقطع ہوگئی تھی۔ اس حالت میں چند اصحاب حضرت کے مثل حضرت خواجہ ابوالمکارم اور حضرت خواجہ ابوالوفاء خوارزمی اور حضرت شیخ علی سمنانی اور حضرت شیخ کبیر اور حضرت شیخ اصیل الدین اور حضرت شیخ سیف الدین معہ دیگر اصحاب حاضر تھے سب کو اس بات کی تمنا تھی کہ حضرت ہم کو اپنا قائم مقام کریں۔ ایک ساعت کے بعد جب حضرت ہوش میں آئے اور فرمایا کہ ایک مدت سے میری قائم مقامی دوسرے کے حوالے ہوئی۔ یعنی فرزند نورالعین کو یہ دولت نصیب ہوئی۔ کوئی صاحب اس کا خیال دل میں نہ رکھیں۔ "حق تعالیٰ نے اس سخت بیماری سے حضرت محبوب یزدانی کو صحت کامل عطا فرمائی۔ جب پوری صحت ہوگئی حضرت نورالعین کو بلایا اور کمالِ لطف و عنایت بزرگانہ آپ کے حال پر نثار کی۔

قطعہ

مرا ہر چہ یزداں عطا کردہ بود | زلطف و عنایت دریں روزگار
ہمہ از سر لطف احساں شدہ | بفرق بلند تو چوں دُر نثار

(۲) ایک مرتبہ حضرت مسند عالی سیف خاں نے ایک لاکھ روپیہ کی آمدنی کا علاقہ پرگنات اودھ سے لکھ کر بطور نذر خدمت عالی حضرت محبوب یزدانی میں پیش کیا۔ حضرت نے ہنس کر فرمایا کہ جس کے سپرد ساری دنیا کے پرگنات و قریات ہوں وہ اس جز و قریات کا کب مقید ہوسکتا ہے لیکن اس نذر کو فرزند نورالعین کے سامنے پیش کر دا گر ان کو ضرورت ہوگی قبول کریں گے جب حضرت نورالعین کے سامنے پیش کیا اور آپ حضرت محبوب یزدانی کے جواب سے بھی مطلع ہوئے "فرمایا کہ جس چیز کو حضرت محبوب یزدانی نے قبول نہیں فرمایا میں کیا اس کو قبول کروں گا۔

قطعہ

زہے بلند جہانے کہ چشم ہمت او | بسوئے جلوۂ کونین التفات نہ کرد

بقیہ ص۔ خود سہلہ زوجہ ابی حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مضمون مذکور مروی کہ انھوں نے جب حال سالم عرض کیا فَأَمَرَهَا أَنْ تُرْضِعِيهِ حضور نے دودھ پلا دینے کا حکم فرمایا انھوں نے دودھ پلا دیا۔ اور سالم اس وقت مرد جوان تھے جنگ بدر میں شریک ہوچکے تھے۔ جوان آدمی کو اول تو عورت کا دودھ پینا ہی کب حلال ہے اور پیئے تو اس سے پسر رضاعی نہیں ہوسکتا مگر حضور نے ان حکموں سے سالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مستثنیٰ فرما دیا۔

کسے کہ تابعِ متبوع خود شدہ البتہ نظر بگوشۂ چشماں بشش جہات نکرد

(۱) جب یہ خبر حضرت محبوب یزدانی کے گوش مبارک پر پہونچی بہت خوش ہوئے۔ اور اپنے سامنے بلایا کمالِ لطف وعنایت کرکے یہ بات فرمائی کہ فرزند عبدالرزاق اور اسکی اولاد کو خـــزانۂ غیب میں ہم نے شریک کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں درخواست کی ہے کہ اگر اولاد واحفاد عبدالرزاق قناعت کریں گے ہرگز کسی کے محتاج نہ ہونگے۔ تھوڑی توجہ میں ان کو ہمت مرداں درکار ہوگی۔

قطعہ

ہمت مردان عالی اے پسر ہر کجا خواہند آں جا حاضر است

ہمت شاں با توجہ ہمراہ است ہمت ار نیاید توجہ قاصر است

(۲) فرمایا کہ فرزندان نور العین عزیز الوجود ہوں گے اور اگر خلائق کے دروازوں پر جائیں گے خوار ہوں گے۔

بیت

شیر نر بوسد بہ ہمت مرد قانع را قدم

مادۂ سگ خاید بدنداں پائے مرد ہر درے

(۳) حضرت محبوب یزدانی کے سامنے بزرگوں کی اولاد کا ذکر آیا تو فرمایا کہ روحانیت ان بزرگوں کی اپنے اولاد کے ساتھ رہتی ہے۔ بہترین نشان سعادت اس گروہ کی تعظیم ہے۔ کیونکہ اولاد کی تعظیم سے انکے اجداد کی تعظیم ہوتی ہے۔

(۴) تقریباً حضرت نے فرمایا کہ جب فقیر جونپور میں گیا شیخ عبداللہ زاہدی میرے ملنے کو آئے ان کی عجیب حالت تھی کوئی چیز نشے کی کھائے ہوئے تھے نشے کے عالم میں تھے۔ ایسی بے ادبانہ باتیں کرنے لگے کہ حضرت کی خاطر نازک ناخوش ہوئی اور یہاں تک نوبت پہونچی کہ حضرت کے چہرۂ مبارک پہ آثار جلال کے پیدا ہوئے چاہتے تھے کہ ان پر گرم نگاہ ڈالیں اور اپنا تصرف دکھلائیں۔ کیا دیکھتے ہیں کہ روحانیہ پاک حضرت شیخ فخر الدین زاہدی ظاہر ہوئے اپنی نورانی داڑھی کو پکڑ کر فرمانے لگے کہ یہ میرا فرزند ہے میری روح اسکے ساتھ ہے

اس کا قصور معاف کیجئے۔

ع زروئے خواجہ زعصیاں بندہ می گزرند۔

(۱) حضرت محبوب یزدانی کو رحم آگیا حضرت محبوب یزدانی نقل کرتے تھے۔ وہ کہتے تھے کہ سلطان سنجر ایک بزرگ کی زیارت کو آیا تھا اور اس کے ساتھ عقیدۂ کامل رکھتا تھا جب تک وہ بزرگ زندہ رہے بادشاہ اپنے اعتقاد سے نہیں پھرا۔ اتفاقاً ان بزرگ کا انتقال ہوگیا۔ ان کے بیٹے بجائے باپ کے سجادہ نشین ہوئے۔ ایک آدمی چوری کی تہمت میں گرفتار ہوا شیخ زادہ کے مکان پر اس نے پناہ لی بادشاہ کے سپاہی آئے اور گرفتار کر لے گئے۔ شیخ زادہ کو سخت ملال ہوا۔ اپنے والد بزرگوار کی قبر پر جاکر سر رکھ دیا اور بے اختیار ان سے امداد چاہی اس ملزم کو جب سپاہیوں نے بادشاہ کے سامنے پیش کیا بادشاہ چاہتا تھا کہ اس کی سزا کرے دفعتاً ملزم کی دونوں آستینوں سے دو شیر نکل آئے چاہتے تھے کہ بادشاہ پر حملہ کریں ملزم نے اپنی آستین کے اشارے سے شیروں کو منع کیا۔ جب بادشاہ سنجر نے یہ دیکھا کمال عذر و معذرت اس کے ساتھ کیا۔

(۲) حضرت محبوب یزدانی فرماتے تھے کہ حیات و موت میری برابر ہے۔ اور میں حیات و موت میں ہمراہ اپنے فرزندوں کے رہتا ہوں۔ ہرگز ہرگز یہ مجھ سے جدا نہیں۔

قطعہ

کسے کہ اولیا را مردہ داند — پس آں کس مردہ است ایں زندہ باشد

برآر از دل چنیں تصویر باطل — کہ الحق اولیا پائندہ باشد

فدایم داد عیش جاودانی — کہ ہم در مردگی باز زندہ باشد

منم در مردگی ہمراہ زندہ — بہر جا روح من زائندہ باشد

بہر جا خواہم ہستیم حاضر — کہ حاضر غائبم دانندہ باشد

اشرف از زندگی مردانہ مردہ — بہر جا خواندنش آئندہ باشد

حضرت نور العین فرماتے تھے کہ ایک دن حضرت محبوب یزدانی پر عجیب حالت پُرجوش پیدا ہوئی اپنے اصحاب کی نسبت بشارت آمیز باتیں فرما رہے تھے۔ جب میری نوبت پہونچی

دیر تک مجھ کو دیکھتے رہے آخر میں خوش ہو کر فرمایا کہ خبردار خبردار میں نے اپنے کو تم پر قربان کر دیا اور کسی چیز اور کسی نعمت میں تم سے دریغ نہیں رکھا اور تمہاری اولاد کیلئے (۱) اللہ تعالیٰ سے دعا کی ہے کہ ہمیشہ مقبول اور نیک رہیں اور تمہاری اولاد کے ہر طبقہ میں ایک شخص سالک اور مجذوب ہوتا رہے بلکہ ایک شخص ایسا پیدا ہو کہ میری خُو اور بُو اور میرے اوصاف اس میں بھرے ہوں۔ جبکہ زبان مبارک سے یہ دعائیہ کلمات سنے میں نے حضرت کے قدم پر سر رکھ دیا۔ حضرت نے میرے سر کو اٹھا کر اپنی گود میں لے لیا۔

قطعہ

مرا در حالت دریاب دریاب — کہ دریا بیسم دریا بیسم گوہر
درخت بار ور ہم سایہ داریم — بجنباں تا بریزد شاخ من بر
لگے فرماتے یوں وہ شاہ سمنان — کہ اے فرزند نور العین ذیشان
درخت میوہ دار و بار ور ہوں — ہلاؤ شاخ کو میوہ ہو افزوں

(۲) ذکر نسب نامہ

حضرت حاجی عبدالرزاق نور العین جس کو فقیر اشرفی جامع رسالہ ہذا نے حماۃ شریف میں جا کر بصحت تمام حضرت سید صالح آفندی نقیب الاشراف اور صاحب سجادہ خاندانِ قادریہ رزاقیہ کے سامنے کتاب قلائد الجواہر سے تصحیح تمام لکھا ہے وہ یہ ہے۔

حضرت قدوۃ الآفاق حاجی مولانا عبدالرزاق نور العین بن حضرت سید عبدالغفور حسن جیلانی ابن حضرت سید ابو العباس احمد جیلانی الحموی ابن حضرت سید بدرالدین حسن جیلانی الحموی ابن حضرت سید علاء الدین علی جیلانی الحموی ابن حضرت سید شمس الدین محمد جیلانی الحموی ابن حضرت سید سیف الدین یحیٰ جیلانی الحموی (اول بغداد شریف سے ہجرت کر کے حماۃ شریف میں استقامت اختیار کی) ابن حضرت سید ظہیر الدین احمد جیلانی ابن حضرت سید ابو النصر محمد جیلانی ابن حضرت سید عماد الدین ابو صالح نصر جیلانی ابن قاضی القضاۃ حضرت سید ابو بکر تاج الدین عبدالرزاق ابن حضرت سید غوث الثقلین نور القمر بن سید محی الدین عبدالقادر جیلانی

ابن حضرت سید ابو صالح موسیٰ جنگی دوست ابن حضرت سید ابی عبد اللہ جیلی ابن حضرت سید یحییٰ زاہد ابن حضرت سید محمد ابن حضرت سید داؤد ابن حضرت سید موسیٰ ابن حضرت سید عبد اللہ ابن حضرت سید موسیٰ الجون سبز رنگ ابن حضرت سید عبد اللہ ابن حضرت سید حسن المثنیٰ ابن حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ ابن حضرت سیدنا علی مرتضیٰ زوج سیدتنا فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت حضرت سیدنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(۱) حضرت نور العین نے مکتوبات اشرفی میں فرمایا ہے کہ فقیر ابوالحسن عبدالرزاق نے حضرت عمدۃ الاسلام و خلاصۃ الانام غوث الدہر قطب العصر امیر کبیر سلطان سید اشرف جہانگیر قدس سرہ کی خدمت میں بہمراہی حضرت علی ثانی سید علی ہمدانی مقامات مختلفہ کا سفر کرتے ہوئے مقام مدینۃ الاولیا میں پہونچے بطفیل حضرت محبوب یزدانی چار سو اولیائے کرام سے فیض حاصل کیا اور

(۲) یہ بھی خاتمہ مکتوبات اشرفی میں آپ نے لکھا ہیکہ اس فقیر بندہ عبدالرزاق نے ایک سال کے عرصہ میں حضرت محبوب یزدانی کی خدمت میں قرآن شریف ساتوں قرأت سے حفظ کر لیا تھا بعد اس کے تحصیل علوم شرعیہ میں مشغول ہوئے اور تمام علوم معقول و منقول و ریاضی و نجوم اور ہیئت و تفسیر و حدیث و فقہ وغیرہا چہاردہ علوم کی تعلیم ابتدا سے انتہا تک حضرت محبوب یزدانی سے حاصل کی۔ اور یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ مجھ پر حضرت محبوب یزدانی نے اس قدر کرم فرمایا اور ایسی توجہ کی کہ اگر رونگٹے رونگٹے میرے بدن کے قوت گویائی پائیں شرح اس کی بیان میں نہ لاسکیں۔

ادنیٰ ترین خیال تربیت اس فقیر کے ساتھ حضور کو ایسا تھا کہ جس وقت حضرت محبوب یزدانی نے کعبہ شریف کے سفر کا ارادہ فرمایا اور جہاز پر بندر ازمیر (بندرگاہ ازمیر) میں ہمراہ حضرت کے

(۳) بہت سے بزرگان زمانہ سوار تھے۔ ان بزرگوں میں حضرت مولانا اعظم جمال الدین بدخشانی بھی اسی جہاز پر ہمراہ سفر تھے۔ اور طریقہ حضرت مولانا کا یہ تھا کہ بغرض تجارت جہاز پر سوار ہو کر ساری دنیا کا سفر فرمایا کرتے تھے۔ اور ان کے علم اور معلومات کی یہ حالت تھی کہ اس کو کوئی بیان میں نہیں لاسکتا یعنی مختصر یہ کہ جامع معقول و منقول تھے۔ حضرت مولانا نے اس فقیر کے ساتھ بڑا کرم فرمایا۔ اور باوجود اس کے کہ میں بہت سے علوم الٰہی اور فنون نامتناہی حضرت محبوب یزدانی سے حاصل کر چکا تھا۔ لیکن جب خدمت حضرت مولانا میں اور بھی

عجائب و غرائب علوم معلوم ہوئے مثل علم ہیئت اور علم اقلیدس اور کتاب محسبی کے پڑھانے میں آپ کمال رکھتے تھے تو اس فقیر نے اپنی توجہ اس کے حاصل کرنے کی خدمت میں مولانا کے پیش کی۔ اسی سفر میں میں نے حضرت مولانا سے پڑھنا شروع کیا جبوقت جہاز ساحل بندر قسطنطنیہ پر پہونچا ہر شخص کو اپنی اپنی جگہ پر جانے کا خیال پیدا ہوا۔ حضرت مولانا کا خیال روم کی طرف جانے کا ہوا کیونکہ کچھ مال تجارت اس ملک کے مناسب آپ کے پاس تھے اور فقیر نے جس کتاب کو شروع کیا تھا اس کا مقدمہ بھی ابھی پورا نہیں ہوا تھا جس وقت حضرت محبوب یزدانی نے کتاب محسبی کی طرف پڑھنے کی توجہ حد سے زیادہ پائی تو جہاز پر ایک جماعت سوداگروں میں سے جو اس جہاز میں تھے سب کو مخاطب کر کے فرمایا کہ حساب مال اور اقسام مال تجارت مولانا کا تم لوگ قلمبند کر کے بتلاؤ کہ بازار مکہ اور بازار مدینہ سے اگر کسی قسم کا مال روم میں لیا جاوے تو کتنا منافع ہوگا۔ اور وہ اسباب جو روم سے چین کو لے جاتے ہیں تو اس مال کے بڑھنے میں کتنا فائدہ ہوتا ہے تمام سوداگر جتنے سوار تھے مولانا کے مال موجودہ جتنے تھے ہر مقام کے لحاظ سے ہر چیز کے خرید و فروخت کا اندازہ کرتے ہوئے کہ چین اور جس جگہ جو نرخ کی زیادتی اور کمی کے اعتبار سے نفع ہوتا ہے بیان کیا۔ اور نقود معین کر کے حضرت محبوب یزدانی کی خدمت میں عرض کیا۔ اور اس فقیر عبدالرزاق کو حضرت محبوب یزدانی کا حال خوب معلوم تھا کہ تین روز کے خرچ سے زیادہ کبھی آپ کے پاس جمع نہ رہا ہمیشہ سے یہی طریق حضرت کا تھا اور وہ تعداد معین جو سوداگروں نے مولانا کے منافع کی سامنے بیان کی حضور نے فرمایا جہاز کے ہر گوشے میں جاؤ اور حساب سے جتنی اشرفیاں مولانا کے منافع کی سوداگروں نے بتلائی ہے تلاش کر کے لے آؤ۔ جب لوگ جہاز کے گوشے گوشے میں تلاش کرنے لگے تو ایک لاکھ بیس ہزار اشرفیاں رائج سکہ حساب کرنے والوں نے جو تعداد بیان کی تھی اُسی کے موافق برآمد ہوئی حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ اشرفیاں مولانا کی خدمت میں پیش کر کے ان کے خزانچی کے سپرد کر دو اور کہدو کہ جس وقت میرے فرزند علی الاطلاق سید عبدالرزاق کی کتاب جس علوم کی ان کو خواہش ہے پڑھا دیں گے تو علاوہ اس زر نقد کے جو آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا ہے۔

اسی قدر اور آپ کی نذر کیجاتیں گی۔ حضرت مولانا نے قبول فرمایا اور فقیر کے پڑھانے میں مشغول ہوتے ایک سال تک جہاز میں حضرت مولانا کی صحبت رہی جب واپسی کا وقت ہوا اور میری کتاب ختم ہوئی بغرض ایفاء وعدہ ایک لاکھ بیس ہزار اشرفیاں اور بطریق انعام مولانا کی خدمت میں پیش کیا نہ کہیں سے منگوایا نہ کسی سے قرض لیا۔ مثل سابق جہاز ہی میں سے تلاش کر کے عطا کیا۔ حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ فرزند عبدالرزاق نورالعین نے اس قدر میری خدمت کی کہ کسی بشر نے مجھکو اس قدر ممنون احسان نہیں کیا جتنا فرزند نورالعین نے کمالِ خدمت گذاری سے مجھکو اپنا گرویدہ بنالیا۔ (۱)

بیت

اگر بندہ درکار مولیٰ بود ‏ ‏ ‏ نہ مولیٰ بود بلکہ مولیٰ بود

(۲) مدت تیس سال تک میرے بقیہ آب وضو کو پوشیدہ طور سے اس فرزند نے نوش کیا ہے اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں میں نے دعا کی ہے کہ آثار اس آب حیات کے اور برکتیں اور فوائد اس کے فرزند نورالعین اور ان کی اولاد میں قیامت تک باقی رہے گی بحرمت النبی وآلہ الامجاد۔

(۳) حضرت محبوب یزدانی اول سفر میں حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبندی سے اجازت اور خلافت لے چکے تھے۔ جب ملک عراق وعرب سے صاحبزادۂ نورالعین کو ساتھ لئے ہوئے شہر بخارا میں تشریف لائے اور خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی آپ نے پوچھا بچہ کون ہے؟ حضرت محبوب یزدانی نے عرض کیا کہ یہ میرا فرزند ہے۔ اور میں نے ان کو اپنی فرزندی میں قبول کیا ہے یہ لڑکا اولاد غوث الثقلین سے ہے۔ حضرت خواجہ نے فرمایا تمہارا فرزند میرا فرزند ہے۔ اور شیخ الاسلام وقت ہوگا۔

حضرت محبوب یزدانی نے عرض کیا جب آپ اتنی بڑی بشارت اس فرزند کیلئے فرماتے ہیں تو واسطے برکت کے ان کے ہاتھ کو اپنے دست ارادت کے نیچے لے لیجئے حضرت خواجہ نے قبول کیا اور اپنی توجہ باطنی سے مالامال کر دیا۔ بعد اس کے خدمت بابرکت حضرت شیخ خلیل اتاسی قدس سرہ صاحبزادہ کو حاضر کیا شیخ نے سب کو دعائیں دیں

اور اوصاف ظاہری و باطنی سے مشرف فرمایا۔ اس کے بعد حضرت محبوب یزدانی جن جن بزرگوں کے پاس پہونچے انہوں نے صاحبزادہ کے حق میں بکمال توجہ باطنی مہربانی فرماتے اور لقب شیخ الاسلام کے ساتھ سب نے ملقب کیا۔

(۱) کرامت حضرت نور العین

ایک دن حضرت محبوب یزدانی کے سامنے عطاء علم کا تذکرہ پیش ہوا کہ اولیاء کرام کو خدا نے وہ قوت بخشی ہے کہ ایک ادنیٰ جاہل کو اگر چاہیں دم میں عالم علم غیبی بنا دیں۔ اور ان کو علم غیبی عطا کرنا اور پوشیدہ سچی باتوں کا ظاہر کر دینا آش جو کھانے سے زیادہ آسان ہے۔ حضرت محبوب یزدانی کے قلب مبارک اور خیال مقدس میں کبھی کبھی یہ خطرہ آتا تھا کہ حضرت نور العین کا تصرف کسی دوسرے پر اپنی آنکھوں سے ایسا دیکھیں کہ بالکل میرا تصرف اس میں سرایت کر گیا ہے۔ جیسا کہ استاذ شاگرد کی تربیت کا اثر شاگرد میں دیکھنے سے اس کو پورا بھروسہ ہو جائے کہ میری تعلیم کامل طور سے اس شاگرد میں اثر پذیر ہو گئی ہے۔ اگر کوئی نقصان دیکھتا ہے اس کی اصلاح کرتا ہے اس وقت نور العین کو مخاطب کر کے فرمایا کہ امیر علی بیگ ترکی کو زمانہ ہوا کہ اس خاندان شریف کی خدمت و ملازمت کا شوق اس کے دل میں بیٹھ گیا ہے اور اب یہ چاہتا ہے کہ خدارسی اور قرب الٰہی کا طریقہ اختیار کرے۔ اور کسی نے اس پر دست تصرف نہیں رکھا اور نہ تربیت باطنی کی ہے۔ میرے سامنے تم امیر علی بیگ کی طرف توجہ علم غیبی کرو جب میں اس کا اثر دیکھوں گا تمہارے تصرف پر مجھکو اعتماد اور بھروسہ ہو جائے گا حضرت نور العین نے بطور عاجزی اور انکساری کے عرض کی کہ جہاں آسمان رہنمائی و ہدایت کا آفتاب اور زمانے کا پیشوا اور امامت کا سلطان جمشید جناب رحم و کرم کی محل سرائے شرافت میں جلوہ افروز ہو وہاں میری کیا طاقت ہے اور اللہ تعالیٰ اس آفتاب عالم تاب بے زوال نہ ڈالے۔ بحرمت النبی و آلہ الامجاد۔

بیت

تیرا رخِ آفتاب ہر نظر ہو　　صفا میں خوب سے بھی خوب تر ہو

ہما ہمت کا ہو وے مثل شہ باز ہر ایک شاہ جس کے زیر پر ہو

اور ذات بابرکات اسرار الٰہی کا مظہر ہے اور صفات والا درجات کنا تناہی انوار کا سرچشمہ ہے۔ آسمان اور زمین کا ماوی و ملجا ہے تندرستی و صحت کی گودوں میں ہمیشہ پلا کیے

مثنوی

قیامت تک رہے یہ دراماں میں	جو میں مانگوں ملے مجھکو جہاں میں
تیرے احکام عالم میں ہوئے جاری	ہے جیسے جسم میں جانِ جہانیں
فقط کون و مکاں پر حکم کیا ہے	ترا فرماں ہو جاری لامکاں میں
ترے اقبال کے مطلع سے سورج	رہے روشن زمین و آسماں میں
قیامت تک تمہیں میں کیا دعا دوں	رہو بعد از قیامت بھی جہاں میں
مقابل تیری عظمت کا نہیں ہے	کہیں کوئی زمین و آسماں میں
جسے دیکھو مثال قرۃ العین	وہ داخل ہو گروہ عارفاں میں
بزرگوں کے مجالس کے رہو صدر	صدارت ہو تری ہر اک زماں میں
یمانی پر نگاہ لطف ہو جائے	گنا جائے گروہ مومناں میں

آفتاب عالمتاب کے ہوتے ہوئے کسی دوسرے کی کیا مجال کہ تصرف و جذبہ کے زور میں اپنے کو دشواری میں ڈالے اور غریب ستارہ کی کیا طاقت کہ صاف اور روشن آفتاب کے سامنے تصرف کا دم مارے۔

بیت

خورشید سے کہنا کہ میں ہوں چشمۂ انوار معلوم ہے سب کو کہ سہا کو نہیں زیبا (سہیل)

(۱) جب حکم آمادگی میں زیادہ مبالغہ اختیار کیا فرمان کے بجا آوری نہ کرنے کو آداب اصحاب ارادت کے خلاف جانا امیر علی بیگ کی تربیت کے لئے کمربستہ ہو گئے اور سر جھکا دینے کے سوا چارہ نہ دیکھا۔ حضرت نور العین مراقبہ فرما کر امیر علی بیگ کے باطن پر تصرف فرمانے کیلئے متوجہ ہوئے اور ان کی روحانیت میں جذبہ پیدا فرمانے لگے ایک پہر گذرا تھا کہ تصرف کی نشانیاں اور تصوف کی روشنیاں امیر علی بیگ کے مبارک چہرہ

اور بلند پیشانی پر چمکنے لگیں کہ بعض ایسی کہ علماء قرب وجوار جو بیٹھے تھے اس کو نہ سمجھتے تھے۔ کچھ پڑھے لکھے درویشوں کی حالت کے منکر بھی بیٹھے تھے حضرت محبوب یزدانی نے ان کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ سب لوگ جانتے ہیں کہ امیر علی بیگ ایک ترکی ان پڑھ آدمی ہے اب جس کو تمام علوم سے کوئی مشکل مسئلہ معلوم نہ ہو وہ اس سے پوچھے اگر وہ (۱) نہ بتائے تو میں اس کا ضامن ہوں علماء نے ارشاد کے موافق عجیب وغریب مشکل مسائل خصوصاً علم ہیئت فلکیت اور علم منطق کے باریک سوالات دریافت کئے ایک کے دس جواب وہ بھی ٹھیک ٹھیک دیئے اور اس طرح باریکیاں بیان کیں کہ علماء کی سمجھ میں اس کی گنجائش نہ تھی بلاشبہ اس سرکار کے آفتاب توجہ کا ایک ذرہ کسی پر پڑ جائے تو ایک عالم اس کی روشنی سے چمک اٹھے۔"

اشعار

اولیاء ہیں مظہر شان خدا — علم حق ہے علم ان کا برملا
جس کو چاہیں بخشدیں دم میں کمال — عالم کامل کریں بے قیل وقال
کھل گیا جب ان میں اسرار نہاں — راز مخفی ہو گئے سارے عیاں
یاد آیا مجھ کو قول مولوی — خوب فرمایا ہے سر معنوی
علم حق در علم صوفی گم شود — ایں سخن کے باور مردم شود

ثنا خوانی اشرفی کچھ سہل سمجھا ہے
کہاں سے تو نے پایا اس قدر زور سخندانی

قطعہ

ذرا بھی چمکے گر خورشید اطلاق — چمک اٹھے اسی دم سارا آفاق
جو پڑ جائے کسی پر نور خورشید — تو بالکل ملک لے بے مثل جمشید

فقیر اشرفی جامع رسالہ ہذا نے وہ قصیدہ جو حضرت محبوب یزدانی کی شان میں لکھا ہے اس میں سے تین شعر مناسب شان حضرت نورالعین سمجھ کر لکھتا ہے۔

ابیات

وہ نورالعین زیب مسند سجادۂ اشرف
جو تھے فرزند پیر دستگیر غوث صمدانی
شرف کیا ذات عالی کو ملا ہے دونوں نسبت سے
ادھر محبوب یزدانی ادھر محبوب سبحانی
اگر یہ مرتضےٰ ثانی تو وہ ہیں مصطفےٰ ثانی
جو یہ سلطان سمنانی تو وہ ہیں شاہ جیلانی

(۱) حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ ایک شب غیب سے فقیر کو الہام ہوا کہ اے اشرف دنیا میں سب سے بڑھ کر تم کو کون نعمت ہم نے دی۔ میں نے عرض کیا کہ الٰہی کچھ نعمتیں بے حد تو نے مجھ کو عطا کیا لیکن شکرانہ چار نعمتوں کا ادا نہیں کر سکتا اور قیامت کے دن بھی انہیں چار نعمتوں پر مجھ کو فخر ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ ایک تو یہ کہ مجھ کو اپنے حبیب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد میں پیدا کیا۔ دوسرے یہ کہ شرف ملازمت اور حصول ارادت و بیعت حضرت شیخ علاء الحق والدین سے مجھ کو مشرف فرمایا۔ تیسرے یہ کہ مجھ کو دولت معرفت اور وجدان نصیب کیا اور چوتھی یہ کہ ۲ موتی دریاء حقائق اور ۲ جوہر کان دقائق سے مجھ کو نصیب کئے دو گوہر، ایک فرزند نورالعین دوسرے شیخ کبیر العباسی۔ انشاء اللہ تعالیٰ انوار ولایت اور آثار ہدایت آپ کی قیامت تک باقی رہے گی۔

(۲) حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ اس فقیر کو ایک سو چودہ مشائخ سے نعمت معرفت حاصل ہوئی۔ جس کو میں نے جہاں سنا ان کے پاس وہاں پہونچا اور ان سے فیضیاب ہوا لیکن یہ صدقہ میرے مرشد کا تھا جو ہر جگہ سے فیض حاصل کیا اگر میرے بدن کے سب بو نگٹے زبان ہو جائیں اور ہر زبان میں سو ہزار بیان کرنے کی طاقت پیدا ہو جائے تاہم شکرانۂ دولت مخدومی و مرشدی ادا نہیں کر سکتا۔

قطعہ

ہر سر موئے من زباں گردد   ہر زباں در خوع بیاں گردد

سرِ موئے بیانِ شکرانہ نتوانم چو صد نشاں گردد

(۱) الحمد للہ کہ یہ نعمتیں جو مشائخ زمانہ سے مجھ کو نصیب ہوئیں وہ سب اپنے فرزند نور العین کے اوپر سے قربان کر دیں اور ہر نعمتوں میں ان کو حصہ دیا۔

اشعار

ایک سو چہاردہ مشائخ سے نعمتیں پائیں شہ نے پے در پے
کیا وہ سب عطائے نور العین اپنا ثانی بنایا صد زین
دم میں قطرہ کو کر دیا دریا کیا اپنا سا گو ہر یکتا
بخت یا در ہو گر تو ایسا ہو شیخ رہبر ہو گر تو ایسا ہو
شیخ کیسا کہ غوث عالم ہو خلوت خاص حق کا محرم ہو
غوث اعظم کے ہو قدم بقدم پہونچے عالم کو اس سے فیض اتم

قطعہ

جہاں کے اولیاء اللہ سے جو نعمتیں پائیں
وہ نور العین کے اوپر سے قربان کر دیا میں نے
دُرِ دریائے عرفاں جس قدر تھی میرے سینے میں
وہ نور العین کے دامانِ دل میں بھر دیا میں نے

(۲) کرامت حضرت نور العین

قتلغ خاں جونپوری نے ایک موقع پر حضرت نور العین کے بارے میں کوئی ایسی بات ناگوار کہی تھی جس سے حضرت محبوب یزدانی کو ملال ہوا اور ان کو توفیق معافی چاہنے کی نہ ہوئی ایک رات کو اپنے کوٹھے پر سو رہے تھے کہ تین قلندر ہاتھ میں چھری لئے ہوئے آ گئے اور قتلغ خاں کو دے مارا۔ اور کہنے لگے تمہیں نے حضرت نور العین کے بارے میں نامناسب بات کہی ہے۔ تمہیں نہیں معلوم کہ وہ حضرت محبوب یزدانی اشرف سمنانی کے فرزند ہیں. قتلغ خاں نے ان قلندروں سے بڑی معذرت کی اور صبح کو حضرت قاضی حجت کی

سفارش لے کر خدمت عالی میں حاضر ہوئے اور کمال عاجزی سے معافی طلب کی۔

(۱) حضرت محبوب یزدانی نے ارشاد فرمایا کہ میں نے حق تعالیٰ سے دعا کی ہے کہ اٹھارہ پشتوں تک میرے فرزندان کے لئے جو کوئی برا چاہے گا یا برائی کریگا۔ مردانِ غیب اس کی جان کے دشمن ہو جائیں گے۔ ابھی میں زندہ ہوں اور تو میرے نورالعین کی غیبت کرتا ہے۔ میری موت اور زندگی برابر ہے۔

اشعار

اسی فیض و بخشش سے میں حشر تک — کروں گا تصرف بزیرِ فلک
کہیں اولیاء کو بھی آتی ہے موت — کسی کی کبھی روح ہوتی ہے فوت
جہاں جو کرے گا مصیبت میں یاد — وہ پائے گا میری مدد سے مراد
خدا کے ولی کو جو مردہ کہے — سمجھ لیجیو خود وہی مردہ ہے
فنا ہے تو ہے نفس ہی کو فنا — مگر روح کو ہے دوامی بقاء
نہیں جس کو کچھ معرفت سے خبر — وہی اس سے منکر ہے اے ذی ہنر
جہاں میں ہوں میں زندہ و پائدار — جہاں دار ہوں اور دولت مدار
جہاں سلسلہ حلقہ جنباں ہوں میں — حکومت کا دورِ دوراں ہوں میں
مرے سلسلے کو دیا جس نے چھوڑ — تو عالم نے زنجیر دی اس کی توڑ

(۲) ذکر خلفائے نورالعین و تاریخ وفات حضرت نورالعین (مخدوم آفاق)

آپ کا مزار حضرت محبوب یزدانی کے قبہ کے اندر پورب جانب واقع ہے۔

حضرت حاجی الحرمین سید ابوالحسن عبدالرزاق مخاطب بہ خطاب نورالعین اولادِ حضرت غوث الثقلین کے بعد خلفاء کا نام جہاں تک فقیر اشرفی کو اپنی تحقیقات سے ملا

درج کرتا ہے۔

(۱) حضرت نور العین کے پانچ صاحبزادے تھے۔ ایک حضرت سید شمس الدین، جو بہت بڑے عالم اور فاضل تھے مگر حیات کم پائی۔ اٹھارہ سال کی عمر میں ناکتخدا اپنے والد کے سامنے انتقال کر گئے جن کا مزار بنگلہ صحن آستانہ کے دکھن واقع ہے۔ آپ کے مزار پر آپ کا نام کندہ ہے۔

حضرت محبوب یزدانی قدس سرہ نے حضرت نور العین سے اخیر وقت میں ارشاد فرمایا تھا کہ آستانہ روح آباد اور خطۂ جونپور حرسہ اللہ عن الکسود اور قصبۂ جائس اور اطراف ردولی موئی بسوڑھی، یہ مقامات ہمارے خاص ہیں۔ ان مقامات کا خیال رکھنا۔

چنانچہ بموجب وصیت حضرت نور العین نے اپنے فرزند اکبر اور خلیفۂ اول حضرت مولانا سید شاہ ابی محمد الحسن شریف کو جس کے حق میں حضرت محبوب یزدانی نے خطاب حسن احسن الوجوہ واکبر الوقوہ خواہد بود، فرمایا۔ لفظ وقوہ کا ترجمہ منتہی العرب سے نقل کیا گیا (یعنی مراتب جذبہ وسلوک میں بہتر اور درگاہ شریف کے متولی ونگراں سجادہ نشین ہونگے) بعطاء خرقۂ خلافت مثال اجازت اپنا قائم مقام اور صاحب سجادۂ آستانہ روح آباد درگاہ کچھوچھہ شریف ضلع فیض آباد کرکے آپ کے تعلق ہدایت وارشاد اور تعلیم اور تربیت سلوک مریدان ومعتقدان جوار کچھوچھہ شریف فرمایا۔ آپ کی اولاد میں اکثر اولیاء بلند پایہ پیدا ہوئے جس کا ذکر میرے فرزند اور خلیفہ اور برادر زادہ مولوی حکیم سید نذر اشرف اشرفی نور اللہ قلبہ بنور العرفان نے اس رسالہ کے تتمہ میں بالتفصیل درج کیا۔

اسی سلسلہ عالیہ حسنیہ اشرفیہ میں فقیر سید ابو احمد المدعو محمد علی حسین الاشرفی الجیلانی جامع رسالۂ ہذا کو خلافت اور ارشاد سجادہ نشینی باخذ بیعت خاندانی حسنیہ اشرفیہ علی الاتصال پہونچی ہے۔ حضرت مخدومی حاجی سید ابو محمد اشرف حسین اشرفی سجادہ نشین زاد اللہ فیضانہٗ سے جو فقیر کے بڑے بھائی ہیں۔

بتاریخ ۲۸ محرم خاص روز وصال حضرت محبوب یزدانی رسم خرقہ پوشی ودیگر مراسم سجادہ نشینی کے عرس کے متعلق یہ فقیر ادا کرتا ہے۔ اس خاندان حسنی میں کثرت اولاد نہیں ہوتی

صرف چند نفوس قدسیہ ذریت سلسلۂ ہذا سے موجود ہیں جن کا ذکر تتمہ رسالہ ہذا میں میرے خلیفہ موصوف الصدر نے کیا ہے۔ حضرت سید حسن کی تاریخ (سید حسن سجادہ نشین اکبر ۸۹۸ھ) ہے آپ کے صاحبزادہ سید محمد اشرف بن حسن کی تاریخِ وفات (۹۱۰ھ شیخ) ہے۔

دوسرے صاحبزادۂ خورد سید ابی عبد اللہ الحسین قدس سرہ جن کے حق میں حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا تھا کہ "حسین ثانی ما است از وے خاندان بزرگ صادر گردد"۔ آپ کی تاریخ وفات (مخدوم الآفاق ۹۰۲ھ) ہے۔ آپ اپنے فرائضِ منصبی تعلیم و تربیت مریدان کے لئے جونپور میں تشریف لیجاتے مگر مستقل قیام اپنے بڑے بھائی سید ابی محمد ن الحسن کے پاس رکھتے تھے۔ اور باتفاق باہمی خاص روزِ عرسِ حضرت محبوب یزدانی یعنی ۲۸ محرم کو بڑے بھائی سید ابی محمد ن الحسن فاتحہ عرس شریف کرتے۔ اور ایک دن پیشتر تاریخ وصال سے یعنی ۲۷ محرم کو آپ فاتحۂ عرس کرتے۔ اب تک دونوں خاندانوں میں یہی قاعدہ ادائے مراسم عرس اور فاتحہ چلا آیا ہے۔

تیسرے صاحبزادہ حضرت مولانا سید حاجی احمد قتال قدس سرہ جن کو حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا تھا، "احمد ثانی مسمی باسم نبوی و موصوف بہ صفات مصطفوی، واز تو فرزند عزیز الوجود صاحب الجود شوند"۔

حضرت نور العین نے آپ کو خرقۂ خلافت اور مثال اجازت عطا فرماکر صاحب ولایت قصبۂ جائس کا سجادہ نشین بنایا اور اس جوار کے مریدان و معتقدان کی تعلیم اور ہدایت آپ کے تعلق فرمائی ہیں۔ اس قصبۂ جائس میں حضرت محبوب یزدانی نے زمین خرید کر ایک خانقاہِ عالیشان مع تہ خانہ تیار کرائی تھی۔ اور ایک مکان چلہ کشی اور گوشہ نشینی کے لئے علیحدہ بنایا تھا (۱) اور اس مکان کی محراب میں ایک اینٹ نصب کی تھی جس کو حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت محبوب یزدانی کو عطا فرمائی تھی اور اس پر اسم "اللہ" بہ خط عربی لکھا ہے۔ اس خاندان میں بھی بڑے بڑے اولیاء اللہ جلیل القدر پیدا ہوئے۔ یہاں بھی بہ رسم قدیم آخر عشرۂ محرم میں فاتحہ و عرس ہوتا ہے۔ اور حضرت مولانا حاجی احمد قتال کی تاریخ وفات (پیر دستگیر ۹۰۶ھ) ہے۔

چوتھے صاحبزادہ حضرت مولانا سید شاہ فرید الدین قدس سرہ جن کی نسبت حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا" بیا فرید ثانی کہ از تو بوئے محبت الٰہی وخلت نامتناہی می آید"۔
آپ کو حضرت نور العین نے بہ عطائے خرقۂ خلافت ومثال اجازت صاحب ولایت موئی اطراف ردولی کا کیا۔ اور اس اطراف کے مریدان ومعتقدان سلسلۂ اشرفیہ کی خدمتِ تعلیم وتربیت آپ کے سپرد کر دی۔ آپ کی تاریخ وفات (نہیں ملی) ہے۔
حضرت مولانا سید ظہیر الدین محمد آبادی حضرت نور العین کے خلفاء صاحب کمال اور جلال سے تھے۔
مکتوبات اشرفی میں حضرت محبوب یزدانی نے سید حمید الدین محمد آبادی کو تحریر فرمایا تھا کہ وقتاً فوقتاً سید ظہیر الدین محمد آبادی کی صحبت میں جایا کرنا۔ میرے فرزند نور العین کے وہ خلیفہ صاحب درجات عالیہ ہیں۔ آپ کا مزار متصل محمد آباد گوہنہ ضلع اعظم گڑھ بیرون قصبہ سمت مغرب واقع ہے۔ اس مقام کا نام زمین ہے۔
آپ کے روضۂ منورہ کے متصل تالاب عمیق ہے، قصبے کے اندر آپ کا مزار ہے۔ حوالی روضہ میں نخلستان بکثرت ہیں۔ آپ کی اولاد مقام آملو متصل مبارکپور ضلع اعظم گڑھ میں قیام پذیر ہے۔ اور سلسلۂ بیعت بھی جاری ہے۔ ایک بیاض میں فقیر جامع رسالۂ ہذا نے حضرت نور العین کے چند خلفاء کے نام لکھے دیکھے وہ بھی نقل کر دیئے جاتے ہیں۔
حضرت خواجہ عبد العزیز قدس سرہٗ ۔ حضرت خواجہ ابو الفتح گوالیاری قدس سرہٗ
حضرت خواجہ وصی اشرف قدس سرہٗ ۔ حضرت قاضی سید یٰسین کنجھوی علم بردار۔
آپ کا مزار کچھوچھہ شریف سے چار کوس پر لب تالاب موضع کنجہا میں واقع ہے۔ آپ کے خاندان میں سلسلہ بیعت کا بھی جاری ہے۔

بارہواں صحیفہ

① حضرت محبوب یزدانی کے بعض خلفائے کرام کے بیان میں۔

② قال الاشرف سلسلة المشائخ مسلسلة تصل الیٰ شجرة المقصود من ربط عنقه بربقها عتق من رق المتعددة

ترجمہ:۔ حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ سلسلہ مشائخ کا مسلسل ہے۔ درخت مقصود کی طرف پہونچتا ہے جس نے کہ باندھا اس کو کسی رسی سے وہ آزاد ہوا غلامیٔ متعددہ سے۔

③ مثنوی

اولیاء اللہ کا یہ سلسلہ
مصطفٰے سے ہے مرے رب تک ملا

تھے قرین مصطفٰے حیدر ولی
واقف سرِ خفی و ہم جلی

ان کے حسنین و حسن بصری ہوئے
خاص نائب اور خلیفہ شاہ کے

یہ اجازت اور خلافت بر ملا
خواجگان چشت کے حصہ میں آ

غوث عالم اشرف سمناں کو جب
پہونچی یہ دولت بفضل ولطف رب

آپ نے جس کو خلافت کی عطا
ہوگیا وہ قوم کا شیخ ھُدیٰ

دیکھئے محبوب یزدانی کی شاں
فیض سے جن کے منور ہے جہاں

آپ نے جس کو خلیفہ کردیا
سینہ میں انوار عرفاں بھر دیا

جو مسلسل اس میں آکر ہوگیا
خلق میں وہ مرد برتر ہوگیا

اشرفی جس پر ہو لطف کردگار　　اس کو ملتی ہے یہ دولت پائدار

① ذکر مجمل حضرت نور العین خلیفۂ اوّل صاحب سجادہ اہل محبوب یزدانی

اعظم العلماء وافضل الخلفاء حضرت قدوۃ الآفاق حاجی الحرمین سید عبدالرزاق نور العین حضرت محبوب یزدانی کے ہمشیر زادہ اور صاحب سجادہ تھے۔ جن کے حالات گیارہویں صحیفہ میں درج کئے گئے ہیں۔ یہاں اسی قدر کافی اور بس ہیں کہ حضرت محبوب یزدانی نے جو ایکسو چودہ مشائخ سے فیضان و برکات حاصل کئے تھے وہ سب آپ کو عطا فرمائے۔

② ذکر حضرت شیخ کبیر العباسی قدس سرہ

آپ کے بعد حضرت شیخ کبیر العباسی کے اوپر حضرت محبوب یزدانی اسقدر عنایت فرماتے تھے کہ بعض محل میں حضرت کے صاحبزادہ کو رشک آجاتا تھا مگر یہ خطرہ اسوقت صاحبزادہ کے خاطر نازک سے رفع ہوا جب سفر سیلان میں حضرت کبیر کی کرامت عظیمہ مشاہدہ کی اس وقت سے آپ کی عظمت دل میں پیدا ہوگئی۔

③ حضرت کبیر العباسی قدس سرہ کو جب کسی وقت بہار کی فصل میں جذبۂ قوی پیدا ہوتا تو عالم وجد میں مستانہ کسی نہ کسی طرف نکل جاتے۔ جب اپنی حالت میں آجاتے تھے تو وہاں سے لوٹتے۔ ایک مرتبہ حالت وجد میں آپ پر عجب کیفیت پیدا ہوئی تھی۔ اور صحرا کی طرف مستانہ وار نکل گئے۔ موضع مسرن جو دوست پور ضلع سلطانپور کے قریب ہے اسی حالت میں وہاں پہونچے۔ جب عالم شعور میں آئے تو موضع مذکور کی مسجد کے گوشہ میں جا بیٹھے اور سر بجیب استغراق ہوئے۔ وہ زمانہ ماہ پھاگن کا تھا جسمیں اہل ہنود کی ہولی ہوتی ہے۔ مرد و عورت گاتے بجاتے مسجد کے دروازے تک آئے اور بیہودہ حرکتیں کرنے لگے اور شور و غوغا مچانے لگے۔ ایک شخص ان میں سے گدھے پر سوار آپ کے سامنے آیا اس نے اس قدر شور مچایا کہ آپ عالم بیخودی سے ہوش میں آئے جب آپ کی نظر

اس پر پڑی۔ اس خرسوار کی طرف اشارہ کر کے فرمایا" دور باش" ہاتھ سے اشارہ کرنا تھا کہ وہ خرسوار کیا دیکھتا ہے کہ میں کوہستان سیلان میں ہوں۔ ہر طرف سر مارتا ہے اور دوڑتا ہے کہیں راہ نہیں پاتا مجبور ہو کر بیٹھ گیا۔ کیا دیکھتا ہے کہ عصر کی نماز کے وقت ایک صاحب ظاہر ہوئے تو دو کلچہ روٹی اور ایک پیالہ پانی خرسوار کو دیا۔ اسی طرح سات برس تک اس کا راتب روزانہ پہونچایا کرتے تھے۔

اتفاقاً حضرت محبوب یزدانی بارادۂ سفر بیت اللہ زاداللہ شرفاً و تعظیماً چلے۔ حضرت کبیر سے ارشاد فرمایا کہ اس سفر میں تم میرے ساتھ ہمراہ رہو۔ عرض کیا۔ زہے سعادت جو حضور مجھ کو ہمراہ رکھیں۔

ہمیشہ کا معمول یہ تھا کہ جب حضرت محبوب یزدانی کہیں سفر کو تشریف لے جاتے تو حضرت شیخ کبیر کو واسطے حفظ مقام اپنی خانقاہ میں چھوڑ جاتے۔ جب آپ کا گذر دامن کوہ سیلان میں ہوا اور وہیں اترے سے قلندرانِ ہمراہی گھاس اور لکڑی کی فکر میں جنگل میں پھرنے لگے۔ ایک وحشت ناک صورت ریچھ کی طرح ان لوگوں نے دیکھی جب غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ آدمی ہے۔ اس کی کیفیت حضرت محبوب یزدانی کی خدمت میں عرض کی۔ چند خدام کو حکم دیا کہ اسکو میرے پاس لاؤ۔ جب اس کو حاضر کیا فرمانے لگے تیرا ماجرا کیا ہے اور یہاں تجھ کو کون کھانا دیتا ہے۔ اگر تو اس کو دیکھے تو پہچان لے گا عرض کیا کیونکر نہ پہچان لوں گا کہ حیوان اپنی پرورش کنندہ کو پہچانتا ہے۔ حضرت نے شیخ کبیر کو طلب کیا وہ حاضر ہوئے۔ اس شخص کی صورت دیکھکر آپ شرمندہ ہو گئے۔ اور اس شخص نے اٹھ کر حضرت کبیر کے قدموں پر سر رکھدیا اور عاجزی کرنے لگا۔ حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ اب وقت کرم کا ہے اس کی خطا معاف کرو۔ حضرت کبیر نے عرض کیا کہ ذرۂ بے نور کو کب یہ تاب ہے آفتاب کے سامنے اپنی روشنی دکھلائے۔ فرمایا کہ اسکے دردِ دل کی دوا تمھارے ہاتھ میں ہے۔ آخر بموجب ارشاد حضرت محبوب یزدانی اس کی خطا معاف کی۔ اور تلقین کلمۂ شہادت کر کے اس کو مرید کیا اور اس کے لب کے بال اپنے ہاتھ سے تراشے جو بہت بڑھ گئے تھے۔ فرمایا کہ آنکھ بند کر۔ ایک پلک ہلانے کی دیر میں اس شخص نے اپنے کو اسی گاؤں میں پایا جہاں اس کا مسکن تھا۔ اور اس سے اپنے گھر پہونچ کر عجیب و

(۱)

غریب باتیں ظاہر ہوئیں۔ اور کیوں نہ ہوتیں کہ وہ شخص ایک ولی کامل کے ہاتھ پر مرید ہو گیا تھا جب حضرت نور العین نے حضرت شیخ کبیر کی یہ کرامت دیکھی تو آپ کی خاطر نازک سے وہ خیال رشک آمیز شیخ کبیر کی جانب سے جاتا رہا۔

حضرت محبوب یزدانی کی عنایت اور توجہ خاص اس خط کی عبارت سے ظاہر ہوتی ہے

(۱) مکتوب شریف یہ ہے

عریضۂ فرزند اعز اکرم شیخ الاسلام وسلالۃ الاکابر شیخ کبیر طال اللہ عمرہٗ در اشرف اوقات رسیدہ و مضمون او مطلع گشت آں فرزند بدعاء ایمان و مزید نعمت دارین مخصوص است۔ کیفیتے کہ بعض نمودہ بودہ اند معلوم شد۔ درویشاں بہ صباح بہ سفراند و آں فرزند کا غذہائے امانت برابر کردہ بجہت ملاقات بیایند۔ ایں بلاد بفرمان مشائخ چشت قدس اللہ ارواحہم مفوض برآں فرزند شدہ است۔ اوقات شریفہ خود را بطاعت مامور دارند۔ و نام آباء واجداد خود تازہ گردانند ہیچ مخلوق نہ پردازند و خلائق را دعوت کنند و بہ سخن جہال و عوام و دیو مردم التفات نہ نمایند، غم ایمان خوردہ کار دیں کنند و آنکہ مزاحمت مستقیم و مقیم اسماعیل برادر در باب آں فرزند و خیل خانۂ آں فرزند نوشتہ بودند۔ درویشاں در مہم خیل خانہ و فرزندان آں فرزند فاتحہ خواندہ ہر عامل و ہر عہدہ دارے کہ در باب آں فرزند و خیل خانہ و فرزنداں در انداز برافتد۔ و ازیں جہان بے اولاد برود، و گمان آنست کہ دکترا ایماں ہم بخورد آں فرزند از برگزیدگان اند ہر کہ مزاحمت و تشویش نماید بدارین ہی نیاید خود التفات برآں نہ نماید حوالہ پیران چشت بکنند و اولاد و احفاد آں فرزند راہمیں حکم است بحکم قولہ تعالیٰ۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ ۚ كُلُّ امْرِئٍ بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ پ۲۷ ع ۳

و آنچہ فرستادہ شدہ است خرچ بکنند و ہنگام بے خرچی یدیں درویش باز نمایند۔ وظیفۂ دیگر چنانکہ حوالہ شدہ است صبح و شام معمول دارند و در دعاء مسلماناں بجد باشند۔ و ایں درویش را بدعاء ایمان یاد آرند انشاء اللہ تعالیٰ بخیر مقرون گردد۔ ماہ محرم و در حاشیہ

ایں کلمات بود و فرزنداں و عزیزاں و سایرِ مریدان را دعا خوانند ۔ برادر اعز قدوۃ السالکین مفخر الاکابر خواجہ نقشو بدعوت داریں مخصوص است ۔

کتبہٗ : درویش اشرف

ترجمہ مکتوب شریف

از حضرت محبوب یزدانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

عزیز گرامی فرزند شیخ الاسلام و سلالۃ الاکابر شیخ کبیر طال اللہ عمرہ

کا مکتوب مبارک گھڑیوں میں پہونچا اور اس کے مضمون سے واقف ہوا۔ پیارے فرزند! ایمان اور دنیا و آخرت کی نعمتوں کی زیادتی کے ساتھ مخصوص ہے۔ بعض مذکورہ حالات معلوم ہوئے۔ فقرا صبح کے وقت سفر میں روانہ ہو رہے ہیں (لہٰذا) وہ صاحبزادے امانت کے کاغذات ترتیب دیکر ملاقات کے لئے آجائیں یہ شہر مشائخ چشت (قدس اللہ ارواحہم) کے حکم سے انھیں صاحبزادے کے سپرد کیا گیا ہے۔ اپنے بہتر اوقات کو فرمانبرداری میں ہی گذاریں۔ اپنے آبا و اجداد کے نام کو روشن رکھیں۔ کسی بھی مخلوق کے ساتھ مشغول نہ ہوں اور جملہ مخلوقات کو دعوت حق دیتے رہیں جہلا و عوام اور شیطان صفت لوگوں کی باتوں پر دھیان نہ دیں۔ ایمان کا درد لئے ہوئے دین کا کام کریں۔ اور اسماعیل بھائی نے مذکورہ صاحبزادے اور اس کے اہل خانہ کے متعلق جس پریشانی اور تقسیم کی رکاوٹ کا ذکر کیا ہے تو درویشوں نے اس صاحبزادے کی اولاد و اہل خانہ کے حق میں دعا کی ہے اب جو بھی عامل اور عہدہ دار اس صاحبزادے اور گھر کے افراد و اولاد کے معاملہ میں دخل اندازی کریگا تباہ ہو جائیگا اور اس دنیا سے بے اولاد مرے گا اور خطرہ ہے کہ نازک دولت ایمان کو بھی کھو بیٹھے۔ وہ صاحبزادے برگزیدہ لوگوں میں ہیں۔ جو بھی رکاوٹ و پریشانی میں ڈالے گا دونوں جہان میں محروم رہے گا۔ بذات خود اس پر توجہ نہ دیں بلکہ پیرانِ چشت کے حوالے کر دیں اور اس صاحبزادے کے جملہ اولاد اور پوتوں کو اللہ کے فرمان کے مطابق یہ حکم ہے کہ۔ اور جو ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ایمان کے ساتھ ان کی پیروی کی ہم نے ان کی اولاد ان سے ملادی اور ان کے عمل میں انھیں کچھ کمی نہ دی سب آدمی اپنے کئے میں گرفتار ہیں۔ ۲۷ سع (کنز الایمان) اور جو کچھ بھیجا گیا ہے اس کو استعمال کریں اور بوقت ضرورت اس فقیر کی جانب رجوع کریں

اور دوسرے وظائف جو دیئے گئے ہیں صبح وشام معمول میں رکھیں اور مسلمانوں کے لئے دعا میں کوشش جاری رکھیں اور اس فقیر کو ایمان کی دعامیں یاد رکھیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ بھلائی پائیں گے محرم کے مہینہ میں یہ کلمات تحریر ہوئے۔ اور بچوں اور عزیزوں اور تمام مریدوں کو دعا کہیں۔ عزیز بھائی قدوۃ السالکین مفخر الاکابر خواجہ محمد تقو دونوں جہاں کی دعاؤں کے ساتھ مخصوص ہیں۔

کتبہ درویش اشرف

① ذکر شیخ محمدؐ دریتیم قدس سرہ

حضرت شیخ محمد دریتیم قدس سرہ وہ اپنے والد ماجد کے خلیفۂ برحق اور خلیفۂ اصدق تھے۔ حضرت شیخ کبیر آپ کی کم سنی میں انتقال کر گئے تھے اور آپ کو حضرت محبوب یزدانی کے سپرد کر گئے تھے۔ حضرت نے تعلیم ظاہری و باطنی پورے طور سے کر کے خاص اپنے حجرہ میں توجہ فرماتے تھے۔ اور ان کے نکاح میں خود قصبۂ سرور پور میں تشریف لے گئے تھے اور تمام نعمتوں سے مالا مال کر دیا تھا۔ اور پیار سے دریتیم کہہ کر پکارتے تھے اور یہ فرماتے تھے کہ یہ بچہ میرے فرزند شیخ کبیر کی یادگار ہے۔

② ایک روز کچھ صوفیوں کی جماعت سفر کرتے ہوئے قصبۂ سرور پور میں اتری اور اپنی کرامت کا اظہار کر کے دکان کھولی۔ جوار و دیار کے لوگوں نے مشاہدۂ کرامت کیا۔ سب لوگ معتقد ہو گئے حضرت دریتیم کو جو وہاں کے صاحب ولایت تھے یہ بات ناپسند گذری حضرت حاجی عبدالرزاق نورالعین کی خدمت میں ایک عریضہ ان جماعت خودنما کا حال لکھکر بھیجا حضرت نورالعین نے جب عریضہ ملاحظہ کیا اس کی پشت پر اپنے قلم مبارک سے لکھدیا "کل صبح کے وقت جواب رقعہ معلوم ہوگا" جب صبح ہوئی درویشان خودنما کی جماعت میں شور و غوغا ہو رہا تھا جب دریافت کیا تو اس جماعت کے سر حلقہ کو دیکھا اپنا ہاتھ اپنے سر پر مارتا ہے اور کہتا ہے کہ عجیب باعزت لوگ ہیں کہ اپنی ولایت میں مسافر کو نہیں ٹھہرنے دیتے کہ چند روز آرام کرے۔ ایک شخص نے پوچھا کہ کیا ہوا۔ اس نے کہا کہ آدھی رات سے کچھ زیادہ رات گئی تھی کہ ایک گروہ قلندروں کا چھرے ہاتھ میں لئے ہوئے اور سیخیں لے کر پہونچے اور اس جماعت کے سر حلقہ کو پکڑ کر زمین پر دے مارا۔ جب اپنے پیران طریقت سے مدد چاہی تو روحانیہ حاضر آئیں اور ان قلندروں سے بے حد عذر و معذرت کی یہاں تک کہ قلندروں نے اس سر حلقہ کو پناہ دی۔ روحانیہ پیران سلسلہ نے کہا کہ اسی وقت اسباب باندھو اور یہاں سے چلے جاؤ۔ جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو کہ ہم اسباب باندھ رہے ہیں۔

مثنوی

شیر جس بن میں آکے رہتا ہے — واں کوئی جانور ٹھہرتا ہے ؟
بھول کر آئے اس میں گر رو باہ — کیوں نہ ہو جائے اس کا حال تباہ

(۱) ذکر حضرت شیخ شمس الدین فریاد رس اودھی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ شمس الدین ابن شیخ نظام الدین صدیقی اودھی۔ وہ بہت بڑے عالم و فاضل اور جلیل القدر تھے۔ تحصیل علوم عربیہ حضرت مولانا قاضی رفیع الدین اودھی سے کیا تھا بیعت ارادت بھی آپ ہی سے کی تھی۔ جب خواہش تکمیل علوم باطنی اور اشغال سلوک مولانا سے کی انھوں نے فرمایا کہ اے فرزند جو کچھ کہ علم ظاہری تمہارے نصیب میں تھا وہ تم کو مجھ سے ملا لیکن تعلیم علوم صوفیہ اور تکمیل طائفۂ علیہ تمہاری ایک سید کے ہاتھ میں ہے جو عنقریب یہاں تشریف لائیں گے خبردار خبردار انکی ملازمت کو غنیمت جاننا کہ تمہارے کام کی کنجی ان کے ہاتھ میں ہے۔ جب چند روز گذرے حضرت محبوب یزدانی ملک بنگالہ سے آرہے تھے۔ اور ایک عرصہ تک مقام روح آباد درگاہ کچھوچھہ میں قیام فرمایا۔ کبھی کبھی فرماتے تھے کہ ایک دوست کی خوشبو آرہی ہے۔ اتفاقاً حضور روح آباد سے دو تین دن کے بعد خطۂ اودھ میں تشریف لائے اور مقام مصلی میں ٹھہرے۔ تمام علماء و مشائخ شہر حضرت کی زیارت کو آئے سب کے پیچھے حضرت شیخ شمس الدین آئے۔ دور سے جیسے آپ کی نگاہ ان پر پڑی فرمایا کہ فرزند شمس الدین ہم تمہارے واسطے آئے ہیں۔ اس بات کے سنتے ہی آپ کے قلب میں آتش عشق بھڑک اٹھی اور کمال صدق و اخلاص سے سر نیچا کر دیا اور حضور کو دریافت کرنے لگے کہ دفعتاً حضرت شیخ شمس الدین پر کیفیت وجد طاری ہوئی قلب کی حرارت بڑھی۔ حضرت محبوب یزدانی نے ایک کٹورہ پانی ان کو پلایا مزاج درست ہو گیا۔ اور چند روز تک آپ نے ان کو خلوت میں گوشہ نشین کیا۔ دس دن گذرے تھے کہ حضرت شمس الدین پر جذبۂ قوی پیدا ہوا حضرت نے خادم سے فرمایا کہ خبردار شمس الدین کے حال سے غافل مت رہنا۔ ایک گھنٹہ گذرا تھا کہ حضرت شیخ

شمس الدین پر ایسی حالت پر جوش ظاہر ہوئی۔ ہر چند لوگ حفاظت کرتے تھے مگر آپ خلوت کے باہر نکل آئے بمشکل تمام لوگوں نے پکڑ کر خلوت کے اندر کر دیا اور دروازہ مضبوط بند کر دیا۔ جب چلہ کشی ختم ہو گئی حضرت محبوب یزدانی نے ان کو خرقۂ خلافت اور مثالِ نیابت عطا کر کے انواع مقاماتِ منتہیانہ سے مشرف کر کے فرمایا کہ "اشرف شمس و شمس اشرف از ہم جدا نہ اند" تربیت مریدان خطۂ اودھ آپ کے سپرد کی۔

ایک مرتبہ حضرت محبوب یزدانی سفرِ حج کے لئے آستانۂ روح آباد سے چند منزلیں طے کر کے خطۂ اودھ خانقاہ حضرت مولانا مخدوم شیخ شمس الدین فریاد رس اودھی میں نزول فرمایا۔ حضرت مخدوم نے بعد ادائے خدمت وضیافت حضرت محبوب یزدانی سے عرض کیا کہ اس سفر میں حضور مجھ کو اپنے ساتھ لے چلیں۔ آپ کی جدائی کا غم مجھ سے اٹھایا نہیں جائیگا۔ فرمایا کہ تمھاری خاطر مجھ کو مد نظر تھی اور تم کو اپنے ساتھ لے چلتا مگر یہ ولایت جو ہمارے خلفاء و مریدین سے بھری ہوئی ہے تمہارے جانے سے خالی رہ جائے گی، تم سب کے اوپر توجہ اور نگرانی کر وگے۔ جب حضور کے ہمراہ قصبہ منگلسی تک پہونچانے گئے اس کے بعد حضرت محبوب یزدانی نے بعدِ نصائح مناسب حال و وقت فرماکر واپس کیا اور فرمایا کہ جو کچھ فتوح اور نعمتیں اس سفر میں مجھ کو اولیاء زمانہ سے ملیں گی وہ تم کو دوں گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

جب حضرت مخدوم شمس الدین قصبۂ منگلسی سے واپس آنے لگے اپنے ذوقِ عشق اور صدمۂ مفارقت میں یہ اشعار پڑھتے تھے جو خاص ان کا کلام ہے۔

غزل

فراق روئے مبارک مرا چناں باشد	کہ بہر آدم از روضۂ جناں باشد
بلا آں چناں ست فراق جمال میمونت	کہ وقت مرگ گہ اں در بدن رواں باشد
ز چشم مردم چوں نور می شود بیروں	چگونہ روشنی چشم مردماں باشد
ہمہ نصیب بود بہر ماز رخسارت	کہ برگ گل چمن از ماہ آسماں باشد
ز چشم ما و جمال تو فرق دانی چیست	ہمانقدر فرق کان بفرقداں باشد

مرا کہ ذرہ تو شمس کرد از تو جُدا — چگونہ ذرہ خورشید در جہاں باشد

(۱) قصبۂ منگلسی سے خطۂ اودھ تک چار پانچ کوس تک الٹے قدم آئے۔ حضرت محبوب یزدانی کی طرف پشت نہ کی۔ جب حضرت محبوب یزدانی سفر سے لوٹے تو بموجب اَلْکَرِیْمُ اِذَا وَعَدَ وَفٰی۔ جو کچھ تبرکات مشائخ مختلفہ سے پائے تھے سب کچھ حضرت شمس الدین کو عنایت فرماتے۔ یہاں تک کہ ایک پیسہ جو ایک درویش غار نشیں سے حضرت نے پایا تھا وہ بھی آپ کو عنایت کیا۔ سچ ہے وعدۂ اکابرِ دین ایسا ہی ہوتا ہے۔

مثنوی مولوی رُوم

وعدہ باشد حقیقی دل پذیر — وعدہا باشد مجازی طاسہ گیر

وعُدۂ اہل کرم گنج رواں — وعدۂ نااہل شد رنج رواں

(۲) کتابُ مسمیٰ بہ اسرارِ حقیقت

اجودھیا اسلامی نظارہ میں منشی لچھمی نرائن صدر قانون گو ضلع فیض آباد۔ قوم کائستھ ساکن سریواستویانے جن کو بزرگوں کے تاریخی حالات کا ازحد شوق تھا کچھ مختلف کتابوں سے اور جناب مولانا حاجی عبدالکریم جو اودھ کے تاریخ مجسم تھے۔ ان کی تصانیف سے انتخاب کر کے لکھا ہے۔ اس میں تحریر کیا ہے۔ کہ حضرت شیخ شمس فریاد رس آپ کا نام حضرت شاہ شمس الدین صدیقی اودھی تھا۔

(۳) اور حضرت شاہ شمس فریاد رس کے نام سے جو شہرت ہے۔ عام طور سے وہاں کے لوگوں کی زبانی معلوم ہوا کہ جو مصیبت میں آدھی رات کے وقت مزار شریف پر حاضر ہو کر اپنے مطلب کی التجا کرے تو حق تعالیٰ ان کی برکت اور طفیل سے حاجت رفع فرماتا ہے۔ بلکہ بالخصوص دفعِ ظالم کے لئے آپ کا مزار تالاب اٹوہ گوشۂ شمال وجنوب میں ایک بلندی پر واقع ہے۔ یہ حضرت سلطان سید اشرف جہانگیر قدس سرہ کے خلفاءِ اعظم میں تھے کچھ زمین واسطے عرس اور مرمت درگاہ قدیم زمانہ سے معاف کی چلی آئی تھی مگر وہاں

کے متولی معمولی طور سے عرس کر دیتے ہیں جن کے نام سند معافی عطا ہوئی ہے خانقاہ کو ویران اور بے مرمت کر رکھا ہے احاطۂ روضہ کی دیواریں منہدم ہوگئی ہیں آپ کی تاریخ وفات یہ ہے۔

قطعۂ تاریخ

بہفتم محرم روز جمعہ — رسید ند برضوان مثال شمع
زہجرت نود ہفت صد بود سال — کہ با ملک علوی شدہ ہم مقال

(۱) آپکے صاحبزادے حضرت شاہ بدیع الدین قدس سرہ سے تین صاحبزادے وجود میں آئے ایک حضرت شاہ احمد، دوسرے حضرت شاہ جہانگیر، تیسرے حضرت شیخ اللہ داد، اولاد حضرت شیخ احمد موضع کولا پور، پرگنہ منگلسی، ضلع فیض آباد میں آباد ہیں۔ اور مزار حضرت شیخ احمد کا بیرون موضع اسی گاؤں میں ہے اور آپ کا عرس بھی ہوتا ہے اور زمینداری اسی موضع کی آپکی اولاد کے نام ہے موضع کولا میں شیخ نصرت علی اور ان کے صاحبزادے امتیاز حسین مع دیگر برادران خاندانی آباد ہیں۔ اور حضرت شیخ جہانگیر سے حضرت مولانا علاء الدین رحمۃ اللہ علیہ پرگنہ منگلسی ضلع فیض آباد کے قریب موضع کولا آپ ہی کے نام سے موسوم ہے۔ یعنی موضع علاء الدین پور کے نام سے مشہور رہے وہاں آپ کی اولاد سے قاضی بشارت علی وغیرہ جن کے تعلق اس پرگنہ کا عہدۂ قضا ہے۔ اور حضرت شیخ ابوداؤد اللہ داد کی نسل سے مولوی محمد نصیر صاحب ہیں جو کہ بڑے زبردست عالم تھے تاریخ سیر المتاخرین وغیرہ میں لکھا ہے کہ مولانا محمد نصیر فرخ سیر بادشاہ کے زمانہ میں بڑے زبردست عالم تھے۔ اور انھوں نے ملک ایران کا بھی سفر کیا تھا۔ ماہ رجب المرجب ۱۱۳۳ھ کو انتقال فرمایا۔

رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ أَجْمَعِيْن

(۲) ذکر حضرت سیّد عثمان

حضرت اجل السادات سید عثمان بن سید خضر، حضرت محبوب یزدانی کے بہترین خلفاء اور بڑے مرتبہ والے تھے۔ آپکی نسبت حضرت اسرار محرمانہ اور انوار مخصوصانہ فرماتے تھے۔ اور یہ حضرت اپنی ولایت کے سادات سلسلہ گیسو دراز سے تھے۔

حضرت محبوب یزدانی نے بکمال شفقت و عنایت مثال ارشاد اور خرقۂ خلافت سے آپ کو سرفراز فرمایا تھا۔

① ذکر حضرت شیخ سلیمان محدّث

حضرت قدوۃ المحدثین و عمدۃ المفقہین شیخ سلیمان محدث، حضرت محبوب یزدانی کے خلفاء اعظم سے تھے۔ حدیث کی اسناد بڑے بڑے نامی محدثین سے پائی تھیں۔ حضرت فرماتے تھے کہ ہندوستان میں فن حدیث کے استاد کم پائے گئے۔ مگر شیخ سلیمان محدث فن حدیث میں یکتا دیکھے گئے۔ اور کتاب حصن الحصین پیش کی اور حضرت محبوب یزدانی سے سند حدیث بابا ابوالرضا حاجی رتن رضی اللہ عنہ کے سلسلہ میں تصحیح حدیث کی۔

② ذکر حضرت شیخ معروف الدمیوی

حضرت شیخ معروف الدمیوی پیشواء اصحاب اور خلاصۂ احباب حضرت محبوب یزدانی سے تھے اور جامع الفضائل اور صاحب الشمائل تھے۔ بعد تحصیل علوم غریبہ اور تکمیل معلوم عجیبہ، دغدغہ سلوک راہ خدا دل میں پیدا ہوا۔ اسی زمانہ میں حضرت محبوب یزدانی خدمت مرشد میں تھے۔ حضرت شیخ معروف کا میل اطراف و جوانب کے مشائخ کی طرف ہوتا تھا۔

③ ایک رات کو خواب میں دیکھا کہ تمھارے دروازۂ مقصود کی کنجی سید اشرف جہانگیر کے ہاتھ میں دی گئی ہے اور تمھارے دل کی درد کی دوا ان کے دواخانہ میں ہے آپ نے خواب میں دریافت کیا کہ وہ کہاں ہیں؟ ہاتف نے کہا کہ وہ تھوڑے دنوں میں ادھر تشریف لائیں گے۔ اور اپنے ہمائے دولت کا سایہ تمھارے سر پر ڈالیں گے۔
تھوڑے دن نہیں گذرے تھے کہ آوازۂ ولایت حضرت محبوب یزدانی کا ہر چھوٹوں

بڑوں کے کانوں میں پہنچنے لگا۔ اور آپ شہر جونپور میں مرشد کی خدمت سے رخصت ہو کر قیام پذیر تھے۔ حضرت شیخ معروف یہ خبر سن کر خوش ہوئے اور شہر جونپور کی طرف روانہ ہوئے۔ شرفِ ملازمتِ حضرت محبوب یزدانی جونپور میں حاصل کر کے سلسلۂ بیعت میں داخل ہوئے۔ چند روز ریاضت اور مجاہدۂ عبادت میں مشغول رہ کر شرفِ لباس خرقہ سے مشرف کئے گئے اور خلافت نامہ عنایت فرمایا گیا۔ آپ کے بارے میں بھی
(۱) یہی ارشاد فرمایا کہ **"اشرف معروف اور معروف اشرف ایک ہیں"** اور بعض ساداتِ خاندانی سے منقول ہے کہ سلطان السلاطین ابراہیم شاہ کے دل میں یہ خیال گذرا کہ اگلے زمانہ میں جنید و شبلی کے مانند ولی اللہ تھے۔ ہمارے زمانہ میں بھی کوئی ایسا ہوگا کہ میں اس کی ملازمت سے مشرف ہوں۔ اسی شب میں خواب دیکھا کہ کوئی شخص کہتا ہے کہ اس زمانہ میں ایسے آدمی ہیں کہ جنید و بایزید سے کم نہ ہوں گے۔ صبح کو بادشاہ جونپور سے کمر ملازمت مستحکم باندھ کر شیخ معروف الدہموی کی خانقاہ کیطرف روانہ ہوئے۔ آپ کی خلوت کا دروازہ مضبوط بند تھا۔ جب بادشاہ نے جستجو کی تو معلوم ہوا کہ حضرت شیخ معروف جنگل کی طرف پھر رہے ہیں۔ بادشاہ جونپور نے دار الخلافہ جونپور سے نکل کر قصبہ الدہموی میں محض بخواہشِ حضوریِ حضرت شیخ معروف کے اپنا مسکن اور قلعہ بنایا۔

(۲) حضرت محبوب یزدانی فرماتے تھے کہ فرزند معروف اولیاء مکتوم سے ہیں

رباعی

چناں سرّ ولی معلوم باشد — چو در کنج خفا مکتوم باشد،
بجز عرفاں چنیں موصوف نبود — بجز معروف کاں معروف نبود

(۳) ذکر حضرت شیخ احمد قتالؒ

حضرت محبوب یزدانی کے خلفاء جلیل الشان سے حضرت شیخ احمد قتال قدس سرہٗ تھے۔ لطائف اشرفی میں منقول ہے کہ آپ قوم ترکان لور سے تھے۔

قصبہ سجھولی جو متصل اکبر پور آباد تھا۔ اس میں کچھ لوگ آپ کے ہم خاندان آباد تھے۔ قرینہ مقتضی ہوتا ہے کہ قصبہ لور پور اسی خاندان والوں نے بعد ترک سکونت سجھولی اپنے نام سے آباد کیا ہو۔ یہ قصبہ سجھولی حضرت محبوب یزدانی کی بددعا سے ویران ہو گیا اس کا مفصل تذکرہ نویں صحیفہ ذکر کرامات میں آچکا۔ اور چند اشخاص اسی خاندان ترکان لور سے قصبہ سوبیہہ ضلع بارہ بنکی میں سکونت پذیر ہیں۔ اور ملک بنگال میں قرب وجوار لکھنوتی میں اسی خاندان ترکان لور سے کچھ لوگ آباد ہیں اور حضرت (۱) شیخ احمد قتال قدس سرہ کا مزار فائز الانوار موضع قتال پور قریب اترولیا ضلع اعظم گڈھ میں واقع ہے۔ آپ کے اولاد واحفاد اب تک وہاں آباد ہیں۔ فقیر اشرفی جامع رسالۂ ہذا جب قتال پور میں بغرض زیارت مزار مبارک حاضر ہوا۔ عجیب انوار اور برکات دیکھے۔ آپ کے مزار مبارک کے گرد نیز کے نام سے ایک خندق بھی ہے۔ آپ کے فرزندان حضرت کا عرس بھی کرتے ہیں۔

(۲) ذکر حضرت شیخ رکن الدین شہباز و شیخ قیام الدین

حضرت شیخ رکن الدین شاہباز و شیخ قیام الدین منجملہ اصحاب ثلثہ صاحب طیر وسیر تھے۔ حضرت محبوب یزدانی کی عنایت اور کرم آپ پر حد سے زیادہ تھا۔ دوسری بار جب حضرت ولایت کو تشریف لے گئے اپنے ہمراہ دونوں صاحبوں کو لائے۔ آپ قوم اتراک لاچین سے تھے۔ ان حضرات پر توجہ اس قدر تھی کہ دوسروں پر نہ ہوگی۔ حضرت محبوب یزدانی فرماتے تھے کہ زمانۂ اسد بن سامان جو سلاطین خاندان بہرامیہ سے تھے۔ سلسلۂ جدۂ مادری حضرت کا آپ کے اجداد سے ملتا ہے۔

(۳) سلطنت ملک عراق اور اس کے نواحی میں اسی خاندان نے کی تھی۔ آپ کی آخرین جدۂ اولاد سلطان العارفین خواجہ احمد یسوی اتراک لاچین سے تھیں۔ سلسلۂ ابراہیمیہ امیہ سمانیہ سامانیہ مادری رشتہ تھا۔ اس خصوصیت کے سبب سے یہ حضرات بمقابلہ اوروں کے مخصوص تھے۔

① لب دریائے گھاگھرہ مقام بنّ پورہ جہاں حضرت محبوب یزدانی خود قیام کرنا پسند فرماتے تھے آپ کو عنایت کیا۔ اب اس جگہ کا نام مقام مشہور ہے۔ فقیر اشرفی جامعِ رسالۂ ہذا جب زیارت مزارِ فائز الانوار حضرت شاہ رکن الدین شاہباز قدس سرہٗ سے مشرف ہوا۔ دریافت سے معلوم ہوا کہ حضرت شاہ قیام الدین قدس سرہ کا مزار موضع شاہ پور ضلع بستی میں واقع ہے۔ اور آپ کے مزار کے برابر آپ کے پوتے شاہ علیم الدین قدس سرہ کا مزار ہے۔ کتاب بحر ذخار میں لکھا ہے کہ آپ کے انتقال ② کے دو برس کے بعد جب دریائے گھاگھرہ کاٹتا ہوا قریب مزار پہونچا اور آپ کی روح پاک سے مقابلہ ہوا، آپ کی قوت روحی دریا پر غالب آئی خون کے مانند دریا کا پانی سرخ ہوگیا۔ چونکہ مشیت ایزدی وہاں دریا جاری کرنے کی تھی اس لئے حضرت نے ایک راج کو خواب دکھلایا کہ تو میری قبر کو کھود کر لاش باہر نکال ورنہ دریا بُرد ہوجائے گی۔ اب میری قبر دوسرے مقام پر بنے گی۔ اور ایک رئیس کو خواب دکھلایا کہ تیری باغ میں صندل کا درخت ہے اس کی لکڑی کاٹ کر میری مزار کے صندوق کے لئے حاضر کر۔ چنانچہ صبح کو اِدھر سے راج حاضر ہوا اُدھر سے وہ رئیس صندل کی لکڑی لادے ہوئے پہونچا۔ دریا بالکل متصل قبر شریف آگیا تھا۔ حضرت شاہ رکن الدین شاہباز اور ان کے پوتے شاہ علیم الدین کا جب مزار کھودا تو دونوں قبروں سے دو صندوق برآمد ہوتے اور لاش مبارک مسلم اس میں موجود تھی اس بات کا خیال ہوا کہ اب آپ کو کہاں دفن کیا جائے۔ آپ نے کسی مقام کی ہدایت نہیں کی۔ اس وجہ سے دونوں بزرگوں کی لاش صندوق میں اسی موضع میں آپ کی اولاد کے گھر رکھ کر چلے گئے کہ جہاں جس مقام پر دفن کا حکم دیں گے وہیں دفن کئے جائیں گے۔ چار مہینہ کے بعد خواب دکھلایا کہ دریا کے متصل ایک سنبھل کا درخت ہے وہاں کبھی کبھی ہم بیٹھتے تھے اسی مقام پر دفن کرو۔ جب فقیر اشرفی جامع رسالۂ ہذا آپ کے مزار فائز الانوار کی زیارت کو گیا تھا اس وقت دریا آپ کے مزار سے سو قدم کے فاصلہ پر قریب آگیا تھا۔ وہاں کے مخدوم زادے مرد و عورت سب مرید ہوئے۔ اور مولانا سید محمد تقی مرحوم صاحب سجادہ کو فقیر نے

بعطائے خرقہ شرف خلافت سے مشرف کیا۔ وہاں کے پیرزادگان سے یہ کہہ کر آیا تھا کہ آئندہ جب دریا کاٹتا ہوا مزار شریف کے قریب پہونچے تو مجھ کو اطلاع دینا۔ چالیس برس کے بعد دریا بڑھتا ہوا جب عین چبوترۂ مزار شریف سے مل گیا تو مولوی سید محمد تقی میرے خلیفہ نے مجھ کو آکر اطلاع کی۔ میں نے حضرت مخدومی و مرشدی حاجی سید ابو محمد اشرف حسین اشرفی زاد اللہ فیضانہٗ کی خدمت میں یہ واقعہ عرض کیا۔

تیسرے دن آپ نے فرمایا کہ مجھ پر یہ بات ظاہر ہوئی ہے کہ دو بزرگ شرق رو انھیں مزاروں پر فاتحہ پڑھ رہے ہیں اور تم کو اجازت دیتا ہوں کہ دونوں قبروں کو کھود کر لاشیں نکالو اور سمت جنوب و مشرق جہاں جدید روضہ بغرض منتقل کرنے کے بنا ہے اس میں لیجا کر دفن کرو۔

چنانچہ اس فقیر نے بموجب ارشاد عالی وہاں حاضر ہو کر چند سے قیام کر کے دو صندوق جدید تیار کرائے اور گرد مزار شریف پردہ کر کے دونوں صندوقوں میں دونوں بزرگوں کی لاشیں ایک چادر جدید میں مکفون کر کے تختۂ صندوق بند کیا اور جوار و دیار کے مریدان کو اطلاع دی کہ سب حاضر ہوں سیکڑوں آدمی جمع ہو گئے۔ اس فقیر نے بجماعت مریدان لاش مبارک اپنے کاندھے پر اٹھائی اور مقام مدفن میں پہونچائی اس وقت کا حال بیان نہیں کر سکتا کہ میرے قلب پر کس قدر کیفیت پُرجوش تھی۔ رقت کا یہ عالم تھا کہ ضبط کی تاب نہ تھی۔ سب لوگ کلمۂ شہادت پڑھتے ہوئے مقام روضۂ عالی میں دفن کیا۔

(۱) یہ عجیب کرامت حضرت کی ظاہر ہوئی کہ اول دو سو برس کے بعد مزار مقدس منتقل کرنے کا حکم دیا لیکن لبِ دریا ہی مدفن پسند کیا پھر تین سو برس کے بعد اس فقیر حقیر سے یہ کام کرایا۔ سب لوگ از حد خوف زدہ تھے کہ کیونکر مزار مبارک کھودا جائے۔ چونکہ یہ فقیر اس کام کا مجاز تھا اس لئے پہلے میں نے کلمۂ شہادت پڑھ کر دو چار اینٹیں نکالیں۔ اس کے بعد محض آپ کی اولاد کے سوا کوئی دوسرا نہ تھا ان لوگوں نے یہ خدمت کی۔ آپ کی اولاد امجاد سے چند مکان مخدوم زادوں کے وہاں آباد ہیں اور سلسلۂ بیعت بھی ان سے

(۱) اب تک جاری ہے اور کچھ لوگ موضع خانقاہ بندول ضلع اعظم گڈھ میں جہاں آپ کے پوتے سید متقی کا مزار ہے سکونت رکھتے ہیں یہ فقیر وہاں بھی حاضر ہوا۔ آپ کی اولاد کو سلسلہ بیعت میں داخل کیا اور شہر گورکھپور میں محلہ جعفرا بازار میں مولانا حبیب اللہ اور مولانا ضیف اللہ مرحومین آپ کے اولاد سے سکونت رکھتے تھے اور آپ کے پوتے مولوی سبحان اللہ اور ان کے فرزند مولوی لطف اللہ مع دیگر فرزندان موجود ہیں۔

(۲) ذکر مولانا شیخ اصیل الدین جرّہ باز

حضرت مولانا شیخ اصیل الدین جرہ باز، آپ حضرت محبوب یزدانی کے خلفاء ثلثہ صاحب طیر و سیر میں تھے۔ جہاں حضرت کا ارشاد ہوتا ہوا پر پرواز کر کے چلے جاتے بعد ریاضت و مجاہدہ شرف خلافت سے مشرف ہوتے آپ پر خالص توجہ حضرت کی رہتی تھی۔ آپ کے لئے جائے قیام مقام بیگانو میں متعین ہوئے۔

(۳) ذکر مولانا شیخ جمیل الدّین سپید باز

حضرت مولانا شیخ جمیل الدین سپید باز، یہ تیسرے خلیفہ حضرت کے صاحب طیر و سیر تھے۔ اصحاب ثلثہ سے یہ تین تھے جن کا ذکر آچکا۔

حضرت محبوب یزدانی نے بعطائے تاج دلق خلافت و مثال اجازت سے سرفراز کیا۔ عنایت ظاہری و باطنی آپ کے حال پر حد سے زیادہ تھی۔ آپ سے خوارق عادات (۴) بکثرت ظاہر ہوتے۔ ایک دن حضرت محبوب یزدانی کے ہمراہ جہاز پر سوار تھے۔ کچھ سامان کھانے پینے کی ضرورت ہوئی۔ جہاز پر سامان نہ تھا حضرت محبوب یزدانی نے آپکی طرف اشارہ کیا فی الفور جہاز سے پرواز کر کے غائب ہو گئے ایک پہر کے بعد پورا سامان کھانے کا اٹھائے ہوئے جہاز پر موجود ہوئے۔

① ذکر مولانا قاضی حجتؒ

حضرت مولانا قاضی حجت جو قابلیتِ علمی سے آراستہ اور دلائل عقلی و نقلی سے پیراستہ مجلس علماء میں عجیب و غریب نکات علمی بیان فرماتے اور بحث و تقریر میں بے مثال تھے یہاں تک کہ قاضی حجت کے نام سے موسوم ہوئے
جب حق تعالیٰ نے توفیقِ سلوک عطا کی حضرت محبوب یزدانی کے حضوری میں حاضر ہوئے۔ چونکہ آپ صادق العقیدت تھے۔ تھوڑے دنوں ریاضت اور مجاہدہ کر کے بعطاء خرقہ و مثال شرف خلافت سے مشرف ہوئے اور ان کا مسکن اور مقام قیام متصل روح آباد ایک موضع میں قرار پایا۔

② ذکر حضرت مولانا شیخ عارف مکرانیؒ

حضرت مولانا شیخ عارف مکرانی، جو علوم شریعت اور طریقت سے بہرہ کامل رکھتے تھے۔ حضرت محبوب یزدانی نے بعد ریاضت شدیدہ فرمایا کہ جب مراتب سلوک طے کر چکے اور انوار سبعہ سے باہر آئے شرف لباس خرقہ خلافت سے مشرف ہوئے۔ آپ سے ظہور کرامات اور خوارق عادات اس قدر سرزد ہوئے کہ اگر لکھا جائے ایک دفتر ہو جائے۔

قطعہ

شرف یاب کیسے ہوئے شیخ عارف ۔۔۔ کہ سرّ معارف کے ٹھہرے مکاشف
ہوئے عارفِ کامل و شیخ واصل ۔۔۔ کرے کیا بیاں کوئی اوصاف واصف

③ ذکر مولانا شیخ ابو المکارم خجندی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا شیخ ابوالمکارم خجندی قدس سرہ حضرت محبوبِ یزدانی کے اصحاب مخصوصہ سے تھے۔ آپ کے خلفاء نے ایک کتاب ملفوظ آپ کے حالات میں

جمع کر کے لکھی ہے۔

اس قدر اس میں آپ سے اسرار معرفت درج کئے ہیں کہ ایسے ملفوظ کم ہونگے آپ کے تصانیف سے شرح عوارف اور کتاب لمعات اس طرح تحریر فرمایا ہے کہ گروہِ مشائخ نے یہ کہا۔ یہ مرغوب اور محبوب طبایع ہے۔ بعد طے منازلِ انوار سبعہ بشرف خرقۂ خلافت سے مشرف کئے گئے۔ رحمۃ اللہ علیہ

① ذکر مولانا امیر شیخ ابو المکارم ہروی رحمۃ اللہ علیہ،

حضرت مولانا امیر شیخ ابو المکارم ہروی جو حضرت محبوب یزدانی کے معزز اور محترم خلفاء سے تھے۔ ابتدا میں آپ ایک امیر زادہ تھے امرائے دولت امیر تیمور لنگ سے۔ جس وقت کہ حضرت محبوب یزدانی بخارا میں حضرت خواجہ بہاءالدین نقشبندی کے ملاقات کو گئے تھے اور اپنے مرید امیر علی بیگ کے مکان پر قیام فرمایا تھا۔ حضرت شیخ ابو المکارم نے حضرت محبوب یزدانی کی ملازمت سے دل میں وہ اثر لیا کہ اپنی دولت و امارت چھوڑ کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ چونکہ علوم ظاہری سے بہرہ کافی رکھتے تھے۔ چند روز بطریقِ سلوکِ مشائخ ریاضت میں رہے۔ حضرت کی توجہ سے مالا مال ہو گئے۔ بارہ سال سے زیادہ خدمتِ عالی میں رہے۔ طرح طرح کے مکاشفات اور غرائب واردات آپ سے ظاہر ہوئے جس کی شرح ممکن نہیں۔

جب اس راہ سلوک میں قابلیت کامل پیدا کی۔ حضرت محبوب یزدانی نے بعطائے خرقہ و مثال شرف خلافت سے مشرف فرمایا اور ان کے انواعِ مکارم اخلاق کو ملاحظہ فرما کر خطاب ابو المکارم سے مخاطب فرمایا اور سمرقند میں جائے قیام تجویز فرمائی۔ وہاں آپ سے بہت لوگ مرید ہوئے اور اکثر لوگوں کو اطراف سے بعد تکمیل منازل سلوک شرف خلافت سے مشرف فرمایا۔ رحمۃ اللہ علیہ

① ذکر مولانا شیخ صفی الدین ردولوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا شیخ صفی الدین ردولوی تخلص سیفی نعمانی کہ صفائے علوم سے آراستہ تھے۔ اصول فقہ وغیرہ جمیع علوم میں دستگاہِ کامل رکھتے تھے۔ علوم دینی میں آپکی تصانیف بکثرت ہیں۔ اسی سے آپ کی قابلیت ظاہر ہوتی ہے۔ علم فقہ میں اس قدر کمال تھا کہ لوگ
② آپ کو نعمان ثانی کہتے تھے حضرت محبوب یزدانی فرماتے تھے کہ ملک ہندوستان میں جس کسی کو جامع علوم اور تمامی قابلیت سے آراستہ دیکھا وہ شیخ صفی الدین تھے۔ آپکی ارادت کا سبب یہ ہوا کہ حضرت شیخ صفی الدین نے ایک شب خواب میں دیکھا کہ ایک مرد نورانی مقدس صورت والے ظاہر ہوئے۔ آپ نے ان کا استقبال کیا اور کمال تعظیم سے لا کر بٹھلایا۔ اس وقت حضرت شیخ صفی الدین کے ہاتھ میں ایک کتاب اصول فقہ کی تھی۔ ان بزرگ نے فرمایا میں جانتا ہوں تم نے بہت اوراق سیاہ کئے ہیں۔ اب وہ وقت آیا کہ سیاہ کو سفید کرو اور انوار جاوید سے صفحۂ دل کو روشن کرو۔ یہ بات آپ کے دل میں موثر ہوئی اور آپ پر کیفیت پیدا ہوئی۔ عرض کیا کہ میں آپ کا مرید ہوتا ہوں۔
③ تعلیم سلوک فرمائی، فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ کسی اپنے بندے کو اپنے قرب کا مرتبہ نصیب کرے تو حضرت خضر کو حکم فرماتا ہے کہ اس شخص کو کسی میرے خاص ولی سے ملنے کی ہدایت کرو۔ اب میں آپ کو بشارت دیتا ہوں اس مرد کی کہ ان کے انوار ولایت سے جہاں روشن ہے۔

مثنوی

جہان معرفت را بادشاہ است　　　ز نورش پر ز ماہے تا بماہ است
ضلیلان جہاں را دستگیر است　　　دلش روشن ز دانش دلپذیر است

اس سعادت کا وقت ظہور قریب پہونچا۔ اسی زمانہ میں آپ کے قصبہ میں ان بزرگ کا قدم مبارکہ آئے گا جن کے آپ مرید ہوں گے۔ خبردار خبردار ان کی ملاقات کو غنیمت جاننا اور ان کے فرمان سے درگذر نہ کرنا۔

قطعہ

بصنف اولیاء ذاتش مزیداست   بہ صاحب وحدت آں روئے وحیداست
چو دارد گنج او سینہ بسینہ   در گنجینہ را سیّد کلید است

(۱) چند روز کے بعد حضرت محبوب یزدانی قدس سرہ کا قدم مبارک قصبہ ردولی میں آیا جامع مسجد میں ٹھہرے۔ حضرت شیخ صفی الدین بموجب بشارت خواب حضرت کی خدمت میں فی الفور حاضر ہوئے۔ جیسے حضرت کی نظر آپ پر پڑی فرمایا برادرم صفی الدین صفا لائے ہو آؤ۔ جب حاضر ہوئے بہ ادب تمام بیٹھ گئے۔ حضرت نے فرمایا سچ ہے کہ حق تعالیٰ جب کسی بندہ کو چاہتا ہے کہ اپنے مرتبۂ قرب سے سرفراز کرے اور اپنے کسی دوست سے ملادے تو حضرت ابوالعباس خضر علیہ السلام کو فرمان ہوتا ہے کہ اس طالب صادق کی ہدایت کریں۔ اس بات کے سننے سے حضرت شیخ صفی الدین کا اعتقاد خلوص کے ساتھ آپ کی نسبت بڑھ گیا۔ اسی وقت مرید ہوئے۔ حضرت محبوب یزدانی نے خادم سے فرمایا کہ تھوڑی مصری لاؤ جس سے بھائی صفی کو شربت درد سلوک بخشیں۔ خادم نے ہر چند (۲) تلاش کیا مصری نہ ملی۔ عرض کرنے لگا کہ مصری نہیں ہے۔ حضرت محبوب یزدانی خود اٹھے اور تلاش کر کے مصری کی ایک ڈلی لائے اور اپنے ہاتھ سے مخدوم صفی الدین کے منھ میں ڈال دی اور دعا کی کہ حصول نور الانوار مبارک ہو۔ اللہ تعالیٰ سے میں نے خواہش کی ہے اور دعا کی ہے کہ تمہاری اولاد و احفاد سے علم نہ جائے۔ آپ کی خاطر سے چالیس روز حضرت ٹھہرے اور بعد تکمیل راہ سلوک حضرت شیخ صفی الدین کو خرقۂ خلافت اور مثال اجازت عطا فرمایا۔

حضرت شیخ صفی الدین نے ایک قصیدہ حضرت محبوب یزدانی کے مناقب میں لکھا تھا اس کو حضرت مولانا ابو المظفر لکھنوی قدس سرہ نے جب دیکھا اصلاح دینی چاہی۔ حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ یہ اشعار درولیشانہ اور جوشانہ ہیں ان میں اصلاح کی حاجت نہیں (۳) ہے۔ آپ کا مقبرہ مزار مبارک بیرون قصبہ ردولی سمت شمال باغ میں واقع ہے۔ ایک قصیدہ حضرت شیخ صفی الدین سیفی رحمۃ اللہ علیہ نے بعد رحلت حضرت محبوب یزدانی کے

سوادِ روضہ کی تعریف میں تحریر فرمایا تھا جس کے چند اشعار فقیر کو جو یاد آگئے درج کرتا ہے۔

اشعار

اے معلیٰ بنائے قدس حرم — عرشں از کرسئ تو مشتے کم
گنبدت را چہ نسبت است بہ چرخ — منزلش کجا و مستحکم
مشعل دودۂ شبستانت — سرمۂ دیدۂ جن و آدم
وحدت آباد و کثرت آباد — دیدنی داشت روز و شب باہم
ایمن از آفتتم بدار اماں — چوں زصیادِ آہوان حرم
ایں قدر بس ترا کہ آسودہ است — در حریم تو اشرف عالم
فیض و آب و ہوائے روح آباد — دم جان بخش عیسیٰ مریم
خاک پر نور مرقدش گوید — مغرب آفتاب سمنانم
اے کہ نقادِ دارِ ضربِ کمال — اشرفی ساز قلب سیفی ہم

(۱) حضرت محبوب یزدانی کو حضرت شیخ صفی اپنی حویلی کے اندر لے گئے۔ آپ کے بیٹے حضرت مخدوم محمد اسماعیل چالیس روز کے تھے۔ حضرت کے قدم مبارک پر لاکر انکو ڈال دیا۔ فرمایا کہ یہ بھی میرا مرید ہے۔ حضرت نے اپنی ارادت میں قبول فرمالیا۔ حضرت اس کے بعد ردولی تشریف نہیں لے گئے۔

(۲) حضرت مخدوم اسماعیل قدس سرہٗ جب پانچ چھ برس کی عمر کو پہونچے اس زمانہ میں حضرت قطب الابدال شیخ العالم شیخ عبدالحق ردولوی چشتی صابری قدس سرہ سیر و سفر کرکے ردولی میں آکر مقیم ہوئے تھے۔ لڑکپن میں حضرت مخدوم اسماعیل قدس سرہ کی پشت پر دستِ کرم پھیرتے اور فرماتے کہ تیری پشت میں میرا ایک فرزند ہے۔ جب حضرت مخدوم اسماعیل قدس سرہ سن شعور کو پہونچے اور اپنے باپ سے تعلیم اور تربیت اور خلافت و اجازت سلسلۂ عالیہ چشتیہ نظامیہ اشرفیہ حاصل کی اور اپنے بڑے صاحبزادے کو بعد تکمیل علم، تعلیم سلوک اور تربیت باطنی سے مشرف کرکے اپنا خلیفہ بنایا۔ مگر آپ کے دوسرے صاحبزادے شیخ عبدالقدوس قدس سرہ نے جب اپنے والد سے طلب ارادت کی تو انھوں نے جواب دیا کہ تم شیخ العالم شیخ احمد عبدالحق قدس سرہ کے سلسلہ میں فیضیاب ہوگے۔

میرے لڑکپن میں حضرت شیخ العالم اپنا دست کرم میری پشت پر پھیرتے
اور فرماتے تھے کہ تمہاری پشت میں ایک ہمارا فرزند ہے مگر بزمانۂ شعور حضرت شیخ عبدالقدوس
قدس سرہ حضرت شیخ العالم اور آپ کے صاحبزادہ شیخ عارف رحلت کر چکے تھے تو حضرت شیخ
عبدالقدوس قدس سرہ نے حضرت شیخ محمد بن عارف بن شیخ احمد عبدالحق کے ہاتھ پر شرف بیعت
حاصل کی۔ آپ کے دل میں یہ خیال آتا تھا کہ جب حضرت شیخ العالم نے مجھ کو اپنا فرزند فرمایا
تو درمیان میں دو واسطے کیوں ہوئے۔ چنانچہ ایک دن حضرت عبدالقدوس قدس سرہ
(۱) مزار حضرت شیخ العالم پر حاضر تھے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ مزار مبارک شق ہوا اور مزار سے آپ باہر
تشریف لاکر حضرت شیخ عبدالقدوس کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لے کر بیعت میں قبول فرمایا۔
حضرت محبوب یزدانی جس زمانہ میں حضرت شیخ اسماعیل قدس سرہ جو والد حضرت شیخ عبدالقدوس
قدس سرہ کے ہیں۔ جبکہ وہ چالیس دن کے تھے۔ ردولی میں تشریف لے گئے اس کے بعد پھر
حضرت کو ردولی جانے کا اتفاق نہیں ہوا۔ ردولی سے لوٹ کر حضرت محبوب یزدانی نے
آستانہ روح آباد معروف درگاہ کچھوچھہ میں مستقل طور سے استقامت اختیار فرمائی۔
(۲) چالیس برس تک آستانہ روح آباد میں مقیم رہے ۸۰۸ھ میں رحلت فرمائی۔
معلوم ہوا کہ حضرت شیخ العالم قدس سرہ نے مخدوم شاہ اسماعیل کی صغرسنی میں بعد
ترک سفر ردولی میں اعتکاف فرمایا۔ اور حضرت محبوب یزدانی کے انتقال کے بعد پچیس
برس تک آپ ردولی میں زندہ رہے۔ بہر حال نہ تو حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی
(۳) قدس سرہ نے اپنی تصانیف میں حضرت محبوب یزدانی اور حضرت شیخ العالم کی ملاقات کا
ذکر کیا ہے۔ اور نہ کسی کتاب سے ثابت ہوا ہے۔ عوام الناس میں جو ان دونوں بزرگوں
کے ملنے کا قصہ مشہور ہے۔ محض غلط معلوم ہوتا ہے۔ جامع رسالہ ہذا فقیر اشرفی کو بار بار یہ
خیال ہوتا تھا کہ عوام الناس کی روایت کی کچھ اصل بھی ہے؟ ایک شب میں نے خواب
میں دیکھا کہ حضرت شیخ العالم کے مزار کی جدید مرمت ہو رہی ہے اور نئے پتھر لگائے جاتے
ہیں اور آپ مزار شریف سے نکلے ہوئے ملاحظہ فرما رہے ہیں اور آپ جس طرف خرام فرماتے
ہیں آپ کے پیچھے پیچھے برادرم شاہ التفات احمد مرحوم و مغفور چلتے ہیں۔

آپ کا قد میانہ ہے، رنگ سانولا، جسم مبارک دبلا، ریش مبارک کے بال بہت گھنے نہیں تھے۔ میں نے دیکھا کہ حضرت شیخ العالم احاطۂ مقبرہ کے باہر زیر درخت املی چبوترہ پر پیر لٹکا کر بیٹھ گئے۔ میں نے جاکر بادب تمام سلام کیا اور عرض کیا کہ میرے جد سلطان سید اشرف جہانگیر محبوب یزدانی سے آپ کو ملاقات کی نوبت آئی ہے۔ حضرت نے ان لفظوں سے فرمایا کہ حضرت غوث العالم محبوب یزدانی میر سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی سے اس فقیر کو نوبت ملاقات کی نہیں آئی ہے اور مجھ غریب اور مسکین کے حق میں کچھ ایسے کلمات دعائیہ فرمائے کہ جس کا اثر روز افزوں دیکھتا ہوں۔ اس وقت سے برادرم شاہ التفات احمد مرحوم سے مجھ کو کمال محبت پیدا ہوئی اور یہ خیال ہوا کہ شیخ کی عنایت کی نظر ان پر خاص طور سے ہے اور ان کو میرے ساتھ رابطۂ اخلاص برادرانہ تاحیات قائم رہا۔ اسی زمانہ سے میرے دل سے یہ خطرہ نکل گیا کہ درحقیقت ان حضرات میں ملاقات کی نوبت نہیں آئی۔ اگر حضرت شیخ العالم صاحبِ ولایت ردولی شریف حضرت محبوب یزدانی کی آمد میں وہاں موجود ہوتے تو آپ کو اس بات کی حاجت نہ تھی کہ مولانا صفی الدین ردولوی اور شیخ سماء الدین ردولوی کو وہاں کی خلافت عطا فرماتے۔

آپ کی ذریت میں محلہ خان کے پورہ میں اکثر لوگ آباد ہیں۔ جب یہ فقیر وہاں حاضر ہوا تھا جناب شاہ کرم رحمان آستانہ صفوی اشرفی کے سجادہ نشین تھے۔ چنانچہ ایک سال فقیر بزمانہ عرس اپنے ہاتھوں سے ان کو خرقہ پہنایا تھا۔ اب سنتے ہیں کہ آپ کے صاحبزادہ حضرت والا درجت جناب فرید میاں صاحب کی توجہ بجانب عرس جد اعلیٰ کسی قدر کمی پر ہے۔ اگر صاحبزادہ کو سلسلۂ عالیہ اشرفیہ میں بیعت ہوتی تو ضرور طریقۂ آبائی ملحوظ رکھتے۔ چونکہ آپ نے دوسرے خاندان کے کسی بزرگ سے ارادت حاصل کی ہے اس وجہ سے اگر آبائے سلسلہ کی طرف کم توجہی کریں تو کچھ تعجب کی بات نہیں۔ خدا اس خاندان میں برکات خاندانی سلسلہ محبوب یزدانی جاری رکھے۔ اکثر اس خاندان کے لوگوں نے اب تک سلسلۂ اشرفیہ کے تعلق کو نہیں چھوڑا ہے۔

① ذکر حضرت شیخ سماء الدین ردولوی

حضرت شیخ سماء الدین ردولوی جو علوم ظاہری اور باطنی سے آراستہ تھے
② حضرت محبوب یزدانی کے خلفاء جلیل الشان سے تھے۔ آپ کو پابندی سنت اور اتباعِ شریعت کا حد سے زیادہ خیال رہتا تھا۔

اول مرتبہ جب حضرت محبوب یزدانی اس راستہ سے گذرے حضرت شیخ سماء الدین ہمراہ حضرت کے ہو گئے۔ اور مقام روح آباد میں حاضر ہو کر چار سال کامل ریاضت اور مجاہدہ میں مشغول رہے۔ اور انوار سبعہ کے طے کرنے میں کچھ وقفہ ہوا سخت ریاضت جہر کر کے منزل مقصود تک پہونچے۔ حضرت محبوب یزدانی فرماتے تھے کہ ہمارے مریدوں میں دو شخصوں کو طے کرانے انوار سبعہ میں دقت پیش ہوئی تھی مگر بفضل خدا دونوں کی تکمیل پوری ہو گئی۔ ایک شیخ سماء الدین۔ دوسرے شیخ ابوالمکارم۔ جب ان دونوں حضرات کے منازلِ سلوک طے ہو گئے۔ شرفِ خلافت سے بعطائے خرقہ و مثال مشرف فرمایا۔ اور قصبہ ردولی میں دار الخلافت مقرر ہوا۔

③ نقل ہے کہ شیخ سماء الدین ردولوی کو ایک درویشِ قصبہ سے کچھ نزاع ہو گئی اور مقام قیام کے لئے کچھ مخالفت ہو گئی آپ نے حضرت محبوب یزدانی کی خدمت عالی میں عرض داشت بھیجی۔ جب حضرت مضمون عرض داشت سے مطلع ہوئے فرمایا کہ حق تعالیٰ سے میں نے خواہش کی ہے کہ جو کوئی کمینہ غلامان اشرفی سے مخالفت کرے گا خراب ہو گا۔ اور یہ مضمون ان کی عرضی کی پشت پر لکھکر ان کے پاس روانہ کیا۔ چند روز نہیں گذرے تھے کہ حضرت مسند عالی نے اس فقیر کی پوری تنبیہ کر دی۔ آپ کا مزار انوار اندرون قصبہ ایک قبر خام موجود ہے۔

۱ ذکرِ ملّا کریمؒ

لطائف اشرفی میں ہے کہ حضرت ملا کریم جو ردولی سے سمتِ جنوب ایک دو کوس پر قیام فرماتے تھے۔ بہت بڑے مردِ کامل اور عالم دانشمند تھے۔

۲ بحالت قیام ردولی حضرت محبوب یزدانی جب حضرت شیخ صفی الدین کے مہمان تھے ان کی تعریف سنی کہ ملّا کریم مرد عالم اور درویش کامل ہیں۔ اور یہاں سے ان کے قیام کا مقام قریب ہے۔ حضرت نے ارادہ کیا کہ میں ان کی ملاقات کو جاؤں۔ جب ان کو حضرت کے ارادۂ تشریف فرمائی کی خبر پہونچی۔ ہندی زبان

۳ میں انھوں نے فرمایا کہ "ہے ہے سید پاک ہمرے گھر آویں چھیری کے منہ کھونڑا سمائے" میں خود ان کی ملاقات کو کل حاضر ہوں گا۔ جب حاضر ہوئے تو کہنے لگے کہ شاہباز مثل سید اشرف جہانگیر کے ہونا چاہئے۔ کہ کونین جس کے دونوں بازو کے قبضہ میں

۴ ہے۔ حضرت محبوب یزدانی فرماتے تھے کہ ہندوستان میں مولانا کریم ایک مردِ دانشمند دیکھے گئے۔ یہ بڑے درجہ والے بزرگ تھے۔

جناب شاہ محمد یحیٰ سابق تحصیلدار مرحوم جو اولادِ مخدوم شیخ صفی الدین ردولی سے تھے۔ فقیر اشرفی جامع رسالہ ہٰذا سے نقل فرماتے تھے کہ حضرت ملا کریم اس پایہ کے بزرگ تھے کہ بڑے بڑے بزرگان صاحب طریقت آپ کی زیارت

۵ کو جایا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک دن حضرت شیخ احمد عبدالحق ردولوی اور شیخ صفی الدین ردولوی اور شیخ سماء الدین ردولوی ملّا کریم کی ملاقات کو گئے۔ آپ نے اندر سے بزبان ہندی آواز دی "کوا ہا" یعنی کون ہے حضرت شیخ العالم شیخ عبدالحق ردولوی قدس سرہ نے بکمال عاجزی فرمایا کہ "احمد موچی" ہے۔ فرمایا کہ "تیری دوکان بڑی ترقی کے ساتھ جاری ہوگی"۔ اس کے بعد پوچھا اور "کوا ہا" حضرت مخدوم شیخ صفی الدین نے کمالِ عاجزی سے جواب دیا کہ "صفی جولاہا" ملا کریم نے فرمایا کہ "تیرا تانا دور تک پھیلے گا"۔ اس کے بعد پھر پوچھا اور "کوا ہا" شیخ سماء الدین نے

جواب دیا کہ شیخ "سماء الدین ٹکر ردولوی" اس کے جواب میں مولانا نے فرمایا کہ "ات بڑ نام کے لیے" یعنی اتنا بڑا نام کون لے گا۔ چنانچہ حضرت شیخ العالم شیخ عبدالحق ردولوی کی دوکان فقر کی اتنی ترقی پذیر ہوئی کہ مشرق سے مغرب تک سلسلہ پہونچا۔ اور حضرت شیخ صفی الدین کے اولاد کی اس قدر کثرت ہوئی کہ ردولی اور دریاآباد اور گنگوہ شریف اور مختلف قریات میں آپ کی اولاد ہے۔ اور

① شیخ سماء الدین ٹکر کا مزار قصبہ ردولی میں محض خام ایک شخص کے دروازہ کے سامنے واقع ہے۔ نہ ان کا عرس ہوتا ہے نہ چیراغاں نہ مجمع قوالان۔ خاص خاص لوگ جو واقف ہوتے ہیں جاکر مزار پر فاتحہ پڑھ لیتے ہیں۔

خاندان صفوی سے ایک صاحب زادہ نقل کرتے تھے کہ میں محلہ جان کے پورہ سے دوپہر کے وقت حضرت شیخ العالم کی خانقاہ میں جارہا تھا۔ راستہ میں دل چاہا کہ آپ کے مزار پر فاتحہ پڑھتا چلوں دیکھا کہ ایک گلاب کا پھول تروتازہ مزار پر رکھا ہے۔ بعد فاتحہ پڑھنے کے جی چاہا کہ اس پھول کو لے چلوں۔ قبر سے

② اٹھاکر دو چار قدم چلا تھا کہ پیچھے سے آواز آئی "کون ہمارا پھول لے جاتا ہے" خوف زدہ ہوکر وہیں مزار پر پھول رکھ کر چلا آیا۔

① ذکر حضرت شیخ خیرُالدّین سدہوری

حضرت شیخ خیرالدین سدہوری جو بہت بڑے فاضل اور عالم جامع فروع واصول اور علم میں قابلیت کامل رکھتے تھے۔ جس زمانہ میں حضرت محبوب یزدانی خطۂ اودھ میں تشریف رکھتے تھے۔ مولانا خیرالدین سدہوری وہیں حاضر ہوکر شرف ملازمت سے مشرف ہوئے۔ آپ کے مرید ہونے کا یہ سبب ہوا کہ چند مسئلہ علم اصول اور فقہ کے آپ پر ایسے مشکل ہوئے کہ کسی جگہ ان کا حل نہ ہوسکا۔ بڑے بڑے علماء کے پاس حل مسائل کے لیئے گئے مگر کسی سے آپ کی تسکین نہ ہوئی۔ خاص کر مولانا علاؔم الدین جائسی کے پاس جاکر مسائل بالا میں چند روز گفت گو رہی

مگر قول فیصل نہ ہوا۔ مولانا خیرالدین کو مسائل علوم اس قدر مستحضر تھے کہ کوئی ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔ خانقاہِ حضرت شیخ شمس الدین اودھی میں حضرت محبوب یزدانی مقیم تھے۔ وہیں پر مولانا خیرالدین نے حاضر ہو کر شرف ملازمت حاصل کیا۔ بغیر ان کے بیان کئے ہوئے حضرت محبوب یزدانی نے جو مسائل مشکلہ ان کے ذہن میں تھے حل کر دیئے۔ جب حضرت مولانا خیرالدین کی تسکین خاطر ہوئی ان کا اعتقاد حضرت کیطرف حد سے زیادہ ہوا۔ دوسرے دن شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ حضور کی خدمت میں چار سال حاضر رہے۔ اور طریقِ ریاضت اور مجاہدہ میں کوشش بلیغ کے ساتھ سرگرم رہے۔ جب قابلیتِ باطنی پیدا ہوئی حضرت محبوب یزدانی نے بعطائے خرقہ وخلافت نامہ شرف اجازت وخلافت سے مشرف فرمایا۔ جس دن حضرت شیخ خیرُالدین کو خلافت ملی۔ اس روز بارہ آدمی شرفائے خطۂ اودھ سے بشرفِ ارادت مشرف ہوئے۔ ان میں سے ایک شیخ سدّھا کے اعتقاد لانے کا سبب یہ ہوا کہ ایک دن حضرت شیخ خیرالدین وضو کر رہے تھے۔ وضو کے درمیان آپ پر ایک حالتِ کیفیت پیدا ہوئی۔ اسی حالت میں بیٹھے وضو کر رہے تھے۔ خادم پانی ڈالتا جاتا تھا آپ کا وضو تمام نہیں ہوتا تھا۔ ایک شخص نے بنظر اعتراض کہا کہ وضو کرنے میں حد سے زیادہ پانی صرف کرتے ہیں۔ جب یہ خبر حضرت محبوب یزدانی کے گوش مبارک تک پہونچی فرمایا کہ جو حالت فرزند خیرالدین رکھتے ہیں اگر دونوں جہان کے دریا کا پانی اپنے وضو میں صرف کریں تو یہ اسراف نہ ہوگا۔

چو صوفی را بگیرد حالتِ عشق　　　اگر ریزد جہاں اسراف نبود

ذکر حضرت مولانا قاضی محمد سدّھوری

حضرت مولانا قاضی محمد سدھوری بہت بڑے زبردست عالم اور فاضل تھے۔ مخصوص علم اصول میں اپنا نظیر نہیں رکھتے تھے۔ حضرت محبوب یزدانی کے خلفاءِ خصوصیت مآب سے تھے۔

آپ کی بیعت کا سبب یہ ہوا کہ حضرت محبوب یزدانی نے مریدان کو برارہ کو مستفیض فرماتے ہوئے قصبہ سدھور میں نزول فرمایا۔ تمام چھوٹے بڑے سکنائے قصبہ حضرت مخدوم خیرالدین کے ہمراہ حضرت کے استقبال کو نکلے۔ قاضی محمد بھی اس جماعت میں تھے۔

(۱) حضرت محبوب یزدانی نے بعد ملاقات کے استفسار فرمایا کہ جناب قاضی صاحب کو اس گروہ کا علم کس خانوادہ سے حاصل ہوا قاضی صاحب نے عرض کیا کہ حضور سے، فرمایا کہ

(۲) خوشتر و بہتر، تقریباً حضرت محبوب یزدانی فرماتے تھے کہ بندہ کو جب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ اپنی خصوصیت کی شرف سے مخصوص کرے تو اس بندے کو توفیق دیتا ہے کہ کسی صاحبِ دولت کے قدم پر سر رکھے اور یہ اشعار حضرت نے پڑھے۔

اشعار

کسے کو را سعادت پیش آید　　دریغ از وے نباشد ہیچ نعمت
اگر توفیق باشد ہم عنانش　　ببوسد او رکاب اہلِ حشمت
اگر مقصود باشد بر سرِ او　　ہما از غیب آرد ظلِ دولت

حضرت محبوب یزدانی کی پالکی کو ایک طرف قاضی محمد اور دوسری طرف شیخ خیرالدین اپنے کاندھے پر اٹھا کر اپنے مکان پر لے گئے۔ خدمت اور ضیافت حد سے زیادہ کی، یہاں تک کہ حضرت کے تمام اصحاب خوش ہوئے۔ دوسرے دن صبح کو

(۳) حضرت محبوب یزدانی نے قاضی محمدؒ کو طلب فرما کر شرف بیعت سے مشرف کیا۔ اور اسرارِ راہ سلوک ابتداء سے انتہا تک تعلیم فرمانے میں دریغ نہیں کیا۔ قاضی صاحب حضرت کے ہمراہ ہو گئے۔ جب حضرت محبوب یزدانی قصبہ جائس کی طرف تشریف لیجانے لگے تو قاضی محمد کو تعلیم کے لئے حضرت شیخ خیرالدین کے سپرد کیا قاضی صاحب آپ کی پالکی کے ساتھ پیادہ پا جائس تک پہونچانے آئے۔ وہاں حضرت کے ہمراہ ریاضت اور مجاہدہ میں مشغول رہے۔ بعدِ طے ہونے انوارِ سبعہ کے بعطائے خرقہ و خلافت نامہ شرفِ خلافت سے مشرف فرمایا۔

① ذکر حضرت مولانا قاضی ابو محمد عرف معین مٹھن سدہوری

② حضرت مولانا قاضی ابو محمد عرف معین مٹھن سدہوری بھی حضرت محبوب یزدانی کے خلفائے کبریٰ سے تھے۔ جب حضرت محبوب یزدانی جائس کو تشریف لیجانے لگے۔ قاضی صاحب نے اپنے چھوٹے بڑے لڑکوں کو حاضر خدمت کر کے شرف بیعت سے مشرف کرایا۔

① ذکر حضرت مولانا ابو المظفر محمد لکھنوی

② حضرت مولانا ابو المظفر محمد لکھنوی مشاہیر علمائے زمانہ سے تھے اور فصاحت و بلاغت میں اپنا نظیر نہیں رکھتے تھے۔ حضرت محبوب یزدانی کی نظر عنایت بمقابلہ دوسروں کے آپ پر زیادہ تھی۔ چند روز آپ کی خاطر سے حضرت محبوب یزدانی جامع مسجد لکھنؤ ③ میں ٹھہرے۔ مولانا نے ایک قصیدہ حضرت محبوب یزدانی کی شان میں لکھ کر پیش کیا۔ اور پڑھکر سنایا۔ آپ کو نہایت پسند آیا فرمایا کہ زمانہ میں سخن گوئی تم پر ختم ہو گئی۔ مولانا نے نہایت تعظیم سے سر جھکا دیا۔ حضرت مولانا خیر الدین سدہوری بھی ہمراہ تھے۔ آپ نے بھی کچھ اشعار حضرت کے مناقب میں لکھے مولانا قاضی ابو المظفر لکھنوی نے اس پر اصلاح دی۔ حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ اس پر اصلاح کی حاجت نہیں۔ کیوں کہ یہ اشعار درویشانہ اور جوشانہ ہیں۔

حضرت کی عنایت قاضی ابو المظفر پر اس قدر تھی کہ دوسروں پر اتنی نہ ہو گی۔ اور یہ بات محض تائید الٰہی پر منحصر ہوتی ہے جس پر پیر مہربان ہو جائے۔

قطعہ

ز التفاتِ عزیزاں کسے برد بہرہ — کہ ہم چوں یوسف زبخت بہرہ مند بود
صفائے صدق نیاز اے عزیز حاصل کن — کہ التفاتِ عزیزانت سود مند بود

(۱) ذکر حضرت علام الہدیٰ مولانا علام الدین جائسی

حضرت علام الہدیٰ مولانا علام الدین جائسی تو بہت بڑے علامۂ زمانہ، ہر علوم میں یگانہ، خلفائے نامدار حضرت محبوب یزدانی سے تھے۔

اس دولت کے پانے کا سبب یہ تھا کہ جس زمانہ میں حضرت محبوب یزدانی اوّل مرتبہ مع خدم و حشم شاہانہ قصبۂ جائس میں اترے رات بھر غوغاء ذکرِ طالبان اور شور و شغبِ ذاکران، اہل قصبہ کے کانوں میں پہونچا۔ ایک رات مولانا علام الدین جائسی اپنے گھر میں بیٹھے تھے شور و غوغائے ذکر سن کے کہنے لگے کہ کہاں سے یہ غوغائی فقیر آئے ہیں مولانا کو (۲) سات مسئلے ایسے مشکل درپیش تھے کہ علماء جوار سے حل نہیں ہو سکے مولانا چاہتے تھے کہ ملک بنگالہ کا سفر کریں اور وہاں کے علماء سے حلّ مسائل کریں۔ رات کو قاضی صاحب بزرگان قصبۂ جائس کے مزارات پر فاتحہ پڑھنے گئے کہ صبح کو رخصت ہونگے۔ ادھر سے حضرت محبوب یزدانی بھی معہ قلندرانِ ہمراہی زیارتِ مزارات کو نکلے۔ مقبرۂ منورہ حضرت (۳) شیخ بدرالدین پر دونوں کا پہونچنا ہوا۔ مولانا نے حضرت کے ہمراہیوں سے پوچھا کہ یہ کون بزرگ ہیں؟ حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ دریافت کرنیکی احتیاج نہیں۔ ہم لوگ غوغائی آدمی ہیں۔ اس بات سے مولانا بہت شرمندہ ہوئے اور حضرت کے قدم پر سر رکھدیا۔ حضرت نے فرمایا کہ یہ تو ایک چھوٹی سی بات تھی ہم لوگ بڑے بڑے بار اٹھانے والے ہیں۔ اس کے بعد دونوں بزرگوار ساتھ ساتھ بزرگوں کے مزارات کی زیارت کرتے (۴) رہے۔ حضرت محبوب یزدانی نے بات کرتے کرتے بکمال فصاحت و بلاغت ان ساتوں مسئلوں کو اپنی تقریر دل پذیر سے حل کردیا۔ مولانا کے دل میں حضرت کی طرف سے کمالِ اعتقاد پیدا ہوا۔ پھر حضرت کی خدمت میں اس قدر عذر و معذرت کیا کہ آپ کی خاطرِ نازک سے شکوہ جاتا رہا۔

(۵) صبح کو مولانا ایک جماعت کثیرہ کے ساتھ خدمتِ عالی میں حاضر ہو کر شرفِ بعیت و ارادت سے مشرف ہوئے اور اپنے لڑکوں کو بھی حضرت کا مرید کرایا۔ اور بعد ریاضت و

(۱) مجاہدہ حضرت محبوب یزدانی نے بعطائے خرقہ وخلافت نامہ ماذون ومجاز کیا۔مولانا نے شرفائے اہلِ قصبہ کو ہدایت کر کے حضرت کے سلسلۂ ارادت میں داخل کیا اور ایک مجمع (۲) میں باآواز بلند اظہار کیا کہ عرصہ تین سال کا ہوتا ہے کہ ہم مع اکابر قصبۂ جائس حضرت شیخ سلیمان ردولوی کی خدمت میں حاضر ہوتے۔آپ نے فرمایا کہ آیندہ آپ صاحب میرے پاس آنے کی تکلیف نہ کریں۔کیوں کہ یہ ولایت ایک سید کے سپرد ہوئی ہے کہ سیاح زمینِ ولایت ہے انھیں دنوں میں وہ اپنے قدم مبارک سے اس دیار دجوار کو رونق بخشیں (۳) گے۔بعد اس کے اِس جوار کے لوگ نصیب بیعت وارادت انھیں سے حاصل کریں گے۔تمہارا خطہ اُن کے سپرد ہوا ہے۔تمہارے حال کے محافظ وہی ہوں گے۔آپ لوگ دل میں کچھ ملال نہ کیجیئے گا۔کہ چند باتوں میں وہ مجھ سے زیادہ ہیں۔ایک تو سید آل رسول،دوسرے حافظ سبعہ قرأت کے۔حضرت شیخ سلیمان کا فرمانا ظاہر ہوا جو حضرت محبوب یزدانی یہاں تشریف لاتے جو اس جوار کی سرفرازی اور دولت مندی کا موجب ہوا۔ایک عرصہ تک حضرت محبوب یزدانی نے قصبہ جائس میں قیام فرمایا۔

(۱) ذکرِ حضرت شیخ کمال جائسی

وقتِ رخصت شیخ کمال جائسی کو اپنی خانقاہِ عالم پناہ میں اپنا قائم مقام کیا اور مریدانِ قصبہ وجوار کی تعلیم وتربیت حضرت شیخ کمال جائسی کو سپرد کی۔وہ جامع ریاضت و مجاہدہ تھے۔کئی برس تک حضرت محبوب یزدانی کے ہمراہ سفر وحضر میں رہے اور بہت کچھ مجاہدے کئے۔جب انوار سلیعہ طے ہوئے شرفِ خلافت سے مشرف فرمایا اور خلافت نامہ اور خرقہ حضرت نے عطا فرمایا۔

(۲) جب حضرت محبوب یزدانی سوئے روح آباد روانہ ہوتے حضرت شیخ کمال کو اپنی خانقاہ میں جو زمین قصبہ جائس میں خرید کر تیار کرائی تھی اپنا نائب کر کے بٹھلایا۔چند مدت آپ نے اس خانقاہ میں بسر کی۔ایک دن آپ کے یہاں کچھ دعوت کا سامان تھا۔اسمیں دیگچہ وغیرہ ظروف کی ضرورت پکانے کے لئے تھی۔اور اس کا انتظام قصبہ والوں کے سپرد تھا

(۱) بروز دعوت نہ کوئی دیگچہ لایا نہ پکوانے کا انتظام کیا۔ حضرت شیخ کمال کو غصہ آگیا فرمانے لگے ان کے گھروں میں آگ لگے جنھوں نے وعدہ وفا نہ کیا۔ یہ بات زبان سے نکلنی تھی کہ " قصبہ میں آگ لگ گئی۔ اور تمام قصبہ جل گیا۔ اور چار ہزار آدمی جل گئے۔ شیخ کمال کو جب " یہ باعثِ شرمندگی کا ہوا راہِ روح آباد میں سر رکھا۔ اور پرواز کر کے پلک ہلانے میں

(۲) حضرت محبوب یزدانی کی خدمت میں پہونچے۔ جب آپ کی نظر شیخ کمال پر پڑی جلال میں آکر فرمایا کہ اے خاکسار مرے فرزندوں کو تو نے آگ میں جلا دیا۔ اور انکا خانماں برباد کر دیا۔ غرض کہ شیخ کمال کو حضرت کی قدم بوسی میسر نہ ہوئی۔ پشت خانقاہ وحدت آباد پر پڑے رہے۔ بعد مدتِ دراز کے حضرت نور العین کی سفارش کرائی۔ ایک مٹی کے طشت میں آگ بھر کر سر پر اٹھائے ہوئے حضرت محبوب یزدانی کے سامنے آئے۔ فرمایا

(۳) جب تو درویشوں کے طریقہ سے گناہ معاف کرانے آیا ہے تیرا ایمان سلامت جائے گا تو اور تیری اولاد ہمیشہ سرگرداں و پریشان رہیں گے۔

(۱) ذکر حضرت سید عبد الوہابؒ

حضرت سید السادات عالی جناب سید عبد الوہاب، حضرت محبوب یزدانی کے خلفاء خصوصیت مآب سے تھے۔ حضرت کی خدمت اس قدر کی کہ دوسرے سے ممکن نہیں۔

ایک دن کسی خاص ضرورت سے شیخ عبد الکریم دہلوی کے پاس بھیجے گئے۔ راہ خطرناک تھی مگر اپنی نظر میں کچھ نہ لائے۔ اور روانہ ہو گئے۔ جب جواب لے کر آئے تو

(۲) چلتے چلتے آپ کے پاؤں میں آبلے پڑ گئے تھے۔ حضرت محبوب یزدانی نے اپنی نعلین مبارک ان کو عطا کی۔ سید نے نعلین مبارک کو اپنے سر پر رکھ کر عمامہ میں باندھ لیا، چالیس دن تک سر پر باندھے ہوئے پھرتے رہے۔ حق تعالیٰ نے اس مدت میں ان کے گھر میں رفاہیت اور آسودگی بہت پیدا کی۔

① ذکر حضرت سید رضا عرف شاہ راجہ

حضرت سید رضا عرف شاہ راجہ بے حد زہد و تقویٰ سے آراستہ تھے۔ حضرت محبوب یزدانی کے خلفاء باا خلاص سے تھے۔ اور حضور کی نظر عنایت آپ پر بے انتہا تھی۔ اور آپ پر اسرار معرفتِ الٰہی اس قدر مکشوف تھے کہ بکمال تقویٰ کبھی بے نمازی کے ساتھ کھانا نہیں کھاتے تھے۔ حضرت محبوب یزدانی کے ہمراہ مقام اجودھیا میں جب ابراہیم مجذوب ② کی خدمت میں حاضر ہوئے وہ بظاہر نماز نہیں پڑھتے تھے۔ ان کی خدمت میں جاکر اس بات کا خیال ہوا کہ مجھ کو کچھ تبرکات عنایت کریں۔ کہیں سے آپ کے لئے کھانا آیا تھا آپ اس کو کھانے لگے اور تھوڑی دیر کے بعد فرمایا کہ آ اشرف جہانگیر میرے ساتھ کھا۔ حضرت محبوب یزدانی بہ آرزوئے تمام کھانا کھانے لگے جب تھوڑا کھانا باقی رہا شیخ ابراہیم مجذوب نے فرمایا کہ اپنے خادم کو بلاؤ اور کھلاؤ۔ جب ان کو بلایا تو انھوں نے کہا کہ بے نمازی کا ③ جوٹھا نہ کھاؤں گا۔ شیخ ابراہیم مجذوب کو اس بات کے سننے سے جلال آگیا۔ اپنا تکیہ اٹھا کر چاہتے تھے کہ شاہ راجہ کے سر پہ ماروں حضرت محبوب یزدانی درمیان میں آگئے اور بہت کچھ عذر کیا انھوں نے فرمایا کہ میرے قہر کا ہاتھ اٹھ چکا اس کی ضرب کہیں پڑنا چاہئے ایک پختہ مکان کئی منزل کا اونچا اسی مقام پر تھا آپ نے اس پر تکیہ جو مارا سارا مکان گر پڑا جب وہاں سے رخصت ہوئے حضرت محبوب یزدانی نے شاہ راجہ سے فرمایا یہ کیا تم نے بے عقلی کی بات کی جو ان کے ساتھ نہ کھایا اور ان کو بے نمازی کہا۔ شاہ راجہ نے ہندی زبان میں یوں کہا "یہ پرکھ آپن ایسوں کہاں اپنے ویسوں کہنا" یہ سن کر محبوب یزدانی ہنس پڑے اور فرمایا کہ مرید طالب صادق کو اسی درجہ کا اعتقاد رکھنا چاہئے۔

قطعہ

بجائے خود سخن چوں مستقیم است	ولے شرمندہ را تمیز باید
کہ درویے واحد در ہر مکان است	بہ نسبت ہر کسے یک چیز باید

حضرت سید رضا عرف شاہ راجہ امام علی نقی رضی اللہ عنہ کی اولاد سے سادات نقوی ہیں۔

(۱) آپ کا نسب نامہ یہ ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ ابنہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ ابنہ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ ابنہ حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ ابنہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ ابنہ حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ ابنہ حضرت امام موسیٰ رضا رضی اللہ عنہ ابنہ حضرت امام محمد تقی رضی اللہ عنہ ابنہ حضرت امام علی نقی رضی اللہ عنہ ابنہ حضرت سید جعفر ثانی رضی اللہ عنہ ابنہ حضرت سید باقر رضی اللہ عنہ ابنہ حضرت سید جعفر رضی اللہ عنہ ابنہ حضرت سید احمد اصفہانی رضی اللہ عنہ ابنہ حضرت سید تاج الملک رضی اللہ عنہ ابنہ حضرت سید رضا عرف شاہ راجہ۔ حضرت سید رضا

(۲) مجرد رہے۔ تاریخ وفات ۸۶۱ھ ہے۔

آپ کے بعد آپ کا سلسلہ سید مخدوم الملک ابن نظام الدین ابن سید احمد الدین ابن سید احمد اصفہانی سے جاری ہوا جن کو آپ نے اپنا خلیفہ اور جانشین بنایا اور جو آپ کے

(۳) برادر زادہ تھے۔ آپ کی اولاد میں اس وقت مقام درگاہ شاہ راجہ جو قریب مائل ضلع اعظم گڈھ ہے سید محمد علی اور سید احمد علی اور سید فرزند علی اور سید باقر حسین اور سید بدر علی اور سید ارتضیٰ حسین اور سید حافظ علی اور سید انور علی اور سید سرور علی اور سید ضامن علی شاہ مجذوب صاحب کیفیت عالیہ موجود ہیں۔ علاوہ ان کے ریاست پٹیالہ میں حضرت کی اولاد بڑے بڑے منصب اور بڑے بڑے عہدوں پر ممتاز ہیں۔

(۴) فقیر اشرفی جامع رسالۂ ہٰذا جب حضرت شاہ راجہ رحمتہ اللہ علیہ کے عرس میں حاضر ہوا وہاں ایک کرامتِ عجیبہ دیکھی کہ تمام میلہ میں ایک مکھی بھی نظر نہیں آتی۔ باوجود اس کے کہ وہاں کئی سو گائے قصاب ذبح کرکے گوشت فروخت کرتے ہیں۔ جو لوگ وہاں آتے ہیں خرید کر گوشت پکاتے ہیں اور دس سیر بیس سیر گوشت خرید کر اپنے گاؤں میں لے جاتے ہیں۔ یہ مشہور ہے کہ شاہ راجہ صاحب کے میلہ کا گوشت بہت عمدہ خوش ذائقہ ہوتا ہے۔ بعد عرس کے یہ کرامتِ عجیبہ دیکھی گئی کہ اس زمین پر ہڈی اور خون اور آلائش گوبر وغیرہ کہیں ایک تولہ بھر نظر نہیں آتا۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ غیب سے خود بخود صاف ہو گیا۔

آپ کی اولاد میں اکثر لوگ مرد و عورت فقیر اشرفی سے مرید ہوئے۔ آپکا مزار مبارک خام ہے۔ گرد روضہ احاطہ پختہ ہے۔ آپ کے مزار کے برابر آپ کے برادر زادہ صاحب سجادہ حضرت مخدوم الملک کا مزار ہے۔ اور خرقہ عطیہ حضرت محبوب یزدانی آج تک آپکے خاندان میں محفوظ ہے۔ آپ کا دیوان فارسی میں ہے۔ تخلص راجہ رکھا ہے۔

ذکر حضرت جمشید بیگ قلندر ترک (۱)

حضرت جمشید بیگ قلندر ترک امرائے قوم ازبکیہ سے تھے۔ جب حضرت محبوب یزدانی باحشم وخدم سلطانی مع قلندران ہمراہی یاغستان میں پہونچے گروہ کے گروہ ترکان قوم ازبکان شرف بعیت سے مشرف ہوئے۔ گھوڑے اور بکریاں اس قدر نذر کیں کہ جس کا شمار نہیں۔ اس زمانہ میں امیر تیمور لنگ صاحبقراں سمرقند میں تھے۔ جب ان کو یہ خبر پہونچی کہ شاہزادہ سامانیاں امیر زادۂ ملوک سمناں یہاں تشریف لائے ہیں کئی ہزار گھوڑے لوگوں نے ان کی نذر کی ہیں اور قوم ازبک اور بربک اور قفچاق اور لاچین کئی ہزار ان کے پاس جمع ہو گئے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ جنگ کا ارادہ رکھتے ہیں۔ امیر تیمو صاحبقراں نے جب دریافت کیا یہ کون ہیں جنکی خدمت میں اس قدر اژدحام ہو رہا ہے۔ معلوم ہوا کہ حضرت میر سید اشرف جہانگیر خاندان سلاطینِ سادات سمنان و سامان سے ہیں اور ترک سلطنت کر کے فقر اختیار کیا ہے۔ لوگ انکے دستِ مبارک پر کثرت سے بیعت کرتے ہیں اور حضرت احمد یسوی کے خاندان کے نواسہ ہیں۔ مریدانِ خاندانِ جدّ مادری حسن عقیدت سے پیش آئے ہیں اور اپنے اخلاص سے گھوڑے وغیرہ لوگوں نے نذر کئے ہیں۔ اس وجہ سے ان کی زیارت کا بڑا شور و غوغا ہو رہا ہے۔ آخر الامر (۲) امیر صاحبقراں نے فرمایا کہ میں نے اس سید زادہ کو دیکھا ہے کہ انھوں نے فقر اختیار کیا ہے میں نے چاہا تھا کہ ان کی خدمت میں کچھ ملک نذر کروں انھوں نے قبول نہیں کیا اور ان میں داعیۂ جنگ و ملک گیری نہیں ہے۔ خورشید بیگ کو حکم دیا کہ تم تحفہ نذر وغیرہ لے کر سید صاحب سے ملو۔ حضرت محبوب یزدانی کو یہ بات ناپسند ہوئی۔ اسی روز آپ نے وہاں سے کوچ کر دیا اور قندز (۳) کی طرف روانہ ہوئے۔ تمام نذریں گھوڑے اور بکریاں اور جملہ سامان فقرا کو للہ دے دیا۔

جمشید بیگ بھی اسی جماعت کے لوگوں سے تھے جو ہمراہ حضرت کے ہوئے اور بہمراہی حضرت
(۱) روح آباد میں حاضر رہے۔ اور بعدِ تکمیلِ انوارِ سبعہ شرفِ خلافت و ارشاد بعطائے خرقہ
" وخلافت نامہ ان کو مشرف فرمایا۔ عمارت روضۂ مبارک اور حوض گرد روضہ آپ ہی کے اہتمام
" سے تیار ہوئے اور آپ کو حضرت محبوب یزدانی نے سلسلۂ عالیہ نسویہ میں تعلیم فرمائی تھی۔ اسی
سلسلہ میں آپ اپنے ملک میں جاکر لوگوں کو مرید فرماتے تھے۔ اور آپ کی شہرت اس دیار
میں حد سے زیادہ پائی گئی۔

(۲) ذکر حضرت قاضی شہاب الدین ملک العلماء رحمۃ اللہ علیہ

حضرت قاضی شہاب الدین ملک العلماء دولت آبادی جو مقتدائے علماء زمانہ اور
" پیشوائے بلغائے یگانہ تھے۔ جس زمانہ میں حضرت محبوب یزدانی جونپور میں تشریف فرما تھے
(۳) اور آپ کی زبان مبارک سے یہ کلمہ الناس کلھم عبد لعبیدی حالت کیفیت
" میں صادر ہوا تھا۔ علماء کی ایک جماعت تعصب سے آپ کے خلاف ہوگئی تھی۔ حضرت
قاضی صاحب نے حضرت کی خدمت حد سے زیادہ کی حضرت نے ان کو خطاب ملک العلماء
عطا فرمایا۔ اور تکمیل سلوک و ریاضت شدیدہ کے بعد بعطائے خرقہ وخلافت نامہ آپ کو
اشرف الخلفاء میں داخل فرمایا۔

(۴) منقول ہے کہ جب حضرت قاضی شہاب الدین ملک العلماء دولت آبادی خدمت
عالی حضرت محبوب یزدانی میں حاضر ہوتے اس وقت چار خیال آپ کے دل میں تھا۔ اوّل
یہ کہ حضرت محبوب یزدانی مجھ کو کوئی خاص خطاب عنایت فرمائیں۔ اور دوسرے وہ کتاب
عنایت کریں جس کو میں نے کبھی نہ دیکھا ہو۔ تیسرے وہ غذا کھلائیں جس کو میں نے کبھی نہ کھایا ہو
چوتھے مخالفین جو یہ مشہور کرتے ہیں کہ حضرت اپنے تلووں میں خلفاء ثلاثہ کے نام لکھے رہتے ہیں
وہ مجھ کو دکھلا دیں۔ جیسے قاضی صاحب آئے حضرت محبوب یزدانی کے خیمہ کے طناب سے
(۵) الجھ کر ان کی پگڑی گر گئی۔ حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا ملک العلماء دستار اپنے سر پر رکھ لو
خطاب تو مل گیا۔ اس کے بعد حضرت نے ایک جلد ہدایہ قاضی صاحب کو عنایت کیا۔

اس وقت قاضی صاحب کو خیال گذرا اس کتاب کو بارہا میں نے طلبہ کو پڑھایا ہے۔ حضرت
(۱) محبوب یزدانی نے فرمایا کہ یہ کتاب اول خاص مصنف کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے اور فقیر نے
اپنی جانب سے اس کا حاشیہ لکھا ہے۔ یہ کتاب تمہاری نظر سے کبھی نہیں گذری۔ اور خادم
سے فرمایا کہ مطبخ میں کچھ کھانا تیار ہے؟ خادم نے عرض کیا شیر برنج تیار ہے۔ حضرت نے فرمایا
قاضی صاحب کو پیش کرو وہ کھائیں۔ اس پر بھی خیال قاضی صاحب کا یہ گذرا کہ شیر برنج کوئی
کھانا ایسا نہیں جس کو میں نے کبھی نہ کھایا ہو۔ حضرت محبوب یزدانی نے یہ فرمایا کہ جنگل کے
ہرن اور نیل گاؤ جہاں میرا قیام ہوتا ہے آکر دودھ دے جاتے ہیں یہ تم کو کہاں نصیب ہوگا
اس کے بعد حضرت محبوب یزدانی نے دونوں پیر اپنے قاضی صاحب کے سامنے پھیلا دیئے
جس پر چمڑے کے موزے پہنے ہوئے تھے فرمایا بابا شہاب الدین ظنوا بالمؤمنین خیرًا
آج میرے موزے کی مسح کو تین دن ہوگئے تم میرے موزوں کو کھینچ لو کہ میں وضو جدید کرکے
پہن لوں قاضی صاحب کے سامنے دونوں تلوے حضرت کے ہوگئے دیکھا کہ مثل آئینہ کے
(۲) صاف ہیں۔ بعد صُدور ان چار باتوں کے قاضی صاحب شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور
بعد تکمیلِ سلوک حضرت محبوب یزدانی نے بعدِ عمل مقراض بعطائے مثال شرف خلافت سے
مشرف فرمایا۔ ملا محمود نے ارادہ کیا کہ حضرت محبوب یزدانی کی خدمت میں حاضر ہوکر اس کلام کا
استفسار کروں کہ حضور نے کس معنوں سے فرمایا ہے۔ قاضی شہاب الدین ملک العلماء نے کہا
کہ تم کو آدابِ مشائخ پورے طور سے معلوم نہیں میں عرض کروں گا۔ چنانچہ جب قاضی موصوف
(۳) خدمت عالی میں حاضر ہوئے تو اس وقت حضرت محبوب یزدانی کچھ شطحیاتِ مشائخ بیان فرمارہے
تھے کہ خواجہ بایزید بسطامی نے سُبْحَانِی مَا اَعْظَمَ شَانِی اور خواجہ فرید الدین عطار نے
لیسَ فی جبتی سوا اللّٰہ اور حضرت منصور نے انا الحق فرمایا ان کلمات طیبات کی تاویلات
بعنوان شائستہ فرمارہے تھے۔ قاضی صاحب نے موقع پاکر عرض کیا کہ حضور کے ملازمان کی نسبت
بھی لوگ اَلنَّاسُ کُلُّھُم عَبْدٌ لِعَبِیْدِی منسوب کرتے ہیں اس وقت حضرت پر
(۴) ایک حالت پر جوش پیدا ہوئی اور جلال میں آکر فرمایا کہ کس روسیاہ نے درویشوں کے
راز کو مجلسِ علماء میں بیان کیا۔ اسی وقت اس کا منہ کالا ہوگیا جس نے یہ راز درویشاں

① مجلس علماء میں بیان کیا تھا اور پھر حضرت محبوب یزدانی نے قاضی صاحب کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ بابا قاضی تم نے صرف کی کتابوں میں پڑھا ہوگا کہ "کل" دو قسم کا ہوتا ہے۔ پہلا کل، کل جزئی دوسرا کل، کل کلی۔ پہلا کل دلالت کرتا ہے بعض پر کہ بعض آدمی میرے بندے کے بندے ہیں۔ پس نفس و شیطان دونوں میرے بندے ہیں۔ متبعان نفس و شیطان بعض میرے بندے کے بندے ٹھہرے۔ اب تو سمجھ گئے کہ میں نے ان معنوں سے کیا کہا۔ یعنی مراد اس کل سے کل جزئی ہے!

② ذکر حضرت مولانا حاجی فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا حاجی فخر الدین جو زیورِ علوم سے آراستہ اور مسائل تصوف میں دستگاہِ کامل رکھتے تھے۔ اور موضع ادمیر بٹہ نواحی پرگنہ الکلی ضلع جونپور میں آپکا مسکن تھا۔ اس اطراف کے مریدان و معتقدان کی تعلیم و تربیت آپ کے سپرد ہوئی تھی حضرت ③ محبوب یزدانی کے ہمراہ زیارت و طواف کعبہ شریف اور حج میں حاضر رہے۔ حضرت محبوب یزدانی کے دربار میں بمشقت تمام ہر کام میں مشغول رہتے تھے۔ ایک دن حضرت محبوب یزدانی کی نظر آپ کی محنت و مشقت پر پڑی۔ فرمایا کہ فرزند فخر الدین تم نے بہت خدمت کی اب تم کسی خدمت میں مشقت نہ کرو۔

④ ذکر حضرت مولانا شیخ داؤد رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا شیخ داؤد برادرِ حضرت مولانا حاجی فخر الدین تھے۔

حضرت محبوب یزدانی کی شرف خلافت سے مشرف اور مقبول نہیں ہوئے تھے۔ آپ کو آپ کے بھائی مولانا حاجی فخر الدین کے سپرد کیا گیا تھا بغرض تعلیم باطنی کہ مراتب انوار سبعہ طے کرائیں۔

(۱) ذکر حضرت مولانا رکنُ الدّین وشیخ آدم عثمان

(۲) حضرت مولانا قاضی رکن الدین جو علوم ظاہری اور علوم باطنی کے مخزن تھے۔
حضرت محبوب یزدانی نے بعطائے انوار سبعہ بعطائے خرقہ وخلافت نامہ مشرف بہ تشریف خلافت فرماکر موضع دونیری متصل حاجی پور مقام قیام تعین فرمایا۔ آپ نے وہاں ایک خانقاہ تیار کی۔ اس جوار کے لوگ آپ کے شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ آپکو حضرت شیخ آدم عثمان کے سپرد فرمایا تھا کہ باہم اتفاق سے رہنا۔ جس وقت شیخ آدم عثمان قدس سرہ کو حاجی پور کی طرف حضرت محبوب یزدانی نے روانہ فرمایا اور ارشاد کیا کہ گھوسی سے " دریائے کوسی تک پورب اور اتر دامن کوہ نیپال تک تم کو دیا اس درمیان تم سب پیر بھائی اپنے اپنے مقام کی جگہ تقسیم کرکے استقامت اختیار کرنا۔

(۳) ذکر شیخ تاج الدّین ونورُ الدّین

حضرت شیخ تاج الدین اور حضرت شیخ نور الدین دونوں حضرات علوم شرعیہ میں قابلیت بے مثال رکھتے تھے۔ جب حضرت محبوب یزدانی خدمتِ مرشد ملکِ بنگال سے ادھر تشریف لا رہے تھے راستہ میں موضع دنیری آیا وہاں بسبب بارش چند روز ٹھہرے اس قیام میں حضرت کے دونوں صاحبوں کو آپ کی طرف کمال عقیدت پیدا ہوئی۔ اور " شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ وہاں سے حضرت کے ہمراہ دونوں صاحب روح آباد تک چلے آئے۔ یہاں کچھ دن چلہ کشی اور ریاضت میں رہے جب کشف اسرار ہوگیا شرف خلافت سے مشرف کئے گئے۔ اور ان کے لئے حکم ہوا کہ تم اپنے وطن میں جاکر سلسلہ جاری کرو لیکن شیخ آدم عثمان سے اختلاف نہ کرنا اور ان کی اتباع میں رہنا۔
" غرض یہ تینوں بزرگوار دیارِ حاجی پور میں تشریف لے گئے اور ان کیلئے جائے قیام موضع کودیو کے لئے حکم ہوا۔

① ذکر حضرت مولانا شیخ الاسلام ساکنِ احمد آباد گجرات

② حضرت شیخ الاسلام گجراتی جو علوم عربیہ اور فنون عجیبہ مخصوص علم ہیئت اور نجوم میں اپنا
نظیر نہیں رکھتے تھے۔ جب شرفِ قدمبوسی حضرت محبوب یزدانی سے گجرات میں مشرف
③ ہوتے۔ اول مرتبہ بطریقِ امتحان چند مسائل علمی حضرت سے دریافت کئے جواب شافی
" پائے مگر اپنی خود نمائی سے شور اور غوغا بیہودہ کرنے لگے یہانتک کہ لڑنے کی نوبت آگئی
ایک دن جامع مسجد دار الخلافت احمد آباد میں جمعہ کے دن ایک جمعیت کثیر لے کر آئے
" اور پریشان باتیں بہت کچھ کہیں۔ حضرت محبوب یزدانی کو انکا یہ طرزِ عمل ناپسند آیا جب رات
④ کو اپنے گھر گئے خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص آواز ہیبت ناک سے کہتا ہے کہ خبردار
سید سے مقابلہ نہ کر اور اگر تو کریگا جانتا ہے کہ اس وقت روحانیہ پاک تیرے بزرگوں کی
سید پاک کے پاس حاضر ہو کر بہت کچھ معذرت کی۔ صبح کو شیخ الاسلام نے حاضرِ خدمت ہو کر
" درخواست معافی قصور چاہی۔ حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ ہماری طرف سے وفا اور
⑤ تمہاری طرف سے جفا، اب نہ وفا نہ جفا بلکہ محل صفا ہے اسیوقت حضرت شیخ الاسلام شرفِ
بیعت سے مشرف ہوئے۔ اور اس سفر میں حضرت محبوب یزدانی ۲ دو سال کامل دیارِ گجرات
میں ٹھہرے اور حضرت شیخ الاسلام رات دن آپ کی ملازمت میں رہتے تھے۔ ایکدم جدا
" نہیں ہوتے تھے اور بکمالِ ادب تہ دل سے آپ کی خدمت کرتے تھے۔ جب قابل
اور لائق تکمیلِ باطنی میں ہوئے بعطائے خرقہ و خلافت نامہ ماذون و مجاز کئے گئے۔ اور اس
اطراف کے مریدان اور محبان کی تعلیم آپ کے سپرد کی گئی۔ اور اس اطراف کے لوگ سب
آپ کی اطاعت میں دیئے گئے۔ جب حضرت محبوب یزدانی وہاں سے دہلی کیطرف روانہ
⑥ ہوئے۔ رسالہ اشرف الفوائد اور فوائد الاشرف وہاں کے احباب کے لئے تحریر فرما کر
" ان کو عطا فرمائے۔ چنانچہ دیباچۂ کتاب میں اس کا اشارہ کیا ہے کہ ہمارا خاندان نور بخشیہ
نے اس شان و شوکت کے ساتھ سلطنت کی ہے کہ ہمارے خاندان کے غلاموں نے
" بھی بادشاہت کی۔ یعنی سلطان اسماعیل سامانی جو آپ کے مورث مادری تھے انکے

① دو غلام سبکتگین اور الپتگین تھے۔ سلطان محمود غزنوی سبکتگین کے بیٹے تھے۔ یہ شان حضرت محبوب یزدانی کی خاندان نسب مادری کی تھی۔ سلطان اسماعیل سامان کی دختر
② فرخ زاد بیگم سید علی اکبر مدنی کے ساتھ منکوحہ ہوئیں۔ ان سے سید شمس الدین محمود نوربخشی قدس اللہ سرہ جو مرتبہ نقبار کو درجہ فقر میں پہونچے تھے آپ کے پانچ پشتوں میں سلطنت اور امارت رہی۔

③ ذکر حضرت شیخ مبارکؒ گجراتیؒ

حضرت شیخ مبارک گجراتی رؤسائے دیارِ گجرات سے تھے۔ عالم باعمل اور صوفی باشغل تمام صفات پسندیدہ سے آراستہ تھے۔ اس قدر حضرت محبوب یزدانی کی خدمت مالی و بدنی کی کہ کسی سے ایسی خدمت نہ ہو سکے گی۔ گجرات سے حضرت محبوب یزدانی کے ہمراہ آستانہ روح آباد تک آئے اور بعد چلہ کشی و ریاضت کے شرف خلافت اور اجازت سے مشرف ہو کر گجرات کی طرف روانہ کئے گئے نقارہ اور علم واسطے حضرت شیخ الاسلام گجراتی بہدست شیخ مبارک بھیجا گیا۔ اور حضرت شیخ الاسلام کے پاس شیخ مبارک کے لئے خط سفارش کا لکھا مکتوباتِ اشرفی میں جو خطوط حضرت نے ان کے نام تحریر فرمائے ہیں اس سے قدر و منزلت حضرت شیخ الاسلام کی پائی جاتی ہے۔

④ ذکر حضرت شیخ حسین دونیروی

حضرت شیخ حسین حضرت محبوب یزدانی قدس سرہ کے اصحاب کبار اور احباب نامدار سے تھے۔ اس قدر عنایتِ صوری و معنوی آپ کے حال پر تھی کہ دوسرے لوگوں پر اتنی نہ تھی۔ آپ خاندان خلجی اور دودمان محمدی سے تھے دولت اور مالِ دنیاوی بہت کچھ ⑤ رکھتے تھے۔ جب توفیق ازلی رفیق ہوئی حضرت محبوب یزدانی قدس سرہ کے سلسلۂ ارادت میں داخل ہوئے۔ بعد ریاضت شدیدہ جب آپ میں تہذیب باطنی پیدا ہوگئی

" بعطائے خرقۂ خلافت واجازت مشرف کر کے مقام سکونت ان کا موضع دونیری میں ہوا۔
(۱) اس اطراف کے آدمی آپ کی طرف رجوع ہو کر سرحد چمپارن اور دربھنگا تک داخلِ سلسلہ تھے۔ بادشاہِ بنگالہ کو آپ کے ساتھ کمالِ اعتقاد تھا۔ بہت کچھ زرِ خطیر آپ کے فقراءِ خانقاہ کے لئے بھیجتا تھا۔

(۲) ذکر حضرت شیخ صفی الدّین مسند عالی سیف خاں

حضرت شیخ صفی الدین مسند عالی سیف خاں عالی مراتب صاحب جاہ وجلال تھے " باوجود اس کے کہ ملک اودھ کے صوبہ دار تھے لیکن آپ چاہتے تھے کہ تعلقاتِ دنیا سے " بالکل دست کش ہو جائیں مگر حضرت محبوب یزدانی نے نہیں مانا۔ فرمایا کہ مطلب کام سے نہ ترکِ روزگار سے۔

حق تعالیٰ نے بعض بندوں کو عالی جاہ اور اپنا مقرب درگاہ کیا ہے۔ چنانچہ شیخ ابوسعید ابوالخیر اور دوسرے بزرگوں کا تذکرہ فرمایا۔

شعر

حاجت بکلاہ ترکی داشتنت نیست ۔۔۔ درویش صفت باش و کلاہ تتری دار

ہر چند کہ مسند عالی اس بات کے خواستگار ہوئے کہ حضرت محبوب یزدانی کی توجہ سے
(۳) آپ کو جذبۂ قوی حاصل ہو۔ حضرت محبوب یزدانی نے جو خرقۂ خلافت حضرت مسند عالی کو عنایت فرمایا تھا اس کو قبائے شاہی کے نیچے پہنتے تھے۔ ایک مرتبہ اسی لباس کے ساتھ حضرت محبوب یزدانی کے سامنے آئے۔ آپ نے یہ مصرع پڑھا۔

ع ۔ چنیں خرقہ زیر قبا داشتند۔

(۴) ذکر حضرت شیخ محمود کنتوری

حضرت شیخ محمود کنتوری، وہ قدوۃ احباب اور زبدۃ اصحاب حضرت سے تھے۔ حضرت محبوب یزدانی کی نظر عنایتِ ظاہری و باطنی آپ پر بے حد تھی اور بے پایاں۔

اکثر حضرت کی ملازمت میں آپ نے سفر کیا ہے۔

(١) جب آپ کی تکمیلِ سلوک ہوگئی لباسِ خلافت و اجازت سے ملبوس کر کے اپنے وطن کی طرف بھیجے گئے کہ اس اطراف کے لوگوں کو سلسلۂ بیعت میں داخل کریں اور استفادہ پہنچادیں۔ ایک دن مقام کنتور سے حضرت کی دعوت کر کے آپ کو اپنے مسکن قصبۂ پنچولی میں لیگئے قریب قصبہ جب حضرت پہونچے دوڑ کر سید محمود نے آپ کی پالکی میں کاندھا دیا اور مکان میں لاکر اتارا۔ اسی زمانہ میں اس قصبہ کو سید محمود نے آباد کیا تھا۔ جب حضرت کا گذر وہاں ہوا سالار سیف الدین بانی قصبۂ مذکور نے حضرت کا استقبال کرکے دعوت کی استدعا کی۔ اور غالباً اسی دن نئے مکان میں تمام عزیزوں کی دعوت کی تھی اور جوار و دیار کے لوگ حاضر ہوئے تھے۔ جب حضرت محبوب یزدانی ان کے گھر ٹھہرے قوال بھی حاضر تھے گانا شروع کر دیا۔ حضرت محبوب یزدانی کو کیفیت و رقت پیدا ہوئی حویلی کے اندر بیبیوں نے جب حضرت کی رقت کا حال سنا کہنے لگیں خدا خیر کرے کہ پہلے اس مکان میں آتے ہی درویشوں نے رقت کی اچھا نہیں ہوا۔ پہلے دن اس مکان میں آئے اور رونا ہوا۔ حضرت محبوب یزدانی کی کیفیت جب فرو ہوئی اور مجلس تمام ہوئی سالار سیف الدین کو بلا کر فرمایا کہ جاؤ اپنے گھر کی عورتوں سے کہدو کہ خاطر جمع رکھیں۔ ہم نے تمہاری اولاد کی جڑ کو اپنی آنکھوں سے پانی دیا ہے انشاء اللہ تعالیٰ اس کے آثار و انوار باقی رہیں گے۔ وہاں سے حضرت قصبۂ کنتور میں تشریف لائے اور سید محمود کنتوری کے گھر ٹھہرے۔ انھوں نے بڑے دھوم کے ساتھ حضرت کی دعوت کی۔ وہاں سے حضرت شیخ سعد اللہ کیسہ دار کے گھر تشریف لائے۔ اور سادات کنتور نے باری باری سے حضرت محبوب یزدانی کی دعوت کی۔ آپ نے بہ نسبت سادات کنتور فرمایا کہ "یہ سادات صحیح النسب ہیں" اور حکم فرمایا کہ اس نواح کے لوگوں میں جو عالی نسب ہوں ان سے قرابت کرنا۔ اور غیرِ کفو میں قرابت نہ کرنا۔ جب حضرت محبوب یزدانی وہاں سے رخصت ہوئے حضرت شیخ سعد اللہ نے درخواست کی کہ خرقہ مرحمت ہو ان کی یہ درخواست منظور فرما کر شرفِ خلافت سے بعطاءِ خرقہ مشرف کر کے فرمایا الفقرآءِ کنفسٍ واحدٍ بہ تخصیص خاندانِ چشت اہلِ بہشت

رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ متحد المعنیٰ ہیں۔

① ذکر حضرت مولانا عبد اللہ دیار بنارسی قدس سرہ

حضرت محبوب یزدانی جب شہر جونپور سے بنارس تشریف لے گئے اور ایک تبخانہ کے قریب خیمہ کھڑا کئے۔ حضرت مولانا شیخ عبد اللہ دیار بنارسی صدیقی حضرت محبوب یزدانی ② کے خلفاء جلیل القدر سے تھے۔ ان کی خاطر سے وہاں چند سے قیام فرمایا۔ اور وہاں کے لوگوں کی تعلیم و تربیت آپ کے سپرد فرمائی۔ فقیر اشرفی جامع رسالہ ہذا جب بنارس گیا لاٹ والی مسجد میں تھوڑی دیر ٹھہرا۔ گوشہ شمال مغرب کی طرف خود بخود طبیعت کا میلان ہوا ایک قبہ کے اندر حاضر ہوا۔ ایک مزار فائز الانوار نظر آیا کشش قلبی سے معلوم ہوا کہ یہ مقبرہ حضرت عبد اللہ بنارسی کا ہے۔ وہاں کوئی بتلانے والا نہیں تھا۔ دل پر عجیب کیفیت پیدا ہوئی۔ مجھ ہیچ کارہ کو اپنے خاندان کا خادم سمجھ کر کشش فرمائی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

③ ذکر حضرت مولانا دُرّ البحر مدینۃ الاشرف

حضرت مولانا شیخ در البحر سمندر کے بیچے ایک شہر حضرت محبوب یزدانی نے اپنے نام نامی پر مدینۃ الاشرف موسوم کر کے بسایا تھا اور تین برس آپ اس شہر میں قیام ④ فرما رہے تھے۔ حضرت شیخ در البحر قدس سرہ کو بعطائے خرقہ و سند خلافت نامہ اپنی طرف سے اپنا قائم مقام کر کے چلے آئے۔ آپ کے مرید حضرت شیخ کیکل قدس سرہ سے حضرت نظام یمنی کی ملاقات جہاز پر ہوئی وہ اپنی قوت باطنی سے پانی کے باہر نکل آئے ان کا بیان تھا کہ ہمارے مرشد خلیفہ سلطان سید اشرف جہانگیر قدس سرہ ہیں۔ آپکے مریدوں کے علاوہ دس ہزار طالب صادق ذاکر و شاغل۔ آپ کے خدام میں وہاں رہتے ہیں۔ اس میں سے ایک میں ہوں تو حضرت نظام یمنی نے ان سے کہا کہ تمہارے دادا پیر سلطان سید اشرف جہانگیر اس جہاز پر سوار ہیں جن سے تم منسوب کرتے ہو۔

① اسی وقت وہ جست کر کے جہاز پر آ گئے۔ اور بعد قدمبوسی دیر تک حضرت محبوب یزدانی سے اپنی زبان میں باتیں کرتے تھے جو سمجھ میں نہیں آتی تھی لباس ان کا قوم پر یزادوں کے ایسا تھا۔

② ذکرِ حضرت مولانا نورُ الدّین رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا سید نور الدین بن سید اسد الملت والدین ظفر آبادی آپ کو بیعت حضرت شیخ رکن الدین ابوالفتح ملتانی سے پہلے سلسلۂ سہروردیہ میں تھی۔ بعد اس کے جب حضرت محبوب یزدانی اول مرتبہ ظفر آباد تشریف لے گئے اور آپ سے
③ جب بصدقِ ارادت پیش آئے تو حضرت محبوب یزدانی نے خرقۂ خلافت اور خلافت نامہ اجازت سے مشرف فرمایا۔ اور جائے استقامت ظفر آباد ہی میں تجویز فرمائی اور اس جوار کے مریدوں کی تعلیم آپ کے سپرد کی۔ (رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ۔)

④ ذکرِ حضرت ملک محمود رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا ملک محمود ملک الامراء رئیس و امیر موضع بھدونڈ۔
⑤ آپ حضرت محبوب یزدانی کے خلفاء خصوصیت مآب سے تھے۔ ایک درویش نے حضرت کو ایک پتھر نذر کیا تھا۔ اور اس میں یہ تاثیر تھی کہ جب تک منھ میں رکھے رہو " بھوک پیاس نہ معلوم ہو۔ اگر کمر میں باندھ لو تو راستہ کتنا ہی چلو تکان نہ معلوم ہو۔ حضرت کے اصحاب نے اس پتھر کی خواہش کی آپ نے فرمایا اس کا مستحق فرزند ملک الامراء ملک محمود ہے چنانچہ جس وقت حضرت محبوب یزدانی سفر سے روح آباد میں واپس آئے آپ نے " وہ پتھر ملک الامراء کو عنایت فرمایا اور زمینِ آستانۂ روح آباد بھی ملک الامراء کے علاقہ کی زمین تھی جس کو اپنے مرشد حضرت محبوب یزدانی کی خدمت میں نذر کیا۔ اب تک
⑥ آپ کی اولاد موضع بھڈونڈ میں موجود ہے۔ فقیر اشرفی جامع رسالۂ ہذا سے ان میں سے اکثر لوگوں نے بیعت کی ہے۔

اس خاندان میں ملک بنیاد علی اور ملک درگاہی اور ملک عباد علی اور ملک مہدی حسین اور رعایت علی و منصب علی و ملک مخدوم بخش وغیرہ بڑے خوش عقیدہ لوگ جامع رسالہ ہذا کے سامنے موجود تھے۔

(۱) ذکر حضرت بابا حسین کتابدار رحمۃ اللہ علیہ

" حضرت بابا حسین کتابدار حضرت محبوب یزدانی کے خدام خصوصیت مآب میں سے تھے اور ہمیشہ سفر و حضر میں حضرت کے ہمراہ رہتے تھے۔ اور کتب خانہ اشرفی ہمیشہ آپکی نگرانی میں رہا۔ آپ کی ذریت سے کچھ لوگ اپنے کو منسوب کرتے ہیں (ان میں شیخ نبی بخش اور فضل کریم اور میاں بیجو اور شیخ حسین علی اور عباد اللہ اور عبدالمجید اور محمد بشیر اور محمد نظیر اور محمد یٰسین اور منشی ابن ہدایت اللہ اور مصطفیٰ ابن باب اللہ مجاور اور میاں نجی واحد ساکن موضع سسواں) اور مزار مبارک کی خدمت بھی کرتے ہیں۔ آپ کے مزار مبارک کی تحقیق نہ ہوئی کہ کہاں ہے۔

(۲) ذکر حضرت سید حسن علم بردار

" حضرت سید حسن کنجوی کے ہاتھ سفر و حضر میں ہمیشہ حضرت محبوب یزدانی کی جماعت " کا علم رہتا تھا۔ آپ کا مزار لب تالاب موضع مذکور واقع ہے۔ آپ حضرت محبوب یزدانی کے خلفاء ذیشان سے تھے۔ فقیر اشرفی جامع رسالہ ہذا کی اوائل عمر میں اس خاندان سے کوئی صاحب عید بقرعید میں علم لے کر آستانہ روح آباد میں آیا کرتے تھے۔

(۳) ذکر حضرت شیخ جمال الدین راوت رحمۃ اللہ علیہ

" حضرت شیخ جمال الدین راوت حضرت محبوب یزدانی کے خلفاء صاحب کرامت سے تھے۔ آپ ہی سے درپن ناتھ جوگی عرف کمال پنڈت سے مقابلہ ہوا تھا۔ اور آپ ہی

① سے وہ زیر ہوئے۔ آپ کا مزار مبارک موضع راوت پارہ کچھوچھہ سے ڈھائی کوس کے فاصلہ پر واقع ہے۔ وہاں آپ نے ایک تالاب نیر کے نام سے کندہ کرایا تھا۔ ایک مسجد قلندری بہت وسیع لب تالاب واقع ہے۔ صحن مسجد سے ملحق آپ کا مزار ہے۔

② فقیر اشرفی جامع رسالۂ ہذا جب آپ کے مزار مبارک پر حاضر ہوا عجیب بابرکت اور بافیض مقام پایا۔ آپ کی اولاد میں حضرت شیخ رجب صاحب کمال موضع گڑھا میں رہتے تھے۔ اب تک آپ کی مسجد و مزار وہاں موجود ہے۔ آپ کپڑا بننے کا کام کرتے تھے۔ کچھوچھہ شریف سے جب آپ کے پیر موضع مذکور میں گئے تو شیخ رجب کی بی بی نے اپنے شوہر سے کہا کہ پیر کی دعوت کے واسطے گوشت مچھلی کچھ ہونا چاہیئے۔ حضرت

③ شیخ رجب نے کارگاہ میں ہاتھ ڈال کر ایک روہو مچھلی نکال کر بی بی کو دی اور کہا لو پکاؤ اور مرشد کو کھلاؤ۔ اسی خاندان میں شیخ عبدالرزاق موضع نصراللہ پور میں تھے اور فقیر اشرفی جامع رسالۂ ہذا سے بیعت حاصل کی تھی۔ اس خاندان سے حافظ رحمت اللہ جلالپور میں سکونت رکھتے ہیں۔ ان کے والد ماجد بڑے ذاکر و شاغل تھے۔ ان کے گھر میں بھی اکثر لوگ فقیر اشرفی جامع رسالۂ ہذا سے بیعت ہوئے۔ اور اب تک ان کے خاندان میں یہ دستور ہے کہ تقریبات شادی وغیرہ میں اپنے جدّ حضرت جمال الدین راوت کے مزار پر نذر لے جایا کرتے ہیں۔

④ ذکر حضرت مولانا عزیز الدّین شجرہ نویس رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا عزیز الدین شجرہ نویس آپ بھی حضرت محبوب یزدانی کے خلفاءِ عالیشان سے تھے۔ مریدوں کے لئے شجرہ لکھنا آپ کے تعلق تھا۔ شجرہ آپ ہی کے ہاتھ سے تقسیم ہوتا تھا۔ آپ کا مزار گھڑیال خانہ سے پورب کی طرف پوشیدہ تھا۔ شاہ عزیز اشرف مرحوم کے مکان کی بنیاد کھد رہی تھی کہ مولانا عزیز الدین خواب میں نظر آئے۔ اور شاہ عزیز اشرف سے یہ کہا کہ میرا نام مولانا عزیز الدین شجرہ نویس ہے میں حضرت محبوب یزدانی کے مریدوں کو شجرہ لکھ کر تقسیم کیا کرتا تھا۔ میری قبر کی ہڈیاں کھودی جاتی ہیں

یہ خواب دیکھکر شاہ عزیز اشرف مرحوم اپنے مکان سے آستانہ روح آباد میں پریشان آئے اور بنیاد کھودنے والوں کو منع کر دیا۔ میر واجد حسین مرحوم رئیس عظیم آباد محلہ ٹیڑھی گھاٹ نے اس مزار کا چبوترہ ڈیڑھ گز بلند بنادیا ہے۔ فقیر اشرفی جامع رسالہ ہذا کے سامنے جب شاہ حلیم الدین پر آپ کا ظہور ہوا تو مجھ سے فرمایا کہ علاوہ میری قبر کے حضرت محبوب یزدانی (۱) کے نو خلفاء کے اور مزارات اسی جگہ ہیں۔ جب میں نے ان کے نام دریافت کئے تو فرمایا کہ مجھ کو ان کے نام بتانے کی اجازت نہیں۔

(۲) ذکر حضرت قاضی رفیع الدین اودھی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت قاضی رفیع الدین اودھی کسی بزرگ سے پہلے بیعت کر چکے تھے۔ جب حضرت محبوب یزدانی خطۂ اودھ میں پہونچے اور شیخ شمس الدین فریاد رس اودھی کو اپنا خلیفہ بنایا۔ اس کے بعد حضرت قاضی رفیع الدین بھی طالب خرقہ ہوئے۔ حضرت نے ان کو بھی بعطائے خرقہ شرف خلافت سے مشرف فرمایا۔

(۳) ذکر حضرت شیخ یحیی کلاہ دار

حضرت شیخ یحیی کلاہ دار آپ حضرت محبوب یزدانی کے خلفاء باوقار سے تھے جس کو حضرت تاج عنایت کرتے آپ کے ہاتھ سے ملتا تھا اور تاج اپنے ہاتھ سے آپ درست کرتے تھے اور ہمیشہ حضرت محبوب یزدانی کی خدمت میں سفر اور حضر میں رہا کرتے تھے۔ آپ کے مزار مبارک کا پتہ معلوم نہ ہوا کہاں ہے۔

(۴) ذکر حضرت مولانا نظام یمنی

حضرت مولانا ابو الفضائل نظام یمنی جامع ملفوظات لطائف اشرفیہ و سرالاسرار

۱ کو مرقوماتِ اشرفی آپ نے تیس برس کامل حضرت محبوب یزدانی کی خدمت میں رہ کر ملفوظاتِ لطائفِ اشرفی جمع کر کے ورقاً بعد ورق وحرفاً بعد حرف حضرت محبوب یزدانی کو سنایا تھا۔ حضرت محبوب یزدانی نے آپ کا ذکر مکتوبات میں جا بجا فرمایا ہے۔ آپ کے مزار مبارک کی تحقیق نہیں کہاں ہے۔

۲ ذکر حضرت قاضی حجت

حضرت مولانا قاضی حجت حضور محبوب یزدانی کے ساتھ اکثر سفر وحضر میں رہا کرتے تھے۔ حضرت محبوب یزدانی کے ہمراہ کانور و ملک بنگال گئے۔ ایک جادوگرنی عورت نے آپ کو گائے بنالیا تھا۔ حضرت کی دعا سے پھر آدمی ہو گئے۔

فقیر اشرفی جامع رسالہ ہذا جب بمبئی سے بتقریب عرس شیخ صلاح الدین غازی صدیقی خلیفۂ حضرت نظام الدین اولیاء پونہ حاضر ہوا۔ بعد آپ کے عرس مبارک کے آپ کے صاحب سجادہ اور متولی درگاہ سید صلاح الدین غازی صدیقی مع چند انفاس مشرف ہوئے بشرف خلافت مع تاج و دلق و مثال لب دریا جس کے زینے دریا تک بنے ہوئے ہیں ایک قبہ عالیشان نظر آیا معلوم ہوا یہ مزار حضرت سید السادات مجمع البرکات سید حسام الدین زنجانی کا ہے۔

وہاں کے صاحب سجادہ رحمٰن شاہ سے جب فقیر اور دریافت کیا کہ حضرت سید پاک کا سلسلہ کہاں سے ہے۔ انھوں نے بیان کیا کہ ہمارا سلسلہ بنگال سے تعلق رکھتا ہے۔ جب میں نے شجرہ منگوا کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ مرید و خلیفہ حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ کے ہیں چنانچہ وہاں کے صاحب سجادہ رحمٰن شاہ مع چند آدمیوں کے شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور فقیر نے عطائے تاج ان سید صاحب کو خلیفہ کیا۔

۳ ذکر حضرت سید السادات مجمع البرکات سید حسام الدین زنجانی ثم پونوی قدس سرہٗ

آپ کا مزار فائز الانوار لب دریا پونہ میں ہے۔ ان عالیشان عمارت مع مسجد

ونقارہ خانہ اور مسافر خانہ واقع صحن مزار مبارک سے زینہ دریا کی طرف غسل و وضو کرنے کے لئے بنا ہوا ہے۔

(۱) حضرت محبوب یزدانی کے خلفائے کرام کا ذکر تحریر میں لانا آسان نہیں ہے اس لئے چند خلفائے نامی کا مختصر ذکر کر کے صرف چند خلفاء کے نام لکھتا ہوں۔ جہانتک مجھکو اپنی تحقیقات سے ملے اگر حضرت کے کل خلفاء کے محض نام ہی درج کئے جائیں تو بھی ایک دفتر ہو جائے۔ یہ چند نام ان خلفاء کے لکھے جاتے ہیں جن کا تذکرہ لطائف اشرفی اور مکتوبات اشرفی کے مختلف مقامات میں درج ہیں۔

حق تعالیٰ نے حضرت محبوب یزدانی کی شان یہ بلند بنائی کہ آپ غوث العالم اولیائے روئے زمین کے سردار اور افسر تھے۔ آپ نے تین[۳] بار ساری دنیا کا سفر فرمایا پھر آپکے مریدان اور خلفاء کا کب شمار ہو سکتا ہے۔ اللہ ہی جانے۔

اشعار

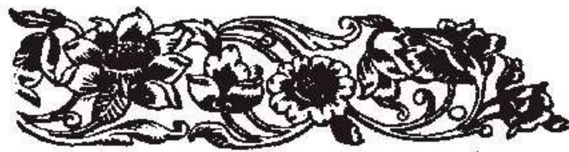
شاہا تیرے خلیفہ کہاں ہیں کہاں نہیں — دنیا میں کوئی ایسی جگہ ہے جہاں نہیں
روشن ہے مثل مہرِ منور جمالِ پاک — کس جا تیرے جمال کا جلوہ عیاں نہیں

بعض خلفائے نامی کے صرف نام لکھے جاتے ہیں جن کے حالات اور تذکروں سے ارباب تصوف کی کتابیں مملو ہیں۔

حضرت مولانا خواجگی محمد قدس سرہ — حضرت شیخ ابوالواصل قدس سرہ
حضرت شیخ ابا بکر قدس سرہ — حضرت شیخ سیف الدین جونوی قدس سرہ
حضرت شیخ صفی الدین اردبلی قدس سرہ — حضرت شیخ عمر قدس سرہ
حضرت سید علی لاہوری قدس سرہ — حضرت شیخ ابوسعید خزری قدس سرہ
حضرت شیخ لدھن قدس سرہ مورث حضرات تاج پور
حضرت شیخ نظام الدین بریلوی قدس سرہ — حضرت خواجہ عبداللہ قدس سرہ
حضرت سید سیدی قدس سرہ — حضرت خواجہ حسن قدس سرہ
حضرت شیخ علی دوستی سمنانی قدس سرہ — حضرت امیر علی بیگ ترکی قدس سرہ

حضرت عبد الرحمٰن قدس سرہٗ
حضرت خواجہ سعد الدین خالدی قدس سرہٗ
حضرت مولانا قاضی سدھا اودھی قدس سرہٗ
حضرت شیخ زاہد بن نور قدس سرہٗ
حضرت شیخ محی الدین ثانی قدس سرہ
حضرت میر علی قدس سرہٗ
حضرت شیخ پیر علی ارلات ترکی قدس سرہٗ
حضرت شیخ زین الدین خواہر زادہ قدس سرہٗ
حضرت شیخ ابو القاسم قدس سرہٗ
حضرت شیخ نجم الدین کبیر قدس سرہٗ
حضرت شیخ علی سمنانی قدس سرہٗ
حضرت شیخ گوہر علی قدس سرہٗ
حضرت تقی الدین قدس سرہٗ
حضرت مولانا شرافت اللہ امام قدس سرہٗ
حضرت شیخ نجم الدین عرف شاہ رمضان قدس سرہٗ
حضرت شیخ یحییٰ کلاہ دار قدس سرہٗ.
حضرت میر معلّیٰ قدس سرہٗ

حضرت قاضی بیگ قدس سرہٗ
حضرت شیخ قطب الدین یحییٰ قدس سرہٗ
حضرت خواجہ نظام الدین علامہ قدس سرہٗ
حضرت شیخ محی الدین قدس سرہٗ
حضرت امیر تنگر قلی ترکی قدس سرہٗ
حضرت شیخ عثمان مشکوری قدس سرہٗ
حضرت محمد حاجی قنوجی قدس سرہٗ
حضرت قل علی قلندر ترکی لاچینی قدس سرہٗ
حضرت شیخ نجم الدین صغیر قدس سرہٗ
حضرت بابا قلی ترک قدس سرہٗ
حضرت شیخ طٰہٰ سمنانی قدس سرہٗ
حضرت سید علی قلندر قدس سرہٗ
حضرت شیخ قطب الدین کرکری قدس سرہٗ
حضرت سید حمید الدین محمد آبادی قدس سرہٗ
حضرت شیخ عبد الرحمٰن خجندی قدس سرہٗ
حضرت شیخ پیارے ردولوی قدس سرہ



تیرہواں صحیفہ

① حضرت محبوب یزدانی کے سفر آخرت کے بیان اور نزول فیوض الٰہی اور تشریف لانے ملائکہ و مردان غیب و تمام اہل خدمات اور بشارت نسبت فرزندان نور العین و دیگر خلفاء جلیل الشان کے شان ہیں جو حضرت محبوب یزدانی نے انفاس متبرکہ سے بشارت فرمائی اور تشریف لانے بعض اولیاء اللہ کے عالم سیر میں اور آپ کے تجہیز و تکفین میں شریک ہونے کے بیان میں۔

② قال الاشرف السفر سفران الظاهر والباطن، سفر الظاهر طی الارض بمشی الاقدام وسفر الباطن سیر القلوب بارشاد الامام

ترجمہ:۔ فرمایا سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ نے، سفر دو طرح کا ہے۔ ظاہر اور باطن۔ سفر ظاہری زمین کا قدموں سے طے کرنا ہے۔ اور سفر باطنی حکم امام سے دلوں کا سیر کرنا ہے۔ جامع ملفوظات لطائف اشرفی، حضرت نظام یمنی فرماتے ہیں کہ میں تیس برس کامل سفر اور حضر میں محبوب یزدانی کے ہمراہ رہا۔ اور ہر وقت ہر حال سے حضرت کے واقف رہا۔

③ حضرت محبوب یزدانی فرماتے تھے کہ مجھ کو دو بیماریاں تمہارے ملنے سے پہلے ہوئی تھیں جس میں سخت تکلیف اٹھائی تھی۔ غرض کہ ساری عمر میں حضرت کو چار مرتبہ سخت علالت ہوئی۔ ایک بیماری شہر روم میں جس کی شرح گذری۔ دوسری بیماری آپ کو

مدینہ منورہ میں ہوئی۔ اس میں بیتابی حد سے زیادہ تھی کہ حضرت کے اصحاب کو امید زیست نہ تھی۔ بیس روز تک یہ تکلیف رہی۔ آخر شب کو خواب میں جمال جہاں آرائے حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے طرح طرح کی بشارت فرما کر ارشاد فرمایا کہ فرزند اشرف ابھی تمہاری عمر زیادہ ہے کچھ غم نہ کھاؤ۔ بہت مسلمان تمہارے ذریعے سے مرتبۂ کمال کو پہونچیں گے۔

اور تیسری بیماری آپ کی خانقاہ عالم پناہ حضرت بندہ نواز محمد گیسودراز میں بمقام گلبرگہ واقع ہوئی اور اس بیماری سے جلد شفا حاصل ہوگئی۔

چوتھی بیماری جس نے آپ کے آفتاب عالمتاب کو برج قربت الٰہی میں پوشیدہ (۱) کر دیا، مقام آستانہ روح آباد میں واقع ہوئی۔ سن مبارک حضرت ایکسو بیس سال کا تھا مگر آپ نے اس میں سے بیس برس دو شخصوں کو عطا فرمائے تھے جس کا ذکر پہلے گذرا۔ حضرت محبوب یزدانی اکثر مجلس اصحاب میں فرماتے کہ حق تعالیٰ نے مجھ کو اپنی عطائے کبریٰ سے (۲) سرفراز کیا ہے اور یہ اشارہ درازی عمر شریف کی طرف تھا۔ ۸۰۸ھ میں جب رویت ہلال محرم ہوئی آپ نے بہت خوشی ظاہر کی۔ حاضرین کو تعجب ہوا کہ ہمیشہ حضرت ہلال محرم دیکھکر روتے تھے اس سال خوشی کیوں فرمائی۔ حضرت نور العین نے جسارت کر کے عرض کیا کہ حضور کی خوشی ظاہر کرنے کا کیا سبب ہے! فرمایا بابا یہ مہینہ میرے جد حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا ہے اگر اس مہینہ میں میں انتقال کروں تو باعتبار مہینہ کے اپنے جد کی موافقت ہوگی۔ حاضرین دربار و اصحاب عالی وقار یہ سن کر سب کے سب ہائے ہائے کر کے رونے لگے۔ گویا سب کے سامنے قیامت برپا ہوگئی۔ حضرت نے سب کو فرمایا کہ گریہ وزاری سے کچھ فائدہ نہیں۔

قطعہ

کرو صبر ہو راضی مرضی حق — نہیں اس میں ہے جائے چون وچرا کی
نبی و ولی سب گئے اس جہاں سے — جو دیکھا کہ ہے اس میں مرضی خدا کی

(۳) حضرت محبوب یزدانی کا عشرہ محرم میں حسب معمول اعمال عاشورہ مع اصحاب ادا فرمانا معمول تھا

کہ دہم محرم کو زنبیل کاندھے میں لٹکا کے دورہ کرتے تھے اور کبھی جمشید قلندر سر حلقۂ قلندراں کو حکم فرماتے۔ وہ جملہ قلندران اشرفیہ کو ہمراہ لے کر دورہ کرتے۔ اس سال نہ خود زنبیل لیکر دورہ کو اٹھے اور نہ جمشید قلندر کو حکم فرمایا۔ ہر حال میں آپ پر سکوت غالب رہتا۔ اور عالم حیرت طاری رہتا۔ بلکہ اس سال میں عموماً آپ پر حیرت طاری رہتی۔ اگر کوئی کچھ مسئلہ توحید و معرفت کا استفسار کرتا تو دیر میں اس کا جواب دیتے۔ آخر میں فرماتے کہ یارو مجھکو اس سے بڑھ کر کام در پیش ہے۔ گفتگو جب تک ہے کہ آدمی سرحد یقین کو نہیں پہونچا۔ اور جب سرحد یقین کو پہونچ گیا تو اس کو نسبت سے کام رہتا ہے۔ اس سال میں ہر اعزہ کو شغل نسبت کے ساتھ مشغول رکھتے تھے۔ عشرۂ اول محرم مع اصحاب قرارت قرآن شریف میں بسر کیا۔ دسویں تاریخ محرم کو کسی قدر حضرت کا حال متغیر ہوا۔ اسی روز سفر آخرت کا ارادہ کر لیا تھا۔ کہ حضرت شیخ نجم الدین اصفہانی جو پیر حرم کعبہ شریف تھے۔ عالم سیر میں پرواز کر کے تشریف لائے اور کہا نہیں نہیں فرزند اشرف چند روز آپ کے دنیا میں رہنے کی اور مصلحت ہے کہ بقیہ تکمیل ابھی باقی ہے۔ آپ بھی حضرت کے پاس ٹھہر گئے۔ جب حضرت محبوب یزدانی کی خبر علالت مشہور ہوئی بغرض مزاج پرسی و عیادت اطراف و جوانب کے لوگ بکثرت حاضر ہونے لگے مگر حضرت کی یہ علالت ایسی نہ تھی کہ جس کی وجہ سے آپ کے اشغال اور اوراد میں کچھ فرق آتا۔ بظاہر آپ کو کسی قسم کی سستی اور ضعف معلوم نہیں ہوتا تھا۔

(۲) جب حضرت مخدوم زادہ شاہ نور قطب عالم عالم سیر میں پرواز کر کے تشریف لائے بعد مزاج پرسی و عیادت کے فرمانے لگے کہ برادر اشرف آپ یادگار جامع الاسرار حضرت مخدومی والد ماجد قدس سرہ ہیں۔ خدا آپ کی حیات زیادہ کرے اور شفائے کامل عطا فرمائے کہ خرقۂ گم گشتگان بادیہ طلب آپ سے بہرہ مند ہوں۔

قطعہ

وجودت در جہاں باقی بماند — کہ مردم بہرہ در گردند از تو
توئی آں چشمۂ خورشید عرفاں — در انند نیر و مند از تو

(۱) حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ بعد اس کے بقا اور صحت مخدوم زادہ کو نصیب ہو کہ درمیان میرے اور محبوب کے ایک حجاب باریک باقی رہ گیا ہے۔ کیا چاہتے ہو کہ دوست دوست سے نہ ملے۔

بیت

دل وتن عریاں شدہ جان از خیال　　می خرامد در نہایات وصال

(۲) جب حضرت نے فرمایا اہل مجلس پر کیفیت وجد پیدا ہوئی۔ پانزدہم محرم کو مردانِ اخیار و ابرار حاضر ہوئے اور راز و نیاز کی باتیں درمیان میں رہیں۔ وہ لوگ کہنے لگے کہ اے نقطۂ دائرۂ وجود اور اے مرکز پرکارِ مقصود کیا مرضی ہے۔ اگر چند روز واسطے حل و عقد اور رحلت اکابر خاکدان سفلی میں رہتے تو بہتر تھا۔ کہ حق تعالیٰ نے ہماری مراد کی کنجی تمہارے ہاتھ میں دی ہے۔ چاہے ٹھہریئے چاہے انتقال فرمایئے۔ فرمایا کہ اے مردان اخیار و ابرار بارہ برس سے کنجیاں خزانۂ آسمان و زمین میرے ہاتھ میں دی گئی ہیں کہ تصرف کرو لیکن ادنیٰ تصرف نہیں کیا۔ عنانِ حیات میرے ہاتھ میں سپرد کی گئی ہے۔ چاہوں زندہ رہوں چاہوں انتقال کروں۔ لیکن کب تک اس خاکدان گیتی میں رہوں گا۔ چاہتا ہوں کہ گلزارِ علوی کی طرف پرواز کروں۔

قطعہ

منم مرغ گلزار قدسم چہ رد　　بوم دام در پائے بند زمیں
قفس بشکنم بال و پر زور و آں۔　　سوئے آں گلستاں عین الیقیں

(۳) تاریخ شانزدہم محرم کو مردانِ ابدال حاضر ہوئے اور عیادت کر کے عرض کرنے لگے کہ اے خدا کے لشکر کے سردار اپنے لشکر کو کیوں چھوڑ جاتے ہو۔ فرمایا اب وہ وقت آیا کہ تختِ سلطنت فِی مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ پر جلوس کروں۔

قطعہ

کسے کہ جائے برادر نگ اں زمیں　　شہنشے است کہ کونین در نگیں دارد
ز شیر بیشۂ سفلی چہ رنگ بر گیرد　　ز شرزہ کہ قدم بر سر عریں دارد

(۴) تاریخ ہفدہم محرم کو مردانِ اوتاد تشریف لائے ان حضرات کی صحبت میں حد سے

زیادہ خوشی ظاہر کی۔ یہ لوگ شرائط مزاج پرسی وعیادت ادا کر کے عرض کیا کہ اپنے منصب اور مقام پر کس کو چھوڑ جاتے ہو۔ فرمایا ابھی اسی تردد میں ہوں کوئی مقرر نہیں کیا گیا۔ یہ لوگ

(۱) جب روانہ ہو گئے حضرت محبوب یزدانی کی روح قالب پاک سے پرواز کر گئی اور تین دن تک بے حس بدن مبارک پڑا رہا مگر اقامت نماز کے وقت جسم مبارک میں حرکت پیدا ہوتی

(۲) اور نماز ادا کرتے۔ تیسرے دن ہوش میں آئے لوگوں نے سبب بیہوشی کا دریافت کیا۔ فرمایا کہ اس بات کو شیخ نجم الدین اصفہانی فرمائیں گے۔ اور حضرت شیخ نجم الدین اصفہانی جس وقت سے تشریف لائے اخیر وقت انتقال تک موجود رہے۔ حضرت نورالعین نے حضرت نجم الدین سے دریافت کیا فرمایا کہ جو بقیہ تکمیل آپ کے تعلق کیا تھا اس تین دن میں تمام ہو گئی اور میرا قیام بھی اسی غرض تھا۔ الحمدللہ کہ مقصود حاصل ہوا۔

(۳) تاریخ بستم محرم سے بست وسوم محرم تک اس تین دن میں جوار و دیار کے لوگ کثرت حاضر ہوئے۔ سب کو حضرت نے بشارت سعادت دی۔ اس قدر لوگ اس عرصہ میں شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور بہت لوگ شرف خلافت سے مشرف کئے گئے۔ خدا جانے کتنے لوگ مرید ہوئے ہوں گے۔ اشرف الملک والی ولایت، بارہ ہزار آدمیوں کے ساتھ حاضر ہو کر مع ہمراہیان شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ غرضیکہ رویت ہلال محرم سے کوئی ایسا دن نہ تھا جس میں حضرت محبوب یزدانی اہتمام روضہ مبارک کی طرف توجہ نہ فرماتے تھے۔ باوجود اس کے کہ جمشید قلندر سرحلقہ قلندران اشرفی بارہ برس سے اسی اہتمام میں بدل وجان مشغول رہتے۔

(۴) حضور کے مریدان اعلیٰ و ادنیٰ میں کوئی ایسا نہ تھا کہ جس نے کار تعمیر روضہ مبارک میں اپنے ہاتھوں سے کام نہ کیا ہو۔ سات مرتبہ حضرت محبوب یزدانی نے آب زمزم کعبہ شریف سے لاکر حوض نیر مبارک میں ڈالا ہے۔ حوض مبارک کے کھودنے میں پانچ سو قلندران نے باوضو ذکر جہر نفی و اثبات کے ساتھ بتصور برزخ شیخ مثل دریا کے وسیع اور عمیق

(۵) کندہ کیا۔ تاریخ بنائے روضہ مبارک عرش اکبر ہے جس سے سات سو ترانوے ہجری نبوی ۷۹۳ھ نکلتا ہے۔

(۱) جب آپ نے روضۂ مبارک کی بنیاد ڈالی تھی تو فرمایا تھا کہ یہ مقام زیارت گاہِ خاص و عام ہوگا واسطے برکت کے کسی مقدس مقام کا پتھر اس کی بنیاد میں رکھنا چاہئے۔ حضرت شیخ رکن الدین شاہباز نے عرض کی کہ آپ شریف مکہ کے نام خط لکھنے میں انکا تحریری جواب معہ پتھر کے لاؤنگا۔ چنانچہ حضرت شیخ رکن الدین شاہباز نے جو صاحب طیر وسیر تھے ایک گھنٹہ کے عرصہ میں پرواز کر گئے اور مکہ شریف سے پتھر لائے۔ صرف شریف مکہ کے جوابِ خط لکھنے میں جو دیر ہوئی سو ہوئی۔ آپ کے آنے جانے میں تاخیر کچھ نہ ہوئی روضۂ مبارک کی بنا میں وہ پتھر رکھا گیا۔ سمتِ مشرق صحنِ عدالت سے بیس پچیس قدم

(۲) کے فاصلہ پر حجرۂ وحدت آباد جو خاص دولت خانہ حضرت کا تھا۔ آپ اس میں قیام فرماتے تھے۔ جس کے اندر خدام والا نے حضرت کے لئے سجادہ بنایا تھا۔ اور اس مکانِ وحدت آباد کے بنانے میں سوائے ان دس حضرات کے کسی نے کچھ کام نہیں کیا۔

اول حضرت مولانا حاجی عبد الرزاق نور العین

دوسرے حضرت مولانا ابو الفضائل حاجی نظام غریب یمنی

تیسرے حضرت شیخ مولانا کبیر العباسی سرور پوری

چوتھے حضرت شیخ مولانا عارف

پانچویں حضرت مولانا شیخ معروف

چھٹویں حضرت شیخ مولانا شیخ الاسلام گجراتی

ساتویں حضرت شیخ مولانا رکن الدین شاہباز

آٹھویں حضرت شیخ مولانا مبارک

نویں حضرت ملک الامراء ملک محمود

دسویں حضرت بابا حسین کتابدار، اور ایک راج جو دیوار چنتا تھا۔

یہ لوگ حضرت محبوب یزدانی کے خلفائے عشرہ مبشرہ سے دس بزرگوار تھے جو گارا اور پانی اور اینٹ کے کام میں مشغول تھے۔

(۳) دوسرا مقام کثرت آباد کے نام سے جو تیار کیا گیا تھا وہ اس حلقۂ وحدت آباد سے

" باہر سمتِ شمال بنایا گیا۔ اس میں عام طور سے حضرت کے خدام رہتے تھے۔ اور اسی مقام پر حلقۂ ذکر جہر کرتے تھے۔ اور حلقۂ وحدت آباد میں درمیان رات اور دن کے صرف دو مرتبہ حضرت محبوب یزدانی کی زیارت سے لوگ مشرف ہوتے تھے۔ مگر کبھی کبھی حضرت نور العین اور حضرت شیخ کبیر کو آدھی رات اور سحر کے وقت بھی شرفِ حضوری سے مشرف فرماتے تھے۔

ایک مرتبہ ملک بنگال سے درختانِ سپاری منگوا کر حوالی روضہ نصب کرا رہے تھے۔ درختوں کے لگانے میں کچھ تاخیر ہوئی کہ بلال مؤذن نے اذان نماز شام کہی۔ حضرت نے مسجد میں تشریف لیجانے کے لئے سرعت کی۔ دوش مبارک پر گوشۂ رومال میں تسبیح (۱) کھجور کی گٹھلی کے دانوں کی بندھی تھی ٹوٹ گئی دانے اس کے منتشر ہوگئے۔ جب حضرت کے اصحاب نماز سے فارغ ہوئے دانہائے تسبیح تلاش کر کے لائے مگر ایک دانہ کم ہوا۔ ڈورے میں دانہائے تسبیح کو گوندھ کر گرہ دیدی۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت شیخ کمال ایک دانہ وہ بھی ڈھونڈ کر لائے۔ حضرت نے فرمایا کہ اب تو گرہ بندھ چکی ہے۔ اس دانہ کو حضرت نے اپنے ہاتھ میں لئے ہوئے شاخِ درخت پاکر (پاکڑ) پر جما دیا اور فرمایا کہ میری تسبیح کے یادگار رہنا اور خدا کے حکم سے درخت بار آور ہونا اور میری تسبیح کی نشانی نہ چھوڑنا۔

(۲) حضرت مولانا شیخ ابراہیم سرہندی نے کتاب "سنوات الاتقیاء" میں لکھا ہے کہ جب میں آستانہ روح آباد میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ وہ درخت کھجور کا موجود تھا۔ اس کی ہر گٹھلی میں سوراخ ہوتا تھا۔ آپ کی اولاد کے لوگ اور دیگر معتقدین اس کو تبرکاً کھاتے تھے۔

(۳) حضرت محبوب یزدانی نے یاروں سے فرمایا کہ میری قبر درمیان گنبد کے اینٹ " سے تیار کرو۔ عرض قبر کا اس قدر ہو کہ میں قبلہ رو نماز میں سجدہ کر سکوں۔ اور طول مزار کا میرے قد کے برابر ہونا چاہیئے۔ اور تہ خانۂ قبر کی بلندی میرے قد سے ایک ہاتھ زیادہ بلند ہونا چاہیئے۔ حسب ارشاد والا اسی طور سے قبر شریف بنائی گئی تعمیر قبر شریف (۴) کے کام میں حضرت نور العین اور حضرت شیخ محمد دُرِّ یتیم اور حضرت شیخ معروف الدیموی ،

اور حضرت قاضی حجت۔ یہ چند حضرات مشغول تھے۔

(۱) جب انتظام تیاریِ روضۂ منورہ اور اہتمام درو دیوار مقدس پورے طور سے ہوگیا حضرت محبوب یزدانی خود تشریف لائے اور ہر طرف ہر گوشۂ روضہ کو ملاحظ فرمایا بعضے درخت موزوں جو لگائے گئے تھے۔ آپ نے اس کو دیکھ کر پسند کر کے تعریف کی آخر درخت مولسری کے نیچے بیٹھ گئے تھوڑی دیر تاسف مفارقت احباب میں درد آمیز اور حسرت انگیز کلمات زبان مبارک سے فرمائے۔ سب لوگ ہائے ہائے کر کے رونے لگے۔ اور حضرت نورالعین کو روتے روتے غش آگیا۔ ایک پہر کے بعد جب ہوش آیا اٹھکر حضرت محبوب یزدانی کے قدم مبارک پر سر رکھدیا اور یہ اشعار حسرت آمیز پڑھنے لگے۔

اشعار

مرا مگذار تنہا در غریبی — کہ غربت بر تراز جاں کندنم نیست
چو از خاکم بر آوردی بخاکم — میفگن کیں بخاک افگندنم نیست
چرا از ماجدامی نمائی اے شاہ — ازیں فرقت رواں جاں بردنم نیست
مرو از برکہ در بر غائبم از تو — چوں جان از برشود جاں بدنم نیست
منم چشم و تو نورالعین مائی — چوں نورالعین شد پائندنم نیست

اور زبان حال سے یہ درد آمیز اشعار فرماتے۔

غزل

گر نہ دولت وصل کی پائیں گے ہم — بے خود و دیوانہ ہو جائیں گے ہم
حال دردِ دل کہیں گے کس سے جا — کس کو زخم سینہ دکھلائیں گے ہم
مت کہو ہم سے کریں کے ہم سفر — تاب ضبط و صبر کب لائیں گے ہم
آپ کے دیدار سے ہے زندگی — صدمۂ ہجراں سے مرجائیں گے ہم
وصل کی شب لیلۃ المعراج ہے — تاب صبح ہجر کب لائیں گے ہم
دیکھ کر کس کا جمال باکمال — اس دل شیدا کو بہلائیں گے ہم
یہ تو فرماتے تسلی کے لئے — پھر کبھی تشریف یاں لائیں گے ہم

ہم کو غربت میں نہ تنہا چھوڑیئے — بیکسی میں ٹھوکریں کھائیں گے ہم
اشرفی بن کر گدائے اشرفی — نعمتِ عرفانِ حق پائیں گے ہم

(۱) حضرت محبوب یزدانی نے سر مبارک حضرت نور العین کا قدموں پر سے اٹھالیا۔ اور ہاتھ پکڑ کر حجرہ کے اندر سے گئے اور باتیں اپنے عنایت اور کرم سے فرمانے لگے کہ بابا عبد الرزاق مجھ کو اپنے سے جدا نہ جاننا میری روح گوشہ نشینی گنجہ سے کم نہیں۔ اور یہ تین اشعار حضرت نظامی گنجوی رحمۃ اللہ علیہ کے پڑھے جس کو فقیر اشرفی جامعِ رسالہٰذا نے اپنی طرف سے مصرع لگا کر مسدس کر دیا۔

مسدس

مجھے موت آنا نہیں ہے روا — اسی طرح زندہ رہوں گا سدا
نہ جانو مجھے اپنے سے تم جدا — کہ ہوں جسم سے مثل سایہ ملا
مداں خالی از ہم نشینی مرا — کہ بینم ترا گر نہ بینی مرا
منم ناظرِ فعل و اعمالِ تو — منم حامی جملہ اشکالِ تو
منم پیشِ من جان و اموالِ تو — نہاں نیست حرکات و افعالِ تو
منم کار فرمائے احوالِ تو — سخنوار ہمراہ اقوالِ تو
میں چشمِ خلائق سے ہوں گو نہاں — مگر مجھ پہ روشن ہے کون و مکاں
مدد کو میں پہونچوں بلاؤ جہاں — بلاؤ! مصیبت سے میں دوں اماں
تو سودِ منی و مرا مایہ داں — بہر جا خرامی مرا سایہ داں

(۲) اور حضرت محبوب یزدانی نے اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ مجھکو اپنے سے جدا مت جاننا۔ میں تم لوگوں کے ہمراہ ہوں۔ اس بشارت پر حضرت محبوب یزدانی نے فاتحہ پڑھی اس کے بعد سیرِ روضۂ منورہ کے لئے اٹھے۔ اور حوض مبارک کی تعریف میں فرمایا کہ بڑی جان کندنی سے اس کو کندہ کرایا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ مسکن و مرقد بے مثال ہوگا۔ جس وقت جمشید قلندر سرحلقۂ قلندرانِ اشرفی کو خدمتِ تعمیر روضہ سپرد کی تھی اس وقت فرمایا تھا کہ جمشید میرے واسطے ایسی عمارت تیار کرو کہ چشمِ فلک نے مثال اس کی نہ دیکھی ہو۔

اور گوش و ہوش نے نہ سنا ہو۔

(۱) مثنوی

کیا جمشید سے شہ نے یہ ارشاد
بناؤ میرا مسکن فیض بنیاد

عمارت بے نظیر ایسی بناؤ
کہ دنیا میں نہ جس کی مثل پاؤ

عدیم المثل جب روضہ بنایا
نظیر اس کا نہیں عالم میں پایا

ہوا گلزار جنت سے یہی اعلیٰ
درخت سدرہ سے ہر شاخ بالا

بنا روضہ وہ لطفِ لایزالی
مکاں یہ فیض سے کب ہوگا خالی

ہوا اس کی لطیف و روح پرور
یہ روضہ روضۂ رضواں کا ہمسر

پھرے کوئی جہاں میں مثل پرکار
نہ چھوڑے گشت سے اطراف واقطار

نہ پائے گا نظیر اس کا جہاں میں
نہ آئے گا کبھی وہم وگماں میں

کرو سیرِ سوادِ روضہ جاکر
نظر آئے گا اک چشمہ منور

نہایت صاف اور شفاف پانی
جسے پی کر کہیں سرّ معانی

عجب یہ فیض کا چشمہ رواں ہے
شفا بخش مریض وناتواں ہے

سکندر آب حیواں کا طلب گار
جو پیتا اس کا پانی آکے یکبار

نہ رکھتا پھر خیالِ آبِ حیواں
سمجھتا وہ اسی کو راحت جاں

یہ ہے درگاہ روح آباد نامی
مقامِ اشرفِ چشتی نظامی

چلو اے طالبانِ راہ عرفاں
ملے گا تم کو یاں پر فیضِ ایقاں

گل مقصود سے دامن کو بھرلو
جو کچھ ہو تم کو حاجت عرض کرلو

یہاں لٹتی ہے دولت دوجہاں کی
ملیں گی نعمتیں کون ومکاں کی

مرادیں دل کی یاں ہوتی ہیں پوری
دلِ تاریک یاں ہوتے ہیں نوری

رہے گا حشر تک یہ فیض جاری
چلے گی یاں نسیم نوبہاری

ہوئے لاکھوں ولی یاں ہو کے حاضر
تصرف یہ صدا رہتا ہے ظاہر

یہاں سے فیض کا چشمہ ہے جاری
ہمیشہ چلتی ہے بادِ بہاری

رہے گا دہر میں باعزت وشاں　　غلامِ اشرفِ محبوب یزداں

① جب سیر روضۂ منورہ سے طبیعت شگفتہ ہوئی فرمایا کہ جو کوئی اس روضۂ مکرم میں آئے گا فیض سے بے نصیب نہ جائیگا اور جو کوئی مثال میرے روضہ کی بنائے گا اس کو سزاوار نہ ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

② تاریخ ستائیسویں محرم کو فجر کے وقت دونوں امام ماتحتِ غوث تشریف لائے حضرت نے بائیں طرف کے امام کو پیش نماز کیا اور خود اقتدا کی۔ حاضرین کو حیرت ہوئی کہ خلاف معمول آج حضرت نے بائیں طرف کے امام کو امام بنایا۔ حضرت نور العین نے فرمایا معلوم ہوا کہ آج حضرت خانۂ دنیا کو تاریک کر کے عالم نور میں تشریف لے جائیں گے جو بائیں طرف کے امام کو اپنا امام بنایا کیونکہ غوث کا قائم مقام بائیں طرف کا امام ہوتا ہے۔ یہ اشارہ اپنے تفویض منصب غوثیت سے ہے۔ جب وظائف معمولی سے فارغ ہوتے اور نمازِ اشراق ادا کی بعدہ اندر حجرہ تشریف لے گئے اور ایک شخص کو دروازہ پر بٹھلا دیا اور فرمایا کہ میں جس کو طلب کروں اس کو آنے دینا اور کسی کو اندر نہ جانے دینا۔ اس امر میں کمال تاکید کے ساتھ حکم دیا کہ خبردار خبردار کوئی اندر نہ آئے۔

③ مثنوی

مجھے ہے آج یاروں سے سروکار　　نہیں خلوت میں میرے جائے اغیار
بجز یارانِ محرم غیر محرم　　بنے گا کس طرح سے اپنا ہمدم
یہ ہے خلوت سرائے یار جانی　　کروں گا طالبوں پر مہربانی
کہوں یاروں سے اپنے سرِ اسرار　　عیاں ان پر کروں آثار و انوار
جو ہوگا محرم اسرار درویش　　کہوں گا اس سے اذکار کم و بیش
نہ ہوگا جب کوئی غیروں سے موجود　　کہوں گا بے تکلف اپنا مقصود
قفس میں مرغ خوش گفتار کب تک　　یہ بلبل بے گل و گلزار کب تک
تمنا ہے یہ بلبل کی بصد جاں　　کہ دیکھوں اپنے مقصد کا گلستاں

نہ رکھنا تم جدائی کا مرے غم ہمیشہ تم مجھے پاؤ گے ہمدم
کریگا جو مصیبت میں مجھے یاد کروں گا غیب سے میں اسکی امداد
فقیر اشرفی رہ تو بھی بے غم کہ اشرف ہے معین ہر دو عالم

(۱) تھوڑی دیر گذری تھی کہ مردان اوتاد اور ابدال حاضر ہوئے۔ اس کے بعد سرہنگان درگاہِ عالی ایک جماعت اولیاء اللہ کی حاضرِ خدمت ہوئی اور حضرت علی ثانی اور حضرت شیخ عبدالسلام ہروی اور قاضی ابوالمکارم خجندی اور حضرت شیخ معروف الدیموی اور حضرت شیخ محمد دریتیم اور حضرت میر تنگر قلی قلنچاق اور حضرت شیخ حمید رخنچاق اور حضرت شیخ پیر علی ارلات اور جملہ اصحاب حاضر ہوئے اور حضرت نجم الدین اصفہانی جو دس محرم سے آکر مقیم تھے اور تمام چھوٹے بڑے نواح وجوار کے حاضر ہوئے تھے۔ حضرت نے مردان اخیار اور ابرار اور رجال الغیب اور اوتاد اور امامان اور جملہ اہل خدمات کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ حق تعالیٰ نے مجھ کو درمیان تم لوگوں کے رکھا ہیں رہا۔ اب

(۲) فرمان اِرۡجِعِیۡۤ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرۡضِیَّۃً آیا۔ مجھ کو بجا آوری اس فرمان کی لازم ہوئی۔ میری جگہ پر اللہ کے ارادہ سے امام بائیں جانب کا غوث ہوگا اور بجائے بائیں امام کے داہنی طرف کا امام ہوگا۔ اسی طرح آخر تک یکے بعد دیگرے ترقی کریگا۔ " کوئی صاحب میرے جانے سے غمگین نہ ہوں گے کہ میں ظاہراً اور باطناً ہر حال میں " تم لوگوں کے ساتھ ہوں۔ اور معونت اور امداد فرزند نور العین کی آپ لوگوں سے چاہتا ہوں۔ خبردار خبردار کوئی صاحب میرے فرزند کی مدد سے باہر نہ ہوں گے۔ " جملہ اولیاء اللہ واہل خدمات نے بسر وچشم قبول کیا۔ اس کے بعد حضرت نور العین کو " اپنا سجادہ عطا فرمایا اور فاتحہ پڑھی۔ ہر ایک اہل حضار اخیار وابرار ساری جماعت نے " حضرت نور العین کے دست مبارک پر مصافحہ کیا اور مبارکباد دی۔ بعد اس کے حضرت چند ورق سادہ کاغذ کے لے کر اپنی قبر شریف میں تشریف لائے اور ایک " شبانہ روز قبر کے اندر رہے۔ جو کچھ واقعات قبور اور شرفیابی حضور اور حالِ ارتحال اور مقبولیت بارگاہ ذوالجلال اور بشارت نسبت مریدان اور اظہارِ عقیدہ حنفیہ اور

حال نزول ملائکہ و منادی عالم ملکوت اس میں درج فرمائے۔ تمام خدام سلسلۂ عالیہ نے ایک ایک نقل اس کی اپنے پاس رکھی۔ وہ رسالہ "بشارت المریدین" اور "رسالہ قبریہ" کے نام سے مشہور ہے۔ جس میں حضرت نے اپنی تجہیز و تکفین کی کیفیت بھی درج فرمائی ہے۔ اس لئے اس رسالہ کو ترجمہ کر کے اس موقع پر لکھتا ہوں۔

نقل رسالہ قبریہ جو قبر شریف میں تحریر فرمایا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سُبْحَانَ مَنْ عَزَّ شَانُهٗ اَعْلٰى اَمْرُهٗ وَبُرْهَانُهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى نَبِيِّهٖ اَفْضَلِ الْاَنْبِيَاۤءِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ اَجْمَعِيْنَ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى وَعَلٰى اِخْوَانِنَا وَاَحِبَّائِنَا وَاَصْحَابِنَا نَحْنُ اٰمَنَّا وَصَدَّقْنَا بِاللّٰهِ كَمَا هُوَ بِاَسْمَآئِهٖ وَصِفَاتِهٖ وَقَبِلْتُ جَمِيْعَ اَحْكَامِهٖ وَنَحْنُ نُؤْمِنُ وَنَعْتَقِدُ بِجَمِيْعِ اِعْتِقَادِ اَهْلِ الْاِسْلَامِ وَالْاِيْمَانِ كَمَا هِيَ اِرَادَةُ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۔ وَنُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَنَعْتَقِدُ بِفَضْلِ اَصْحَابِهٖ وَاَحَقُّ الْخِلَافَةِ اَبُوْبَكْرِ بْنِ قُحَافَةَ عَلٰى سَائِرِ الْمُسْلِمِيْنَ وَالتَّابِعِيْنَ ثُمَّ اَفْضَلُ مِنْ اَصْحَابِهٖ وَاَحَقُّ الْخِلَافَةِ عُمَرُ ثُمَّ عُثْمَانُ ثُمَّ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ

ترجمہ:۔ پاکی ہے اس کو کہ غالب ہے شان اس کی اور بلند ہے حکم اسکا اور حجت اس کی اور درود و سلام ہو اس کے نبی پر جو کہ افضل پیغمبر ہیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کی اولاد سب پر، اور سلامتی ہو اس پر جو تابع ہوا امر ہدایت کا، اور پر ہمارے برادران اور یاران اور اصحاب ہمارے کے۔ میں ایمان لایا اور میں نے تصدیق کیا خدا کے ساتھ

جیسا کہ وہ اپنے ناموں اور تعریفوں کے ساتھ ہے اور قبول کیا میں نے اس کے سب حکموں کو اور میں ایمان لایا خدا اور اس کے رسول پر اور اعتقاد رکھتا ہوں فضیلت اصحاب رسول پر اور مستحق زیادہ خلافت میں ابو بکر بن قحافہ تمام مسلمان اور تابعین پر پھر ان کے بعد افضل اور زیادہ مستحق خلافت عمر ہیں پھر عثمان پھر علی، راضی ہو اللہ تعالیٰ ان سب سے، ہمارے فرزندان اور برادران اور معتقدان اور محبان کو معلوم ہو کہ ہم اسی پر تھے اور اسی پر ہیں اور اسی پر رہیں گے قیامت تک۔ کما تَعِیْشُوْنَ تَمُوْتُوْنَ وَکَمَا تَمُوْتُوْنَ تُحْشَرُوْنَ۔ ترجمہ: جسطرح زندہ ہوں اسی طرح مروں گا۔ اور جس طرح مروں گا محشور ہوں گا۔

(۱) جو شخص اس پر اعتقاد نہ رکھے گمراہ ہے اور جھوٹا ہے۔ میں اس سے بیزار ہوں اور خدا عزوجل اس سے راضی نہیں۔ اس مدت کثیر یعنی زندگی میں ستر ہزار مرتبہ تجلی جمال فردانیہ (جمال وحدانیہ) اس فقیر پر متجلی ہوئی اور حق تعالیٰ نے اس قدر کرم فرمایا جس کا بیان ممکن نہیں۔ فرشتوں نے آسمان پر منادی کی کہ اشرف ہمارا محبوب ہے۔ اور ان کے مرید سچے ہوں یا جھوٹے، مخالف ہوں یا موافق سب کی پیشانی پر قلم معافی کا کھینچ دیا اور اشرف کے واسطے بخش دیا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ   یعنی (شکر خدا ہے اس پر)

یہ آخری خوشخبری اپنے برادران اور دوستان کو پہونچائی اور اختیار اس پر ہوا۔ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ مِنْ اَھْلِ الْاِیْمَانِ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا کَثِیْرًاؕ یہ عبارت بشارت المریدین کی ترجمہ کر کے لکھی، یہاں سے مضمون دوسرے رسالہ قبریہ کا لکھا جاتا ہے وہ یہ ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ اَجْمَعِیْنَ ط۔ ارباب دانش و بصیرت اور اصحاب دارین اور سیر کرنے والے راہ طریقت اور محققان حقیقت کو معلوم ہو کہ بموجب حکم

① اِرْجِعِیۡ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً بارگاہ الٰہی سے فرمان ہوا کہ اس فقیر کو تیس ہزار فرشتے مقرب درختِ سدرۃ المنتہیٰ کے نیچے لیجائیں، اور منادی نے ندا دی کہ بفرمانِ ربانی چند روز واسطے ہدایتِ خلق خاکدانِ دنیا میں رہے۔ اب وہ وقت آیا کہ موافقِ اس حدیث نبوی حُبُّ الْوَطَنِ مِنَ الْاِیۡمَانِ۔ اپنے مرکزِ اصلی کی طرف تصرف کرو۔ فقیر نے بقدر ضعف اپنے حق تعالیٰ کی حمد وثنا کی کہ لَاۤ اُحْصِیۡ ثَنَآءً عَلَیۡكَ اَنۡتَ كَمَاۤ اَثۡنَیۡتَ عَلٰی نَفۡسِكَ اس کے بعد خدا کا فرمان فرشتوں کو ہوا کہ تیس ہزار فرشتے مقرب اور تیس ہزار مردان افراد مکہ اور مدینہ اور کوہِ لبنان سے اور ہزار مرد ابدال مغرب سے اور ہزار مرد رجال الغیب سراندیپ سے اور ہزار ② مرد غیب یمن سے دنیا میں مجھ کو غسل دیں اور آسمان پر لے جائیں۔ اور مقابل خانۂ کعبہ " زمین پر میرے جنازہ کی نماز پڑھیں۔ اور واسطے نفع بندگان مجھ کو دارِ دنیا میں دفن کریں " جس میں جو کوئی میری قبر پر آوے حاجت اس کی برآوے۔ اور بخشا جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ عاقبت اس کی بخیر ہو۔ بِحُرْمَتِ النَّبِیِّ وَاٰلِهِ الْاَمْجَادِ۔

اللہ تعالیٰ ہم کو ہمیشہ ان کی اتباع اور غلامی میں رکھے۔

شب بست و ہشتم کو تمام رات خدام واصحاب خدمت عالی میں حاضر رہے۔ نظارۂ جمال باکمال سے آنکھوں کو سیری نہیں ہوتے پائی تھی کہ روز سیاہ تاریخ ۲۸ محرم الحرام ۸۰۸ھ ماتم انگیز کی صبح نے اپنا حسرت آمیز چہرہ دکھلایا۔

قطعہ

شب وصل کے جاگنے والوں کو نہیں اسکی خبر نہیں اسکی خبر
جسے صبح قیامت کہتے ہیں وہ یہی ہے سحر وہ یہی ہے سحر
کیوں آج اُداسی چھائی ہے کسی جان جہاں کا نہ ہوئے سفر
دل زار میں تجھ سے پوچھتا ہوں ہوا کیوں مضطر ہوا کیوں مضطر

جب تاریخ ۲۸ محرم الحرام ۸۰۸ھ روز وصال آیا بعد ادائے وظائفِ سحری واشراق حضرت محبوب یزدانی مصلی پر رونق افروز تھے اور آپکے بغل میں حضرت شیخ نجم الدین اصفہانی

بیٹھے تھے۔ حضرت نور العین کو طلب فرمایا اور تمام اصحاب کو حکم دیا کہ تھوڑی دیر کیواسطے سب لوگ باہر ہو جائیں۔ سب لوگ باہر نکل آئے اس وقت سوائے حضرت محبوب یزدانی اور حضرت شیخ نجم الدین اصفہانی اور حضرت نور العین کے کوئی اندر نہ رہا۔ اس وقت ① اختتام اسرارِ معرفت حضرت نور العین پر فرمایا۔

شعر

حریف جنس دو دید و جائے خالی　　　کہ سر پوش از طبق برداشت خالی

دوپہر تک اپنے فیضانِ برکات سے مالامال فرمایا۔ جب وقت زوال آیا۔ باہر والوں کو اندر طلب کیا اور سب کو اپنے پاس بلایا۔ حضرت نور العین کو اپنے سامنے بٹھلایا اور شیخ نجم الدین اصفہانی کو اپنے پہلو ئے راست میں جگہ دی اور شیخ محمد دریتیم کو پہلوئے چپ میں بٹھلایا۔ اور تمام اصحاب مثل شیخ ابو المکارم اور شیخ احمد ابوالوفا خوارزمی اور شیخ ابوالواصل اور شیخ معروف الدیموی اور شیخ عبدالرحمن تجندی اور شیخ ابو سعید خزری اور ملک الامرار ملک محمود ساکن بہنڈ ونڈ مع دیگر اکابر سب حلقہ کئے ہوئے بیٹھے تھے۔ اور مریدان اور معتقدان کا اس قدر مجمع تھا جس کا شمار کرنا مشکل تھا۔ غرض کہ آدمی قریات اور دیہات اودھ اور جونپور سب جمع تھے۔ بابا حسین خادم کو حکم ہوا کہ تبرکات خرقہ مشائخ جو دنیا کے مشائخ سے حاصل ہوا ہے سب اٹھا لاؤ۔ ② بابا حسین خادم نے لاکر حضرت کے سامنے رکھدیا چار خلعت صوف ایک وہ جو آپ کے مرشد حضرت شیخ علاؤ الحق والدین سے عطا ہوا تھا۔ دوسرا خرقہ دار الولایت چشت حضرت سید قطب الدین ثانی قدس سرہ سے ملا تھا تیسری خلعت کینگ شامی جو حضرت شیخ الاسلام سے ملا تھا۔ چوتھی خلعت گرامی جو حضرت مخدوم جہانیاں جہانگشت قدس سرہٗ سے ملا تھا۔

" یہ چاروں تبرکات حضرت نور العین کو عطا فرمائے اور فاتحہ پڑھی اور فرمایا کہ میرا فرزند برحق
" اور خلیفہ مطلق نور العین ہے۔ جو کوئی اس کے حلقہ سے پھر یگا خراب ہوگا۔ اور جو ان کے
" حلقہ میں آئے گا دو جہاں کا مقصد اس کا پورا ہوگا۔

③ بعد اس کے حضرت نور العین کے فرزندوں کو طلب کیا۔

(۱) اول حضرت سید شمس الدین کہ اٹھارہ برس عمر رکھتے تھے اور سن شعور کو پہونچے تھے۔ ان کو تبرک جامہ عنایت کر کے فرمایا کہ فرزند نہایت بہرہ علوم سے رکھتا ہے۔ لیکن ان کی عمر کم ہے۔

(۲) بعد اس کے حضرت سید حسن کو بلایا اور تبرک عنایت کر کے فرمایا کہ حسن احسن الوجوہ واکبر الوقوہ خواہد بود۔ ترجمہ:۔ کہ حسن مراتب جذب وسلوک میں بہتر اور درگاہ شریف کے متولی ونگراں اور سجادہ نشین ہوں گے۔ لفظ وجوہ کا ترجمہ لطائف اشرفی کے لطیفہ ۷ صفحہ ۲۴۹ جلد اول سے لیا گیا۔ اور لفظ وقوہ کا ترجمہ منتہی العرب وغیرہ سے نقل کیا گیا ہے۔

(۳) بعد اس کے حضرت سید حسین کو طلب کیا اور تبرک عنایت کر کے فرمایا کہ حسین ثانئ ما است کہ از وسے خاندان بزرگ صادر گردد۔ ترجمہ: حسین میرا ثانی ہے اس سے بڑا خاندان صادر ہوگا۔

(۴) اس کے بعد حضرت سید احمد کو طلب کیا اور تبرک عنایت کر کے فرمایا کہ احمد ثانی مسمیٰ باسم نبوی وموصوف بہ صفات مصطفوی، واز تو فرزندان عزیز الوجود وصاحب الجود شوند۔ ترجمہ:۔ احمد ثانی ہمنام نبوی اور موصوف بہ صفاتِ مصطفوی، اور تجھ سے فرزندانِ عزیز الوجود وصاحب الجود ہوں گے۔

(۵) اس کے بعد حضرت سید فرید کو بلایا اور تبرک عنایت کر کے فرمایا کہ بیا فرید ثانی کہ از تو بوئے محبت الٰہی اور خلت لاانتناہی می آید۔ ترجمہ:۔ آ اے فرید ثانی کہ تجھ سے محبت الٰہی وخلت لاانتناہی کی بو آتی ہے۔

(۶) اس کے بعد حضرت شیخ احمد قتال کو جو قوم ترکان لور سے تھے۔ بلا کر تبرک عنایت کر کے فرمایا کہ تم کو فرزندان عبدالرزاق سے سمجھتا ہوں چاہئے کہ فرزندی کو ہاتھ سے نہ دینا۔

(۷) اس کے بعد حضرت شیخ در یتیم کو طلب کیا اور تبرک عنایت کر کے فرمایا کہ یہ یادگار میرے فرزند کبیر کا ہے جو مجھ کو بہت عزیز تھا۔ جو کوئی میرے حلقہ میں ہو انکا حلقہ بگوش ہو

(۱) اور فرزندان عبدالرزاق کو جس طرح خزانۂ الٰہی اور گنجِ نامتناہی سپرد کیا ہے۔ اسی طرح انکو اور ان کے فرزندان کو بشرطا اس کے کہ قناعت کرنے والے ہوں اس وقت میں ضامنِ

(۲) اسبابِ معاش ان کا ہوں کہ دوستدار میرے فرزند کا میرا دوست ہے۔ اور دشمن انکا میرا دشمن ہے۔ اور جو کوئی میرا دشمن ہے دشمن جمیع خاندانِ چشت کا ہے۔

ابیات

دوستدارِ خاندانِ اولیاء ست	دوستدار اولیاء مصطفےٰ ست
دوستدار اولیاء وانبیاء	دوستدار حضرتِ عالی خدا است
ور معاذ اللہ بود بر عکس کار	کار و بارش عکس راہ اہتدا است
زینہار اے دوستاں از راہ عکس	خوار گردد در جہاں ایزد گواہ ست
من بہر جائے بفرزندان خویش	ناظرم در ہر مکانے بے کم و کاست
ہر کہ زینا نم ندانند در جہاں	ظلمتے مردود راہِ بے ضیا است

(۳) بعدہٗ حضرت شیخ ابوالمکارم کو بلا کر جامۂ تبرک عنایت کر کے فرمایا کہ یہ میرے ہم رنگ ہے۔ خبردار خبردار دروازہ بحث کا بند رکھنا۔ اور اس گروہ مشائخ سے اعتقاد اور خلوص رکھنا۔

(۴) بعدہٗ حضرت شیخ شمس الدین اودھی کو بلایا اور تبرک عنایت کر کے فرمایا کہ تم مجھ سے جدا نہیں ہو۔ اور فرمایا کہ اشرف شمس اور شمس اشرف ایک ہیں۔

(۵) بعدہٗ حضرت شیخ معروف الدیموی کو بلایا اور تبرک عنایت کر کے فرمایا کہ تو میرے ہم رنگ ہے۔ اشرف معروف، معروف اشرف ایک ہیں۔ اسی طرح تمام خلفاء کو بلا کر تبرک عنایت کر کے خطاب و خصوصیت سے مشرف فرمایا اور سب کی دلداری و خاطرداری حد سے زیادہ فرمائی۔ بعد اس کے بآواز بلند فرمایا کہ اے برادران اور معتقدان اور مریدان اور حاضران جانو اور آگاہ ہو کہ اشرف جہانگیر کو اپنے سے غائب اور دور نہ سمجھنا کہ حق تعالیٰ نے مجھ کو اپنے کرم سے جوار قدس میں جگہ دی ہے۔ اور شرف وصول سے مشرف فرمایا اور اپنے لطفِ بے نہایت سے مجھ کو محبوب کہا۔

(۱) اور فرمایا کہ تمہارے فرزندان اور مریدان اور معتقدان اور دوستان مخالف اور
(۲) موافق سب کو دوزخ سے آزاد کیا۔ ظہر کے وقت حضرت نور العین کو امامتِ نماز کے واسطے ارشاد فرمایا اور تمام حاضرین کے ساتھ اقتدا کی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے حضرت محبوب یزدانی نے خود اٹھ کر تواضع تمام حضرت نور العین کے ہاتھ پر مصافحہ کیا۔ بعدہٗ تمام اصحاب نے حضرت نور العین سے مصافحہ کر کے سرادب جھکا دیا
(۳) اور حضرت محبوب یزدانی مردانہ وار بیٹھ گئے اور قوالوں کو بلا کر حکم دیا کہ گانا (قوالی) شروع کرو اور یہی شعر لمحاتِ سعدی سے قوال گانے لگے۔

شعر

گر بدست تو آمدہ اجلم — قَدْ رَضِیْنَا بِمَا جَرَی الْقَلَمُ

اور حضرت خود یہ اشعار پڑھنے لگے۔

ابیات

خوبتر زیں دگر نباشد کار — یار خنداں رود بجانب یار
سیر بیند جمالِ جاناں را — جاں سپارد نگار خنداں را
تنگ در بر نگار بر گیرد — تا قیامت بخواب در گیرد

(۴) یہ ابیات قوال گانے لگے اور خود حضرت بھی عالم وجد میں موافقت کرتے تھے کہ در و دیوار جوش میں آئے اور بلبل و قمری خروش میں آئے اسی حالت میں طائرِ روحِ پاک قالبِ عنصری سے پرواز کر کے گلزارِ قدس میں داخل ہوئی۔

ابیات

ز آواز شیریں بجوش آمدند — چو بلبل بگلشن خروش آمدند
بدست آمدہ جام ذوقِ وصال — بدم در کشیدہ شد از وجد حال
خرامید سوئے حریم نگار — سپردہ رواں جان شیریں بہار

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ؕ

مثنوی

(۱)

جب کیا اس شاہِ شاہاں نے سفر — طالبوں کا حال تھا زیر و زبر
دن میں تاریکی نمایاں ہوگئی — صبر کی قوت دلوں سے کھوگئی
کوئی کہتا ہائے وہ نور الیقیں — ہوگیا پوشیدہ اب زیر زمیں
وہ مرا مہر شرف نور القلوب — ہوگیا کس برج میں جاکر غروب
کس طرح ان کی زیارت ہو نصیب — چاہتا ہے دل ملے وصل حبیب
آنکھیں پھر اس نور سے ہوں پُرضیا — جس سے ہو آئینۂ دل کی جلا
حال ہے اب دردِ ہجراں سے خراب — آئے گی فرقت میں کیونکر دل کو تاب
آسماں سے جب گرے کوہِ ملال — کیوں نہ ہو کشت تمنا پائمال
روئے انور دیکھتے تھے صبح و شام — پائیں گے کس طرح اب یہ فیض عام
سر سے اٹھا سایۂ غوث جہاں — بے کسوں کا تھا وسیلہ بے گماں
جس سے تازہ تھی بہار باغ چشت — اب وہ ہے سرو رواں زیب بہشت
کہہ کے کیا سمجھائیں گے ہم قلب کو — رات دن تڑپائے گا غم قلب کو
روح کو یہ ہجر کا صدمہ ہے شاق — جاں گسل ہے آپ کا سوزِ فراق
جس کی خوشبو سے معطر تھا دماغ — ہوگیا تاراج وہ عشرت کا باغ
بزم آرائے ولایت تھا جو ماہ — چھوڑ کر ہم کو گیا سوئے الٰہ
روح افزا حلقۂ دار الاماں — ہوگئے سنسان دونوں بیگماں
چھوڑ کر ہم خاطر ناشاد کو — کر دیا آباد روح آباد کو
وحدت آباد اب ہے اک ہو کا مقام — غرق دریائے الم ہیں خاص و عام
کثرت آباد آج تنہا رہ گیا — دل پہ ہجر شاہ کا غم سہہ گیا
اٹھ گئی دنیا سے ایسی ذات جب — ہم کو ہو پھر زیست کی امید کب
چاہیے ہم کو یہی تا زندگی — ہاتھ سے چھوڑیں نہ رب کی بندگی
دل میں اس کی یاد لب پہ ذکر ہو — روز و شب ہر دم اسی کی فکر ہو

ماسوا سے ہو سوا اس کو نہ کام | مست ہوں پی کر مئے وحدت کا جام
شوق میں اپنی خودی کو بھول جائیں | ذرہ ذرہ میں اسی کا نور پائیں
ہے یہی لازم رہیں صبح و مسا | تابع حکم خدا و مصطفےٰ
عشق پیران طریقت سے کریں | پیروی کا ان کی ہر دم دم بھریں
شیخ رہ کا متبع ہوئے گا جو | پائے گا وہ منزل مقصود کو
ہو کے یکسو محو ذات حق رہو | دیکھو سب کچھ اور نہ کچھ منہ سے کہو
اولیاء اللہ جیتے ہیں سدا | موت ان کو کر نہیں سکتی فنا
گو بظاہر ہوں نگاہوں سے نہاں | آنکھ والوں کے لئے وہ ہیں عیاں
جو کرے خاصان حق سے عرض حال | اسکے ہوتے ہیں معین بے قیل و قال
جو کرے گا کاملوں سے التجا | پائے گا بے شک وہ اپنا مدعا
مشکلوں میں کام آتے ہیں ضرور | کوئی ہو نزدیک یا ہو کوئی دور
حشر میں بخشائیں گے پیش خدا | خادموں کو اپنے بالطف و عطا
حشر کے دن ہو گی ظاہر انکی شان | پیش درگاہ خدا و ند جہاں
اتباع انبیاء و اولیاء | جس نے کی وہ مرد کامل ہو گیا
اشرفی الحمد للہ فرد ہے کیا | شاہ اشرف ہے جو تیرا مقتدا
ان کے صدقے سے تری ہو گی نجات | ہیں وہ فرزند رسول کائنات

(۱) جب اس مہر سپہر فضل و کمال کو خدام والا نے بعد تجہیز و تکفین تہ خانۂ قبر میں سپرد خاک کیا۔ تیسرے روز فاتحہ کے دن تمام اولیائے روئے زمین اور جملہ فقرا و مشائخین اور گروہ مریدین و معتقدین کا ایک مجمع عظیم الشان ہوا۔ اور حضرت قدوۃ الآفاق حاجی

(۲) سید عبد الرزاق نور العین قدس سرہ مسند سجادہ حضرت محبوب یزدانی پر جلوس فرما ہوئے حاضرین نے آپ کے دست مبارک پر مصافحہ کیا اور قدمبوسی کی اور نذریں گذاریں

(۳) وہی شان وہی جلوہ حضرت محبوب یزدانی کا ناظرین کی نظروں میں چھا گیا۔ چالیس برس تک بعد حضرت محبوب یزدانی کے آپ سجادہ نشین رہے۔ اور آخیر وقت میں بجائے

① اپنے فرزند اکبر حضرت سید ابی محمد ن الحسن کو اپنا قائم مقام اور سجادہ نشین بنایا۔ اور آپ کے دیگر فرزندان اور خلفاء کے حالات گیارہویں صحیفہ میں بالتصریح درج کئے گئے ہیں

خَاتمہ

① ان تصرفات اور کرامات کے ذکر میں جو بعدِ رحلتِ حضرت محبوب یزدانی آج تک مزار فائز الانوار سے جاری ہیں

② قَالَ الْاَشْرَفُ کُلُّ نَبِیٍّ ظَهَرَتْ كَرَامَتُهٗ عَلٰی وَاحِدٍ مِّنْ اُمَّتِهٖ فَهِیَ مَعْدُوْدَةٌ مِّنْ جُمْلَةِ مُعْجِزَاتِهٖ۔

ترجمہ:- حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ ہر نبی کی ان کی امت کے کسی ایک کی کرامت اس نبی کے تمام معجزات میں شمار ہے۔

③ **مثنوی**

ولی سے کرامت جو پائے ظہور — وہ ہے پرتو معجزہ کا ضرور
ولی سے اگر ہو کرامت کوئی — سمجھنا یہ ہے معجزات نبی
یہاں درگہہ شاہ سمنان میں — مریض اچھے ہوتے ہیں اک آن میں
جذامی و مبروص آئے جو یاں — شفا پاکے جائے گا وہ بے گماں
کسی پر اگر سحر کا ہو ضرر — تو جاتا رہے دم میں اس کا اثر
مریضوں کا مجمع یہاں صبح و شام — عدالت میں رہتا ہے شہ کے مدام
یہ محبوب یزداں کا ہے فیض عام — جہاں میں رہے تا بروز قیام
اسی در سے ناقص ہوئے باکمال — اسی در سے کامل ہوئے بیمثال
جو اس آستانہ پہ ٹھہرے کوئی — تو دیکھے کہ کیا اس کی حالت ہوئی

کھلے اس پہ اسرار سرّ و علن — عجب چشمہ سینہ میں ہو موجزن
بہت سے بزرگانِ عالی خیال — اسی در سے بنکر گئے باکمال
تو تھا اشرفی اک ذلیل و حقیر — ہو الطفِ اشرف سے پیر و فقیر

(۱) اول ان بزرگوں کا ذکر کیا جاتا ہے جن کو حضرت محبوب یزدانی کے مزار فائزالانوار سے اویسیہ طور سے فیض پہونچا اور درجۂ کمال کو پہونچے۔

(۲) ذکر حضرت مولانا آل احمد محدث ہندی کے فیضیاب ہونیکا

حضرت مولانا آل احمد محدث ہندی آپ کا مسکن پھلواری شریف میں تھا۔ آپ حضرت شاہ نعمت اللہ ولی پھلواری کی اولاد سے تھے۔ جن کا نسب خاندان جعفری الزینبی تھا (۳) جب آپ نے وطن میں تحصیلِ علوم سے فراغت پائی اور دستار فضیلت آپ کے سر پر بندھی وطن میں چند سے درس علمی دیتے رہے اور مجردانہ زندگی بسر کی۔ چالیس برس کے سن میں مدینہ منورہ زاد اللہ شرفاً و تعظیماً حاضر ہوئے۔ وہاں بھی مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حدیث کا درس دیتے رہے۔ اسی اثنار قیام دربار نبوی میں آپ اولیار اہل خدمت (۴) کے زمرہ میں داخل ہوئے۔ ابرار و اخیار نقبار و نجبار ابدال و اوتاد سے ترقی پاکر غوث کے داہنی طرف کے امام ہوئے۔ جب بائیں طرف کا امام ترقی پاکر غوث ہوا تو آپکو مرتبہ بائیں طرف کے امام کا ملا۔ صرف ایک درجہ غوثیت کا طے کرنا باقی تھا کہ بماہ شعبان (۵) سنہ ۱۲۹۰ھ میں آپ نے شب کے وقت عالم خواب میں یہ دیکھا کہ مواجہ شریف کے سامنے ایک چارپائی بچھی ہے۔ اس پر حضرت محبوب یزدانی سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ رونق افروز ہیں اور ایک بچہ صغیر سن ہشت سالہ بھی آپکے ساتھ ہے اور تمام اولیائے روئے زمین مؤدب دست بستہ کھڑے ہوئے ہیں۔ سب کی طرف حضرت محبوب یزدانی متوجہ ہو کر ایک ایک کو خطاب بشارت آمیز فرما رہے ہیں۔ جب حضرت مولانا آل احمد محدث ہندی کی نوبت (۶) آئی تو آپ نے فرمایا۔ کہ آل احمد قطب الاقطاب خواہی شد۔ یعنی تم اولیار روئے زمین

(۱) کے سردار غوث ہو گئے۔ اسی سال حضرت پیر دمرشد حاجی الحرمین سید ابو محمد اشرف حسین زاد اللہ فیضانہ و برکاتہ واسطے حصول شرف زیارت مدینہ منورہ بعد ادائے حج حاضر ہوئے جہاں مولانا نے حضرت محبوب یزدانی کو مواجہ شریف کے سامنے دیکھا تھا۔ اسی مقام پر آپ کھڑے ہو کر صلوٰۃ وسلام پڑھنے لگے۔ مولانا آپ کے پیچھے کھڑے تھے۔ بعد ختم صلوٰۃ وسلام کے، مولانا نے پوچھا کہ آپ ہندوستان کے رہنے والے ہیں؟ کچھوچھہ شریف میں آپ کا مکان ہے! آپ حضرت محبوب یزدانی کی اولاد میں ہیں؟ آپ کے جد بھی آپکے ساتھ ہیں؟ اور آپ میرے لینے کے واسطے آئے ہیں۔

حاجی شیخ سبحان علی مرحوم مہاجر مدینہ منورہ کے گھر حضرت کا قیام تھا۔ مولانا نے آکر کہا۔ کہ آپ میرے لینے کو آئے ہیں میں آپ کے ساتھ جاؤں گا۔ میرا قرض پانچسو روپئے ادا کر دیجئے تو میں جاؤں حضرت خاموش رہے۔ کہ مولانا نے فرمایا حضرت ہاتھ اٹھائیے اور اپنے جد کو فاتحہ پڑھ کر دعا مانگئے۔ تیسرے دن مولانا ہنستے ہوئے آئے اور کہا کہ آپ میرا قرض تو ادا کر دیئے۔ لیکن میرا اور میرے شاگرد عبدالعزیز کا خرچ راہ ہندوستان تک چاہیئے۔ اس کا بھی بندوبست کیجئے۔ حضرت دعا کے لئے ہاتھ اٹھانے کا ارادہ کرتے تھے کہ حاجی شیخ سبحان علی مرحوم نے عرض کیا کہ یہ خدمت میرے ذمہ ہے۔ میں دونوں صاحبوں کا خرچ دوں گا۔ مولانا محدث نے فرمایا کہ اس سے پہلے حج بیت اللہ

(۲) کے لئے یہاں آیا۔ اب حج وزیارتِ آستانہ کچھوچھہ شریف کے لئے جاتا ہوں۔ چنانچہ جب حضرت مدینہ منورہ سے لوٹے مولانا مع شاگرد کے تھے۔ اول کچھوچھہ شریف میں فقیر خانہ پر ٹھہرے اور جب فاتحہ پڑھنے درگاہ شریف کو چلے تو کچھوچھہ شریف میں ایک میل کے فاصلہ پر سے جوتی اتار دی پابرہنہ زیارت کو گئے اور سرزمین مبارک درگاہ شریف پر کبھی تھوکا نہیں۔ ایک رومال تہہ کیا ہوا جیب میں رہتا تھا اسی میں تھوکتے تھے۔ اور کبھی سرزمین درگاہ شریف میں پاخانہ اور پیشاب کو نہیں گئے۔ اس قدر اس کا ملحوظ خاطر تھا اور غذا بہت قلیل کھاتے تھے۔ رات کو کبھی ایک پیسہ بھی آپ کے پاس نہیں رہتا تھا۔ جو کچھ موجود ہوتا دن میں صرف کر ڈالتے۔

فرماتے تھے کہ ایک دن میرے بستر کے اندر ایک پیسہ دبا ہوا رہ گیا۔ رات کو مجھے نیند نہیں آتی تھی۔ جب بستر کو جھاڑ کر پیسہ کو نکالا اور کسی مسکین کو دے دیا تب مجھ کو نیند آئی۔

(۱) یہ بھی فرماتے تھے کہ مدینہ منورہ میں ایک مرتبہ تنگئ خرچ سے میں مقروض ہو گیا تو دعاءِ الف جس کی اجازت فقیر کو بخشی پڑھنی شروع کی چالیس دن کے درمیان میں اس قدر آمد فتوحات مجھ کو ہوئی کہ قرض ادا ہو گیا۔ مگر مرجع خلائق اس قدر ہونے لگا کہ اوقاتِ معینہ میں میرے فرق آنے لگا۔ میں نے دعاءِ الف پڑھنا چھوڑ دیا۔

آپ کے پاس ایک دوہری چادر تھی ایک طرف اس کا بڑا کھلا تھا سوتے وقت اس کے اندر آپ گھس کر رسی سے اس کا منھ باندھ دیتے تھے۔ یہی آپ کا اوڑھنا بچھونا تھا۔

(۲) چاول، دال، سادی روٹی آپ کی غذا تھی۔ ایک وقت جو کھانا آپ کے سامنے جاتا اسی میں سے رات کا حصہ بھی رکھ لیتے۔ اور فرماتے کہ اب میرے لئے کھانا نہ لانا۔ چالیس دن فقیر اشرفی جامع رسالۂ ہذا کے حجرہ میں جو درِ دولت پر حضرت محبوب یزدانی کے واقع ہے حضرت معتکف رہے۔ اس کے بعد آزادانہ طور سے ہندوستان کی سیر کرنے لگے۔ حیدر حسین

(۳) خاں رئیس گورکھپور درگاہ شریف میں حاضر تھے ان کے دل میں یہ خطرہ گذرا کہ چالیس برس تک یہ بزرگ دربار رسالت میں حاضر رہے اب ہندوستان میں کسی ولی کے مزار پر آنے کی ان کو کیا ضرورت تھی۔ مولانا کے قلب مبارک پر خانصاحب کا خطرہ ظاہر ہو گیا۔ فرمایا کہ خانصاحب ہوش کا علاج کرو۔ آفتاب میں نور بھی ہے نار بھی ہے۔ مگر بغیر وسیلہ شیشۂ آتشی کوئی آفتاب سے آگ لے سکتا ہے؟ بقول شخصے ؎

کے شود نور خدا بے پیر حاصل بندہ را ۔۔۔ آتش خورشید بے شیشہ نسوزد پنبہ را

(۴) ایک صاحب مولانا کے پاس بیٹھے تھے ان کے دل میں یہ خطرہ گذرا کہ چالیس برس تک تو مولانا دربار نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر رہے اب پیرانہ سالی میں نکلے ہیں خدا جانے کہاں مریں گے۔ جنت البقیع میں مدفن پانا بھی مشکل ہے۔ آپ نے اس شخص کی طرف مخاطب ہو کر ہنس کر فرمایا کہ مجھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وعدہ فرمایا ہے تیری قبر جنت البقیع میں ہوگی۔ میں کہیں بھی رہوں مگر دم واپسیں مدینہ منورہ پہونچ جاؤں گا۔

(۱) حافظ ظہیر الحق صاحب باشندہ ضلع آرہ، نقل کرتے تھے کہ ایک ہی دن اور ایک ہی تاریخ میں لوگوں نے مولانا کو جامع مسجد کلکتہ میں دیکھا اور اسی دن جامع مسجد دہلی میں دیکھا

(۲) ایک شخص نے دہلی کی جامع مسجد میں آپ کے سامنے اتنا کہا تھا کہ مولانا آلِ احمد محدث ہندی جو مدینہ منورہ میں درس حدیث دیتے تھے وہ آپ ہی ہیں۔ آپ اس کی طرف مخاطب ہو کر کہنے لگے کہ "میاں وہ ایسا ہی تھا جیسا کہ میں ہوں۔ یہ کہکر دو چار قدم چلے اور غائب ہو گئے۔

(۳) مولانا لطف اللہ صاحب (مرحوم) ساکن علی گڑھ کو آپ نے سند حدیث عطا فرمائی تھی " اور میرے فرزند دُرِّ نجف حاجی سید ابوالمحمود احمد اشرف رحمۃ اللہ علیہ کو تقریب مکتب چار سال چار ماہ چار روز آپ ہی نے بسم اللہ پڑھائی تھی۔ دسویں محرم ۱۲۹۱ھ کو مولانا فقیر خانہ پر تھے۔ حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ مع دیگر برادرانِ خاندانی مولانا سے اس بات پر مصر ہوئے کہ کچھ ذکر شہادت بیان کیجئے۔ اول تو منبر پر جانے سے انکار کیا کہ ساداتِ آلِ رسول فرش پر ہوں اور میں منبر پر ہوں۔ باصرار تمام جب منبر پر تشریف لے گئے۔ صرف یہ حدیث پڑھی الحسن والحسین سید اشباب اھل الجنۃ یہ پڑھنا تھا کہ بغیر ترجمہ بیان کئے ہوئے حاضرین پر بے حد جوش رقت پیدا ہوا۔ اور خود بھی روتے روتے بیتاب ہو گئے۔

ایک اربعین (چالیس روز) جو فقیر کے حجرہ میں آپ نے قیام فرمایا۔ اسی مدت میں

(۴) آپ فائز المرام مرتبۂ غوثیت پا کر رخصت ہو گئے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ سات برس تک آپ اس " مرتبۂ غوثیت پر رہے اور قریب زمانۂ انتقال مدینہ منورہ پہونچکر جنت البقیع میں دفن

(۵) کئے گئے۔ (رحمۃ اللہ علیہ) اور اس فقیر جامع رسالۂ ہذا کو مولانا نے دعاء الف کی اجازت عمل " اور قرات عطا فرمائی۔ اگر کوئی ایک سال کامل بعد عشاء اکتالیس مرتبہ پڑھے تو یقیناً فارغ البال ہو جائیگا۔ اور مخلوق کی نظروں میں عزیز ہوگا۔

(۶) بعد ترخیص آستانۂ عالی (بعد رخصت) پھر مولانا کی زیارت نصیب نہیں ہوئی۔ فقیر جامعِ رسالۂ ہذا اپنے حجرۂ چلہ کشی میں جو درِ دولت حضرت جد اعلیٰ پر واقع ہے۔ اگہن کے مہینہ میں مقیم تھا۔ آدھی رات کے وقت بطریق چشتیہ ذکر جہر میں مشغول تھا اور مجھ کو برزخ اور ذات وصفات اور نِدّ اور ضِدّ اور تحت اور فوق میں کچھ خطرہ واقع ہوا تھا تو میں نے اپنے جدِّ

(۱) حضرت محبوب یزدانی کی طرف رجوع کرکے عرض کیا کہ یا تو حضور خود میری تسکین فرمائیں یا کسی کو میری تسکین کے لئے بھیجدیجئے۔ یہ میرا عرض کرنا تھا کہ یہ معلوم ہوا جیسے کوئی حجرہ کی کنڈی ہلا رہا ہے۔ حجرہ کے دروازہ پر میاں مستان شاہ اور میاں سبحان علی شاہ سو رہے تھے۔ سب کہنے لگے کہ کون صاحب ہیں۔ میں نے اندر سے آواز دی کہ چپکے رہو۔ دروازہ حجرے کا کھول کر ان بزرگ کو اندر بلا یا۔ ان کے تشریف لانے کے بعد دیاسلائی سے چراغ جلایا ان بزرگ نے فرمایا کہ مقدس مقام پر دیاسلائی سے چراغ نہ جلاؤ۔ کیونکہ دیاسلائی میں شراب اور اسپرٹ ڈال کر بناتے ہیں۔ اس کے بعد فرمایا کہ میں آپ کے پاس کچھ ذکر شغل کرنے کی نیت سے آیا ہوں اگر اس میں کچھ غلطی ہو تو بتلا دیجئے یہ کہہ کر مشغول بذکر ہو گئے۔ اور فرمانے لگے کہ اس مقام سے رفعِ خیالاتِ نفسانی، اور یہاں سے رفعِ خیالاتِ شیطانی اور اس مقام سے خیالاتِ رحمانی کرنا چاہئے۔ جب تمام ذکر کے مدارج بیان کر چکے تو فرمایا کہ ذرا آپ بھی میرے سامنے ذکر کیجئے چونکہ میرے خطرات اور شبہات حضرت کے ذکر کرنے سے رفع ہو چکے تھے اور حق تعالیٰ نے مجھ عاجز اور مسکین کو اول سے قابلیت تفہیم، طرقِ اذکار عطا کی تھی میں نے بے تکلف اسی طرح سے ذکر کیا جیسے حضرت نے مجھ کو تعلیماً فرمایا تھا۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ میرا نام شاہ محمد حسن گرم دیوانی ہے

(۲) اور مجھ کو اپنے والد حضرت شاہ باسط علی قدس سرہ سے اس کی تعلیم پہونچی۔ ان کو اپنے والد حضرت شاہ عبدالعلیم قدس سرہ سے یہ سلسلہ تعلیم کا حاصل ہوا۔ اور ان کو اپنے والد حضرت شاہ ابوالغوث گرم دیوان قدس سرہ سے یہ سلسلہ ملا۔

(۳) جس وقت حضرت شاہ ابوالغوث گرم دیوان قدس سرہ آستانہ روح آباد میں حاضر ہوئے اور حضرت محبوب یزدانی کے مزار مبارک پر فاتحہ پڑھنے گئے آپ نے بچشم ظاہر دیکھا کہ حضرت مزار پاک سے مجسم باہر نکل آئے۔ اور سلسلہ چشتیہ نظامیہ اشرفیہ کے فیضان و برکات سے مالامال فرمایا (رحمۃ اللہ علیہ) پھر حضرت شاہ محمد حسن گرم دیوانی قدس سرہ نے فرمایا کہ میرے نام سے حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر قدس سرہ تک جن ناموں کے واسطے سے مجھ کو یہ سلسلہ ملا ہے ان کے نام لکھ لیجئے۔

(۱) یہ بھی آپ فرماتے تھے کہ میرے جد حضرت شاہ ابوالغوث قدس سرہ کے یہاں ایک دن فقراء بکثرت مہمان ہوئے۔ باورچی خانہ میں لکڑی نہ تھی کسی آزاد فقیر نے کہا تنور کے لئے لکڑی نہیں روٹی کیونکر پکے۔ کیا آپ کو بجائے لکڑی کے تنور میں جھونک دیں۔ آپ نے پیراہن مبارک اتار کر فرمایا کہ موٹی موٹی روٹی پکا کر میرے پیٹھ میں لگانا شروع کرو مگر روٹی لگانے کے بعد پھر ہاتھ نہ لگانا ورنہ تمہارا ہاتھ جل جائے گا۔ جب روٹی پک جائے گی خود چھوٹ کر گر پڑے گی۔

(۲) چنانچہ مقام موضع دہاوا ضلع غازی پور میں آپ کی اولاد کے گھروں میں روٹیوں میں سے آدھی یا ٹکڑا روٹی تبرکاً رکھی ہے۔ زمانۂ عرس میں اس تبرک روٹی سے ایک جز بھنڈارہ کے آٹے میں ڈال دیتے ہیں۔ یہ تصرف اور کرامات بیّن دیکھی گئی کہ کبھی بھنڈارہ کی روٹیوں میں کتنے ہی آدمی کھائیں مگر کم نہیں ہوئی۔ سلسلۂ گرم دیوان میں اس طرح سے فیضان

(۳) حضرت محبوب یزدانی کا پہونچا جیسا ذکر کیا گیا۔ مزار آپ کا موضع لُہرا متصل قصبہ مبارک پور ضلع اعظم گڈھ میں واقع ہے۔ فقیر جامع رسالۂ ہذا بجماعت مریدان ایک شب جمعہ کو بین المغربین آپ کے مزار فائز الانوار پر ذکر حلقۂ جہر بطریق چشتیہ، اشرفیہ ادا کیا تھا۔

(۴) ذکر فیضیاب ہونے حضرت شاہ نعمت اللہ ولی پھلواری

حضرت شاہ نعمت اللہ ولی قدس سرہ جن کا مزار مبارک مقام قصبہ پھلواری شریف ضلع پٹنہ میں واقع ہے۔ آپ کو بطور اویسیہ روحانیہ پاک حضرت محبوب یزدانی سے فیض حاصل ہوا۔ ان کی خانقاہ میں اب تک حضرت محبوب یزدانی کا عرس اور فاتحہ مع روشنی کے ہوتا ہے۔

(۵) ذکر فیضیاب ہونے حضرت مولانا محمد کامل علیمی ولیدپوری

جناب مولانا محمد کامل علیمی رحمۃ اللہ علیہ خود فقیر اشرفی جامع رسالۂ ہذا سے فرماتے تھے

کہ ایک دن میں اپنے برادرزادہ عبدالعزیز کے مکان پر جونپور میں ٹھہرا تھا۔ حالت مراقبہ میں مجھ پر یہ کشف ہوا کہ بیرون دروازہ رنگ برنگ کے نقرئی گھوڑا مع زین زریں کے کھڑا ہوا ہے۔ اور میں اس پر جاکر سوار ہوگیا اس نے مجھ کو چشم زدن میں آستانۂ روح آباد درگاہ کچھوچھہ شریف پر پہونچادیا۔ حضرت محبوب یزدانی کی زیارت مجھ کو نصیب ہوئی اور مجھ کو اپنی نعمتوں سے سرفراز کیا اور اسی عالم میں مجھ کو حضرت نے اپنا خرقہ پہنایا۔ اور ایک سونٹا چاندی کا جسکی لمبان ایک گز سے کم ہوتی تھی عطا کیا۔ مولانا اکثر کبھی عرس کے زمانہ میں اور کبھی غیر عرس میں اس آستانہ پر حاضر ہوا کرتے تھے۔ آپکے ہمراہ سو ڈیڑھ سو آدمی معہ صوفی محمد جان اور دیگر خلفاء ہوتے تھے اور جب تشریف لاتے تو سوائے اس فقیر اشرفی جامع رسالۂ ہذا کی خانقاہ کے دوسرے مقام پر قیام نہیں فرماتے تھے۔ جس زمانہ میں آپ ضلع بستی کے صدر امین تھے اکثر میرے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ سے فرماتے تھے کہ جب آپ کے صاحبزادہ ضلع بستی میں آئیں تو آپ ان سے تاکید کر دیجئے کہ سوائے میرے مکان کے اور کہیں نہ ٹھہریں ان کو دیکھ کر میری آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہیں۔ چونکہ آپ کو حضرت محبوب یزدانی کی روحانیہ پاک سے فیض اویسی حاصل ہوا تھا اس لئے جیسے حضرت محبوب یزدانی نے اپنے انتقال سے پہلے پندرہ برس کے اپنا روضہ مع خندق نیر شریف تیار کرایا تھا اسی طرح حضرت مولانا محمد کامل قدس سرہ نے چند سال اپنے انتقال سے پہلے ملحق بہ مسجد لب تالاب اپنا قبہ تیار کرایا۔ جس میں تخمیناً ایک لاکھ پچیس ہزار اینٹ لگی ہوگی مگر ہر اینٹ پر ایک ایک قرآن ختم کیا گیا ہے۔ آپ کے مریدان حفاظ قصبہ ٹانڈہ اور بنارس نے اس قرآن خوانی میں بڑا حصہ لیا ہے۔ جہاں سے جتنے ختم قرآن کی فہرست آتی تھی اتنے ہی اینٹیں شمار کر کے علیحدہ کر دی جاتی تھیں اور کام میں آتی تھیں۔ جو آیات قرآنی بالہام ربانی آپ کے قلب پر مختلف مواقع پر ظاہر ہوئیں ان آیتوں کو قبہ شریف کے گرد حلقہ آپ نے لکھوادیں۔ آپ کے خلیفہ اور سجادہ نشیں صوفی محمد جان صاحب نہایت مرد صالح اور نیک ہوئے۔ اور اس فقیر جامع رسالۂ ہذا نے ان کو بمقام ٹانڈہ اپنی طرف سے تاج و دلق اور خلافت نامہ عطا کیا۔ مگر آپ کی حیات نے زیادہ مہلت نہ دی۔ بحالت علالت

چند روز بنارس رہے۔ آخر قریب زمانہ انتقال اپنے پیرو مرشد کے آستانہ ولید پور میں حاضر ہوکر رحلت فرمائی۔ مجلس خانہ سنگین مع دیگر عمارات باتزئین اپنی حیات میں بعنوان شائستہ تیار کرا کر گئے۔ اور اپنے بھتیجے کو جانشین اور خلیفہ کر گئے۔ اور خدمت مرشد میں ایسے سرگرم ہوتے کہ تعلقاتِ دنیاوی سے تجردی پسند کی۔ اور خدمتِ مزارِ مبارک اور اجرائے طریقۂ فقر اور اہتمام عرس حضرت مولانا قدس سرہ میں نہایت اخلاص اور جوش عشق کے ساتھ سرگرم رہتے تھے۔ فقیر اشرفی جامع رسالۂ ہذا کئی بار حضرت مولانا کے عرس میں حاضر ہوکر فیضانِ سلسلۂ اشرفیہ سے مستفیض ہوا۔ ①

② ذکر فیضیاب ہونے حضرت شیخ امیرالدین رحمۃ اللہ علیہ

فقیر اشرفی جامع رسالۂ ہذا کے ایام طفولیت میں قبل غدر جناب شیخ امیرالدین باشندہ علاقہ ترہونت اس آستانہ پر حاضر ہوئے۔ وہ سچے طالبِ معرفتِ الٰہی تھے۔ بارہ برس کامل آستانہ روح آباد میں ٹھہرے رہے۔ دن کو روزہ رکھتے تھے۔ افطار کے وقت آدھ پاؤ آٹا کسی خادم درگاہ کے گھر سے منگاتے۔ اس کی ایک ٹکیہ آگ پر سینک کر پکاتے اسی سے روزہ کھولتے۔ اور رات بھر شب بیداری کرتے جب ان کے وطن والوں کو چند سال کے بعد آستانہ روح آباد میں قیام کرنے کی خبر معلوم ہوئی تو گھر والوں نے پچاس روپیہ ماہوار خرچ کے لئے بھیجنا شروع کیا۔ مگر جس دن وہ پچاس روپئے وطن سے آتے اسی دن آپ فقراء و مساکین کو تقسیم کر دیتے اور خود وہی آدھ پاؤ آٹا کسی خادم کے مکان سے منگوا کر اپنی گذر کرتے۔ ناظم اور چکلہ دار اور دیگر ملازمین سرکار لکھنؤ یا کوئی راجہ نواب یا رئیس اگر آتا اور کچھ آپ کی نذر کرتا اس کو واپس کر دیتے اور ہرگز قبول نہ فرماتے۔

بعض بے عقلوں کو یہ مرجع خلائق دیکھ کر جناب شیخ صاحب کی ذات قدسی صفات سے رشک اور حسد پیدا ہوا۔ آپ درگاہ شریف کے باہر مکون کے جنگل

میں جا بیٹھے۔ وہیں خلقت خدا اکٹھی ہونے لگی آخر لوگ منا کر سمجھا کر پھر دربار شریف میں لے آئے۔

(۱) آپ کے حصولِ کمال اور فیضیابی کی یہ صورت واقع ہوئی آپکا معمول تھا کہ دن کو حضرت محبوب یزدانی کے مزار پاک پر حاضر ہو کر تلاوت قرآن میں مصروف رہتے اور شب کو حضرت شاہ جہانگیر ثانی کے بنگلہ میں درود شریف بکثرت پڑھا کرتے۔ آپ کو کسی سے بیعت اور تعلیم فقر حاصل نہ تھی۔ ایک شب کو حضرت شاہ جہانگیر قدس سرہ بنگلہ سے تہجد کے وقت اٹھکر بنگلہ شاہ لاڈ میں جہاں آپ کا بستر تھا آکر بیٹھے کیا دیکھتے ہیں کہ خادم کنجی بردار جس کے ہاتھ میں تینوں پھاٹکوں کی کنجی رہتی تھی وہ تو سو رہا ہے ایک دوسرے صاحب کنجی ہاتھ میں لئے ہوئے آئے۔ اول صحن عدالت کے پھاٹک کو کھولا پھر زینوں سے چڑھ کر صحن روضہ مبارک کے پھاٹک کو کھولا اس کے بعد قبر شریف کے قفل کو کھولا۔ اور یہاں نیچے صحن عدالت میں فراشوں نے آکر فرش وسیع بچھایا۔ شمع اور فانوس کی روشنی ہو گئی۔ وسط فرش پر ایک تخت باتکلف بچھا کر اس پر مسندِ شاہانہ بچھائی اور گاؤتکیہ رکھدیا۔ پھر کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت محبوب یزدانی بشانِ محبوبانہ تاجِ شاہانہ سر پر رکھے ہوئے قبر شریف سے باہر چلے آتے ہیں۔ داہنے بائیں دو دستی روشن ہاتھ میں دو آدمی لئے ہوئے قدم قدم پہ روشنی دکھلاتے آرہے ہیں۔ اور پیچھے ایک آدمی چنور ہلا رہا ہے۔ اس شان کے ساتھ حضرت محبوب یزدانی تخت پر جلوس فرما ہوئے۔ بڑے بڑے مشائخ کبار فرش کے کنارہ تک جب پہونچتے ہیں تو ایک خادم آداب عرض کرتا ہے کہ حضرت شیخ نجم الدین صغیر حاضر ہیں۔ جب اشارہ اجازت فرماتے ہیں تو وہ بزرگ آداب شاہانہ بجالا کر فرش پر بیٹھ جاتے ہیں۔ اسی طرح خادم عرض کرتا ہے کہ وہ شیخ کبیر العباسی آئے ہیں۔ جب اشارہ اجازت حاضری پاتے ہیں اور آداب شاہانہ بجالا کر فرش پر بیٹھ جاتے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ قریب سو دو سو بزرگوں کے اسی طرح سے حاضر ہوتے اور آداب شاہانہ بجالا کر بیٹھ جاتے۔ پھر یہ دیکھا کہ حضرت شاہ جہانگیر ثانی اپنے مزار سے نکل کر بلا اطلاع حضرت کے چلے آئے اور آپ کے تخت سے مل کر آداب شاہانہ بجالا کر بیٹھ گئے۔ اور بیٹھنے کے ساتھ ہی حضرت محبوب یزدانی کی خدمت میں

باادب تمام عرض کیا کہ دادا جان امیر الدین بہت دنوں سے آپکی توجہ کا امیدوار حاضر دربار رہتا ہے کچھ ان کو عنایت کیجئے۔ حضرت نے فرمایا کہ اے فرزند اس شخص کا ظرف اتنی بڑی نعمت کا بار اٹھانے کا متحمل نہ ہو سکے گا۔ آپ نے عرض کیا اگرچہ اس کے ظرف میں قابلیتِ تحمل نہیں مگر حضور اپنے کرم سے کچھ عنایت فرمادیجئے۔ ایک خادم کی طرف ارشاد ہوا ① وہ ایک جام شربت حضرت محبوب یزدانی کے سامنے لایا۔ حضرت نے اپنے لب مبارک سے لگا کر خادم سے فرمایا کہ وہ شخص جو بنگلہ میں بیٹھا ہے جا کر اس کو پلاؤ۔ شیخ امیر الدین نے اس جام کو کھڑے ہو کر نوش کر لیا۔ فوراً ان پر کشفِ اسرارِ باطنی ہوگیا اور چودہ طبق روشن ہو گئے۔ صبح کو میرے والد کے ماموں شاہ ظہور اشرف صاحب رحمۃ اللہ علیہ درگاہ شریف میں فاتحہ پڑھنے آئے شیخ جی نے عرض کیا کہ مجھ کو مرید کر لیجئے آپ نے جواب دیا کہ تمہارا مرید کرنا آسان نہیں۔ تم کو وہ شخص مرید کریگا جسکو حضرت محبوب یزدانی ارشاد فرمائیں گے۔ کیوں کہ تم بارہ برس سے آستانۂ عالی پر معتکف ہو۔ آپکے ہمراہ شیخ جی مزار مبارک پر حاضر ہوئے اور کیفیت اپنی ظاہر کر دی کہ مجھ کو جو عطا کرنا تھا حضرت محبوب یزدانی نے عطا کیا۔ اب صرف بہ غرض واسطہ بیعت ظاہری آپ سے تعلق اور واسطہ چاہتا ہوں۔ غرض وہیں مزار مبارک پر شرف بیعت سلسلہ اشرفیہ سے مشرف ہوئے۔

ایک سال کے بعد آپ مرض وبائی میں علیل ہوئے۔ میرے چچا شاہ احمد حسین اشرفی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی تلاوت کا قرآن دیا کہ آپ اسی میں تلاوت کیا کریں گے۔ اور فرمایا یہ بیماری میری مرض الموت ہے۔ اور سارا قصہ حضرت محبوب یزدانی کے فیضیاب ہونیکا بیان کیا اور کہا کہ میرے بیان کرنے کی غرض یہ ہے کہ کوئی یہ نہ سمجھے گا کہ امیر الدین اس آستانہ سے نامراد اور محروم گیا۔ اور یہ بھی فرمایا کہ میری تمنا تھی کہ حضرت کے آستانہ کے زینہ کے برابر میری قبر بنے جس میں حضرت کے زائرین کے قدم میرے سینہ پر پڑیں۔ اگر اس بات کو حضرت کے مخدوم زادگان نہ قبول کریں تو میری قبر حضرت بی بی گرب کے قریب دار الامان کے بنانا۔ آپ کی بلی ایک ولی کاملہ گزری ہے۔ چنانچہ آپکے انتقال کے

① بعد وہیں بی بی گربہ کے قریب آپ دفن کیے گئے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

② ذکر فیضیاب ہونے حضرت مولانا سید غلام رسول

حضرت مولانا سید نوازش رسول بیتھوی ضلع گیا جو حضرت محبوب یزدانی کے حقیقی بہن بی بی صائمہ کی اولاد سے تھے اور اجازت عملِ دعاءِ سیفی فقیر اشرفی جامع رسالہ ہذا کو انھیں سے ملی اور بعض اذکار سلسلہ اشرفیہ کی تعلیم فرمائی۔ وہ فرماتے تھے کہ میرے دادا رحمۃ اللہ علیہ مرض الموت میں مبتلا ہوئے اس وقت میرے والد بغرض تحصیل علوم کلکتہ میں قیام رکھتے تھے۔ جب ان کی کتابیں ختم ہوئیں تو چاہتے تھے کہ ابتدا سے انتہا تک تمام کتب درسیہ طلباء کو ایک مرتبہ پڑھاؤں اس کے بعد وطن کو چلوں۔ اسی اثناء میں میرے دادا نے ان کو خط بذریعۂ ڈاک بھیجا کہ میرا وقت اخیر ہے۔ جلد چلے آؤ۔ چنانچہ تین دن پیشتر انتقال سے وہ دادا جان کے پاس پہونچ گئے۔

دوسرے دن دادا صاحب نے ان کو اپنے سلسلہ بیعت میں داخل کر کے فرمایا کہ اب مجھ کو فرصت تعلیم و تربیت سلوک کی تمہارے نہیں ہے سلسلہ اشرفیہ میں مرید کر دیا، در حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر قدس سرہ کے سپرد تم کو کرتا ہوں۔ ان کے مزار سے تمہاری تکمیل سلوک اور تعلیم باطنی ہوگی۔ بعد انتقال دادا صاحب کے میرے والد صاحب کو یہ خیال گذرا کہ جب تک کسی مرشدِ ظاہر سے تعلیم نہ حاصل کروں گا اہل مزار سے میری رسائی کیونکر ہوگی۔ اس خیال سے پٹنہ میں حضرت منعم پاک ابو العلائی کی خدمت بابرکت میں آکر ان کے حلقۂ توجہ میں بیٹھے۔ تین دن تک انھوں نے توجہ ڈالی کچھ اثر نہ ہوا۔ حضرت منعم پاک کے پیر بھائی ایک بزرگ صاحب قوت تھے۔ اگر اگر پتھر پر نظر ڈالتے ریزہ ریزہ ہو جاتا۔ انھوں نے فرمایا کہ اس سید زادہ بیتھوی کو میرے حلقہ میں بھیجو دیکھوں تو کیوں کر ان کے قلب پر اثر نہیں پڑتا۔ دو دن ان بزرگ نے بھی توجہ ڈالی کچھ اثر نہ ہوا۔ تیسرے دن وہ بزرگ مراقبہ ہو کر ان کے قلب کی

ماہیت دیکھنے لگے۔ دیکھا کہ حضرت محبوب یزدانی کا ہاتھ ان کے قلب پر رکھا ہوا ہے انھوں نے فرمایا کہ میں کیا اگر تمام اولیائے روئے زمین جمع ہو کر تم پر توجہ ڈالیں گے کچھ بھی اثر نہ ہوگا۔ کیونکہ تمہارے قلب پر حضرت محبوب یزدانی نے اپنا دست کرم

(۱) رکھدیا ہے۔ پھر تو جناب شاہ غلام رسول (رحمۃ اللہ علیہ) وہاں سے رواں دواں کچھوچھہ شریف کو چلے جس زمانہ میں نہ یہ ریل تھی نہ یہ سڑکیں تھیں جنگل اور پہاڑ ناہموار کا سفر کرتے ہوئے مہینوں میں حاضر آستانہ روح آباد ہوئے۔

اس زمانہ میں حضرات بسیتھو کی آمد و رفت آستانہ روح آباد پر کم تھی۔ خدام عوام یہ بھی نہیں جانتے تھے کہ حضرات بسیتھو حضرت محبوب یزدانی کی حقیقی بہن کی اولاد میں

(۲) ہیں۔ چند روز آپ درگاہ شریف میں صبح و شام مزار پاک پر حاضر ہوتے تھے۔ ایک دن کسی خادم بے ادب نے یہ بات کہی کہ حضرت مخدوم کی اولاد کچھوچھہ شریف، بسکھاری جائس، بسوڑھی میں ہیں بسیتھو میں کہاں سے آئے۔ وہاں کے لوگ کھانے کماتے کیلئے اپنے کو حضرت کی اولاد کہتے ہیں۔ اس بات سے حضرت مولانا غلام رسول کے قلب پر سخت صدمہ ہوا اور مزار مبارک پر جاکر غلاف مزار پکڑ کر بے اختیار روتے۔ اور رو رو کر یوں عرض کیا کہ اگر میں حضور کی اولاد میں نہیں ہوں تو صاف لفظوں میں فرمادیجئے جس میں ہم اور ہمارے خاندان والے کبھی اپنے کو آپ سے منسوب نہ کریں۔ ان کی

(۳) گریہ وزاری نے یہ اثر دکھلایا کہ حضرت محبوب یزدانی کا دست مبارک قبر سے باہر نکل آیا اور مولانا کا ہاتھ پکڑلیا اور فرمایا کہ تم ہماری اولاد ہو کسی کے انکار کرنے سے کیا

" ہوتا ہے۔ حضرت کا دست مبارک مولانا کے ہاتھ میں آنا تھا کہ تمام منازل سلوک طے ہوگئیں۔ اور وطن میں آکر اکثر لوگوں کو خلافت عطا کی۔ اور بہتوں کو سلسلہ بیعت میں داخل کیا۔ اور مولانا نوازش رسول کے سر پر تاج خرقہ مبارک رکھا اور گلے میں سیلی پہنائی اور اپنا خلیفہ و قائم مقام بنایا۔

فقیر اشرفی جامع رسالہ ہذا بتقریب عرس بسیتھو شریف میں مولانا نوازش رسول (رحمۃ اللہ) کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس سال آپ نے شاہ چاند اپنے چھوٹے بھتیجے کو

اپنا خلیفہ وقائم مقام بنایا اور میرے ہاتھ سے ان کے سر پر تاج فقر رکھوایا۔ اور گلے میں سیلی ڈالی۔ یہ صاحبزادہ صاحب وجد وحال بافراق اور باکیفیت ہیں۔ آپ نے اپنے بھتیجے کو جو سید عمر دراز حسین (مرحوم) کے بیٹے ہیں۔ اپنے سامنے ان کو خرقہ خلافت پہنایا اور اپنا قائم مقام بنایا۔ خدا اس سلسلہ کو روز بروز ترقی بخشے۔

جب فقیر جامع رسالۂ ہذا مقام بیتھو شریف پہونچا اور برادر سجادہ نشین کے مکان پر قیام پذیر ہوا۔ اسی وقت مولانا نوازش رسول (رحمۃ اللہ علیہ) تشریف لائے اور فرمایا کیوں صاحب آپ ہمارے مکان پر کیوں نہیں ٹھہرے۔ میں نے گستاخانہ عرض کیا کہ حضور میں نے اثنائے راہ میں جا بجا سنا کہ مولانا کے گھر جو کوئی مہمان ہوتا ہے۔ تو وہ در دولت پر ٹھہرا رہے اور خود مولانا کھڑکی سے نکل کر کئی منزل دور پہونچ گئے۔ یا تو مہمان بشکل دربان درِ دولت پر قیام کئے ہوئے پڑا رہے یا مایوس ہو کر چلا جائے۔ آپ نے فرمایا کوئی مہمانِ عظیم الشان اگر اس فقیر خانہ پر آئے تو یہ ممکن ہے کہ میں اس کو چھوڑ کر کہیں باہر چلا جاؤں؟ آپ کو آج ہمارے گھر مہمان ہونا پڑے گا۔ مجھ کو کیا عذر ہوتا بموجب ارشاد آپ کے آستانہ فیض کاشانہ میں حاضر ہوا۔ آپ نے پہلے اپنے مکان کو فرش وفروش سے آراستہ کر رکھا تھا عصر کے وقت فرمایا کہ چلئے ہمارے جد مخدوم شاہ درویش کے مزار پر کہ اس وقت کوئی غیر نہ تھا۔ آگے آگے مولانا پیچھے پیچھے یہ خاکسار چلا۔ راستہ میں مجھ کو یہ خیال گذرا کہ دعائے سیفی کی اجازت خاندان اشرفیہ کی اگر مولانا مجھ کو عنایت کریں تو بہتر ہوگا کیوں کہ کچھوچھہ شریف میں اب اجازت دعائے سیفی کا سلسلہ جاری نہیں۔ مولانا کو میرا خیال اپنے کشفِ باطنی سے معلوم ہوگیا۔ فرمایا کہ کیوں صاحب اگر کوئی ابجد خواں کہے کہ ہدایہ کا ہم کو سبق پڑھا دو تو کیا استاد پڑھائیگا اور کیا شاگرد سمجھے گا۔ اس وقت اس خاکسار کے دل میں یہ خیال گذرا کہ اگر آپ اجازت نہ دیں گے تو میں اپنے جد کی مزار پر آپ کی شکایت کروں گا اس کا کچھ جواب نہ دیا۔ بعد زیارت مزار جب مولانا کے مکان پر آئے آپنے ضیافت میں بڑا انتظام کیا۔ انواع واقسام کے نمکین اور میٹھے کھانے پیش کئے۔ تہجد کے وقت بعد ادائے نماز تہجد

حضرت میرے پاس تشریف لائے۔ فرمایا کہ میاں صاحبزادے میں آپ کے سامنے ذکر و اشغالِ خاندانِ اشرفیہ کی صحت چاہتا ہوں۔ چنانچہ تو دمشغول ہو گئے اور فرمایا کہ برزخ سے یہ مراد ہے اور ذات و صفات شد اور مد سے یہ مراد ہے ذرا آپ میرے سامنے کیجئے تو چونکہ اللہ تعالےٰ نے اشغال کے ساتھ مناسبتِ ازلی اس فقیر کو عطا کی تھی تو اس خادم نے بھی اسی طرح ادا کیا فرمایا یہی طریقہ آپکے جد حضرت محبوب یزدانی کا تھا۔ اور پھر فرمایا کہ دعائے سیفی کی اجازت میں بخوشی آپ کو دیتا ہوں۔ کون ٹھکانہ اگر آپ مزار مبارک پر جاکر میری شکایت کر دیں۔ یہ دن کے مکاشفہ کا جواب رات کو دیا۔

فقیر اشرفی جامعِ رسالۂ ہذا بنارس سے کچھوچھہ شریف کے آنے کے ارادے پر قبلِ نمازِ فجر بڑے اسٹیشن بنارس پر پہونچا۔ بعد ادائے نماز فجر اول اوراد اشرفیہ و مسبعاتِ عشر پڑھ کر حرز یمانی پڑھ رہا تھا۔ بعد اختتام حرز مذکور دیکھا کہ ایک بزرگ نورانی شکل والے معہ تاج ترکی و عمامۂ مشائخانہ تشریف لائے۔ بعد مصافحہ و معانقہ مجھ سے استفسار۔

(۱) کیا کہ آپ کہاں تشریف لے جائیں گے۔ میں نے جواب دیا کہ میں اولاد مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی محبوب یزدانی سے ہوں۔ کل پرسوں میرے جد اعلیٰ کا عرس ہوگا ان بزرگ نے فرمایا کہ میرا نام نعمت مجیب پھلواروی ہے۔ میں بھی بغرض شرکت عرس شریف جاتا ہوں۔ اور آپ یہاں میرے لینے کو تشریف لائے تھے۔ چنانچہ مولانا فقیر کے ہمراہ میری خانقاہ میں ٹھہرے اور میرے ساتھ مزار مبارک پر حاضر ہوئے۔ کیوں کہ آپ کے جد کو اویسیہ طور سے حضرت محبوب یزدانی کے روحانیہ پاک سے فیض ہوا تھا۔ اور آپ کو بطور خاص حضور کا بھی فیض پہونچا۔ آپ نے فقیر اشرفی جامعِ رسالۂ ہذا سے حرز یمانی کے پڑھنے کی اجازت چاہی۔ فقیر نے ان کو اجازت بخشی مگر لفظاً بعد لفظٍ حرفاً بعد حرفٍ حرز موصوف کے سنانے کی نوبت نہیں آئی۔

ذکر فیضیاب ہونے حضرت مولانا نعمت مجیب پھلواروی

(۲) ذکرِ فیضیاب ہونے حضرت مولانا محمد نعیم فرنگی محلی لکھنوی

حضرت مولانا محمد نعیم فرنگی محلی لکھنوی جو خاندان قادریہ رزاقیہ میں حضرت سید عبدالرزاق بانسوی

کے سلسلہ میں بیعت تھے۔ اور اس فقیر اشرفی جامع رسالۂ ہٰذا کے ساتھ ان کو کمال عنایت مبذول تھی۔ کیونکہ یہ فقیر نسبًا خاندان حضرت محبوب سبحانی سے ہے۔ بوجہ واسطہ سلسلہ جد اعلیٰ حضرت

① محبوب سبحانی میرے ساتھ شفقت اور محبت کا برتاؤ فرماتے تھے۔ آپ کو اویسیہ طور سے روحانیہ پاک حضرت محبوب یزدانی سے سلسلۂ بیعت میں فیض پہونچا تھا۔ چنانچہ آپ کے انتقال کے بعد بہت دنوں تک مولانا کے مزار پر مثل درگاہ کچھوچھہ شریف دبانسہ شریف

② آسیب زدوں کا مجمع ہوتا تھا۔ مولانا نے اپنے حیات میں فرمایا تھا کہ فقیر اس کا نام ہے جو چار گز زمین کے نیچے جاکر اپنا تصرف دکھلائے۔ مگر یہ مجمع آسیب زدگان اور مجمع بیماران بعض لوگوں کو ناپسند آیا۔ جو پوشیدہ طور سے بذریعہ پولیس ایسی کوشش کی کہ ہر پنجشنبہ کو مجمع عام طور سے رک گیا مولانا کے فضائل و کمال میں تو کچھ فرق نہیں آیا آپ کو سلسلہ اشرفیہ میں خاص طور سے نسبتِ روحانی حاصل ہوتی تھی (رحمۃ اللہ علیہ)

③ ذکر حضرت مخدومی و مرشدی مولانا سیّد ابو محمّد اشرف حسین کا توجہ نظری

حضرت مخدومی و مولائی و مرشدی اخی الاعظم حاجی الحرمین الشریفین سید ابو محمد اشرف حسین زاد اللہ فیضانہ و بر کاتہ کو جب عالم روحانی میں حضرت محبوب یزدانی سے اشارہ حصول ارشادِ تعلیم سلسلۂ ابو العلائیہ ہوا۔ آپ کو کسی قدر تامل ہوا کہ توجہ نظری کا طریقہ خاندان اشرفیہ میں نہیں ہے۔ دیکھا کہ حضرت محبوب یزدانی نے اویسیہ طور سے آپ سے بیعت لی اور توجہ نظری

④ فرمائی۔ اس کے بعد حضرت مخدومی نے بہار شریف میں حضرت مرشد الانام اور مرجع خاص و عام جناب حضور مولانا سید امین احمد فردوسی ابو العلائی سے جاکر تعلیم و تربیت خاندانِ ابو العلائی بطور خاص حاصل کی اور سلاسل فردوسیہ و قادریہ و چشتیہ و نقشبندیہ وغیرہ میں عام طور سے خلافت اور ارشاد حاصل کیا۔

⑤ حضرت احمد اللہ شاہ صاحب جو ایام غدر میں شہید ہوئے۔ آپ کو بھی نسبت اویسیہ

حضرت محبوب یزدانی سے حاصل تھی۔ سید ارشاد علی شاہ عرف گڑھیالی شاہ کے مکان پر ایک شخص کپڑا بیچنے والا اکثر آکر ٹھہرتا تھا۔ دن کو اِدھر اُدھر کپڑا بیچتا پھرتا شام کو جو نفع پاتا محتاجوں کو تقسیم کر دیتا۔ اور تہجد کے وقت سے اشراق کے وقت تک صحن درگاہ شریف کی مسجد میں اللہ اللہ کرتا اور کپڑوں کی گٹھری باندھ کر دن بھر گاؤں گاؤں میں پھر کر کپڑے بیچتا۔ ایک شب حسبِ معمول ایک ٹاٹ کا ٹکڑا بغل میں لئے ہوئے وضو کر کے مسجد میں داخل ہوئے۔ صحنِ عدالت درگاہ میں ایک بنگلہ شاہ لاٹ بنگلہ کے نام سے مشہور ہے اسمیں علی بخش خادم مرحوم سوتے تھے۔ آکر ان کو جگایا اور کہا کہ چلو مسجد میں فیض و برکت حاصل کرو۔ علی بخش خادم ان کے ساتھ اٹھے اور وضو کر کے مسجد میں داخل ہوئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ مسجد میں سفید فرش بچھا ہوا ہے اور بہت سے لوگ بجماعت نماز تہجد پڑھ رہے ہیں۔ اور ایک بزرگ امامت کر رہے ہیں۔ علی بخش نے کپڑے بیچنے والے سے دریافت کیا کہ یہ کون بزرگ تھے جو نماز پڑھا رہے تھے۔ کپڑے بیچنے والے نے کہا کہ یہ میرے مرشد (۱) احمد اللہ شاہ صاحب ہیں جن کو حضرت محبوب یزدانی سے فیض روحانی حاصل ہوا ہے۔ یہ میرے مرشد کبھی کبھی اس آستانہ پر حاضر ہو جاتے ہیں مگر خبردار اس راز کو کسی سے نہ کہنا۔ جب میاں علی بخش کو نیند کا غلبہ ہوا صحن عدالت کے بنگلہ میں جاکر سو رہے۔ صبح کو جب اٹھ کر مسجد میں گئے نہ وہ فرش دیکھا نہ وہ نمازی نظر آئے۔ صرف وہی کپڑا بیچنے والا ٹاٹ کا ٹکڑا بچھائے بیٹھا نظر آیا۔ جب صبح کو درگاہ شریف میں مجمعِ حاجتمنداں اور خدام درگاہ ہوا تو میاں علی بخش خادم نے رات کا قصہ لوگوں سے بیان کر دیا۔ اسی تاریخ سے وہ کپڑا بیچنے والا غائب ہو گیا درگاہ شریف میں نظر نہیں آیا۔

(۲) ذکر فیضیاب ہونے مولانا سیّد شاہ میر صاحب دہلوی

جناب سید شاہ میر صاحب دہلوی کچھوچھہ شریف میں حضرت محبوب یزدانی کے آستانہ پر تین برس کامل حاضر رہے اور نعمت باطنی سے مالا مال ہو کر جب دہلی واپس آئے۔ ایک

(۱) مجذوب قطب دہلی کی جگہ پر قائم مقام ہو گئے۔ ان پر جذب اس قدر غالب ہوا کہ پابندیِ شریعت ایکدم چھوٹ گئی اور بیرون شہر قریب پہاڑ گنج جنگل میں رہنے لگے۔ جب فقیر اشرفی جامع رسالۂ ہٰذا نے ان کے جائے قیام پر خدمت میں حاضر ہوا تو مجھ سے فرمایا کہ میں تمہارے جد کے مزار پر تین برس حاضر رہا ہوں۔ میں نے کہا "کیا آپ کے وہ جد نہ تھے" فرمایا۔

شعر

بندۂ عشق شدی ترک نسب کن جامی　　کاندریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست

اور فرمانے لگے کچھ کھانے پینے کی چیز اگر لائے ہوتے تو ہماری تمہاری خوب لطف کی باتیں ہوتیں۔ یہ اشارہ شیشۂ مے کی طرف تھا۔ میں نے جواب دیا کہ پینے کو تو نہیں مگر کھانے کی چیز موجود ہے۔ پان کا ڈبہ نکال کر ایک گلوری دی۔ بڑے اصرار سے کھالی۔

(۲) ایک دن میرے صاحبزادہ مولوی سید احمد اشرف مرحوم سے اس وقت بارہ[۱۲] برس کے بچے تھے بازار میں ملاقات ہوئی۔ شاہ صاحب پھول والے کی دوکان پر بیٹھے تھے۔ پوچھنے لگے تم کمل پوش کے لڑکے ہو۔ جب میں ان کی ملاقات کو گیا تھا تو شامی چادر اوڑھے ہوئے تھا۔ اسی لئے مجھ کو خطاب کمل پوش کا دیا۔ میرا صاحبزادہ اگرچہ بچہ تھا مگر ان کے اشارہ کو سمجھ گیا اور کہا کہ میں انھیں کمل پوش کا لڑکا ہوں۔ بیرونِ شہر جنگل میں جہاں آپ رہتے تھے وہیں انتقال فرمایا۔ وہیں آپ کا مزار ہے۔

(۳) کتابِ لطائفِ اشرفی اور مکتوباتِ اشرفی

سے معلوم ہوا کہ حضرت غوث العالم محبوبِ یزدانی نے تمام اہلِ خدمات اولیائے روئے زمین سے وعدہ کرالیا ہے کہ ماہ رجب کی ۲۷ر تاریخ کو حاضر ہوا کریں۔ اور ان میں سے جو مرتا جائے اپنے قائم مقام کو وصیت کرتا جائے کہ حاضریِ آستانۂ روح آباد کبھی ترک نہ کرنا۔ اور حضرت محبوبِ یزدانی نے مردانِ اوتاد وابدال ونقباء ونجباء وابرار

واختیار ہر گروہ کے واسطے ایک ایک جگہ قیام کے لئے معین کر دی ہے۔ ہمیشہ وہ اپنے
(۱) وقت پر آتے ہیں۔ اور آیا کریں گے۔ جو لوگ مرد کامل اور درویش صاحب دل ہوتے ہیں
ان کو یہ بزرگان اہل خدمات نظر آتے ہیں۔ اس قدر تذکرہ ان لوگوں کا فقیر اشرفی جامع رسالہ
ہٰذا نے درج تحریر کیا۔ پانچسو برس کی مدت میں ہزاروں لاکھوں بزرگوں نے اس آستانہ سے بطور اویسیہ
(۲) فیض حاصل کیا ہوگا۔ چنانچہ محمد حسین خاں رئیس نیورہ ضلع بارہ بنکی جو روزانہ نماز تہجد
حضرت محبوب یزدانی کے درِ دولت پر ادا کرتے تھے۔ ایک شب یہ دیکھا کہ صحن عدالت میں
جھاڑ و فانوس کی روشنی ہو رہی ہے اور یہ خاں صاحب درِ دولت پر بغرض نماز تہجد
جا رہے ہیں۔ ایک صاحب نے آگے بڑھ کر خانصاحب کو واپس کر دیا اور کہا کہ یہ موقع
آپ کے جانے کا نہیں ہے۔ غالباً وہ رات شب ستائیسویں رجب رہی ہوگی۔ اور بعض ایام
اندھیری رات مختلف جانب سے ذکر جہر کی آواز آتی تھی۔
(۳) اب یہاں سے ان لوگوں کا حال لکھتا ہوں جو ہمارے زمانے میں مبتلائے آسیبِ
جن یا سحر ہو کر آئے یا کسی سخت مرض میں علیل ہو کر آئے مثل جذام، برص، تپ دق، کوریِ
چشم، جنون وغیرہ میں مبتلا ہو کر آئے اور اس آستانہ پر ان کو صحت کامل حاصل ہوئی۔
اس کے متعلق جو کچھ میں لکھتا ہوں چیدہ اور پسندیدہ واقعات کو حوالہ تحریر کرتا ہوں۔

۱

(۴) منشی غلام غوث میر منشی لفٹنٹ گورنر الہ آباد و آگرہ کے ماموں منشی شمس الدین جو بارہ برس
کامل آستانۂ روح آباد میں معتکف رہے تھے انھوں نے سچے سچے واقعات کرامات
جو انکے سامنے گذرے دو کتابیں "جمال اشرفی" اور "کمال اشرفی" کے نام سے ایک نظم اور ایک نثر میں
دو جلدیں تحریر کیں یہ دونوں جلدیں چھپنے نہ پائیں کہ وہ انتقال کر گئے۔ اب نہیں معلوم کہ دونوں
جلدیں کہاں ہیں اور کس کے ہاتھ لگیں۔ اگر میں ایام شعور سے اپنی اسی برس کے سن تک کے
حالات، کرامات جو میری نظروں سے گذرے ہیں لکھوں تو ایک بڑی مبسوط کتاب ہو جائیگی۔

مگر نہایت اختصار کے ساتھ چند واقعات لکھتا ہوں۔

① میری اوائل عمر میں سید محمد میر بادشاہ صاحب منصف مرحوم داماد سر سید احمد خان دہلوی کی ناکتخدا لڑکی پر آسیب جن کا ہو گیا تھا۔ انھوں نے ہر چند گنڈہ تعویذ عاملوں سے کرائے کچھ فائدہ نہ ہوا۔ اس وقت میں سید میر بادشاہ مقام اکبر پور ضلع کانپور میں منصفی کرتے تھے وہاں پر ان کو کسی سے معلوم ہوا کہ درگاہ کچھوچھہ میں آسیب اور جن حاضر ہونے سے دفع ہو جاتے ہیں۔ اس لئے دہلی سے اپنے بھائی سید زماں شاہ کو لڑکی کے ہمراہ کر کے درگاہ کچھوچھہ شریف میں بھیجا یہاں چند روز لڑکی نے قیام کیا تھا کہ اسی اثنار میں تعطیل کلاں میں جو ایک مہینہ کی ہوتی ہے۔ میر بادشاہ منصف بھی درگاہ کچھوچھہ شریف میں حاضر ہوئے جب زمانہ تعطیل میں صرف دو ہفتہ باقی رہ گیا حضرت محبوب یزدانی کے مزار پر حاضر ہو کر غلاف مبارک پکڑ کر بہت روئے اور یہ شعر پڑھا۔

شعر

باغِ عالم میں نہ ہوگا کوئی ہم سا بے نصیب آگئے ایسے باغ میں اور خالی داماں لیے چلے

اور عرض حال کر کے روتے ہوئے اپنی قیام گاہ میں آئے۔ اسی شب کو مریضہ لڑکی نے خواب میں دیکھا کہ حضرت سیدہ فاطمہ زہرہ رضی اللہ عنہا روضہ مبارک کے دروازہ پر کھڑی ہیں اور حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر قدس سرہ سے فرما رہی ہیں کہ فرزند اشرف یہ لڑکی میری ذریت سے ہے اس پر جلد توجہ کرو کہ اچھی ہو جائے۔ آپ نے عرض کیا کہ ہمارے دربار میں ایک چلہ سے دوسرے چلہ تک ٹھہرانے کا معمول نہیں ہے۔ اگلی جمعرات کو اس لڑکی کو صحتِ کامل ہو جائے گی۔ اور میر زمان شاہ مرحوم اس لڑکی کے چچا نے یہ خواب میں دیکھا کہ حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر قدس سرہ بزبان فارسی فرماتے ہیں۔ "باذ کر کبیر گی برود علی بخش خادم ہمراہ رود" صبح کو فقیر اشرفی جامع رسالہ ہذا سے اس خواب کی تعبیر پوچھی اور یہ کہا کہ اس عبارت کا مطلب سمجھ میں نہیں آتا۔ میں نے کہا کہ یہ اہل زبان کا کلام ہے۔ اس سے صحت مریضہ کی بشارت پائی جاتی ہے۔ "باذ کر کبیر گی برود علی بخش خادم ہمراہ رود" اس کا مطلب یہ ہے کہ مریضہ ہماری بڑائی کا ذکر کرتی ہوئی جائے۔

اور علی بخش خادم ساتھ پہونچانے جائے۔ چنانچہ دوسری جمعرات کو مریضہ قنات کے اندر بیٹھی تھی اور باپ و چچا بھی اس کے پاس تھے کہ دفعتاً لڑکی پر جن کا تسلط ہوا۔ عالم بیہوشی میں ہائے جلا ہائے جلا کی صدا بلند تھی اور لڑکی کے باپ دیکھ رہے تھے کہ جیسے کسی نے قد آدم زمین سے اچھال دیا اور پھر زمین پر گر ی۔ وہ کہتے تھے کہ میں یہ سوچ رہا تھا کہ اگر اس لڑکی کو صحت بھی ہو جائے گی کہ بار بار قد آدم اچھل کر زمین پر گرتی ہے ہڈیاں پاش پاش ہو جائیں گی۔ جب اس کو ہوش آیا اور صحت ہوئی تو باپ اور چچا دونوں نے پوچھا کہ تمہارے بدن میں درد تو نہیں ہوتا، کہیں چوٹ تو نہیں لگی۔ اس نے کہا نہ میرے چوٹ لگی ہے اور نہ کہیں درد ہوتا ہے

(١) بعدِ صحت دہلی میں مکان پر لائے اور اس لڑکی کی شادی کر دی۔

چونکہ اس لڑکی کو فقیر اشرفی جامع رسالۂ ہٰذا کے ساتھ محبت و اعتقادِ کامل تھا جب میں

(٢) لطائف اشرفی چھپوانے دہلی میں آیا تو میر بادشاہ نے اپنی کوٹھی میں ٹھہرایا اور دو برس کامل تا اختتام طبع کتاب میری خدمت گذاری اور مہمان داری حد سے زیادہ کی اور وہ لڑکی بھی فقیر کے ہاتھ پر مرید ہو گئی۔ تیس برس کے بعد وہ دہلی میں بیمار پڑی اس کی کشش قلبی نے یہ اثر دکھلایا کہ میں خود بمبئی سے دہلی آیا اور بروز انتقال تین گھنٹہ مرنے سے پہلے تجدید بیعت کی اور انتقال کر گئی۔ اللہ تعالیٰ اس کو جنت نصیب کرے حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں۔ حضرت محبوب الٰہی کے جوار میں دفن ہوئی۔

٢

(٣) مولوی محمد شفیع جج اپنی بیوی مریضہ کو لیکر درگاہ شریف میں آئے۔ خوبی قسمت اس بی بی کو خواب میں حضرت محبوب یزدانی کی زیارت نصیب ہوئی اور یہ بھی دیکھا کہ ان پر جو بلا تھی وہ آگ میں جلا دی گئی۔

٣

(٤) مولوی محمد سمیع اللہ خانصاحب مرحوم جج بحالت مرض ورم جگر حاضر آستانہ روح آباد ہوئے۔ اتفاق سے ڈاکٹر شفا خانہ تحصیل ٹانڈہ آگئے اور علاج کرنا چاہا مگر مولوی سمیع اللہ خان

مرحوم نے علاج سے انکار کیا اور یہ کہا کہ میں جن کے شفاخانہ میں حاضر ہوا ہوں وہ ہی میرا علاج کریں گے۔ ایک روز خواب میں دیکھا کہ حضرت ارشاد فرماتے ہیں کہ انڈے کھاؤ اور خربوزہ کھاؤ۔ چنانچہ وہ دیہات کے پھیکے پھیکے خربوزہ منگا کر کھانے لگے چند روز میں اچھے ہو گئے۔ (۱)

۴

(۲) حکیم محمود خاں صاحب مرحوم دہلوی کے عزیزوں میں ایک صاحب کو الٰہ بخش خبیث گنگوہی بہت کچھ تکلیف دیتا تھا۔ حکیم صاحب مرحوم نے ان عزیز صاحب کو میر فخرالدین دہلوی کے ساتھ کر کے درگاہ کچھوچھہ شریف میں بھیجا۔ چند روز کے ٹھہرنے میں صحت کامل ہو گئی اور بخوشی اپنے وطن میں واپس آئے۔

(۳) سکندر آباد ضلع بلند شہر میں لالہ شیو پرشاد ایک رئیس تھے ان کے صرف ایک لڑکی تھی وہ دفعتاً بیمار پڑی اور ہاتھ پیر سے معذور لولی لنگڑی ہو گئی۔ جب یونانی اور ڈاکٹری علاج کر کے عاجز ہو گئے۔ کسی شخص نے درگاہ کچھوچھہ شریف کی رہنمائی کی۔ یعنی وہاں پر ہر قسم کے مریضوں کو شفا حاصل ہوتی ہے تو لالہ صاحب نے مریضہ کو اس کی ماں کے ساتھ حاضر دربار کیا مریضہ کے سر پر ایک آسیب مسلط ہوا۔ اور اقرار کیا کہ میں نے اس کو بے دست و پا کر رکھا ہے۔ چنانچہ اس آسیب کے چھوٹتے ہی وہ لڑکی اچھی تندرست ہو گئی۔ بعد صحت مکان پر لائے۔ فقیر اشرفی جامع رسالہ ہٰذا اس زمانے میں بغرض طبع لطائف اشرفی دہلی میں مقیم تھا۔ لالہ جی نے بڑے شوق سے دہلی سے مجھ کو بلایا دن کو ان کے گھر مہمان رہا۔ رات کو اہالیان قصبہ سے سید عبدالحکیم اور سید نذیر علی اور حکیم عبدالمجید وغیرہ مع چند دیگر اشخاص مجھ کو اپنے گھر لے گئے اور تین چار روز تک ٹھہرایا سینکڑوں مرد عورت شرفائے شہر اور گروہ عوام سے سلسلہ بیعت میں داخل ہوئے۔ (۴)

۵

(۵) حافظ محمد رفعت خاں صاحب مرحوم ابن اللہ یار خانصاحب مرحوم رئیس ڈھولنہ ضلع ایٹہ

مرض حبس بول میں مبتلا ہوئے اور پچیس روز تک پیشاب نہیں آیا۔ یہ ایک عجیب قسم کا مرض
(۱) تھا کہ کھانا بھی کھاتے اور پانی بھی پیتے مگر پیشاب نہیں آتا اور نہ کسی قسم کی تکلیف ہوتی۔
" جب دہلی میں حکیم محمود خاں صاحب کے پاس علاج کرانے آئے تو انھوں نے یہ کہا کہ
" یہ مرض نہیں ہے۔ تین دن سے زیادہ حبس بول دلیل موت ہے۔ کسی درویش اور عامل
کو دکھلاؤ۔ چنانچہ فراش خانہ کی کھڑکی کی مسجد میں حضرت شاہ مقبول احمد عرف آخوں عبدالعزیز
قادری رزاقی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جو دہلی کے مشہور بزرگوں میں تھے لے گئے۔ انھوں
نے اس مریض کو دیکھ کر فرمایا کہ میرے پاس کیا لائے ہو۔ ہمارے شاہزادہ کو یعنی اولادِ
(۲) حضرت غوث الثقلین شاہ ابو احمد محمد علی حسین اشرفی جیلانی اندر کٹرہ دینا بیگ خاں میر بادشاہ
کی کوٹھی میں ٹھہرے ہیں ان کے پاس لے جاؤ۔ کچھوچھہ شریف میں ان کے جد کے مزار پر
اثر جن وشیاطین کا نہیں رہتا۔ چنانچہ اس مریض کو اس فقیر اشرفی جامع رسالہ ہٰذا کے پاس
لائے۔ میں نے نقش " یَابَاسِطُ " مربع میں لکھ کر کمر میں بندھوا دیا۔ فوراً پیشاب اتر آیا۔
(۳) اور میں نے چند کیلیں پڑھ کر ان کو دیں کہ جب تم مکان پر پہونچنا تو داخل ہوتے سے پہلے
اپنے مکان اور دروازہ کے ہر گوشہ میں گاڑ دینا اس کے بعد گھر میں داخل ہونا۔ مگر فقیر کی ہدایت
کے موافق کیلوں کا عمل نہیں کیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ چار مہینہ کے بعد پھر پیشاب بند ہو گیا۔
(۴) فقیر دہلی میں مقیم تھا۔ پھر میرے پاس مریض کو لے کر پہونچے۔ میں نے کہا کہ اب میرے بس
کی بات نہیں ہے۔ کیوں کہ یہ اثر جنات کا ہے۔ درگاہ کچھوچھہ شریف میں لے جاؤ۔ چنانچہ
ان کے والد اور چچا مریض کو لے کر اسٹیشن اکبر پور پر شام کو اترے۔ وہیں رات کو اسٹیشن
کی سرائے میں ٹھہر گئے۔ رات کو مریض نے خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص کہتا ہے کہ کہاں
جاتے ہو۔ وہاں تم کو آرام نہ ہوگا۔ صبح کو مریض نے جب اپنے والد سے خواب کا حال بیان
کیا تو انھوں نے کہا کہ سینکڑوں کوس سے سفر کر کے آئے ہو۔ ہنوز درگاہ شریف میں پہونچنے
(۵) بھی نہ پائے بغیر حاضری دربار راستہ سے جانا مناسب نہیں ہے۔ دس بجے دن کو درگاہ
شریف میں پہونچے۔ اسی وقت مریض کے سر پر جن مسلط ہوا۔ اور بیان کیا کہ پھاٹک
کے کوٹھے پر جہاں میرے بیٹھنے کی جگہ تھی وہیں اس لڑکے نے پیشاب کر دیا تھا۔

اس بے ادبی کی سزا میں میں نے پیشاب بند کر دیا۔ لوگوں نے پوچھا کہ یہ لڑکا جو پانی پیتا تھا۔ وہ کہاں جاتا تھا۔ اس نے کہا کہ جس قدر یہ پانی پیتا تھا اس کو میں خود پی لیتا تھا مثانہ میں ایک قطرہ بھی نہیں جانے پاتا تھا پیشاب کہاں سے ہوتا۔ اور میں نے اسٹیشن پر یہ خواب دکھلایا تھا کہ وہاں نہ جاؤ مگر یہ لوگ ایسے مقام پر آئے کہ جہاں میرا کچھ بس نہیں چلتا۔ اور میں توبہ کرتا ہوں اور چھوڑے دیتا ہوں۔ (۱) اسی شب کو حافظ رفعت خاں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت محبوب یزدانی فرماتے ہیں کہ تم اچھے ہو گئے اپنے گھر پر جاؤ۔ صبح کو جب اپنے والد سے خواب کا حال بیان کیا تو انھوں نے کہا کہ کل تو درگاہ شریف میں حاضر ہوئے۔ اطمینان سے زیارت بھی نہیں کرنے پائے۔ آج کیسے جائیں۔ دوسری شب پھر لڑکے نے خواب میں دیکھا کہ حضرت محبوب یزدانی فرماتے ہیں کہ ہم تم کو خوشی سے رخصت کرتے ہیں۔ تمہارے گھر والے تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔

(۲) چنانچہ تیسرے دن دربار شریف سے باخیر و عافیت اپنے گھر آئے۔ چند روز کے بعد ان کی شادی ہو گئی۔ صاحبِ اولاد ہوئے۔ اس وقت احمد اللہ خاں نامی ان کا لڑکا موجود ہے۔ ,, ساٹھ برس کی عمر میں انتقال کیا۔ پھر مدت العمر کبھی اثر آسیبی نہیں ہوا۔

۶

(۳) قاضی سید عنایت حسین اثنا عشری صدر اعلیٰ رئیس قصبہ ماہل ضلع اعظم گڈھ جنکی شادی شہر بنارس محلہ تیلیہ نالہ میں میر علی ابراہیم کی ہمشیرہ کے ساتھ ہوئی تھی۔ دفعتاً وہ بی بی مرضِ سحر میں مبتلا ہو کر علیل ہو گئیں۔ یونانی اور ڈاکٹری علاج بہت کچھ کیا شفا نہ ہوئی بالآخر قاضی عنایت حسین صاحب اور ان کے سالے میر علی ابراہیم و میر محمد حسین و میر جواد حسین مریضہ کو لے کر آستانہ (۴) روح آباد درگاہ کچھوچھہ شریف میں حاضر ہوئے۔ صبح و شام دوپہر کو مریضہ کی ڈولی دربار میں آتی۔ اور قنات کے اندر بیٹھتی۔ یہ تین وقت خاص مریضوں کی حاضری کے مقرر ہیں۔ قاضی سیّد عنایت حسین صاحب سیّد خاندان سے تھے۔ حضرت محبوب یزدانی کی شان میں ایک منقبت لکھی۔ در مزار شریف پر جاکر بکمالِ اخلاص اس کو پڑھنا شروع کیا۔

یہ فقیر اشرفی جامع رسالۂ ہذا بھی اس وقت موجود تھا۔ ایک شعر ان کی منقبت کا مجھ کو یاد ہے جو وہاں پڑھے تھے۔

شعر

آپ رنج و بلا کو کھوتے ہیں　　　آپ مشکل کشا کے پوتے ہیں

(۱) اس کے بعد مریضہ کی عجب حالت ہوئی کہ دفعتاً بائیں کان میں سخت درد پیدا ہوا اور اس قدر ورم ہوا کہ ایک طرف کا کان محسوس نہیں ہوتا تھا۔ کھانا پینا کیسا، ہر وقت عالم غشی طاری رہتا تھا۔ ان کی خوش عقیدگی کو دیکھئے کہ ایسی حالت پریشانی میں صبح و شام اور دوپہر تینوں وقت دربار میں حاضر کرتے اور مردہ کی طرح سے اٹھا کر قنات کے اندر لٹا دیتے یہ فقیر اشرفی جامع رسالۂ ہذا ایک روز شام کے وقت دربار شریف میں قبل مغرب موجود تھا حسب معمول عالم بیہوشی میں مریضہ کو لائے اور قنات کے اندر گدی پر لٹا دیا۔ یکبارگی اس نے اس کان کو کھجلایا جس میں درد ہوتا تھا۔ اور چٹکی سے پکڑ کر ایک چیز سیاہ تاگے کی شکل کی کان سے کھینچ کر زمین پر ڈال دی۔ اسی وقت چراغ منگا کر دیکھا گیا تو معلوم ہوا کہ سانپ کا بچہ تھا۔ مریضہ کے بھائی نے اس کو مارنا چاہا مگر خدام درگاہ نے منع کیا کہ جس نے اپنی کرامت (۲) سے نکالا ہے کیا ان کو مارنے کی قوت نہیں ہے۔ غرض وہ سانپ قنات کے باہر نکل کر ایک جھاڑی میں گھس گیا اسی وقت مریضہ کو صحت کامل ہو گئی۔ نہ ورم تھا نہ درد رہا۔ دوسرے دن سامان سفر کر کے خوشی خوشی اپنے گھر کو روانہ ہو گئے۔ سبحان اللہ کیا تصرف حضرت محبوب یزدانی کے مزار فائز الانوار سے جاری ہے اور قیامت تک جاری رہے گا۔

(۳) ذکر منشی اودھ بہاری لال سررشتہ دار کلکٹری گورکھپور کا

فقیر اشرفی جامع رسالۂ ہذا بحالت سفر شہر گورکھپور محلہ بھو اشہید میں نواب محمد شاہ خاں صاحب مرحوم رئیس و جاگیردار شکری گنج (جو میرے خاص مرید تھے) کے مکان پر ٹھہرا۔ اس قیام میں ایک چپراسی ایک شب دس بجے رات کو میرے پاس آیا اور کہا کہ چلئے آپکو سررشتہ دار صاحب

بلاتے ہیں۔ میں نے کہا کہ نہ مجھ سے ان سے کوئی تعلق ملاقات کا ہے نہ کوئی تعارف ہے۔ کسی اور کو بلاتے ہوں گے۔ وہ چپراسی واپس گیا تھوڑی دیر کے بعد کیا دیکھتے ہیں کہ سرشتہ صاحب ایک پالکی ہمراہ لئے ہوئے چلے آتے ہیں اور نہایت ہی معذرت سے کہنے لگے کہ میں نے چپراسی کو اس غرض سے بھیجا تھا کہ اگر حضور فرصت میں ہوں تو میں سواری لے کر اپنے مکان پر لیجانے کے لئے حاضر ہوں؟ قصور معاف فرمائیے۔ نہیں معلوم اس نے کس طرح سے عرض کیا ہو گا۔ اور یہ ظاہر کیا کہ ایک شبانہ روز سے میری بھو ایسی بیمار ہے کہ امیدِ زندگی نہیں پائی جاتی۔ اور یونانی وڈاکٹری علاج اور دعا و تعویذ سب کچھ کیا مگر فائدہ نہ ہوا۔ آپ حضرت مخدوم اشرف جہانگیر قدس سرہ کے فرزند ہیں مجھ کو اس سرکار سے عقیدۂ کامل ہے اگر تشریف لے چلئے گا تو ضرور اس کو شفا حاصل ہو گی۔ میری پالکی کے ساتھ پیادہ پا اپنے مکان تک لے گئے۔ جس وقت کہ فقیر نے یہ شعر مقبول پڑھ کر دم کیا۔

اے اشرف زمانہ زمانے مدد نمائے　　در ہائے بستہ را ز کلید کرم کشائے

پڑھ کر دم کرتا تھا۔ اسی وقت مریضہ اٹھ بیٹھی۔ میں نے پوچھا تو کون ہے۔ اس نے کہا میں برہم راکس ہوں اور یہ مکان میرا مسکن ہے۔ ان لوگوں کے رہنے سے مجھ کو تکلیف ہوتی ہے۔ میں نے کہا تو اس کو چھوڑ دے۔ اس نے کہا یہ میرا مکان چھوڑ دیں میں اس کو چھوڑ دیتا ہوں۔ اور مجھ کو آپ کا اتنا خوف نہیں ہے جتنا کہ آپ کے جدِ اعلیٰ حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر کا خوف ہے۔ جن کے مؤکل آپ کے ہمراہ ہیں۔ میں نے اسی وقت سرشتہ دار صاحب سے کہا کہ اس مکان کو خالی کر دیجئے۔ چنانچہ اسی وقت بارہ بجے شب کو اس مکان سے سب لوگ مع اسباب دوسرے کرایہ کے مکان میں چلے گئے۔ اور اسی وقت مریضہ کو صحتِ کامل ہو گئی۔ کوئی شکایت نہ رہی۔

دوسرے دن سرشتہ دار صاحب میرے ملنے کو آئے اور کہنے لگے۔ کہ میرے باپ سرشتہ دار کمشنری بنارس کے تھے۔ اور میں کلکٹری میں محافظ دفتر تھا۔ جب میرے باپ انتقال کر گئے ان کی تنخواہ کی آمدنی بند ہو گئی اور تکلیف سے گذر ہونے لگی تو میں پریشان حال ہو کر کچھوچھہ شریف میں حضرت محبوب یزدانی کے مزار پر پھول مٹھائی، نذر و نیاز

پیش کر کے زبانی عرض کیا کہ حضور شاہنشاہ داتا غریب نواز ہیں۔ اب باپ کے مرنے سے
(۱) میری گذر تنگی کے ساتھ ہوتی ہے۔ اگر حضور توجہ فرمائیں اور مجھ کو سررشتہ داری کلکٹری کی
مل جاتی تو میری گذر باآسائش ہوتی۔ یہ عرض کر کے میرا دربار میں جانا تھا کہ دفعتاً ضلع گورکھپور
کی کلکٹری میں سررشتہ دار ہو گیا۔ اٹھارہ برس سے اس ضلع میں رہتا ہوں۔ بزرگوں کے مزار
سے یوں فیض حاصل ہوتا ہے۔ اگر کوئی مانگنے والا سچے دل سے مانگے ضرور مراد حاصل ہو جائے
میں نے پوچھا کہ ایک لڑکا اودھ بہاری لال تحصیل خلیل آباد میں مولوی گل محمد مرحوم ہمارے
استاد سے پڑھتا تھا۔ اس کا باپ تحصیل خلیل آباد میں سیاہ نویس تھا۔ کہیں تمہیں تو نہیں ہو
(۲) یہ سن کر اٹھے اور میرے قدموں کو بوسہ دیا اور کہا کہ حضور میں ہی آپ کا نیازمند مکتبی بھائی ہوں
آپ نے فقیری کی لین میں ترقی کی اور اس نیازمند نے دنیاوی لین میں ترقی کی۔ پھر تو میرے اور
ان کے درمیان یہ رابطہ ہوا کہ جب کسی کو خط سعی لکھ کر ان کے پاس بھیجتا تو سعی و کوشش کر کے
ضرور کہیں نہ کہیں ان کو نوکر رکھا دیا کرتے۔ میرے واسطے گورکھپور سے سابری تکیہ ریشمی کام
کے، اور گاؤ تکیہ سابری ریشمی کام کا بطور ہدیہ انھوں نے بھیجا تھا۔

۸

(۳) ذکر شیخ محمد وصی ڈپٹی کلکٹر درجہ اوّل کی ترقی اور کامیابی کا

موضع اوندرا متصل کلوا بن تحصیل گھوسی ضلع اعظم گڈھ میں جب فقیر اشرفی جامع رسالہ ہذا
" گیا۔ وہاں کے شیخ زادہ عالی خاندان ہیں۔ اور سات آٹھ پشتوں سے خاندان اشرفیہ میں
واسطہ بیعت کا رکھتے ہیں، چنانچہ فقیر کے جانے کے بعد ڈپٹی محمد وصی صاحب اور ان کی والدہ
مع دیگر مستورات اور ان کے بھائی وغیرہ اکثر لوگ مرید ہوئے۔ اسی وقت محمد وصی صاحب
غازی پور میں مختاری کا امتحان دیکر کام کرتے تھے مگر ان کا معمول سالانہ تھا کہ ہر سال
(۴) ۲۷، ۲۸، ۲۹، ماہ محرم کو بتقریب عرس حضرت محبوب یزدانی قدس سرہٗ کے آستانہ پر حاضر
ہوا کرتے تھے۔ ایک سال حضرت محبوب یزدانی کے غلاف مبارک کو پکڑ کر عرض کیا کہ
حضور اب مجھ کو تحصیلداری دلوا دیجیئے۔ مختاری کرنے سے اب مجھ کو رغبت نہیں۔

اسی سال حضرت کے تصرف سے تحصیلدار ہو گئے۔ قانون سب ان کو مستحضر تھا۔ امتحانِ تحصیلداری میں اول درجہ کا پاس حاصل کیا۔ دوسرے سال بحالت تحصیلداری عرس شریف میں حاضر ہوئے۔ تیسرے سال پھر غلاف مزار پکڑ کر عرض کیا کہ حضرت میں آپ کے آستانہ کا غلام ہوں مجھ کو ڈپٹی کلکٹری دلوادیجئے۔ سال بھر میں ڈپٹی کلکٹری کا بھی امتحان دے دیا۔ مستقل ملازمت ہوگئی۔ حاکم بندوبست ضلع بلیا نے ان سے بندوست کا کام لیا۔ اس خوبی کے ساتھ کام کیا کہ تین سو روپیہ کے ڈپٹی کلکٹر ہو کر بہرائچ میں گئے۔ اور وہاں بھی ایسے کام نمایاں کئے کہ ترقی پاکر ضلع پرتاب گڈھ تبدیل ہوئے۔ اس ضلع میں بھی اس تیزی اور چابکدستی سے کام کیا کہ پانچسو روپیہ کی ترقی پر ضلع ایٹہ میں تبدیل ہوئے وہاں ان کی لیاقت اور قابلیت اس درجہ کی مانی گئی کہ چند ماہ کے لئے قائم مقام کلکٹر ہو گئے۔ جب ایام جلسہ تاجپوشی ایڈورڈ بادشاہ دہلی میں حاضر ہوئے۔ یہاں سے مرض نمونیہ میں مبتلا ہو کر مقام ضلع ایٹہ میں پہونچے۔ جب مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو ان کے ہم پیشہ ہندو مذہب کے دو چار ڈپٹی کلکٹر ہمدردی سے آگئے۔ سوائے اس کے کہ ان کے بھائی محمد شفیع تحصیلدار ضلع بدایوں کو تار دیا یا ان کے سامان بکس وغیرہ کی کنجی اپنی حفاظت میں لی۔ اور کچھ نہ کر سکے۔ آخر وقت میں کوئی تلقین کلمہ کرنے والا نہ تھا کہ خود بخود دو مرتبہ بلند آواز سے ڈپٹی صاحب نے کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ پڑھا۔

(۱) تیسری مرتبہ کلمہ پڑھتے پڑھتے روح پرواز کر گئی۔ اولیاء اللہ بزرگان دین کے سلسلۂ غلامی میں داخل ہونے کا یہ نتیجہ ہوتا ہے۔ کہ دنیا میں نیک نام اور عاقبت خیر انجام ہوتا ہے۔

۹

(۲) ذکر روشن ہونے ہندو نابینا کی آنکھوں کا

" مولوی عبدالجلیل بیرسٹر جونپوری کے بھائی عبدالعلیم صاحب منصف اکبر پور ضلع فیض آباد فقیر اشرفی جامع رسالۂ ہذا سے بیان کرتے تھے کہ ہمارے اجلاس میں

(۱) ایک محرر ہندو آنکھوں کے مرض میں ایسا مبتلا ہوا کہ بینائی اس کی جاتی رہی۔ میں نے
" اس کو فہمائش کر کے درگاہ کچھوچھہ شریف میں بھیجا۔ چند روز درگاہ شریف میں ٹھہرا تھا کہ
" حضرت کے چراغ کے کاجل لگانے سے بالکل آنکھیں اس کی روشن ہوگئیں۔ یہ واقعۂ
" چشم دید اپنا مجھ سے بیان کرتے تھے۔

۱۰

(۲) ذکر صحت بہادر خاں شاہجہانپوری کا

ماہ اگہن کے میلہ میں یہ فقیر اشرفی جامع رسالۂ ہٰذا مکان دمدمہ میں پیارے صاحب
رئیس عظیم آباد جو خاندان اشرفی میں شاہ وحید الدین اشرف کے نواسے تھے۔ انکے
" پاس بیٹھا تھا۔ کسی نے آکر یہ خبر سنائی کہ ایک نوجوان آدمی شاہجہاں پور کا پٹھان مرض برص
(۳) یعنی سفید داغ میں مبتلا ہو کر کل آیا تھا۔ آج اچھا ہو گیا۔ پیارے صاحب نے کہا کہ یونہی
لوگ خبر مشہور کر دیتے ہیں جس کا وجود نہیں ہوتا۔ میں نے کہا چلیئے ہم اور آپ دونوں اسکو
چل کر دیکھیں اور معلوم کریں کہ کہاں تک سچ ہے۔ شاہ جعفر ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے چبوترہ
پر املی کے درخت کے نیچے وہ غریب ٹھہرا تھا۔ جا کر دیکھا تو سارا بدن اس کا گورا گورا
بے داغ صاف نظر آتا تھا۔ پیارے صاحب نے کہا تو اچھا ہو گیا۔ اس نے کہا میں کیونکر
یقین کروں۔ کہا کیوں؟ اس نے کہا جب میری آنکھیں روشن ہو جائیں اور اپنی آنکھوں سے
دیکھوں۔ انھوں نے کہا اگر کچھ روز تو یہاں قیام کرے گا تو تیری آنکھیں بھی روشن ہو جائیں
گی۔ اس نے کہا اگر میں یہاں رہوں تو مجھ کو کھانا کون دے گا۔ چار آنہ پیسہ لے کر آیا تھا۔
وہ کل خادموں کو دیدیئے۔

غرض کہ پیارے صاحب نے ایک بنیہ سے کہدیا کہ دونوں وقت اسکو جنس کھانے
(۴) کے واسطے دے دیا کرو اور مہینہ مہینہ جو خرچ ہو مجھ کو اطلاع دینا میں دیدونگا۔ چند روز
کے بعد اس کی آنکھیں ایسی روشن ہوئیں کہ بلا استعانت حضرت کے دربار کی مسجد میں
" بے تکلف نماز پڑھنے چلا آتا تھا۔ اس کے بعد فقیر اشرفی جامع رسالۂ ہٰذا کے ہاتھ پر مرید ہوا

(۱) اور کچھ ذکر و شغل خاندان اشرفیہ کا سیکھا۔ بارہ پندرہ برس کے بعد انتقال کیا اور اس آستانہ سے کہیں نہیں گیا۔ اور روح آباد میں جائے مدفن پائی خدا لغریق رحمت رحمت کرے۔ آمین۔

۱۱

(۲) ذکر ایک انگریز آسیب زدہ کا جو بنگالی کے سر پر آیا تھا

" جناب شاہ حفیظ الدین نور چشم مولانا احمد اشرف کے نانا فرماتے تھے کہ میں میلہ اگہن کے دنوں میں دربار شریف حضرت محبوب یزدانی میں عدالت کے وقت حاضر تھا۔ ایک " بنگالی کے سر پر آسیب ظاہر ہوا۔ وہ آسیب انگریز تھا۔ شاہ صاحب سے اور اس سے " باتیں ہونے لگیں اس نے کہا کہ مخدوم صاحب کی درگاہ میں ایک جرنیل ابو القاسم نامی ہے " جو جنات اور آسیب وغیرہ پر بہت سختی کرتا ہے حضرت ابو القاسم رحمۃ اللہ علیہ کا نام مشہور " نہیں تھا۔ سوائے کمال پنڈت کے۔ لیکن لطائف اشرفی کے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ " حضرت ابو القاسم بھی ایک معزز خلفاء حضرت محبوب یزدانی کے تھے۔

۱۲

(۳) ذکر ایک مرد جذامی بنگالی کے شفا پانیکا

" ایک بنگالی میلہ اگہن کے زمانے میں مرض جذام میں مبتلا ہو کر آیا اور ایک گدڑی پھٹے پرانے کپڑوں کی سلی ہوئی اوڑھے ہوئے تھا اور ہاتھ پیر سے اس کے ہر وقت مواد ٹپکتا تھا۔ جس کی دوکان پر جاتا دوکان والا جلدی سے پیسہ دے کر رخصت کرتا۔ اور (۴) ایک ہفتہ تک اس کی یہی حالت رہی۔ دربار عالی میں جہاں لوگ جوتیاں اتارتے ہیں وہیں صبح و شام بیٹھا تھا۔ اور وہاں کی خاک اٹھا اٹھا کر اپنے بدن پر ملتا تھا ہفتہ کے بعد یکبارگی ایسا اچھا ہوا، ہاتھ پیر کی انگلیاں اور سارا بدن ایسا صاف ہو گیا جیسے نوعمر آدمی (۵) کا بدن عالم شباب میں ہوتا ہے۔ پھر تو اس بنگالی نے اپنی گدڑی پھاڑ کر سینکڑوں اشرفیاں

نکالیں اور غربا، وفقراء کے لئے پورا سامان دعوت کا کیا اور ہر شخص کے ہاتھ میں روپیہ پیسے لیکر دوانّی تک چاندی تقسیم کی۔ یہ واقعہ فقیر اشرفی جامع رسالۂ ہذا کے زمانے کا ہے۔ میں اس وقت کم سن تھا۔ میں نے خود اس مریض کو نہیں دیکھا۔ اس کی صحت کی خبر ایسی مشہور ہوئی کہ ہر خاص و عام اس واقعہ سے آگاہ ہو گئے۔

۱۳

ذکر سیّد شاہ اکبر حسین صالح پوری کے شفاء مرض جنون کا

سید شاہ اکبر حسین ابن سید شاہ امداد حسین مرحوم رئیس موضع صالح پور، ضلع بستی مرض جنون میں مبتلا ہو کر درگاہ شریف میں حاضر ہوئے۔ چند روز کی حاضری میں دو وقتہ نیر شریف کے پانی سے غسل کرتے کرتے ایسے اچھے ہوئے کہ بالکل مرض جنون کا اثر باقی نہ رہا۔ اس کے بعد ان کی شادی ہوئی۔ اور اللہ تعالیٰ نے ایک فرزند سعید شبیر حسین کے نام کا عطا کیا۔

۱۴

ذکر آسیب کانپور والے ہندو کا

جو ہر شخص سے علاحدہ کلام کرتا، سر پر نہیں بولتا تھا اس کو بڈھا کے نام سے پکارتے تھے

جس زمانہ میں فقیر اشرفی جامع رسالۂ ہذا دہلی میں بکار طبع لطائف اشرفی مقیم تھا۔ کانپور میں ایک ہندو کی لڑکی پر آسیبی اثر ہو گیا تھا۔ وہ ہندو حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب گنج مراد آبادی سے تعویذ لیا۔ اور بہار شریف میں جناب حضور شاہ امین احمد صاحب سجادہ نشین سے بھی تعویذ لایا۔ اور اکثر دہلی لکھنؤ وغیرہ جہاں کسی بزرگ کو سنا وہیں سے کچھ نہ کچھ دعا یا تعویذ لاکر استعمال کیا مگر کچھ سودمند نہ ہوا۔ آسیب کی یہ کیفیت تھی کہ لڑکی کے سامنے مجسم بشکل انسان آکر بیٹھ جاتا۔ اور تفریح و مذاق کی باتیں کرتا۔ گھر والے بھی اس آسیب کی آواز سنتے مگر صورت نہ دیکھتے۔ جب گنڈہ اور تعویذ دفع آسیب کے لئے گھر والے کرنے لگے پھر تو عجب

(۱) طرح کے کرشمہ وہ آسیب دکھلانے لگا۔ بکڑی کے بکس میں کپڑے مقفل رکھے ہیں۔ سارے
" کپڑے جل کر خاک ہو گئے۔ مگر بکس میں دھبہ بھی نہ لگا کبھی کوٹھے پر سے پھول کی تھالی
" یا اور کوئی برتن زمین پر گراتا۔ برتن ٹوٹ جاتے۔ کبھی رات کو لڑکی کے پاس مجسم آدمی کیصورت
" میں بیٹھ کر مذاق کی باتیں کرتا۔ اگر کسی وقت لڑکی کو نیند کا غلبہ ہوتا اور اونگھ پڑتی
فی الفور ایک دھول مارتا وہ لڑکی رونے لگتی۔ گھر والے اس آسیب سے کہتے کہ کیوں
مارتا ہے۔ وہ جواب دیتا کہ کیوں سوتی ہے۔ ایک دن اس کے بھائی نے کہا کہ کڑے مانکپور
میں فلاں بزرگ عامل رہتے ہیں ان کے پاس میں لڑکی کو لے جاؤں گا اسوقت تیرا بس
" نہ چلے گا۔ جواب دیتا وہ میرے مقابل کے نہیں ان سے کچھ نہ ہو سکے گا۔

(۲) اسیطرح بنارس، فتحپور ہسوا، مرزا پور، الہ آباد وغیرہ کے چند بزرگوں کے نام
" لئے۔ اس آسیب نے جواب دیا وہ میرے مقابل کے نہیں ہیں۔ جب یہ کہا کہ میں کچھوچھہ
شریف لے جاؤں گا اس کا جواب اس نے نہ دیا اور چپکا ہو رہا۔ گھر والوں کو یقین ہوا کہ
" کچھوچھہ شریف کے نام پر اس نے سکوت کیا، جواب نہیں دیا۔ غالباً درگاہ کچھوچھہ شریف میں جا کر
یہ آسیب دفع ہو گا۔ چنانچہ کانپور سے لکھنؤ فیض آباد ہوتے ہوئے اسٹیشن اکبر پور پر لڑکی
(۳) کے ورثاء اس کے ہمراہ اترے۔ جس یکہ پر اس لڑکی کو سوار کر کے درگاہ شریف لائے
وہ یکہ بان نقل کرتا تھا کہ مجھ کو یہ معلوم ہوتا تھا کہ جیسے میرے یکہ کے پیچھے پیچھے کوئی غزلیں گاتا ہوا
" دوڑا چلا آتا ہے۔ جب درگاہ شریف میں پہونچے ایک عجیب و غریب تماشہ تھا دیکھا سینکڑوں
" آدمیوں کا مجمع تھا۔ جس کا جو جی چاہتا اس آسیب سے سوال کرتا اور وہ جواب دیتا مگر
" جواب دینے والا نظر نہیں آتا تھا۔ اور نہ کبھی اس لڑکی کے سر پر مسلط ہو کر بولتا۔ وہ لڑکی
اس کو دیکھتی بھی تھی۔ دوسرے لوگ صرف آواز سنتے تھے۔

میرے برادر معظم حضرت شاہ علی اشرف صاحب حسنی اشرفی نے مذاقاً اس آسیب
سے سوال کیا کہ میں کیونکر یقین کروں کہ تو آسیب ہے اگر میں تجھے کسی چیز کی فرمائش کروں
اور تو منگا دے تو مجھ کو یقین تیرے وجود کا ہو جائے گا۔ اس نے کہا یہ قفل سامنے پڑا ہے
اگر کہئے تو اٹھا کر آپ کے منھ پر ماروں چوٹ بھی لگے اور میرے وجود کا یقین بھی ہو جائیگا۔

(۱) اور دور کی فرمائش نہ کیجئے گا کہ میں یہاں مقید ہوچکا ہوں کہیں جا نہیں سکتا میرے برادر معظم نے کہا اچھا کوئی ہلکی سی چیز میرے اوپر ڈال دے کہ چوٹ نہ لگے۔ اس نے کہا کہ املی کے درخت کے اوپر دیکھئے۔ انھوں نے جیسے ہی گردن اٹھائی درخت پر سے ایک مٹی کا ڈھیلا ناک کے سامنے گرا۔ پوچھا یہ تازی مٹی کھدی ہوئی کہاں سے لایا۔ اس نے کہا کہ سرائے کے پچھواڑے کھیت میں ہل چلتا تھا میں ہاتھ بڑھا کر اٹھا لیا۔

شاہ حفیظ الدین صاحب میرے فرزند مولوی احمد اشرف کے نانا تشریف لائے اور دیر تک قریب ایک گھنٹہ کے اس آسیب سے باتیں کرتے رہے اور وہ لڑکی خاموش علیحدہ بیٹھی تھی۔ ایک گھنٹہ کے بعد آپ نے کہا ہم رخصت ہوتے ہیں۔ اس آسیب نے کہا کہ گھنٹہ بھر سے تو میرا دماغ خالی کیا ہے۔ سرائے کے باہر تو نکلئے پانچ ہزار ڈھیلا برساؤں گا۔ اس لڑکی کے بھائی نے شاہ صاحب سے کہا کہ یہ آسیب جو کہتا ہے وہی کر کے دکھلائے گا۔ جس وقت یہ کسی سے باتوں میں مشغول ہو آپ چپکے سے چلے جائیے گا۔

میرے فرزند مولوی حاجی سید احمد اشرف مدعمرہ مرحوم اور برادر زادہ مولوی محمد جعفر صاحب مرحوم دونوں مجھ سے ناقل تھے کہ ہم دونوں نے جاکر بچشم خود دیکھا کہ جس کا جو جی چاہتا اس آسیب سے سوال کرتا اور وہ آسیب آنکھوں سے غائب جواب دیتا۔ چنانچہ حضرت مخدومی معظمی پیر مطلق مرشد برحق حاجی الحرمین سیّد ابو محمد اشرف حسین زاد اللہ فیضانہٗ بھی اس واقعہ عجیبہ کی خبر سن کر تشریف لے گئے۔ آپ نے اس آسیب سے پوچھا تو یہاں کیوں کر آیا اس نے مسخرا پن سے کہا کہ کیا پوچھتے ہو اسے حجرت۔

ع اسے روشنی طبع تو برمن بلا شدی

آپ نے فرمایا کہو تو سہی کیا واقعہ گذرا۔ اس نے کہا بہت پیروں اور فقیروں کے پاس سے اس لڑکی کے گھر والے گنڈہ تعویذ لائے جب کچھ مجھ پر اثر نہ ہوا تو میرے سامنے دو چار بزرگوں کا نام لینا شروع کیا کہ فلاں بزرگ کے پاس تجھ کو لیجائیں گے۔ میں نے انکار کیا۔ غرض جہاں جہاں کا نام لیا میں انکار کرتا گیا۔ جب کچھوچھہ شریف کا نام لیا میں چپکا ہوگیا

(۲) اور یہاں کی ہیبت وجلالت نے میرے دل پر اثر دکھلایا۔ میرا سکوت کرنا میرے حق میں برا ہوا

جو اس لڑکی کو یہاں لے کر حاضر ہو گئے۔ اب میرا کچھ قابو نہیں چلتا۔

خلاصہ یہ کہ ایک ہفتہ تک یہی تماشہ رہا اور دور دور سے آدمی آتے اور اس شیطان سے ہمکلام ہوتے۔ ساتویں روز یہ کیفیت ہوئی کہ ساری رات ہائے ہائے کر کے رونے کی آواز آتی تھی۔ رونے والا نظر نہیں آتا تھا۔ تمام مسافر رات بھر سرائے میں نہیں سوتے۔ طلوعِ صبح صادق کے وقت اس لڑکی نے دیکھا کہ وہ آسیب چلاتا ہوا اور روتا ہوا اس صورت سے لڑکی کے سامنے آیا کہ اس کی کمر میں رسی بندھی ہے اور دو آدمی پکڑے ہوئے ہیں اس آسیب نے لڑکی سے کہا کہ تم اپنے گھر جاؤ۔ اور ہم تو یہیں کے ہوئے۔

چنانچہ اس لڑکی کے ورثاء خوش خوش درگاہ شریف میں نذر و نیاز کر کے فقیر، فقراء خادموں کو خیرات کر کے اپنے وطن کو چلے گئے۔ اس تاریخ سے آج تک اس آسیب کی نہ آواز سنائی دی نہ اس کا وجود معلوم ہوا۔ اس آسیب کو بوڑھا کے نام سے پکارتے تھے۔

۱۵

ذکر نواب محمد شاہ خانصاحب رئیس سکری گنج کا

مع اپنے گھوڑے کے مرض سحر سے اچھا ہونے کا

نواب محمد شاہ خانصاحب رئیس و جاگیردار سکری گنج ضلع گورکھپور سحر میں مبتلا ہو کر درگاہ شریف میں حاضر ہوئے۔ ان کے پاس ایک گھوڑا نقرہ ایسا عمدہ تھا کہ مہاراجہ بستی اس کے بدلے میں ایک ہاتھی دیتے تھے۔ اس گھوڑے پر ساحر نے سحر کر دیا تھا۔

غرضیکہ راکب اور مرکب دونوں پر جادو تھا۔ نواب صاحب کے منھ سے پان اور مٹھائی قے کے راستہ گری اور گھوڑے کے منھ سے بھی بذریعہ قے ایک آٹے کا گولا گرا۔ اس میں تعویذ اور لونگ اور سوئی نکلیں۔ اسی قیام میں نواب صاحب مع اپنی زوجہ و دختر و خوشدامن کے فقیر اشرفی جامع رسالہ ہذا کے ہاتھ پر مرید ہوئے۔ اور وہ گھوڑا فقیر کی نذر کیا۔ بڑی اچھل کود کے ساتھ وہ گھوڑا فقیر کے دروازے تک پہونچا کتنے آدمیوں کو اس گھوڑے کی حسرت رہ گئی۔

۱۶

① ذکر ایک مسلمان گدّی کانپوری کے مرض جذام سے اچھا ہونے کا

جس زمانہ میں فقیر اشرفی جامع رسالہ ہذا ایک سال تک درگاہ شریف میں بطور چلہ کشی مقیم رہا تھا اسی زمانے میں کانپور کا ایک مسلمان گدی مبتلائے مرض جذام ہوکر درگاہ شریف میں ② آیا جہاں لوگ جوتیاں اتارتے تھے وہیں بیٹھتا تھا اور وہاں کی خاک اٹھاکر اپنے بدن میں ملتا تھا۔ چند روز کے بعد اس کا مرض بالکل جاتا رہا۔ اور صحت کامل ہوگئی۔ اس نے خواب میں دیکھا ③ کہ حضرت فرمارہے ہیں کہ تو ہماری درگاہ کا چراغ لیجا اور اپنے وطن میں ہر جمعرات کو روشن کرنا اس سے بندگان خدا کو فیض پہونچے گا۔ چنانچہ گدی چراغ آستانہ لیکر اپنے گھر پہونچا اور اپنے مکان سے علیحدہ ایک حجرہ بنایا۔ ہر شب جمعہ کو دروازہ حجرہ کی بلندی پر چراغ روشن کرتا اور ہر شب جمعہ کو آسیب زدوں کا مجمع ہوتا۔ جادو سحر، جنات چھوٹتے۔ اس گدی کو نذر و نیاز کی آمدنی بہت کچھ ہونے لگی۔

۱۷

④ ذکر فتح پور ہنسوا کے ایک رئیس کی بی بی کے مرض آسیب سے اچھا ہونیکا

فتحپور ہنسوا سے ایک رئیس جو مرید سید وصی علی شاہ سندیلوی کے تھے معہ اپنی زوجۂ آسیب زدہ اور مرشد کے حاضر درگاہ کچھوچھہ شریف ہوئے۔ حضرت سید وصی علی شاہ صاحب ایک مرد کامل اور ⑤ درویش صاحب دل سلسلہ چشتیہ نظامیہ فخریہ نیازیہ کے تھے۔ شاہ صاحب نے حضرت محبوب یزدانی کے مزار پاک پر ایک گھنٹہ کامل سر بجیب مراقب رہ کر عرض حال کیا۔ جب مزار شریف سے رخصت

ہو کر اپنے وطن کی طرف چلے اپنے مریدسے کہہ گئے کہ حضرت کا حکم ہوچکا ہے جمعرات کے دن
جو کچھ آسیب یا بلا ہوگی دفع ہوجائے گی۔ یہ کہہ کر وہ تشریف لے گئے۔ چنانچہ جمعرات کا دن جب آیا
تو اس عورت مریضہ پر آسیب کی تسلیط ہوئی۔ لکڑی کا چوکھٹا بنا کر پردہ میں وہ عورت آسیب زدہ
بیٹھی تھی۔ کہ دفعتاً شور مچا کہ ہائے جلا، ہائے جلا، اور اس عورت کے منہ سے ایک ایک گز لمبا
آگ کا شعلہ نکلنے لگا۔ عورت تو چلا رہی تھی، وہ شعلہ پردہ میں لگ گیا یکبارگی پردہ جل کر خاک
ہوگیا۔ پھر جلدی سے دوسرا پردہ لگایا گیا۔ تھوڑی دیر وہ عورت بیہوش پڑی رہی۔ جب ہوش
آیا خاصی اچھی ہوگئی۔ یہ نہیں معلوم ہوتا تھا کہ کبھی اس کو کوئی مرض تھا مگر خفیف ہونٹھ اس کے
جھل جھل معلوم ہوتے تھے۔

۱۸

ذکر ایک ہندو تیلی والے کی عورت مجنونہ کے اچھا ہونیکا

ایک ہندو گیا کا رہنے والا تیلی کا ناچ کرنے والا حاضر دربار ہوا۔ اور اس کی عورت
مجنون از خود رفتہ ہوگئی تھی۔ جب اس عورت کو فقیر اشرفی جامع رسالہ ہٰذا کے پاس لایا میں نے
اس کو ہدایت کی کہ اس کو صبح و شام حضرت محبوب یزدانی کے نیر مبارک میں نہلاؤ۔ انشاءاللہ
صحت ہوجائے گی۔ چنانچہ میری ہدایت کے بموجب نہلایا۔ ایک ہفتہ کے بعد بالکل اچھی ہوگئی
اس کا مرد عورت کو نہلا دھلا کر کپڑے بدلوا کر فقیر کے پاس لایا اور کہنے لگا کہ حضور کے فرمانے
کے بموجب میں نے نیر مبارک میں صبح و شام نہلایا اب اچھی ہوگئی یہ عورت بڑی خوش الحان ہے
اگر آپ اس کا گانا سننا چاہیں تو میں سنواؤں۔ میں نے کہا میں عورتوں کا گانا نہیں سنتا۔

۱۹

ذکر حضرت مرشدی و مولائی حاجی الحرمین سید ابو محمد اشرف حسین کے

مرض بواسیر الالف سے اچھا ہونیکا

حضرت عالی مرتبت جناب مرشدی و مولائی حاجی الحرمین
سید ابو محمد اشرف حسین اشرفی جیلانی زاد اللہ فیضانہ و برکاتہ

(۱) اوائل عمر میں جب آپ کی شادی نہیں ہوئی تھی مرض بواسیرالانف میں مبتلا ہوئے۔ گورکھپور میں ڈاکٹر محمد شائق کا علاج کراتے رہے مگر سوائے تکلیف روزمرہ اٹھانے کے کوئی فائدہ نہیں ہوا ناک کے نتھنوں میں اس قدر بد گوشت بڑھ آتا تھا کہ سانس لینا بھی مشکل ہوتا تھا۔ اس کے بعد جراحوں کا علاج کرایا اس سے بھی نفع نہ ہوا۔ یونانی طبیبوں میں حکیم علی افضل خانصاحب فیض آباد میں مشہور تھے جب ان کو دکھلایا تو انھوں نے یہی جواب دیا کہ ہم نے اس مرض کو اچھا ہوتے نہیں دیکھا اکال دواؤں سے کچھ افاقہ ہوجائے گا مگر ازالۂ کلی مرض نہیں ہوسکتا۔ حضرت مخدومی مایوس

(۲) ہوکر کچھوچھہ شریف وطن کی طرف روانہ ہوئے۔ آپ کے مکان پر پہونچنے سے پہلے میاں مرادن شاہ فقیر درگاہ نے حضرت جدی و مولائی نانا سید شاہ نیازاشرف قدس سرہ کو خواب میں دیکھا " کہ فرماتے ہیں کہ میرے نواسہ سے جاکر کہدو کہ اِدھر اُدھر علاج کے لئے کیوں مارا مارا پھرتا ہے۔

(۳) اپنے جد کے مزار پر درگاہ شریف میں آکر چلہ کرے اچھا ہوجائے گا۔ اِدھر حضرت مکان پر آئے اُدھر میاں مرادن شاہ درگاہ شریف سے آئے اور یہ بشارت لائی۔ حضرت نے " اسی وقت درگاہ شریف کے قیام اور چلہ کشی کا ارادہ کرلیا اور درگاہ شریف پہونچ کر " حضرت محبوب یزدانی کے چراغ مبارک کا تیل لگانا شروع کیا۔ چند روز میں صحت کامل " ہوگئی۔ ساٹھ یا ستر برس کا زمانہ گذرا ہوگا پھر کبھی مرض نے عود نہیں کیا۔ کاسٹک اور تیزاب لگانے سے سخت تکلیف اٹھاتے تھے اور مرض بھی نہیں جاتا تھا۔ حضرت محبوب یزدانی کے چراغ کا تیل لگانے سے نہ کچھ سوزش ہوئی نہ کچھ تکلیف معلوم ہوتی تھی۔ اور اس بدگوشت پر جو تیل لگاتے تھے پانی کی طرح گل کر بہتا جاتا تھا۔

(۴) اس شفاءِ مرض کی کرامت دیکھ کر کتنے بدمذہب وہابیوں نے اپنی بدمذہبیوں سے توبہ کی اور مان گئے کہ جس طرح سے اولیاء اللہ عالم حیات میں اپنی کرامات دکھلاتے ہیں اسی طرح بعد انتقال بھی اپنی قبر کے اندر سے تصرف کرتے ہیں۔

" نوکر چاکروں کے ساتھ دربار میں آئیں اور اپنے حوصلے کے موافق نذر ونیاز کی اور کھانے پکاکر

۲۰

① ذکر شیخ عبدالرحیم ساکن مبارک پور کے ریشمی کپڑوں کے کارخانہ کی قینچی کے سحر کے دفع ہونے کا۔

" شیخ عبدالرحیم ریشمی کپڑوں کے کارخانہ دار کے کارخانہ میں کسی نے قینچی کا سحر کر دیا تھا " عجیب قسم کا سحر تھا۔ کبھی تو ریشمی تانا اُتر چڑھا خود بخود کٹ جاتا۔ کبھی بُنا ہوا کپڑا ایسا خراب کٹتا کہ جس سے ایک ٹوپی یا ایک بٹوا بھی نہیں بن سکتا تھا۔ اس شخص نے جہاں کسی بزرگ کو سُنا وہیں سے دعا و تعویذ لایا۔ جب اس سے کچھ فائدہ نہ ہوا تو مجبور ہو کر اپنے ایمان کو خراب کر کے ناگپور سے ایک جادوگر کو لایا۔ اس نے بھی بہت کچھ اپنا منتر چلایا کچھ فائدہ نہ ہوا۔ ② " آخر میں ایک جادوگرنی کاؤنرو کچھیا کی رہنے والی نے آکر بہت کچھ اپنے کرتب اور جادو سے " قینچی کا روکنا چاہا مگر یہ بلا نہ ٹلی۔

③ فقیر اشرفی جامع رسالۂ ہٰذا بھی انہیں ایام میں حسب خواہش مریدان مبارکپور گیا تھا۔ عبدالرحیم نے مجھ سے آکر عرض حال کیا۔ میں نے حضرت محبوب یزدانی کے دربار فیض آثار کا چراغ " جو میرے پاس موجود تھا ان کو دیا۔ اور چالیس روز روشن کرنے کی ہدایت کی۔ ایک ہی ہفتہ " میں ساری بلا ٹل گئی کام جاری ہو گیا۔

④ تین سال کے بعد پھر جو فقیر اشرفی مبارکپور میں آیا معلوم ہوا کہ حضرت محبوب یزدانی کے چراغ کی برکت سے سحر کا اثر جاتا رہا۔ خدا کی بارگاہ میں شکر بجالایا۔ شیخ عبدالرحیم کارخانہ دار مع اپنے اہل و عیال اور تمامی خاندان کے سلسلۂ عالیہ اشرفیہ میں فقیر کے ہاتھ پر مرید ہو گئے سمجھنے بات ہے کہ جن کے آستانہ کے چراغ میں یہ اثر ہو کہ جہاں لیجا کر جلائے آسیب جن و سحر دفع ہو جائے۔

ان کے مزار مبارک پر اگر کوئی باخلاص قلبی حاضر رہے تو کیوں کر نہ مرتبۂ کمال کو پہونچے گا۔

۲۱

① ذکر شفا پانے جرنیل فوج امجد علی شاہ بادشاہ لکھنؤ کا

امجد علی شاہ والیٔ لکھنؤ کے ہاں ایک خانصاحب شاہجہاں پور کے رہنے والے کسی بڑے
" عہدۂ فوجی میں جرنیل یا کرنیل تھے۔ ان کی عمر پچیس برس تھی کہ دفعتاً گونگے ہو گئے۔ نہ زبان
" سے کچھ بات کرتے نہ اشارہ سمجھتے۔ ان کی والدہ بڑے حشم و خدم کے ساتھ رتھ اور بہلی
" اور چھکڑوں میں اسباب لدا ہوا مع نوکر چاکر لونڈی غلام بیس پچیس آدمیوں کی جمعیت سے
" مریض کو لے کر درگاہ شریف میں حاضر ہوئیں اور تین برس کامل وہ بی بی اپنے لڑکے کو
" لئے ٹھہری رہیں۔ اس تین سال کے قیام میں جو کچھ نقد و جنس اور مال و اسباب وغیرہ انکے
" پاس تھا سب صرف ہو گیا۔ یہاں تک نوبت پہونچی کہ آٹھویں دن برقع اوڑھکر کچھوچھہ شریف
میں حضرت کی اولاد سیدانیوں کے پاس جاتیں وہ تمام بیبیاں کوئی آٹا کوئی چاول کوئی
دال کوئی نقد پیسہ سے ان کی مدد کرتیں۔ ان کے پاس یہ سامان اس قدر ہو جاتا تھا جو آٹھ دن
کی خوراک کے لئے کافی ہوتا تھا۔

غرض ان کا یہ معمول تھا کہ ہر جمعرات کو آتیں اور مخدوم زادیاں ان کی کفالت کرتیں

② ایک روز شب میں تہجد کے وقت ماں بیٹے درگاہ شریف میں پیش دروازہ حضرت کے بیٹھے
" تھے۔ کہ دفعتاً اس مریض لڑکے نے آواز دی" آماں پانی پلاؤ۔ وہ بی بی خوشی خوشی اٹھیں
" اور حوض مبارک سے ایک پیالہ پانی لاکر پلایا۔ اسی وقت سے وہ لڑکا اچھا ہو گیا۔ پھر تو

③ دوسرے دن بی بی پٹھانی کچھوچھہ شریف تمام بیبیوں سے رخصت ہونے آئیں سب نے
" بقدر ہمت اپنے زاد راہ کے واسطے زر نقد سے کفالت کی۔ وہ اپنے لڑکے کو لیکر لکھنؤ پہونچیں
" خدا کی قدرت کہ ایک سال کے درمیان میں اس لڑکے کو دربار شاہی سے وہی عہدہ ملا

④ جو پہلے تھا۔ دو برس کے بعد پھر پٹھانی بی بی اسی حشم و خدم کے ساتھ رتھ۔ بہلی۔ گاڑی چھکڑے
" نوکر چاکروں کے ساتھ دربار میں آئیں اور اپنے حوصلہ کے موافق نذر و نیاز کی اور کھانے پکا کر

(۱) غربا کو تقسیم کئے اور مخدوم زادیوں سے آکر ملیں. سونے اور چاندی کے زیورات بہت کچھ بنوا کر لائیں اور ہر سیدانی بیبیوں کو کچھ نہ کچھ ہدیہ پیش کیا۔

۲۲

(۲) ذکر شفا پانے قاضی صاحب رئیس ساکن مئو ائمہ ضلع الہ آباد

" قصبہ مئو ائمہ ضلع الہ آباد سے ایک رئیس قاضی صاحب مرض دق میں مبتلا ہو کر آئے۔ جب صحن عدالت میں ان کی پالکی پہونچی خدام درگاہ نے ہر طرف سے گھیر لیا اور دعائیں دینے لگے خدا آپ کو صحت بخشے۔ اس رئیس نے کہا کہ آپ لوگ صرف دعا ہی دیں گے یا کچھ تبرک درگاہ شریف کا عنایت کیجئے گا۔ سب نے کہا کہ یہاں تو ہر مریض کو حضرت کے چراغ کا تیل ملتا ہے۔ یہ کہہ کر ایک خادم مشعل خانے سے ایک چراغ جو شب کو مزار مبارک پر جلا تھا اور اس میں کچھ تیل بھی باقی تھا۔ لایا۔ اس رئیس نے ہاتھ پھیلا کر لے لیا۔ قریب دو تولہ کے تیل تھا (۳) وہ پی گیا۔ ایک طبیب جو ان کے ملازم ہمراہ تھے۔ ان طبیب نے کہا کہ اب میں رخصت ہوتا ہوں جب آپ اس قدر بدپرہیزی کریں گے تو میرے رکھنے کی کیا ضرورت ہے۔ ان رئیس نے جواب دیا کہ جب تک ہم تمہارے زیر علاج تھے اس وقت تک نیک نامی اور بدنامی تمہاری ہوتی اب ہم نے دوسرے شفا خانے کی طرف رجوع کیا ہے۔ تم سے تعلق نہیں رہا۔

(۴) خلاصہ یہ کہ دوسرے دن طبیب نے جب نبض وقارورہ دیکھا چہارم حصہ مرض جاتا رہا تھا۔ پھر تو ایک گھڑا تیل کا مزار مبارک پر رکھوا دیا۔ صبح و شام اسی تیل میں گوشت، ترکاری، دال وغیرہ پکوا کر کھانا شروع کیا۔ ایک ماہ کے عرصہ میں بالکل آرام ہو گیا۔ خاصے موٹے تازے تندرست ہو کر خوش خوش اپنے گھر کو واپس گئے۔ "

۲۳

① ذکر شفا پانے حکیم وارث حسین صاحب کا

فقیر اشرفی جامع رسالۂ ہٰذا کے سامنے یہ واقعہ گذرا۔ ایک حکیم وارث حسین نامی منیر شریف کے رہنے والے ہمراہ حاجی محمد وحید الحق صاحب رئیس بہار انوا‌ں حاضر آستانۂ عالی ہوئے۔ ان کو مرض تبخیر کی شکایت مدتوں سے تھی حضرت محبوب یزدانی کے چراغِ مزار مبارک کا تیل قریب ٦ ماشہ کے پی گئے۔ اسی دن سے ان کو پھر تبخیر کی شکایت نہیں ہوئی۔

۲۴

② ذکر صحت پانے صفدر حسین خاں ڈپٹی کلکٹر رئیس گورکھپور کے بہو کی

ڈپٹی صفدر حسین خانصاحب رئیس گورکھپور کی بہو مقام فیض آباد میں اس قدر علیل ہوئی کہ اس کی امید زیست نہ تھی۔ اس ارادہ سے فیض آباد سے کچھوچھہ شریف کو روانہ کیا کہ ایک مقام مقدس میں بجوارِ اولیاء اللہ جائے دفن نصیب ہو۔ فیض آباد سے جب اسٹیشن اکبر پور پر مریضہ کو اتارا آثار صحت پیدا ہوئے۔ درگاہ شریف میں حاضر ہو کر چندے قیام کیا۔ حق تعالیٰ نے ببرکتِ حضرت محبوب یزدانی صحت کامل عطا فرمائی اس مریضہ کی حالت ایسی ردی تھی کہ فیض آباد سے ریل پر عالم بیہوشی میں سفر کیا تھا۔ اس حالت صحت کو دیکھ کر منکر اِن کرامت اولیاء اللہ بھی معتقد ہو گئے۔

۲۵

③ ذکر صحت پانے زوجہ وکیل ضلع آرہ کا مٹی چراغ آستانہ سے

ضلع آرہ کے رہنے والے ایک وکیل کی بی بی پر ایک لڑکے سے زبردست جن کا اثر تھا۔

(۱) جب کسی طرح دعا، تعویذ سے دفع نہ ہوا تو چراغ آستانہ درگاہ شریف سے جو بہت کہنہ
" اور سندی تھا منگوا کر اپنی بی بی آسیب زدہ کے سامنے اس چراغ کو روشن کیا ۔

(۲) چالیس دن نہیں گذرنے پائے تھے کہ وہ جن دفع ہو گیا اور اس مریضہ کو صحت کامل ہو گئی
یہ ایک کرشمہ کرامات و تصرفاتِ مزار مبارک حضرت محبوب یزدانی کا جو اکثر میری یادداشت
میں تھا لکھدیا۔ جو اس آستانہ پر جاکر ایک دو چلہ قیام کرے تو سینکڑوں واقعاتِ
" عجیبہ اور حالات غریبہ اپنی آنکھوں سے دیکھے ۔

روضۂ مبارک کا نقشہ یہ ہے کہ گرد روضۂ مبارک کے ایک خندق ایسی چوڑی
اور گہری ہے کہ جس میں آدمی بلا کشتی کے عبور نہیں کرسکتا۔ بیچ میں اس کے روضۂ مبارک
(۳) کی فصیل بلند کرسی مثل قلعہ کے اس کے وسط میں قبۂ مزار فائز الانوار واقع ہے۔ اسی قبہ
میں حضرت نور العین کا بھی مزار ہے ۔ صحن کرسی روضہ کے بلندی پر حضرت کے قبہ شریف
کے پائیں مزارات حضرت شاہ حسن خلف اکبر سجادۂ آستانہ روح آباد مع ان مزارات
" کے جو اس زمانہ تک سجادہ نشین ہوتے چلے آئے واقع ہیں۔ اور مزارِ شاہ حسن سے
پورب ادبًا کچھ پائیں کو ہٹا ہوا مزارِ شاہ حسین برادر خورد سجادہ نشین صاحب ولایت جونپور
معہ ان کے بعد کے سجادہ نشینان کے مزارات ہیں۔ روضۂ مبارک سے دس بیس زینہ
(۴) نیچے اتر کر صحن عدالت ہے ۔ یہاں پر حاجت مندان مرد و عورت، ہندو مسلمان صبح و
" شام حاضر ہوا کرتے ہیں ۔ ماہ محرم میں تاریخ ۲۵ سے ۲۹ تک عرس شریف ہوتا ہے ۔

(۵) فقیر اشرفی جامع رسالۂ ہٰذا اپنی خانقاہ میں تاریخ ۲۷ محرم کو زیارت تبرکات موئے
مبارک وغیرہ سے حاضرین کو مشرف کرتا ہے ۔ اور ۲۸ محرم کو جو عین تاریخ انتقال
" حضرت محبوب یزدانی قدس سرہ کی ہے۔ رسم خرقہ پوشی و مجلس قوالی اور فاتحہ وغیرہ
ادا کرتا ہے ۔

(۶) اور تاریخ وصال ۲۸ محرم سے ایک دن قبل ۲۷ محرم کو خاندان شاہ حسین کے
سجادہ نشین اپنی خانقاہ میں عرس کرتے ہیں۔ اس زمانۂ عرس شریف میں علاوہ حاجتمندوں
" کے اشخاص علمار اور مشائخ بھی تشریف لاتے ہیں ۔

(۱) دوسرا میلہ تمام مہینہ اگھن ہندی مہینہ میں رہتا ہے۔ اس میں بھی ہندو، مسلمان " ادنیٰ، اعلیٰ ہر قسم کے بیمار اور آسیب زدہ حاضر ہوتے ہیں اور شفا پاتے ہیں۔ گردِ روضہ نیر کے نام سے جو خندق بنی ہے اس میں اترنے کے واسطے داہنے بائیں صحنِ عدالت سے " زینہ بنا ہے۔ دونوں طرف یمین و یسار لبِ آب ایک ایک مسجد بنی ہے۔ جسطرف کوئی وضو کرے اس طرف کی مسجد میں نماز پڑھے۔

(۲) ہجومِ خلائق اسقدر ہوتا ہے کہ کہیں پیر رکھنے کو جگہ نہیں ملتی۔ انتظام قدرتی ایسا ہے کہ کوئی متنفس ایسا نہیں ہوتا جس کو کسی قسم کی ضرورت کی چیز نہ ملے۔ غلہ لکڑی، برتن، ترکاری، گھاس اور قسم قسم کی مٹھائی اور دو کانوں پر ہر قسم کا کھانا وقت پر ملتا ہے۔

(۳) فقیر اشرفی جامع رسالہ ہٰذا نے بطور عرضِ حال کچھ اشعار بطور قصیدۃ التجائیہ حضرت محبوب یزدانی کی طرف رجوع ہو کر لکھی۔ اور ان اشعار پر رسالہ کا خاتمہ کیا۔ بارگاہِ عالی میں قبولیت کی امید ہے۔

(۴) قصیدۂ اولیٰ

اے مرے سلطانِ سمناں لو خبر　　تاجدارِ ملکِ عرفاں لو خبر
سخت فکر و رنج میں ہوں مبتلا　　دردِ دل کے میرے درماں لو خبر
دور مت کیجیے حضوری سے مجھے　　رکھئے اپنے در کا مہماں لو خبر
حاسدوں کے دستِ جور و ظلم سے　　دو بچا اے شیرِ مرداں لو خبر
اس دلِ مردہ کو اب دیجیے جِلا　　اے مرے عیسیٰ دوراں لو خبر
مبتلائے رنج و غم کب تک رہوں　　دست گیرِ بے نوایاں لو خبر
نرغۂ اعدا میں گھبراتا ہے دل　　ابنِ حیدر شیرِ مرداں لو خبر
چاہتا ہوں ذکرِ حق میں زندگی　　دافعِ وسواسِ شیطاں لو خبر

خدمتِ دین متیں دل سے کروں — دینِ حق کے عزت و شاں لو خبر

مجھ فقیرِ بے سر و سامان کی — بے کسوں کے ساز و ساماں لو خبر

ظلمتِ عصیاں سے دل تاریک ہے — اے مرے خورشید تاباں لو خبر

اب نگاہِ لطف ہم پر کیجئے — ہوں نہایت ہی پریشاں لو خبر

آپکے دیدار سے آنکھیں ہوں شاد — دل میں ہو فرحت نمایاں لو خبر

ظالموں نے ظلم بے حد کر دیا — حامیٔ ہر جن و انساں لو خبر

شب (روز) ازل سے ہوں غلاموں میں ترے — کیجئے کچھ مجھ پہ احساں لو خبر

جب ستائیں دشمنِ بے دیں مجھے — میں کہوں اے نورِ ایماں لو خبر

کب کوئی محروم اس در سے پھرا — دیجئے بھر میرا داماں لو خبر

آپ کے در پر جو گستاخی کرے — ہو ذلیل و خوار و حیراں لو خبر

آستانہ کے غلاموں پر ذرا — کیجئے کچھ لطف و احساں لو خبر

بے ادب کوئی نہ اس در پر رہے — بھاگ جائے فوجِ شیطاں لو خبر

حلقۂ ذکرِ جہر کا جاری رہے — فیض ہو دل میں نمایاں لو خبر

بے شعور و بے ادب در سے ترے — ہو گئے مفرور و پریشاں لو خبر

اب نگاہِ لطف ہم پر کیجئے
ہوں نہایت ہی پریشاں لو خبر

① قصیدہ شریف ثانیہ

نہ مجھ سے چھوٹے گا ان کا دامن نہ مجھکو بھولے گا نام اشرف
میں بندۂ بے درم ہوں ان کا ازل سے ہوں میں غلام اشرف

میں انکی مدحت بیاں کروں کیا، کہ سارے عالم میں ہے یہ شہرت
مجدد وقت تھا جہاں میں بلند تر ہے مقام اشرف

انھیں کی محبوبیت کا نعرہ، ملائکہ نے فلک پہ مارا
زمیں پہ یہ شان غوث عالم، فلک پہ وہ احترام اشرف

جناب کے والد معظم نے، خواب دیکھا کہ مصطفےٰ نے (صلی اللہ علیہ وسلم)
یہ دی بشارت کہ ہم نے رکھا ہے، نام ان کا بنام اشرف

زمیں پہ روضہ ہے یا فلک پر، کچھ اس کی رفعت یہ کہہ رہی ہے
کوئی فلک کا ہے یہ بھی ٹکڑا، جہاں بنا ہے مقام اشرف

جو وحدت آباد جائے خلوت، تو کثرت آباد جائے جلوت
کہیں ہے وحدت کہیں ہے کثرت، عجب ہے دلکش نظام اشرف

جو روح آباد جا کے دیکھو، تو سیر روحی کا لطف آئے
جو بیٹھو دار الاماں میں جا کر، تو پاؤ واں فیض عام اشرف

بنے جہانگیر غوث عالم، جہان کے اولیاء کے افسر
ولی زمانے کے زیر فرماں، مطیع احکام عام اشرف

کسی نے تاریخ عرش اکبر، بنائے روضہ کی خوب لکھی
ہماری نظروں سے کوئی دیکھے، فلک سے بالا ہے بام اشرف

عدالت صبح و شام دیکھے، جو کوئی دربار اشرفی میں
تو بول اٹھے کہ اللہ اللہ، عجیب ہے انتظام اشرف

کہیں تو جنات جل رہے ہیں، کہیں خبائث تڑپ رہے ہیں
کسی کے سر بولتا ہے جادو، لکھوں میں کیا فیضِ علم اشرف
چراغ روضہ سے لیکے کاجل، لگائیں آنکھوں میں اپنے اعمیٰ
تو آنکھیں ہو جائیں انکی روشن، یہ ہے کراماتِ عام اشرف
یہ چشمۂ نیر گردِ روضہ، بآب شفاف و صاف جاری
مریض پیتے ہی ہوئیں اچھے، عیاں ہے یہ فیض عام اشرف
سوا رو کائی کو نیر کے بھی، خدا نے بخشی ہے یہ کرامت
کہ ہر مرض کی یہی دوا ہے، بنا ہے ہر اک غلام اشرف
یہ خاک روضہ میں ہے تصرف، کہ جس کو لیتے ہیں اہل حاجت
مریض اچھے ہوں جس سے لاکھوں، عجب ہے یہ فیض عام اشرف
زمیں سے تا آسماں جو دیکھا، عجیب قدرت کا ہے تماشہ
یہاں زمیں پر وہاں فلک پر، کھڑے ہوئے ہیں خیام اشرف
امید لطف و کرم ہے تیرے، میں عرضِ حاجت جو کر رہا ہوں
کرو توجہ ذرا ادھر بھی، کہ لے رہا ہوں میں نام اشرف
گھسے جو گستاخ و بے ادب آ، تمہارے دربار باصفا میں
نکالنا جلد اس کو حضرت، کرے گا بدنام نام اشرف
ادب سے جس نے کہ رخ کو پھیرا، غضب کا منھ پر لگا طمانچہ
جلال و جبروت شہ کا دیکھو، عجب ہے عالی مقام اشرف
اگر کسی طالب خدا پر، ذرا توجہ ہوئی تو ہر دم
کہے گا مدہوش کر چکا ہے، مجھے دو عالم سے جام اشرف
بھلا کوئی اشرفی سے پوچھے، کہ شاہ اشرف کی شان کیا ہے
کہے گا وہم و گماں سے برتر ہے، بلند ہے احتشام اشرف

تمت

اظہارِ عقیدت

سلسلہ عالیہ اشرفیہ کے عقیدت مندوں کو یہ معلوم کر کے مسرت حاصل ہوگی کہ گذشتہ چند برسوں سے بمبئی کے اہلِ عقیدت چند مختلف مقامات پر بالخصوص دارالعلوم محمدیہ و زکریا مسجد اور کربلا مسجد بھنڈی شاہ اسٹاپ ہل، بڑے ہی تزک و احتشام کے ساتھ زیرِ سرپرستی اشرف العلماء شہزادہ سمنان حضرت علامہ مولانا الحاج سید شاہ حامد اشرف صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ، بانی دارالعلوم محمدیہ و خطیب زکریا مسجد بمبئی۔ عرسِ مخدومی و عرسِ اشرفی کا روحانی پروگرام منعقد کرتے ہیں اور فیوض و برکات سے نہال ہوتے ہیں ــــــــ قرآن خوانی، نعت و منقبت، علمائے کرام کے نورانی و عرفانی بیانات کے علاوہ بزرگوں کے معمول کے مطابق حلقۂ ذکر کا بھی روح پرور اہتمام اور پروگرام ہوتا ہے اور عقیدتمندانِ اولیاء کرام کثیر تعداد میں شریک پروگرام ہو کر فیضیاب و بامراد ہوتے ہیں۔

ناظم

عرسِ اشرفی

بمبئی

اشرف المساجد ٹرسٹ کا

مختصر تعارف

حضرت مخدوم میر سید اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ غوث العالم آپ کے فیض روحانی سے عالم کا گوشہ گوشہ ستیز ہے اور اکتساب فیض کے لئے ہر طرف سے لاکھوں کی تعداد میں عقیدت مند عرس شریف کے موقع پر حاضر ہوتے ہیں۔ طالبان حق دراہِ صفا مطلوب تک پہونچتے ہیں۔ رجب شریف کی ستائیسویں تاریخ بڑی ہی اہمیت کی حامل ہے۔ اطراف عالم کے اولیائے کرام آپکے آستانہ پاک پر اکٹھا ہوتے ہیں۔ منزل سلوک کو طے کر کے مدنی تاجدار معراج والے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں قرب خاص سے نوازے جاتے ہیں۔

ایک بار مجھے عرس شریف کے موقع پر اپنی خانقاہ حسنیہ سرکار کلاں میں نماز جمعہ پڑھانے کا اتفاق ہوا۔ نمازیوں کا اژدہام تھا۔ اس وقت موجودہ خانقاہ میں چھوٹی بڑی کوئی مسجد نہ تھی۔ نمازیوں کو ادائے جمعہ میں بڑی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا۔ آستانہ عالیہ پر چھوٹی مسجد ہونے کی بنا پر مسجد بھر گئی نماز قبروں پر اور قبروں کے سامنے پڑھی گئی۔ دل میں آرزو پیدا ہوئی کاش ایک ایسی مسجد تعمیر ہو جس میں زائرین آستانہ پاک کو ہر طرح کی سہولت پہونچائی جائی اور زائرین اطمینان اور فراغ قلب کے ساتھ خشوع وخضوع سے منہیات شرعیہ سے محفوظ رہ کر پنجگانہ نماز و جمعہ و عیدین ادا کر سکیں اور بس۔ مسجد بنا کر نہ کسی مسجد کا اضافہ اور نہ نام ونمود مقصود اور نہ ہی تعمیری نمائش۔ محض خالصًا لوجہ الکریم تعمیر کا عزم کیا گیا۔

سلامی پھاٹک کے اندرونی حصہ میں جج صاحب[1] مرحوم کی زمین عم محترم سید شاہ رفیق اشرف و سید شاہ نظام اشرف ایڈوکیٹ و حضرت العلام اخی المعظم المکرم المحترم مولانا سید شاہ مجتبیٰ اشرف کے تعاون سے جج صاحب کی اولاد سے اسٹام پر لکھا کر حاصل کی گئی تاکہ شرعی کسی قسم کا کوئی نقص رہنے

[1] عالیجناب حمید اللہ خاں سربلند جنگ

چنانچہ ۱۹۷۸ء میں معززین خاندانی اور عمائدین قوم و ملت کی موجودگی میں حضرت شیخ الشیوخ خلوت نشین زاویہ بیت تارک معاملات زندگانی عامل وظائف اشرفی بقیۃ السلف خاندانی میرے حقیقی خالوجان عابد و زاہد سید شاہ ظہیر الدین اشرف اشرفی جیلانی متعنا اللہ تعالیٰ ببرکات حیاتہ کے مبارک ہاتھوں سے اشرف المساجد ٹرسٹ المعروف مسجد سنگ سماں کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ بنیادی تکمیل بدر طریقت عامل شریعت رہنمائے حقیقت حضرت مولانا حکیم سید شاہ قدیر احمد صاحب اشرفی جیلانی کی نگرانی میں ہوئی۔ ملک زادہ محب گرامی محمد عمر صاحب کا عملی تعاون خوب رہا۔ پھر کچھ ایسے نامساعد حالات پیدا ہوئے کہ فقیر سرمایہ کی فراہمی نہ کر سکا، جو جوئے شیر سے کم نہیں۔

پھر غیبی ہدایت کے بموجب روحانیہ پاک حضرت مخدوم اوحد الدین میر سید اشرف جہانگیر علیہ الرحمۃ والرضوان کارفرما ہوئی۔ درحقیقت اشرف المساجد ٹرسٹ غیبی ہدایت کی تصدیق اور تائید ہے

محب صادق و مکرم مولانا محمد امام الدین صاحب صانہ اللہ تعالےٰ عن شر کل حاسد و عین امام و خطیب جامع مسجد بسکھاری جوان سال و جواں ہمت نے رہنمائی کی اور آں موصوف ہی کو تعمیری نگرانی سونپ دی گئی۔ مولانا موصوف کے خلوص نے تعمیر میں نئی زندگی بخش دی۔ بحمدہ تعالےٰ و بکرم حبیبہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم، سلسلۂ تعمیر اب تک جاری ہے اور ابھی مسجد کا کام بہت باقی ہے۔ یہ میرے علم میں نہیں کب جاکر مکمل ہوگی۔ محض اس کی بارگاہ قدس میں رجا و امید کی قوت تمام کا سہارا ہے اور سرکار مخدوم علیہ الرحمہ میں یہ التجا ہے۔ ؎

اے اشرف زمانہ زمانے مدد نما — در ہائے بستہ راز کلید کرم کشا

اے سرکار مخدوم علیہ الرحمہ آپ کا نام لیوا آپ کی بارگاہ میں یوں عرض کرتا ہے ؎

یا سید اشرف جہانگیر — دست من زار و ناتواں گیر

اے سرکار مخدوم علیہ الرحمہ آپ کا ہوں، آپ کا کہلاتا ہوں، عرض مدعا ہے ؎

ہر کہ آمد بر درت امیدوار — بر نگردد چوں نیابد مدعا

اے سرکار مخدوم علیہ الرحمہ آپ نے فرزند نور العین کے فرزندوں کی ضمانت لی ہے یہ فقیر عرض کرتا ہے۔ ؎

سرورا شاہا کریما دستگیرا اشرفا حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے ما

اے سرکار مخدوم آپ کے دربار عالی کا ایک داعی بھکاری ہاتھ جوڑے پیار سے عرض کرتا ہے۔ ؎

اے جہانگیر پیر اے مخدوم
نزود از درت کسے محروم
بہر اولادِ خویش اے اشرف
حاکم وقت را بکن محکوم

سگِ بارگاہِ اشرف

سیّد حامد اشرفی جیلانی

۱۴ ربیع محرم الحرام ۱۴۰۵ھ
مطابق: ۱۱ اکتوبر ۱۹۸۴ء

بمبئی کی سنگلاخ سرزمین پر تشنگانِ علم کے لئے دینی سرچشمہ

سنی دارالعلوم محمدیہ

باولا مسجد، دلائل روڈ، بمبئی ۴۰۰۰۱۳
منارہ مسجد، محمد علی روڈ، بمبئی ۴۰۰۰۰۳

جہاں سے ــــ ابتک ۲۵۰ علماء ۴۰۰ حفاظ ۹۹ قراء ۴۸ کاتب سند فراغت حاصل کرچکے ہیں
جہاں کے ــــ فارغ شدگان طلباء بمبئی، کوکن، کرناٹک، گجرات اور ملک کے دیگر صوبوں میں دینی خدمات انجام دے رہے ہیں۔
جہاں کے ــــ فارغ شدگان طلباء بمبئی واطراف بمبئی کے تقریباً ۱۲۵ مساجد میں خطابت وامامت کے منصب پر فائز ہیں۔
جس کا ــــ فیضان ملیشیا، ہالینڈ، انگلینڈ، سعودیہ عربیہ وغیرہ تک پہونچ چکا ہے۔
جہاں ــــ اس وقت تقریباً ساڑھے تین سو طلباء علوم دین سے فیضیاب ہو رہے ہیں۔
جہاں کا ــــ دارالافتاء قوم کے الجھے ہوئے مختلف شرعی مسائل کا حل پیش کرتا ہے
جہاں ــــ ملک کے بائیس ۲۲ نامور اساتذہ تشنگانِ علم کی پیاس بجھا رہے ہیں۔
جو ــــ تیس ۳۰ سال کی قلیل مدت میں اپنی دینی خدمات کی بنا پر شہرت کی جس بلند ترین منزل پر پہونچ چکا ہے وہ محتاج تعارف نہیں۔
جو ــــ اس وقت تقریباً پندرہ ۱۵ لاکھ کا سالانہ خرچ برداشت کر رہا ہے

الحمدللہ! یہ مصارف قوم کے تعاون ہی سے پورے ہوتے رہے ہیں ــــ لہٰذا ــــ دردمندانِ قوم سے اپیل ہے کہ ہر خاص موقع پر اپنے اس محبوب ادارہ کو یاد رکھیں۔

زکوٰۃ، فطرہ، صدقات، چرم قربانی و دیگر عطیات سے دارالعلوم کا تعاون فرماتے رہیں

سید اطہر علی ناظم

سنی دارالعلوم محمدیہ باولا مسجد، دلائل روڈ، بمبئی ۴۰۰۰۱۳ ۔ فون: ۳۰۸۷۶۷۰
سنی دارالعلوم محمدیہ منارہ مسجد، محمد علی روڈ، بمبئی ۴۰۰۰۰۳ ۔ فون: ۳۷۵۴۲۷۰